المنهاج في القواعد والإعراب

نحو میر، ھدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی اور علم نحو کی دیگر پینتیس (۳۵) کتابوں کا خلاصہ

حضرت مولانا مفتی روح الامین صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر

سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

وسابق شیخ الحدیث ملاوی (سنٹرل افریقہ)

پسند فرمودہ

حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب

سابق استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبۃ الرشاد محلہ جنگی پشاور

0332-9011739

المنهاج فی القواعد والاعراب

علم النحو کا ایسا مجموعہ جس کی نظیر اردو نحو کی کتابوں میں ملنا مشکل ہے
جو نحو میر، ھدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی کے مطالعے اور سمجھنے
میں بیک وقت یکساں مفید ہے

مفتی روح الامین
سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

پسند فرمودہ

مولانا منظور احمد مینگل
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

انتساب

اپنے محبوب پیر ومرشد استاد محترم حضرت مولانا محمد یوسف افشانی صاحب زید مجدھم (استاد الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی) کے نام

.....جنہیں میں نے سلف صالحینؒ کی اعلیٰ صفات کا نمونہ پایا، اور انہیں کی ہمدردانہ نگرانی میں اور مشفقانہ اشاروں پر تعلیمی سفر کے ساتھ ساتھ تدریسی سفر پر گامزن ہوں۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب: المنهاج فی القواعد والإعراب

مؤلف: مفتی روح الامین

سنۂ اشاعت 2018ء 1439ھ

تعداد 1100

ناشر: مکتبہ الرشاد محلّہ جنگی پشاور

دیگر ملنے کے پتے

دینی کتب خانہ تیمر گرہ ، مکی کتب خانہ صوابی

مکتبہ عمر فاروق کراچی ، مکتبہ لدھیانوی کراچی

مکتبہ فاروق اعظم چارسدہ ، مکتبہ عمر فاروق پشاور

مولانا سمیع اللہ صاحب پشاور

0300-5906053

0332-9011739

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

مناظرِ اسلام، وکیل احناف حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

علوم آلیہ میں جو اہمیت اور مرکزیت علم النحو کی ہے وہ ماہرین فن پر مخفی نہیں۔ اس کے بغیر علوم عربیہ میں مہارت تو کجا واقفیت حاصل کرنا بھی عادۃً محال ہے، کیونکہ دیگر تمام علوم عربیہ کے لئے بنیاد یہی علم ہے۔ اسی لئے علوم آلیہ میں جتنی خدمت اس علم کی کی گئی کسی دوسرے علم کو یہ مقام نہ مل سکا۔

علم النحو کی اہمیت کے پیشِ نظر علماء امت کی کوشش رہی ہے کہ اسے سہل سے سہل اور جامع انداز میں پیش کیا جائے تاکہ اس سے استفادہ مزید آسان ہو۔ اس مقصد کے لئے بعض حضرات نے اسے اشعار کی لڑی میں پرو دیا، بعض نے نثر کی صورت کو اختیار کیا، بعض نے تسہیل کو ترجیح دی، بعض نے ترکیب کے حوالے سے اس فن کی خدمت کی، الغرض علم النحو مسلسل علماء کی خدمات سے آبیاری حاصل کرتا رہا۔

زیرِ نظر تالیف بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مفتی روح الامین (سابق مدرس جامعہ فاروقیہ) علم النحو سے خاص تعلق رکھتے ہیں، نحو کے حوالے سے ان کی علمی و عملی خدمات قابلِ تعریف ہیں۔

مفتی صاحب نے نحو کی امہات سے اہم قوانین و فوائد کو یکجا کر کے اہلِ علم پر احسان فرمایا۔ ویسے تو علم النحو از اول تا آخر قوانین ہی کا مجموعہ ہے۔ انہی قوانین کی روشنی میں علوم عربیہ سے واقفیت حاصل کی جاتی ہے تاہم بعض قوانین و فوائد جن تک رسائی کے لئے سینکڑوں صفحات کنگھالنے پڑتے ہیں، مفتی صاحب نے انہیں بھی جمع کرنے کا التزام کیا اور اہلِ علم کو ایک ضخیم کتاب کا تحفہ عنایت کیا۔

امید ہے کہ علم النحو سے ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔

اللہ رب العزت مفتی صاحب کی کوششوں کو مقبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

مولانا منظور احمد مینگل

۱۴۲۶/۵/۱۱ھ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

پیش لفظ

الحمد للہ المرفوع شانہ المنصوب برھانہ المجرور سلطانہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المجزوم ختامہ وعلی الہ المختوم علیھم رضوانہ .

امّا بعد! حقیقت تو یہ ہے کہ علم النحو کی صحیح خدمت کا حق ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے ادا کر دیا ہے ،اب ان کے ملفوظات کو سہل اور آسان انداز میں طلبہ کرام تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔

کیونکہ قرآن وحدیث کا فہم اور اس میں بصیرت کاملہ کا حصول علم النحو پر موقوف ہے اور اس علم میں مہارت کے بغیر فہم قرآن وحدیث کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے، پس اللہ رب العزت نے اس حقیر کو اس عبادت میں شریک ہونے کی توفیق دی۔

اور الحمدللہ یہ کام اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے، اور اس کا ثمرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ کتاب ایک مقدمہ، تین حصّوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں علم النحو کی تعریف، موضوع اور غرض، کلمہ اور کلام کی تعریف اور اقسام وغیرہ کا ذکر ہے۔

پہلا حصہ اسم کے قواعد اور فوائد پر مشتمل ہے، جو کہ دو باب اور ایک خاتمہ پر حاوی ہے، تیسرے حصے کا تعلق حرف کے ساتھ ہے۔ جو کہ ایک مقدمہ دو باب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں حروف عاملہ اور غیر عاملہ کا بیان ہے جبکہ دوسرے باب میں حروف کو باعتبار معجم کے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں ایک خاتمہ ہے، جس کا تعلق جُمل سے ہے،

یہ کتاب تقریباً سولہ سو تیس (۱۶۳۰) قواعد وفوائد پر مشتمل ہے، جن کو اس فن کی بڑی بڑی کتب سے لیا گیا ہے۔ یہ کتاب انشاء اللہ قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے بہترین وندانہ دار مفتاح ثابت ہوگی، اور اس کی اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل اُمور کو ملحوظِ نظر رکھا گیا ہے اور یہی اس کی خصوصیات ہیں۔

(۱) یہ کتاب ''ھدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی کے انداز اور طرز پر مرتب کی گئی ہے تا کہ مذکورہ کتابوں کے سمجھنے میں بھی معاون ثابت ہو۔

(۲) یہ اس فن کی تقریباً چالیس مطوّل کتابوں کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

(۳) اس کتاب میں ہر قاعدے اور فائدے کو مثالوں کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے۔

(۴) مثالوں کے لئے قرآن مجید اور کتب حدیث کو مدنظر رکھا گیا ہے، تا کہ قرآن مجید اور حدیث کو صحیح سمجھنے میں آسانی ہو۔

البتہ جہاں قرآن اور احادیث میں مثال نہیں ملی ہے، وہاں وضاحت کے لئے شعر یا عرب کا مقولہ بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔

(۵) ہر قاعدہ اور فائدہ کو حوالوں کے ساتھ مدلل ذکر کیا گیا ہے، واضح رہے کہ ایک حوالے پر اکتفاء نہیں کیا گیا ہے۔ تا کہ اصل کتاب کی طرف مراجعت کرنے کے موقع پر جو کتاب مُیَسر ہو، مراجعت کر سکیں۔

(۶) ہر قاعدہ اور فائدہ کو آسان اور سہل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ ضعیف الاستعداد طلباء کے لئے اپنی علمی استعداد میں قوت کا سبب اور معاون ہو۔

(۷) علل اور وجوہ سے حتی الوسع اجتناب کیا گیا ہے۔ البتہ بعض مشہور مسائل اور قواعد میں علماء نحویہ، سیبویہ، اخفش، مبرد وغیرہ کے اقوال نہایت ہی مختصر انداز میں ذکر کئے گئے ہیں۔

(۸) تیسرے حصے کے دوسرے باب میں حروف کو باعتبار معجم کے بیان کئے گئے ہیں، جن سے اکثر کتب نحو خالی ہیں۔

(۹) اس کتاب کا خاتمہ ایسی بحث سے متعلق ہے جس کا ذکر اردو کی کُتب نحو میں آپ کو نہیں ملے گا۔

(۱۰) یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جس کی نظیر اور مثال اُردو کی کتب نحو میں ملنا مشکل ہے۔

انشاء اللہ یہ کتاب اپنی مذکورہ خصوصیات کی وجہ سے اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ کے لئے بہترین مواد علم نحو بشکلِ قواعد اور فوائد کے مہیا کرے گی۔

اس موقع پر میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں محترم بھائی سلیم اللہ بالاکوٹی (متعلم جامعہ فاروقیہ کراچی) اور محترم بھائی محمد طاہر انکی (متعلم دارالعلوم کراچی) کا جنہوں نے اس کتاب میں میرے ساتھ بہت تعاون کیا ہے، خصوصاً اپنے محبوب مربی استاد محترم حضرت مولانا محمد یوسف افشانی صاحب (استاذ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی) جنہوں نے میری رہنمائی اور داد دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انہیں کی توجہات نے مجھ جیسے نالائق کو اس قابل بنادیا۔

آخر میں تمام قارئین کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً مطلع فرمادیجئے گا تاکہ آئندہ ایڈیشن میں آپ کی نشان کردہ غلطیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ کے لئے نافع اور راقم کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز

راقم الحروف

روح الامین بن محمد شاہ النوشہروی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	**انتساب**	
۲	**تقریظ** مولانا منظور احمد مینگل صاحب مدظلہ	
۳	**پیش لفظ**	
۴	مقدمہ:۔ علم نحو کی تعریف، موضوع اور فائدہ	۱۶
۵	علم نحو کی غرض	۱۶
۶	کلمہ کی تعریف اور اقسام	۱۷
۷	علامات اسم و فعل اور حرف	۱۸
۸	حصہ اوّل در بیان اسماء	۱۹
۹	باب اوّل در بیان اسماء معرب	۱۹
۱۰	تمہید: اسم معرب کی تعریف اور حکم	۱۹
۱۱	اقسام اعراب اسمائے متمکن (شانزدہ اقسام)	۲۰
۱۲	منصرف اور غیر منصرف کی بحث	۲۵
۱۳	خلاصہ اسباب منع صرف	۲۶
۱۴	غیر منصرف کی پہچان	۲۷

۱۵	فصل اوّل:۔ در بیان مرفوعات	۴۴
۱۶	مبتدأ اور خبر کی بحث	۴۴
۱۷	خبر کی بحث	۵۸
۱۸	فاعل کی بحث	۷۴
۱۹	نائب فاعل کی بحث	۸۹
۲۰	خبر حروف مشبہ بالفعل	۹۷
۲۱	افعال ناقصہ کا اسم	۱۱۷
۲۲	ماولا المشبہتان بلیس، لا اور ان کا اسم	۱۳۱
۲۳	لائے نفی جنس کی خبر	۱۳۷
۲۴	فصل دوم:۔ در بیان منصوبات	۱۴۱
۲۵	بحث مفعول مطلق	۱۴۱
۲۶	بحث مفعول بہ	۱۵۱
۲۷	بحث مفعول فیہ	۱۷۲
۲۸	بحث مفعول لہ	۱۸۳
۲۹	بحث مفعول معہ	۱۸۶
۳۰	بحث حال	۱۹۰
۳۱	بحث تمیز	۲۰۸
۳۲	بحث مستثنیٰ	۲۱۷
۳۳	افعال ناقصہ کی خبر	۲۳۰
۳۴	ماولا المشبہتان بلیس کی خبر	۲۳۷
۳۵	حروف مشبہ بالفعل کا اسم	۲۴۰

۳۶	لائے نفی جنس کا اسم	۲۴۲
۳۷	فصل سوم در بیان مجرورات	۲۴۶
۳۸	تتمّہ در بیان توابع	۲۶۵
۳۹	بحث صفت	۲۶۷
۴۰	بحث عطف بالحرف	۲۷۸
۴۱	بحث تاکید	۲۸۷
۴۲	بحث بدل	۲۹۶
۴۳	بحث عطف بیان	۳۰۴
۴۴	باب دوم در بیان اسمائے مبنیہ	۳۰۸
۴۵	مقصد اوّل:۔ در بیان اسماء غیر متمکنہ	۳۰۸
۴۶	بحث ضمائر	۳۱۲
۴۷	بحث اسماء اشارات	۳۲۸
۴۸	بحث اسماء موصولات	۳۳۳
۴۹	بحث اسماء افعال	۳۴۴
۵۰	بحث اسماء اصوات	۳۵۲
۵۱	بحث مرکبات	۳۵۳
۵۲	بحث اسماء کنایات	۳۵۶
۵۳	بحث اسماء ظروف	۳۶۴
۵۴	مقصد دوم:۔ در مباحث بقیہ احکام اسم	۳۶۶
۵۵	بحث تعریف و تنکیر	۳۶۶
۵۶	بحث علم	۳۶۷

۵۷	بحث معرفہ باللام	۳۷۵
۵۸	بحث اسمائے عدد	۳۸۰
۵۹	بحث تذکیر وتانیث	۳۸۸
۶۰	بحث تثنیہ	۳۹۷
۶۱	بحث جمع	۴۰۳
۶۲	خاتمہ در بیان مصدر واسماء مشتقہ	۴۱۷
۶۳	بحث مصدر	۴۱۷
۶۴	بحث اسم فاعل	۴۲۳
۶۵	بحث اسم مفعول	۴۲۹
۶۶	بحث صفۃ مشبہ	۴۳۱
۶۷	بحث اسم تفضیل	۴۳۴
۶۸	حصہ دوم :۔ در ابحاث اَفعال	۴۴۰
۶۹	بحث فعل	۴۴۰
۷۰	بحث اعراب مضارع	۴۴۸
۷۱	بحث عوامل ناصبہ	۴۵۱
۷۲	بحث عوامل جازمہ و بحث شرط وجزا	۴۵۵
۷۳	بحث افعال قلوب	۴۶۶
۷۴	بحث افعال مقاربہ	۴۷۱
۷۵	بحث فعل تعجب	۴۷۷
۷۶	بحث افعال مدح وذم	۴۸۳
۷۷	حصہ سوم :۔ در بیان حروف	۴۹۲

۷۸	مقدمہ در بحث حروف	۴۹۲
۷۹	باب اوّل مقصد اوّل در بیان حروف عاملہ	۴۹۷
۸۰	فصل اوّل در بیان حروف جارہ	۴۹۷
۸۱	فصل دوم در بیان حروف مشبہ بالفعل	۵۰۷
۸۲	فصل سوم در بیان ما ولا المشبہتان بلیس	۵۰۷
۸۳	فصل چہارم در بیان لائے نفی جنس	۵۰۷
۸۴	مقصد دوم:۔ در بیان حروف غیر عاملہ	۵۰۸
۸۵	قسم اوّل در بیان حروف عطف	۵۰۸
۸۶	قسم دوم در بیان حروف تنبیہ	۵۰۹
۸۷	قسم سوم در بیان حروف نداء	۵۰۹
۸۸	قسم چہارم در بیان حروف ایجاب	۵۰۹
۸۹	قسم پنجم در بیان حروف زیادت	۵۰۹
۹۰	قسم ششم در بیان حرفا تفسیر	۵۱۰
۹۱	قسم ہفتم در بیان حروف مصدریہ	۵۱۱
۹۲	قسم ہشتم در بیان تخصیص	۵۱۱
۹۳	قسم نہم در بیان حرف توقع	۵۱۲
۹۴	قسم دہم در بیان حرف استفہام	۵۱۲
۹۵	قسم یازدھم در بیان حرفا شرط	۵۱۲
۹۶	قسم دوازدہم در بیان حرف ردع	۵۱۲
۹۷	قسم سیزدہم در بیان تائے تانیث ساکنہ	۵۱۲
۹۸	قسم چہاردہم در بیان تنوین	۵۱۳

۹۹	قسم پانزدہم در بیان نون تاکید	۵۱۴
۱۰۰	باب دوم در بیان حروف باعتبار معجم	۵۱۵
۱۰۱	الهمزه	۵۱۵
۱۰۲	الألف	۵۱۹
۱۰۳	أجل	۵۱۹
۱۰۴	إذ	۵۲۰
۱۰۵	إذا	۵۲۲
۱۰۶	إذما	۵۲۴
۱۰۷	إذن	۵۲۴
۱۰۸	أل	۵۲۶
۱۰۹	ألاَ	۵۲۷
۱۱۰	ألا	۵۲۷
۱۱۱	إلاّ	۵۲۸
۱۱۲	إلىٰ	۵۲۸
۱۱۳	أم	۵۲۹
۱۱۴	أمّا	۵۲۹
۱۱۵	أمّا	۵۳۰
۱۱۶	إمّا	۵۳۱
۱۱۷	أمس	۵۳۲
۱۱۸	إنْ	۵۳۲
۱۱۹	أنْ	۵۳۳

۱۲۰	أنّ	۵۳۴
۱۲۱	إنمَا	۵۳۴
۱۲۲	أنّى	۵۳۴
۱۲۳	آهِ، آهٍ، آهَ، آهَا	۵۳۵
۱۲۴	أوْ	۵۳۵
۱۲۵	إىْ	۵۳۶
۱۲۶	أىِ	۵۳۶
۱۲۷	أىّ	۵۳۷
۱۲۸	أيّانَ	۵۳۹
۱۲۹	أين	۵۳۹
۱۳۰	بجل	۵۴۱
۱۳۱	بَلْ	۵۴۲
۱۳۲	بَيْنَ	۵۴۲
۱۳۳	بَيْنَا	۵۴۳
۱۳۴	ثُمّ	۵۴۴
۱۳۵	جَلَلْ	۵۴۵
۱۳۶	جَيْرَ	۵۴۵
۱۳۷	حاشا	۵۴۶
۱۳۸	حتّىٰ	۵۴۶
۱۳۹	حيثُ	۵۴۸
۱۴۰	خَلا	۵۴۹

۱۴۱	لَدُنْ	۵۴۹
۱۴۲	ذات	۵۵۰
۱۴۳	ذُو	۵۵۰
۱۴۴	رُبَّ	۵۵۰
۱۴۵	عدَا	۵۵۱
۱۴۶	علیٰ	۵۵۱
۱۴۷	عنْ	۵۵۲
۱۴۸	عوض	۵۵۲
۱۴۹	عندَ	۵۵۲
۱۵۰	غیر	۵۵۳
۱۵۱	قَدْ	۵۵۴
۱۵۲	باب الکاف	۵۵۵
۱۵۳	کلاّ	۵۵۶
۱۵۴	کلمّا	۵۵۶
۱۵۵	کما	۵۵۷
۱۵۶	کی	۵۵۷
۱۵۷	کیف	۵۵۷
۱۵۸	لا	۵۵۹
۱۵۹	لات	۵۶۱
۱۶۰	لعل،لکنّ	۵۶۱
۱۶۱	لمّا	۵۶۲

۱۶۲	لنْ	۵۶۳
۱۶۳	لَوْ	۵۶۳
۱۶۴	لولا	۵۶۵
۱۶۵	لومَا	۵۶۶
۱۶۶	ليتَ	۵۶۷
۱۶۷	ليس	۵۶۷
۱۶۸	مَا	۵۶۷
۱۶۹	متى	۵۷۰
۱۷۰	مُذْ	۵۷۱
۱۷۱	مَعَ	۵۷۲
۱۷۲	مِنْ	۵۷۳
۱۷۳	مَنْ	۵۷۴
۱۷۴	مُنذْ	۵۷۵
۱۷۵	مهما	۵۷۵
۱۷۶	نون	۵۷۶
۱۷۷	هَلاَ	۵۷۶
۱۷۸	واو	۵۷۶
۱۷۹	خاتمۂ کتاب در بیانِ جمل	۵۷۹
۱۸۰	مآخذ و مراجع کتاب	۵۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم نحو کی تعریف

علم نحو ایسے اصول کی تصدیقات کو کہتے ہیں جن سے اواخر کلمات کے اعرابی اور بنائی احوال پہچانے جائیں۔ (بشیر الناجیہ)

موضوع

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے، محققین علماء کے نزدیک علم نحو کا موضوع [1] "اللفظ الموضوع من حیث الإعراب والبناء" ہے۔ (متن متین ص ۱۰)

فائدہ

"تعدد الموضوع جائز بشرط جهة الوحدة" (ہامش علی متن متن ص ۹)

غرض

انسان عربی زبان بولنے اور لکھنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہے۔

---

[1] یہاں پر ایک اُمر مشترک ہے جو لفظ موضوع ہے، لہٰذا تعدد موضوع تعدد علوم کو اس وقت مستلزم ہوتا ہے جب امر مشترک نہ ہو، جیسا کہ اصول فقہ کے موضوع ہیں، کتاب، سنت، اجماع اور قیاس، حالانکہ علم ایک ہے کیونکہ ان کے درمیان بھی ایک امر مشترک ہے وہ ہے، اثبات حکم شرعی

کلمہ کی تعریف اور اقسام

کلمہ وہ لفظِ مفرد ہے جو اکیلے ایک معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: زید

کلمہ تین قسم پر ہے

اسم فعل حرف

وجہ حصر

کلمہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا، ذات ہوگا یا وصف یا رابط، اگر ذات ہو تو اسم، اگر وصف ہو تو فعل، اور اگر رابط ہو تو حرف۔ (متن متین ص ۱۶)

اسم کی تعریف

اسم وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائے اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہ پایا جائے۔ جیسے: "زید"

فعل کی تعریف

فعل وہ کلمہ ہے کہ جس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائے اور کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے: نَصَرَ (ماضی) یَنْصُرُ (مضارع) اُنْصُرْ (امر)

حرف کی تعریف

حرف وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے: مِن، الی وغیرھما.

علاماتِ اسم

اسم کی اڑتیس علامات ہیں۔

مجرور ہونا، دخولِ حرف جارہ، تنوین، ندا، دخولِ الف ولام، مسند الیہ واقع ہونا، مضاف واقع ہونا، مضاف الیہ واقع ہونا، مسمّٰی کی طرف اشارہ کرنا، اس کی طرف ضمیر لوٹنا، اسی جگہ اسم صریح آنا، فعل کے ساتھ اس سے خبر دینا، صفت واقع ہونا، جمع تصحیح ہونا، جمع تکسیر ہونا

تصغیر آنا، تثنیہ ہونا، مذکر ہونا، مؤنث ہونا، یائے نسبتیہ کا لاحق ہونا، فاعل ہونا، مفعول ہونا، کسی شخص (ذات) سے عبارت واقع ہونا، لام ابتداء کا داخل ہونا، ذوالحال واقع ہونا، الف ندبہ کا لاحق ہونا، اسم کا مرخم ہونا، ضمیر ہونا، علم ہونا، مفرد ہونا، معرفہ ہونا، نکرہ ہونا، تمیز واقع ہونا، حال منصوب واقع ہونا، منصرف ہونا، غیر منصرف ہونا، موصوف ہونا۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۵/)

علاماتِ فعل

فعل کی چودہ علامات ہیں۔

تائے فاعل کا ملحق ہونا، یائے فاعل کا ملحق ہونا، لحوقِ تائے تانیث ساکنہ، دخول قد، دخول سین، دخول سوف، دخول لو، دخول نواصب، دخول جوازم، حرف مضارع کا دخول، نون تاکید ملحق ہونا، ضمیر مرفوع بارز کا متصل ہونا، یائے متکلم کے ساتھ نون وقایہ کا لازم ہونا، اختلاف زمانہ کی وجہ سے صیغے مختلف ہو جانا۔ (الاشباہ جز ۲، ج ۱، ص ۱۰/)

علاماتِ حرف

حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم و فعل کی علامت سے خالی ہو یعنی علامات اسم و فعل سے خالی ہونا حرف کی علامت ہے۔

شعر

در حرف ہرگز نباشد اے عزیز
از علاماتِ اسم و فعل ہیچ چیز

(الاشباہ، جز ۲، ج ۱ ص ۵/)

حصہ اوّل

یہ دو باب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل در بیان اسم معرب

خلاصہ: یہ ایک تمہید، تین فصول اور تتمہ پر مشتمل ہے

معرب

معرب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اسم متمکن جبکہ ترکیب میں واقع ہو۔

(۲) فعل مضارع جبکہ نون تاکید اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو۔

اسم معرب کی تعریف اور حکم

اسم معرب وہ مرکب ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

حکم

اس کا آخر عامل کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جاتا ہے، اختلاف عام ہے لفظاً ہو یا تقدیراً۔

''اقسام اعراب اسماء متمکن'' (شانزدہ اقسام)

تعداد اقسام اعراب	اقسام اسمائے متمکن	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
۱	اسم مفرد منصرف صحیح	ضمہ جیسے: لفظ نوح ،(اذقال لهم اخوهم نوح الاتتقون) (الشعراء ۱۰۶)	فتحہ جیسے: (ولقد ارسلنا نوحاً إلى قومه) (ہود ۲۵)	کسرہ، جیسے (کذبت قوم نوح المرسلين) (الشعراء ۱۰۵)
۲	اسم مفرد قائم مقام صحیح	ضمہ، جیسے ''ولیّ'' (الله ولی الذین امنوا) البقرۃ: ۲۵۷	فتحہ جیسے: (وکفی بالله ولیا) (سورۃ النساء ۴۵)	کسرہ، جیسے (ومالکم من دون الله من ولی ولانصیر) (سورۃ البقرۃ ۱۰۷)
۳	جمع مکسر منصرف	ضمہ، جیسے: ''الرسل'' (تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض) (البقرۃ ۲۵۳)	فتحہ، جیسے: (ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک) (الرعد ۳۸)	کسرہ، جیسے: (من کان عدواً لله وملائکته ورسله وجبریل) (البقرۃ ۹۸)

۴	جمع مؤنث سالم	ضمہ، جیسے:(والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض) (التوبہ ۷۱)	فتحہ، جیسے:(وعدالله المومنين والمومنات جنات) (التوبہ ۷۲)	کسرہ، جیسے:(ويتوب الله على المؤمنين والمؤمنات) (الآیۃ:۷۳)
۵	غیر منصرف	ضمہ، جیسے:(واذقال ابراهيم لابيه آزر) (انعام ۷۴)	فتحہ، جیسے:(ولقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى) (ہود ۶۹)	کسرہ، جیسے:(سلام على ابراهيم) (الصافات ۱۰۹)
۶	اسمائے ستہ مکبرہ جو یائے متکلم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں، اسماء ستہ سے مراد "اب، اخ، حم، حن، فم، ذو مال" ہیں	واو، جیسے: "ابٌ" (قالتا لانسقي حتى يصدر الرعاء وابونا شيخ كبير) (القصص ۲۳)	الف، جیسے:(ماكان محمد ابا أحد من رجالكم) (الاحزاب ۴۰)	باء، جیسے: (ارجعوا الى ابيكم) (یوسف ۸۱)
۷	مثنیٰ	الف، جیسے "رجلان" (قال رجلان من الذين يخافون) (المائدۃ:۲۳)	یائے ماقبل مفتوح، جیسے:(فوجد فيها رجلين يقتتلان) (القصص ۱۵)	یائے ماقبل مفتوح، جیسے: "فئتين" (قد كان لكم اية في فئتين التقتا) (ال عمران ۱۳)

۸	کلا وکلتا، جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں	الف، جیسے: (إمّا یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما) (بنی اسرائیل ۲۳)	یائے ماقبل مفتوح، جیسے: (رایت الطالبین کلیھما)	یائے ماقبل مفتوح، جیسے: (سلمت علی الطالبین کلیھما)
۹	اثنان، اثنتان	الف، جیسے: (اذ حضر احدکم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم) (المائدۃ:۱۰۶)	جیسے: (قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین) (ھود ۴۰)	جیسے، (فان کن نساء فوق اثنتین) (النساء ۱۱)
۱۰	جمع مذکر سالم	واو ماقبل مضموم، جیسے: (آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون) (البقرۃ:۲۸۵)	یائے ماقبل مکسور، جیسے: (یاایھا النبی حرض المومنین علی القتال) (انفال ۶۵)	یائے ماقبل مکسور، جیسے: (وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمة للمومنین) (یونس ۵۷)
۱۱	اولو	جیسے: (واولوا الأرحام بعضھم اولی ببعض) (انفال ۷۵)	جیسے: (ان یوتوا اولی القربیٰ) (النور ۲۲)	جیسے: (او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال) (النور ۳۱)

۱۲	عشرون تاتسعون	جیسے: لفظ" ثلاثون" (وحمله وفصاله ثلاثون شهراً) (احقاف۱۵)	جیسے:(وواعدنا موسی ثلاثین لیلة) (الاعراف۱۴۲)	جیسے: "متین" (فمن لم یستطع فحکم فاطعام متین مسکیناً) (المجادلة۴)
۱۳	اسم مقصور(جس کے آخر میں الف لازمی ہو)	تقدیری ضمہ، جیسے:(إنا انزلنا التوراة فیها هدی (نور) (المائدة:۴۴)	تقدیری فتحہ ،جیسے :(والذین اهتدوا زادهم هدی) (محمد۱۷)	تقدیری کسرہ ،جیسے :(انک لعلی هدی مستقیم) (الحج ۶۷)
۱۴	اسم منقوص (جس کے آخر میں یائے ماقبل مکسور ہو)	تقدیری ضمہ، جیسے لفظ" الداع" (فتول عنهم یوم یدع الداع الی شیٔ نکر)(القمر۶)	فتحہ لفظی، جیسے: (یاقومنا اجیبوا داعی الله وامنوا به)(احقاف۳۱)	تقدیری کسرہ، جیسے:(اجیب دعوة الداع اذادعان) (البقرة:۱۸۶)
۱۵	جمع مذکر سالم(جبکہ مضاف ہو یائے متکلم کی طرف)	تقدیری واو، جیسے "مسلمی" (جاء نبی مسلمی)	یائے ماقبل مکسور، جیسے:(رایت مسلمی)	یائے ماقبل مکسور، جیسے: (مررت بمسلمی)

۱۶	جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو	تقدیری ضمہ، جیسے: "أخي" (واخي هارون هو افصح مني لساناً) (القصص ۳۴)(کتب الله لاغلبن انا ورسلي) (المجادلة ۲۱)	تقدیری فتحہ، جیسے: (ان هذا اخي له تسع وتسعون نعجة ولي نعجة واحدة) (سورہ ص:۲۳) (واتخذوا اياتي ورسلي هزوا) (الکہف ۱۰۶)	تقدیری کسرہ، جیسے (فأواري سوأة اخي) (المائدة:۳۱) (وامنتم برسلي) (المائدة:۱۲)

قاعدہ

اسم منقوص جب اضافت اور الف لام سے خالی ہو تو حالت رفعی اور جری میں یاء کو حذف کیا جاتا ہے اور اس کے عوض میں تنوین لائی جاتی ہے اور حالت نصبی میں یاء برقرار رہتی ہے۔

حالت رفعی کی مثال: ﴿انما انت منذر ولكل قوم هادٍ﴾ (الرعد/۷)

حالت جری کی مثال: ﴿ومن يضلل الله فماله من هاد﴾ (غافر/۳۳)

حالت نصبی کی مثال: ﴿وكفىٰ بربك هاديًا ونصيراً﴾ (الفرقان/۳۱)

فائدہ

اسماء ستہ کے اعراب مذکورہ کے لئے چار شرائط ہیں۔

۱۔ مفرد ہوں۔

۲۔ مکبر ہوں۔

۳۔ مضاف ہوں۔

۴۔ یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں البتہ "ذو" ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔

منصرف اور غیر منصرف کی بحث

اسم کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ منصرف

۲۔ غیر منصرف

منصرف کی تعریف

منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہ ہو۔

غیر منصرف

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب (قائم مقام دو سبب کے ہو) موجود ہو۔ (الاشباہ، اشمونی، موسوعۃ النحو: ۶۴۳)

منصرف کا حکم

منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکتیں اور تنوین آتی ہے۔ (الاشباہ، رضی)

غیر منصرف کا حکم

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی اور جر ہمیشہ فتحہ کے تابع ہوتا ہے۔ (رضی، الاشباہ، شرح شذور الذہب)

جیسے: ﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن﴾ (الآیة)

﴿لقد نصرکم الله فی مواطن کثیرة﴾ (الآیة)

﴿إذ قال الله یاعیسی ابن مریم﴾۔ (الآیة)

محل استشہاد

رمضان: مضاف الیہ واقع ہے۔

مواطن: حالت جری میں واقع ہے۔

مریم: حالت جری میں مضاف الیہ واقع ہے۔

اسباب منع صرف

اسباب منع صرف کل نو ہیں، جن کو ایک شعر میں جمع کیا گیا ہے۔

شعر

عدل ووصف وتانیث ومعرفة — وعجمة ثم جمع ثم ترکیب

والنون زائدة من قبلها الف — ووزن فعل وهذا القول تقریب

(شرح جامی، الاشباہ ج ۲ ص ۱۰)

خلاصہ اسباب منع صرف

غیر منصرف کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ غیر منصرف جو ایک علت کی وجہ سے غیر منصرف بن جائے اور یہ دو ہیں۔

(۱) جس کے آخر میں الف تانیث ہو۔

(۲) صیغۂ جمع منتہی الجموع ہو۔

۲۔ وہ غیر منصرف جو دو علتوں کی وجہ سے غیر منصرف بن جائے، یہ یا تو علم ہوگا یا وصف

چھ مقامات میں علم غیر منصرف ہوتا ہے۔

۱۔ جب علم تائے لفظی کے ساتھ مؤنث ہو، جیسے: حمزۃ، معاویۃ یا تائے معنوی کے ساتھ مؤنث ہو۔ جیسے: "مریم، سعاد"

البتہ اگر اسم عربی مؤنثہ ثلاثی ساکن الاوسط ہو تو انصراف اور عدم انصراف دونوں جائز ہیں۔

۲۔ جب علم عجمی ہو اور تین حروف سے زائد ہو۔ جیسے: "یعقوب، ابراھیم"

۳۔ جب مرکب مزجی ہو مگر "ویہ" کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے: "بعلبک"

۴۔ جب الف ونون زائدتان کے ساتھ ہو۔ جیسے: "عثمان، عمران"

۵۔ جب فعل کے وزن پر ہو۔ جیسے: "اسد، تغلب، تشکر"

۶۔ جب معدول ہو۔ جیسے: "عمر"

اور وصف تین مقامات میں غیر منصرف ہوتا ہے

۱۔ جب فعلان کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث فعلیٰ نہ ہو۔ جیسے: ''سکران، عطشان''

۲۔ جب افعل کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث "تا" کے ساتھ نہ آتی ہو۔ جیسے: ''احمر''

۳۔ جب دوسرے وزن سے معدول ہو اور اس کی دو جگہیں ہیں۔

(۱) جب اعداد میں "فعال" یا "مفعل" کے وزن پر ہو۔ جیسے: ''احاد، موحد، ثناء، مثنیٰ''

(۲) جب "اُخَر"، "الاخر" سے معدول ہو۔ جیسے: ''اُخر''

(القواعد الاساسیہ: ص/۲۷۵)

فائدہ

اصل اسماء میں انصراف ہے اس لئے ایک سبب کسی اسم کو منع صرف کے حکم میں داخل کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے سبب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

غیر منصرف کی پہچان

دو قسموں کے علاوہ باقی سب اسماء منصرف ہیں۔

۱۔ نکرہ

۲۔ علم

اگر علم مندرجہ ذیل چھ اسماء میں پایا جائے تو غیر منصرف ہوگا، ورنہ منصرف

(۱) مؤنث لفظی یا معنوی میں ہو۔ جیسے: ''طلحۃ، زینب''

(۲) الف ونون زائدتان میں پایا جائے۔ جیسے: ''عثمان''

(۳) وزن فعل میں ہو۔ جیسے: ''احمد''

(۴) عجمہ میں ہو۔ جیسے: ''ابراھیم''

(۵) عدل میں ہو۔ جیسے: ''عمر''

(۶) مرکب منع صرف ہو۔ جیسے: ''بعلبکّ''

اسی طرح اگر نکرہ مندرجہ ذیل میں اسماء میں پایا جائے تو غیر منصرف ورنہ منصرف ہوگا۔

(۱) افعل صفتی کی صورت میں پایا جائے۔ جیسے: ''احمر''

(۲) فعلان کے وزن پر پایا جائے۔ جیسے: ''سکران''

(۳) اسم عدد ''فعال'' یا ''مفعل'' کے وزن پر ہو۔ جیسے: ''ثلاث، مثلث''

(۴) الف مقصورہ کی صورت میں پایا جائے۔ جیسے: ''حبلی''

(۵) الف ممدودہ زائدہ کی صورت میں پایا جائے۔ جیسے: ''حمراء''

(۶) جمع منتہی الجموع میں ہو۔ جیسے: ''مساجد''

(جامع الدروس ج۱، ص۱۴۸)

اسباب منع صرف	تعریف	سبب بننے کی شرائط	مثال
عدل	اسم اپنی شکل سے دوسری شکل میں قانون صرفی کے بغیر تبدیل ہو جائے	مادہ اصلی اور معنی اصلی برقرار ہو۔	ثلاث، مثلث، عمر، زفر
وصف	جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے جس میں بعض صفات کا لحاظ کیا گیا ہو	وصف اصلی ہو	اسود، ارقم (اگرچہ سانپوں کے نام ہیں)

تانیث	تانیث کی چار قسمیں ہیں		
	(۱) تانیث لفظی	علمیت	طلحة
	(۲) تانیث معنوی	علمیت ،اورامور ثلاثہ میں سے کوئی امر ہو،اما زائداً علی الثلاث او ثلاثیاً	زینب
			سقر
	(۳) تانیث بالف مقصورہ	متحرک الاوسط اَو عجمۃ	ماہ وجور
			حبلی
	(۴) تانیث بالف ممدودہ		حمراء
معرفہ	معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف علمیت مراد ہے	علمیت	ابراھیم
عجمہ	غیر عربی لفظ ہو	علمیت ،احدالامرین یعنی لفازائداً علی الثلاث اوالثلاثی المتحرک الاوسط	ابراھیم
			شتر
جمع	قائم مقام السببین ہو۔	جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہواور تاء کوقبول نہ کرتی ہو۔	دواب، مساجد ،مصابیح
ترکیب	مرکب منع صرف مراد ہے	علمیت ترکیب اضافی اوراسنادی نہ ہو	بعلبک

وزن فعل	اوزان فعل میں سے کسی وزن پر ہو	وزن فعل کے ساتھ مختص ہو ورنہ وزن فعل کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور آخر میں تائے تانیث نہ ہو	شمر، ضرب احمر
الف نون زائدتان		اگر ہو تو علمیت، صفتی ہو تو اس کی مونث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو۔	عمران، عثمان سکران

قاعدہ

عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ (کافیہ، ھدایۃ النحو)

فائدہ

وصف علم کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وصف ذات مبھمہ ماخوذۃ من بعض الصفات پر دلالت کرتا ہے اور علم ذات معینہ پر دلالت کرتا ہے۔ (عامۃ الکتب)

قاعدہ

جن اسباب کے ساتھ علم جمع ہوتا ہے جب ان اسماء سے علمیت زائل ہوجائے تو یہ منصرف ہوجاتے ہیں۔ (کافیہ، شرح جامی)

قاعدہ

اضافت اور الف لام کے دخول سے غیر منصرف منصرف کے حکم میں ہوجاتا ہے۔

اضافت کی مثال

جیسے ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ (التین ص/۴)

الف لام کی مثال

جیسے ﴿ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد﴾ (البقرۃ ۱۸۷)

(اشمونی، جامع، رضی)

فائدہ

عدل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عدل تحقیقی

(۲) عدل تقدیری

عدل تحقیقی کی تعریف

عدل تحقیقی وہ ہے جس کی اصل (پہلی صورت) پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ اور کوئی دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثلاث ومثلث

مثال: ﴿فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث﴾ [الآیۃ]

اس کی اصل "ثلاثة ثلاثة" ہے، اس لئے کہ ان کے معنی میں تکرار ہے اور تکرار معنی تکرار لفظ پر دلالت کرتا ہے۔

عدل تقدیری کی تعریف

عدل تقدیری وہ عدل ہے جس کی اصل پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: عمر، زفر، مثال "عن عمر بن الخطابؓ"

فائدہ

عدل کے چھ اوزان ہیں۔

فَعَال	ثُلَاث	فُعَل	صُفَر
مَفْعَل	مَثْلَث	فِعَال	قِطَام
فُعَلُ	أُخَر	فَعَل	سَحَر

(اشمونی)

فائدہ

ضرورۃ شعری اور تناسب کی وجہ سے غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین کا داخل ہونا جائز ہے۔

(موسوعۃ النحو ۶۵۵/)

مثال: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ مرثیہ کہا۔

صبت علیّ مصائبٌ لو انها　　صبت علی الایام صِرْن لیالیا

محل استشہاد

مصائب ہے، غیر منصرف پڑھنے کی صورت میں وزن ٹوٹ جاتا ہے۔

دوسری مثال: جیسے امام شافعیؒ کا امام ابوحنیفہؒ کی مدح میں شعر

اعد ذکر نعمانٍ لنا إن ذکرہ　　هو المسک ما کررته یتضوع

محل استشہاد

"نعمان" ہے، کسرہ اور تنوین نہ پڑھنے کی صورت میں شعر کی روانگی ٹوٹ جاتی ہے۔

تناسب کی مثال: (سلاسلاً و اغلالاً)

محل استشہاد

"سلاسلاً" ہے۔

فائدہ

منصرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حقیقی (۲) جعلی

پہلی قسم کی تعریف گزر چکی ہے۔

دوسری قسم کی تعریف؟

اور دوسری قسم کے اسباب پانچ ہیں۔

۱۔ ضرورت شعری　　کما مر مثالہ

۲۔ تناسب دو کلموں کے درمیان　　کما مر مثالہ

۳۔ تنکیر بعد العلمیۃ جیسے: "لکا فرعون موسیٰ" ای لکل مطاع جبار

۴۔الف ولام کا دخول جیسے: ﴿وانتم عاکفون فی المساجد﴾[الآیة]
۵۔اضافت جیسے: ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾[الآیة]
(شروح شرح جامی)

فائدہ

مہینوں کے ناموں میں چھ منصرف اور چھ غیر منصرف ہیں۔

غیر منصرف	منصرف	غیر منصرف	منصرف
جمادی الاولی	شوال	رمضان	ربیع الثانی
جمادی الاخری	محرم	صفر	ذوالقعدة
شعبان	ربیع الاول	رجب	ذوالحجة

فائدہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں میں سے صرف سات نام منصرف ہیں۔
محمد ،صالح ،ھود ،شعیب (عربی ہیں) اور نوح ،لوط ،شیث (عجمی ہیں)
باقی اسماء علمیت اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔
(شرح جامی، متن متین ص ۵۱، حاشیہ علی النحو الکافی ص ۱۰۳، موسوعۃ النحو ۶۵۵، حاشیۃ الصبان ج ۲، ص ۲۵۶)

مذکورہ اسماء کو شعر کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

گر ہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے
تا کدام ست اے برادر نزد نحوی منصرف
صالح و ہود و محمد با شعیب و نوح و لوط
منصرف داں و دگر باقی لاینصرف
(حاشیہ علی ہدایۃ النحو)

فائدہ

ملائکہ کے ناموں میں سے چار ناموں کے علاوہ باقی عجمی ہیں عجمہ اور علمیت کی وجہ سے

غیر منصرف ہیں اور چار عربی ہیں، جن میں سے رضوان غیر منصرف اور منکر، نکیر اور مالک منصرف ہیں۔ (موسوعۃ النحو: ص/۶۵۵، متن متین: ص/۵۲)

فائدہ

قبائل اور جگہوں کے ناموں کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر ان میں تانیث معنوی کے علاوہ دو سبب موجود ہوں جیسے: تغلب، باهلة، یا عرب سے غیر منصرف سنا گیا ہو۔ جیسے: هود، مجوس، دمشق، تو یہ ہمیشہ غیر منصرف پڑھے جائیں گے اور اگر عرب سے منصرف سنا گیا ہے تو منصرف پڑھے جائیں گے۔ جیسے: بنو کلب، بنو ثقیف، حنین۔

ان تین صورتوں کے علاوہ منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے یعنی اگر بتاویل مکان یا حیّ یا اب (قبیلہ) کے ہو تو منصرف ہوگا اور اگر بتاویل بقعہ یا قبیلہ کے ہو تو دو سبب (تانیث، علمیت) کی وجہ سے غیر منصرف پڑھا جائیگا۔

فائدہ

لفظ "عزیر" کو اگر عربی مصغر مانا جائے تو منصرف ہوگا اور اگر عجمی مانا جائے تو عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

(إعراب القرآن للزجاج، ۲/۴۶۷، جهد مقل، حاشیۃ الصبان ج ۲، ص/۲۵۶)

فائدہ

لفظ "ابلیس" بعض کے نزدیک عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے جبکہ بعض کے نزدیک اگرچہ عربی ہے، لیکن شبہ عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے، کیونکہ اس کو عرب زیادہ استعمال نہیں کرتے۔ (موسوعۃ النحو ص/۶۵۵، جهد مقل)

فائدہ

ضرورت شعری کی وجہ سے منصرف کو غیر منصرف بنانا صرف کوفیین کے نزدیک جائز ہے، بصریین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (رضی)

فائدہ

تانیث کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔تانیث لفظی فقط، جیسے: اولیاء ،شھداء ، یہ دونوں تانیث لفظی (الف ممدودہ) کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

۲۔تانیث معنوی فقط، جیسے: زینب ، کلثوم

۳۔تانیث لفظی ومعنوی، جیسے: فاطمة ،رقیة (إملاء مامنّ به الرحمن)

فائدہ

تانیث بالف مقصورہ میں ضروری ہے کہ الف اصلی ہو اور تاء کو قبول نہ کرتی ہو۔

(رضیؒ، شرح جامی)

فائدہ

دوسرے اعتبار سے مؤنث کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔تانیث بالتاء یعنی تانیث لفظی

۲۔تانیث معنوی

۳۔تانیث بالف مقصورہ

۴۔تانیث بالف ممدودہ

فائدہ

"ندمان" تب غیر منصرف پڑھا جائیگا، جب بمعنی "نادم" (پشیمان) کے ہو کیونکہ اس کی مؤنث "ندمانة" نہیں آتی اگر بمعنی "ندیم" ہو تو منصرف ہوگا۔ (شرح جامی)

فائدہ

لفظ "حسان من الحسن" (ایک صحابی کا نام ہے) اور ابان (راوی کا نام ہے) بروزن "فعلان" غیر منصرف اور بروزن "فعّال" منصرف ہیں، اسی طرح اگر لفظ شیطان "شاط یشیط" سے ہو تو غیر منصرف ہوگا اور "شطن" سے ہونے کی صورت میں منصرف ہوگا۔ (اشمونی ج ۳/۱۵۲، ھمع الھوامع ج ۱/۲۱)

فائدہ

لفظ "قـــرآن "معرّف باللام ہوتو علم ہوگا،لہٰذا بغیر الف لام کے یہ منصرف ہوگا ،پس الف لام کے ساتھ اگرچہ علمیت اور الف نون زائدتان پائے جاتے ہیں ،لیکن الف لام کی وجہ سے منصرف پڑھا جائیگا۔ (حاشیہ نورالانوار)

فائدہ

جمع منتہی الجموع اور تانیث بالفین اس لئے دوسبب کے قائم مقام ہوتے ہیں کہ جمع میں ایک جمعیت اور دوسرا لزوم جمعیت ہوتا ہے،اور تانیث بالف مقصورہ میں ایک تانیث اور دوسرا لزوم تانیث ہوتا ہے،لہٰذا دوسرے سبب کی ضرورت نہیں۔

(شرح جامی،رضی)

فائدہ

کلماتِ مبنی الاصل کے اسماء کو اگر بتاویل "کـلـمـة "لیا جائے تو علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہونگے اور اگر بتاویل "لـفـظ "ہوتو منصرف ہونگے یہ اسی وقت ہوگا جبکہ ان کو محل اعراب دیا جائے ورنہ اکثر کے نزدیک ان کے لئے محل اعراب نہیں ہوتا۔

(جامع ج ۱،ص ۱۴۲،متن متین ۴۸)

فائدہ

جمع مذکر سالم اور مؤنث سالم میں اگرچہ تنوین تمکن غائب ہوجاتی ہے ،لیکن پھر بھی قبل التسمیہ منصرف ہوتے ہے،لیکن اگر اس کو کسی کا نام رکھ دیا جائے تو غیر منصرف پڑھا جائیگا۔ (حاشیۃ الصبان ۲/۲۲۸،اشمونی ۱/۱۳۰)

فائدہ

عدل کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔عدل،عدد میں ہو۔جیسے:احاد معدول ہے واحد،واحد سے

۲۔عدل،اعلام میں ہو۔جیسے:عمر معدول ہے عامر سے
۳۔عدل،لام میں ہو۔جیسے:سحر معدول ہے السحر سے

(الاشباہ ج ۲/ص ۳۲/)

فائدہ

جالوت ،طالوت اورقارون یہ اسماء غیرمنصرف ہیں اور ان کے ہم وزن ''جاموس''،''طاؤوس'' اور ''راقود'' منصرف ہیں،اس لئے کہ اوزان میں ہم وزن ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ (الاشباہ ج ۱/ص ۳۲/،جمع الجوامع ج ۱/ص ۲۲/)

فائدہ

غیرمنصرف کی دو قسمیں ہیں۔
ا۔حالت تعریف وتنکیر میں غیرمنصرف ہو،اور یہ چھ اسماء ہیں۔
مساجد ،حبلیٰ ،حمراء ،سکران ،اُحاد ،احمر
۲۔معرفہ کی حالت میں غیرمنصرف اورنکرہ کی صورت میں منصرف ہواور یہ سات اسماء ہیں۔عثمان ،ابراھیم ،طلحة ،زینب ،عمر،حضرموت۔

(اشمونی ج ۳/ص ۱۳۵/،الاشباہ ج ۲/ص ۳۲/)

فائدہ

تانیث بالف مقصورہ ضرورت شعری کی وجہ سے منصرف کے حکم میں نہیں ہوسکتی ۔جیسے:''حبلیٰ ،دنیا ،سکری'' (الاشباہ ج ۲/ص ۳۳/)

فائدہ

علم کونکرہ بنانے کے دوطریقے ہیں۔
ا۔علم سے کوئی فرد غیرمعین مرادلیا جائے مثلاً بکر ایک جماعت کا نام ہے،اوراس سے بلاتعین کے کوئی ایک فرد مرادلیا جائے۔
۲۔علم سے وصف مشہور مرادلیا جائے۔جیسے:''لکل فرعون موسی''

فائدہ

منع صرف کے باب میں تائے تانیث کے لئے پانچ شرائط ہیں۔

۱۔تاء زائدہ ہو۔

۲۔تاء متحرکہ ہو۔

۳۔تاء کا ماقبل مفتوح ہو۔

۴۔اسم کے آخر میں ہو۔

۵۔وہ تاء حالت وقف میں ھاء سے بدل جائے جس کو تا مدورہ کہتے ہیں۔

(رضی)

قاعدہ

جمعیت اور علمیت دونوں جمع نہیں ہو سکتی، کیونکہ علم شی معین پر دلالت کرتا ہے جبکہ جمع مافوق الاثنین پر دلالت کرتی ہے۔ (شرح جامی)

فائدہ

الف ونون زائدہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ بعض تصاریف میں گر جاتے ہوں۔جیسے:نسیان ، کفران ، کو "نسی" اور "کفر" کی طرف رد کرنے کی صورت میں گر جاتے ہیں۔ (اشمونی ج۳،ص۱۵۳)

فائدہ

عجمہ پہنچاننے کی علامات یہ ہیں۔

۱۔نقل الائمہ

۲۔اسماء عربیہ کے اوزان سے نکلنا۔ابراھیم

۳۔حروف "ذلاقة" سے خالی ہونا جبکہ خماسی یا رباعی ہوں، حروف ذلاقہ یہ ہیں۔"مربنفل"

۴۔ایسے حروف کا جمع ہونا جو کلام عرب میں جمع نہیں ہو سکتے۔جیسے:جیم اور قاف

بغیر فاصلے کے، جیسے: "قبح جق" یا صاد اور جیم۔ جیسے: "جیم، صولجان"۔

(حاشیۃ الصبان ج ۲/ص ۳۵۷، اشمونی ج ۳/ص ۵۸، متن متین ص ۵، جمع الجوامع ج ۱/ص ۳۲، شرح المفصل ج ۱/ص ۶۶)

قاعدہ

صیغۂ منتہی الجموع کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کا پہلا کلمہ مفتوح اور تیسرا کلمہ الف اور اس کے بعد دو حرف ہونگے مدغم ہوں یا غیر مدغم۔ جیسے: "صوامع، صواف"

مثال:۔ ﴿لهدمت صوامع وبيع وصلوت ومساجد﴾ [الآية]

﴿فاذكروا اسم الله عليها صواف﴾ [الآية]

یا تین حروف ہوں گے جو ساکن الاوسط ہو جیسے: "محاریب" مثال: (یعملون له مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب) (رضی ج ۱/ص ۱۲۷)

مزید مثالیں:

مصاحف، شوارع، مجالس، شواهد، مشارق، مغارب، دنانیر، شیاطین، قوانین، موازین، اساطیر. (النحو الکافی ص ۱۰۶/، شرح المفصل ج ۱/ص ۶۳)

فائدہ

وزن فعل کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ منقول ہو اسم سے۔ جیسے: دُیَّلٌ، استبرق

۲۔ منقول ہو صفت سے۔ جیسے: احمر، ازرق

۳۔ منقول ہو فعل سے۔ جیسے: یشکر، یزید

ان تینوں قسموں میں منع صرف بننے کے لئے اختصاص بوزن الفعل یا غلبہ فی وزن الفعل ضروری ہے۔ (جمع الجوامع ج ۱/ص ۱۵۱)

فائدہ

یاد رہے کہ اسم منقوص کے آخر میں تنوین عوضی ہوتی ہے جو یائے محذوفہ کے عوض

میں آتی ہے، لہٰذا یہ غیر منصرف ہوتا ہے نہ کہ منصرف۔

(ھمع الھوامع ج ۱/ص ۳۶/، جامع ج ۱/ص ۱۵۷/)

فائدہ

کلامِ عرب میں عدل تقدیری میں بروزن "فُعَلُ" (علم مفرد مذکر) میں پندرہ اوزان غیر منصرف پائے جاتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

عمر، زفر، زحل، ثعل، جشم، جعج، قزح، دلف، عصم، جحی، بلع، مصر، ھبل، ھذل، قثم، اوران کے ملحقات یعنی کتع، جمع، بتع، اور بصع جو کہ جمع مؤنث کی تاکید کے لئے آتے ہیں۔

(جامع ص ۱۵۲/ ھمع الھوامع ج ۱/ص ۲۷/، موسوعۃ النحو ص ۶۵۳/)

قاعدہ

حروف مقطعات کو اگر سورتوں کے اعلام مانے جائیں تو علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے، ورنہ ان کا اعراب اعراب حکائی ہوگا۔

(متن متین ص ۴۹/، ھمع الھوامع ج ۱/ص ۳۵/)

قاعدہ

اگر نوح، ھود اور یونسؑ کو سورتوں کے نام قرار دیئے جائیں تو یہ غیر منصرف ہوں گے۔ (ھامش علی متن متین ص ۵۱/)

قاعدہ

اگر غیر منصرف کو مصغر بنایا جائے تو سبب منع صرف کے زائل ہونے کی وجہ سے منصرف پڑھا جائے گا۔ جیسے: "عمر" کی تصغیر "عمیر" جو منصرف ہے۔

اسی طرح الف مقصورہ میں "علیق علقیٰ" کی اور الف ونون زائدتان میں "سرحین سرحان" کی اور وزن فعل میں "شمیر شمّر" کی اور منتہی الجموع میں "جنیدک جنادک" کی تصغیر ہونے کی صورت میں منصرف ہوں گے، یاد رہے کہ ان سے مؤنث عجمہ اور ترکیب مستثنیٰ ہیں۔ (ھمع الھوامع ج ۱/ص ۳۶/)

قاعدہ

ایک اسم منصرف ہوتا ہے لیکن تصغیر ہونے کی حالت میں غیر منصرف بن جاتا ہے۔ جیسے: توسط (کسی کا نام ہو) منصرف ہے لیکن اس کی "تویسط" فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ (ہمع الھوامع ج ۱، ص ۳۷)

قاعدہ

"ھند" اور اس جیسے اسماء میں انصراف اور عدم انصراف دونوں جائز ہیں، لیکن ان کی تصغیر میں تا داخل ہوتے وقت غیر منصرف ہوں گے۔ (ہمع الھوامع ج ۱، ص ۳۸)

فائدہ

عدل تقدیری باعتبار محل کے چار قسم پر ہے۔

۱۔ تغییر شکل وصورت کے ساتھ ہو۔ جیسے: جمع معدول ہے أجمع سے (عند البعض)

۲۔ صرف نقصان کے ساتھ ہو۔ جیسے سحر اور أمس (وقت العلم) معدول ہیں السحر اور الامس سے۔

۳۔ تغییر صورت اور نقصان دونوں کے ساتھ ہو۔ جیسے عمر معدول ہے عامر سے

۴۔ زیادتی، نقصان اور تغییر حروف کے ساتھ ہو۔ جیسے مثلث معدول ہے ثلاثۃ ثلاثۃ سے (حاشیۃ الصبان علی الاشمونی ج ۲، ص ۲۳۷)

فائدہ

مثنیٰ وثلث اور رباع، وصف اور عدل تقدیری کی وجہ سے غیر منصرف ہیں، لیکن یاد رہے کہ ان پر الف لام داخل نہیں ہوتا اور ان کی اضافت بہت کم ہوتی ہے۔

(الاشمونی ج ۲، ص ۲۳۸)

فائدہ

"اخر" (اخری کی جمع) کبھی کبھار آخرۃ کے معنی میں آنے کی صورت میں انتفاء عدل کی وجہ سے منصرف ہوتا ہے، آخرۃ کا مذکر آخر آتا ہے۔ جیسے: ﴿ان علیه النشاة الاخری﴾ [الآیة] ﴿ثم الله ینشاء النشاة الاخری﴾ [الآیة] (الاشمونی ج ۲، ص ۲۳۹)

فائدہ

مندرجہ ذیل الفاظ بالاتفاق علمیت اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

(موحد، احاد، مثنیٰ، ثناء، مثلث، ثلاث، مربع، رباع)

ان کے علاوہ دس تک اعداد میں اختلاف ہے، کوفیین ان پر قیاس کرتے ہوئے جائز قرار دیتے ہیں، اور جمہور بصریین ناجائز قرار دیتے ہیں، ابوحیان کہتے ہیں کہ ایک سے لیکر دس تک عرب سے سنا گیا ہے۔ (اشمونی ج ۲، ص ۲۴۰)

قاعدہ

حروف ھجاء باعتبار حرف کے مذکر ہونے کی صورت منصرف ہوں گے اور باعتبار کلمہ کے مؤنث ہوں تو علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہونگے۔

(حاشیۃ الصبان ج ۲، ص ۲۵۵)

قاعدہ

جب صیغۂ منتہی الجموع اسم منقوص ہو اور الف لام کے ساتھ مقترن نہ ہو اور نہ مضاف ہو تو حالت رفعی میں ضمہ مقدرہ یائے محذوفہ کے ساتھ ہوگا اور حالت جری میں کسرہ یائے محذوفہ کے ساتھ ہوگا اور حالت نصبی میں فتحہ ظاہر کے ساتھ ہوگا۔

اور اگر مقترن بالملام یا مضاف ہو تو حالت رفعی اور جری میں یائے ساکنہ کے ساتھ ہوگا اور حالت نصبی میں فتحہ کے ساتھ ہوگا۔ (موسوعۃ النحوص ۶۵۰)

فائدہ

صیغۂ منتہی الجموع کے وزن میں یہ ضروری نہیں کہ جمع ہو بلکہ اگر مفرد بھی اسی وزن پر ہو تب بھی غیر منصرف ہوگا۔ جیسے "ھوازن" (قبیلۂ عرب کا نام ہے) اور "بیادر" (مذکر کے لئے علم ہے)۔ (موسوعۃ النحوص ۶۵۰)

فائدہ

عدل اور اشتقاق کے درمیان فرق یہ ہے کہ:

الاشتقاق :یکون بمعنیٰ اخر أخذ من الاول کضارب من الضرب
العدل:لایکون فی المعنی بل انما یکون فی اللفظ کعمر من عامر
(شرح المفصل ج۱،ص۶۲)

فائدہ

معدول کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔معرفہ

۲۔نکرہ

پہلی کی مثال، جیسے: عمر عامر سے معدول ہے اور یہ معرفہ ہے اس لئے کہ تنکیر کے وقت منصرف ہوجاتا ہے۔

دوسری کی مثال، جیسے: "مثنیٰ، ثلاث، رباع" یہ تینوں معدول اور نکرہ ہیں۔(شرح المفصل ج۲،ص۶۲)

تمہید ختم ہوگئی، اب اس کے بعد تین فصول کا ذکر ہوگا۔

فصل اول در بیان مرفوعات

مرفوعات کل آٹھ ہیں:

مبتدا اور خبر

مبتدا کی تعریف

مبتدا ایسا اسم حقیقی یا حکمی ہے جو عامل لفظی غیر زائد سے خالی ہوتے ہوئے مسند الیہ واقع ہو یا ابتداء وہ صفت ہے جو حرف نفی یا الف استفہام کے بعد واقع ہوتے ہوئے اسم ظاہر کو رفع دے۔

مبتدا اسم حقیقی ہو۔ جیسے: ﴿محمدٌ رسول الله﴾.....[الاية](الفتح ۲۹)

مبتدا اسم حکمی ہو۔ جیسے ﴿وأن تصوموا خيرٌ لكم﴾[الآية](البقرة ۱۸۴)"أی صيامكم خيرٌ لكم"

دوسری قسم کی مثال (۱): ﴿قال أراغب أنت عن الهتي ياابراهيم﴾ (مریم) مثال مذکور میں "اراغب" مبتدا ہے اور "انت" فاعل قائم مقام خبر ہے۔

(۲) ﴿يَسْتَنْبِئُونَكَ أحقٌ هو﴾ (یونس ۵۳) اس میں أحق مبتدا ہے اور هو فاعل قائم مقام خبر ہے۔ (عامۃ الکتب)

قاعدہ

مبتدا میں اصل معرفہ ہے اور خبر میں اصل نکرہ ہے۔

(عامۃ الکتب، ہدایۃ النحو ص/۳۱)

مبتدا اور خبر کی پہچان

(۱) مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے۔ جیسے: "الصبر ضیاءٌ" (الحدیث) (رواہ مسلم) اس میں "الصبر" مبتدا ہے اور "ضیاءٌ" خبر ہے۔

(۲) مبتدا اکثر اسم جامد ہوتا ہے، اور خبر اکثر مشتق ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿واللہ علیمٌ بذاتِ الصُدور﴾ [الایة] (سورۃ الاعراف)

(۳) جس اسم پر حکم لگ رہا ہے وہ مبتدا ہوگا اور جو حکم ہے وہ خبر ہوگا۔ جیسے: ﴿اللہ نور السمٰوٰت والارض﴾ [الایة] (النور)

(جامع ص ۱۷۹، زینی زادہ علی الکافیہ ص ۵۴، النحو الوافی ج ۱، ص ۴۰۱، النحو الکافی ص ۱۵۱)

فائدہ

مبتدا اور خبر کے عاملِ رافع کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) بصریین کے نزدیک مبتدا ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے جب کہ خبر کا عامل مبتدا ہے اور یہ مذہب راجح ہے۔ (متن متین ص ۸۴)

(۲) مبتدا خبر میں اور خبر مبتدا میں عامل ہے "عند الکوفیین"

(۳) یہ دونوں معناً مرفوع ہیں "عند الآخرین" (شرح المفصل ص ۸۴، رضی ص ۱۹۹)

قاعدہ

(۱) مبتدا مرفوع ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار حروف جارہ میں سے باز زائدہ یا "من" زائدہ یا رُبَّ زائدہ کے ذریعے مجرور بھی واقع ہوتا ہے۔ جیسے: (۱) "بحسبک اللہ" اس میں با زائدہ اور "حسبک" مبتدا ہے اور لفظ "اللہ" خبر ہے۔

(۲) ﴿ھل من خالقٍ غیر اللہ یرزقکم﴾ [الآیة] (فاطر ۳) اس میں مَن زائدہ ہے اور خالق مبتدا ہے اور مابعد خبر ہے۔

(۳) "رُبَّ کاسیةٍ فی الدنیا عاریةٌ یوم القیٰمة" اس میں ربَّ زائدہ ہے اور "کاسیة" مبتدا ہے اور "عاریة" خبر ہے۔ (جامع ص ۱۷۹)

قاعدہ

مبتدا میں اصل تعریف ہے لیکن نکرہ بھی واقع ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس میں تخصیص آ گئی ہو۔ "وجوہ تخصیص مندرجہ ذیل ہیں"

(۱) اضافت کی وجہ سے ہو، لفظی ہو۔ جیسے: "خمس صلوٰتٍ کتبھنّ اللہ"

یا معنوی ہو۔ جیسے: ﴿قل کل یعمل علیٰ شاکلتہٖ﴾[الآیۃ] (الاسراء ۸۴)

ای کل أحدٍ

(۲) صفت کی وجہ سے ہو چاہے لفظاً ہو۔ جیسے: ﴿ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ﴾[الآیۃ]

یا معنیً ہو۔ جیسے: ﴿الٓمٓر: کتٰبٌ انزلناہ الیک﴾ "ای کتابٌ عظیمٌ"

یہ موصوف صفت مبتدا ہے۔

(۳) نکرہ کی خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور نکرہ سے مقدم ہو۔ جیسے: ﴿وفوق کلِّ ذی علمٍ﴾[الآیۃ] (یوسف ۷۶)

﴿لکل اجلٍ کتاب﴾[الآیۃ] (الرعد ۳۸) اس میں لکل اجلٍ خبر مقدم اور کتاب مبتدا موخر ہے۔

(۴) نکرہ نفی یا استفہام یا لولا یا اذا فجائیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "ما احدٌ عندنا" ﴿أإلٰہٌ مع اللہ﴾[الآیۃ]

(۵) نکرہ عامل ہو۔ جیسے "امرٌ بمعروف صدقۃ ونہیٌ عن المنکر صدقۃ"

(۶) نکرہ مبہم ہو۔ جیسے اسماء شرط، واسماء استفہام اور ما تعجبیہ اور کم خبریہ وغیرہ۔ جیسے: "من یجتھد یفلحٌ" "من مجتھدٌ"؟ "وکم علماً فی صدرک"، "ما احسن العلم" "کم مالٍ لک"

(۷) نکرہ دعائے شر یا خیر کے موقع میں ہو۔ جیسے: ﴿سلامٌ علیٰ إل یاسین﴾[الآیۃ] (الصافات ۱۳۰) ﴿ویلٌ للمطففین﴾[الآیۃ]

(۸) نکرہ موصوف کا خلیفہ ہو۔ جیسے: "عالم خیر من جاھل ای رجلٌ عالمٌ"

(۹) نکرہ جملہ حالیہ کے شروع میں واقع ہو چاہے واؤ کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔ جیسے ﴿ثُمَّ انزل علیکم من بعد الغمّ أمنةً نُعاساً یغشیٰ طائفة منکم وطائفة قداهمّتهم﴾[الآیة] واو حالیہ وطائفۃ مبتدا اور "قداهمتهم" اس کے لئے خبر ہے۔

(۱۰) نکرہ سے مقصود تنویع ہو یعنی تفصیل اور تقسیم کرنا۔ جیسے "الناس رجلان رجل اکرمته ورجلٌ اهنتهٗ"

(۱۱) نکرہ کو معرفہ پر یا معرفہ کو نکرہ پر عطف کیا جائے۔ جیسے: "خالدٌ ورجلٌ یتعلمان النحو"

(۱۲) نکرہ کو نکرہ موصوفہ پر یا نکرہ موصوفہ کو کسی نکرہ پر عطف کیا گیا ہو۔ جیسے: ﴿قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها أذی﴾[الآیة] ﴿طاعة وقول معروف﴾[الآیة]

(۱۳) نکرہ سے حقیقتِ جنس مقصود ہو نہ کہ ایک فرد۔ جیسے "تمرة خیر من جرادة"

(۱۴) نکرہ جواب میں واقع ہو۔ جیسے کسی نے کہا "من عندک" اور جواب میں کہا جائے۔ "رجلٌ"

(النحو الوافی ص/۱۰۸، موسوعہ ص/۶۰۳، شرح شذور الذہب ص/۱۷۲)

فائدہ

امام سیبویہ اور متقدمین محققین نحاۃ کے نزدیک مبتدا میں یہ ضروری ہے کہ اس سے خبر دے سکے اور اس سے فائدہ حاصل ہو، معرفہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ (جامع ص/۱۸۲) اور صاحب جامیؒ نے اس کو راجح قرار دیا ہے۔

(الجامی ص/۸۳، النحو القرانی ص/۲۰۸، موسوعہ ص/۶۰۳، جمع الجوامع ص/۱۰۰)

قاعدہ

مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس پر کوئی قرینہ یا دلیل موجود ہو۔ جیسے: ﴿سورةٌ انزلنا﴾ (النور) ای هذه سورة (جامع ص/۱۸۳، موسوعہ ص/۶۰۵)

(علامہ سیوطیؒ نے چالیس وجوہات ذکر کیں ہیں تفصیل کے لئے الاشباہ والنظائر ج/۱، ص/۵۱، النحو الوافی ج/۱، ص/۴۴۲، الاشمونی ج/۱، ص/۱۹۱ دیکھئے)۔

قاعدہ

چار مقامات میں مبتدا کو حذف کرنا واجب ہے۔

(۱) مبتدا محذوف پر جواب قسم دلالت کر رہا ہو۔ جیسے: "فی ذمّتی لأفعلن کذا" ای فی ذمتی عهدٌ أو میثاقٌ"

(۲) مبتدا محذوف کی خبر اپنے فعل کا نائب ہو۔ جیسے: (صبرٌ جمیلٌ) ای صبری صبرٌ جمیلٌ، (سمعٌ وطاعة) ای امری سمع وطاعة۔

(۳) خبر مخصوص بالمدح (نعم) یا مخصوص بالذم (بئس) کے بعد واقع ہو۔ جیسے "نعم الرجل زید ای هو زید" "بئس الرجل ابولهب ای هو ابولهب"

(۴) اصل میں صفت ہو اور صفتیت سے مدح یا ذم یا ترحم کے مقام میں علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ جیسے: "مررت بالرجل الادیبُ أوالسفیهُ أوالبائسُ ای هو الادیبُ أوالسفیهُ أوالبائسُ"

(جامع ص/۱۸۳، موسوعہ ص/۶۰۵، ہمع الھوامع ص/۱۰۴)۔

فائدہ

مبتدا اس لئے مقدم ہوتا ہے کہ یہ ذات ہوتا ہے اور اخبار اس کے احوال ہوتی ہیں اور ذات مقدم ہوتی ہے احوال پر۔ (زینی زادہ علی ھامش الکافیہ ص/۵۴)

قاعدہ

وصف مبتدا واقع ہو سکتا ہے جبکہ اس سے پہلے نفی یا استفہام ہو اور اپنے موصوف کے ساتھ تثنیہ یا جمع میں مطابق نہ ہو۔ جیسے: "ماناجح الکسولان ،وما مذموم المجتهدون ،، اور اگر تثنیہ یا جمع میں مطابق ہو تو یہ خبر مقدم اور مابعد مبتدا موخر ہوگا۔ جیسے :"هل ناجحان الکسولان" اور اگر افراد میں مطابق ہو تو دونوں وجہیں جائز ہیں۔ جیسے :"ماناجح الکسولُ"۔

(موسوعۃ النحو ص/۶۰۴، النحو الوافی ج/۱، ص/۴۱۰، زینی زادہ، علی ھامش الکافیہ ص/۵۴)

قاعدہ

اصل مبتدا میں تقدیم ہے اور مندرجہ ذیل مقامات میں خبر پر مبتدأ کی تقدیم واجب ہے۔

(۱) جب مبتدا ان اسماء میں سے ہو جو صدرات کلام کو چاہتے ہیں۔ مثلاً: اسماء استفہامیہ وغیرہ جیسے: "من تکلم"، "ما اجمل السماء"

(۲) جب مبتدا لام ابتدا کے ساتھ مقترن ہو۔ جیسے: "لغدوة فی سبیل الله اورو حة خیر من الدنیا ومافیها" (بخاری) ﴿لخلق السمٰوت والارض اکبر من خلق الناس﴾ (غافر ۵۷)

(۳) جب خبر جملہ فعلیہ ہو اور اس میں ضمیر فاعل مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: "الولد یدرسُ"

(۴) جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں۔ جیسے: "أخی صدیقی" "أعز مکان فی الدنیا سرج سابحٍ"

(۵) جب مبتدا بواسطہ إلّا یا إنما کے خبر میں محصور ہو۔ جیسے: ﴿وما محمد إلا رسولٌ﴾ [الایة] ﴿إنما أنت نذیرٌ﴾ [الایة] (ھود ۱۲)

(۶) جب خبر مقرون بالفا ہو۔ جیسے: "الذی ینصحنی فمخلص"

(۷) جب خبر طلبی ہو۔ جیسے: "زیدٌ هل ضربته"

(۸) جب مبتدا دعا ہو۔ جیسے "ویلٌ لزید"

(۹) جب مبتدا أمّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "أمّا زیدٌ فقائمٌ"

(۱۰) جب مبتدا ضمیر شان ہو اور جملہ اس سے خبر واقع ہو رہا ہو۔ جیسے: ﴿قل هو الله احدٌ﴾ [الآیة]

(ھمع الھوامع ص ۱۰۲/۱، جامع ج ۲/۲، ص ۱۸۸/، النحو القرآنی ص ۲۱۷/، النحو الوافی ج ۱/۱، ص ۴۴۸/)

فائدہ

مبتدا کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جو خبر کی طرف محتاج نہ ہو اور یہ ایسا وصف ہو جو رفع دیتا ہو ایسے اسم کو جس کے ذریعے معنی پورا ہو جاتا ہو۔ جیسے: "ماقادمٌ الامیران" ما حرف نفی ہے "قادمٌ" مبتدا ہے اور "الامیران" فاعل قائم مقام خبر ہے۔

(۲) جو خبر کی طرف محتاج ہو، اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ مبتدا اسم صریح ہو۔ جیسے: ﴿الله نور السموت والارض﴾ [الآیة] (النور)

۲۔ مبتدا مصدر مؤول ہو۔ جیسے: ﴿أن تصوموا خیرٌ لکم﴾ "ای صیامکم خیرٌ لکم"، "أن تصوموا" مبتدا اور "خیر لکم" خبر ہے۔

۳۔ مبتدا ضمیر منفصل ہو۔ جیسے: ﴿قل هو الله احدٌ﴾ [الآیة] هو مبتدا ہے اور لفظ الله اس کی خبر ہے۔

(موسوعۃ ص/۲۰۳، النحو الکافی ص/۵۳، النحو الوافی ج/۱، ص/۴۰۳، شرح شذور الذہب ص/۱۶۹، جامع ص/۱۷۳، الاشمونی ج/۱، ص/۱۷۷)

قاعدہ

مبتدا کبھی ضمیر، کبھی اسم اشارہ اور کبھی اسم موصول بھی واقع ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿قل هو الله﴾ هو ضمیر منفصل مبتدا واقع ہے۔

اسم اشارہ کی مثال: ﴿واولئک هم المفلحون﴾ [الآیة] (البقرة)

اسم موصول کی مثال: ﴿الذین أتیناهم الکتٰب یعرفونهٗ کمایعرفون ابناء هم﴾ [الآیة] (البقرة) (النحو الوافی ص/۱۵۲)

قاعدہ

عوامل اصلیہ مبتدا پر داخل نہیں ہوتے اور غیر اصلیہ یعنی عوامل زائدہ یا شبیہ بالزائدۃ داخل ہو سکتے ہیں۔

زائدہ کی مثال: ﴿هل من خالق غیر الله﴾ [الآیة]

محل استشہاد

"خالق" مبتدا ہے، اور خبر محذوف ہے، ای لکم، اور ﴿بایکم المفتون﴾ [الآیة] میں

بازائدہ ہےاورایکم مبتدااور "المفتون "خبر ہے۔

شبیہ بالزائد کی مثال: "رُبَّ عالم یعمل بعلمه" (النحو الوافی ۴۰۵/)

قاعدہ

کبھی مبتدا کو خبر کی رعایت کرتے ہوئے مذکر ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿فذانک برهانان من ربک﴾ [الایة] (القصص)

حالانکہ اشارہ ید اور عصا کی طرف ہے، اور یہ دونوں مؤنث ہیں۔

دوسری مثال:

﴿فلما رأی الشمس بازغة قال هذا ربی هذا اکبر﴾ [الآیة] (انعام:۷۹) "هذا" کا مشارالیہ "شمس" ہے اور وہ مؤنث ہے لیکن خبر مذکر ہے اس لئے مبتدا بھی مذکر ہے۔ (النحو الوافی ج ۱ ص ۴۱۵/)

قاعدہ

"مَـــن" شرطیہ مبتدا ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے بعد ایسا فعل متعدی نہ ہو جو اپنے مفعولات کے ساتھ مکمل نہ ہو۔ جیسے: "من یعمل خیراً یشکره الناس"

(المنہاج فی القواعد والاعراب ص ۸/)

قاعدہ

"حیـــث" کے بعد جب اسم واقع ہو تو وہ ہمیشہ مبتدا ہوگا اور خبر محذوف ہوگی۔ جیسے: "أنت غنی من حیث اخلاقُک" اخلاقک مبتدا ہے خبر محذوف کے لئے

(المنہاج فی القواعد والاعراب ص ۸/)

قاعدہ

"لولا" کے بعد جب اسم واقع ہو تو ہمیشہ مبتدا ہوگا اور خبر محذوف ہوگی۔ جیسے قول عمرؓ "لولا علیٌّ لهلک عُمر" علیؓ مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے۔ (المنہاج ص ۸/)

قاعدہ

"ما" تعجبیہ ہمیشہ مبتدا واقع ہوتا ہے۔جیسے:"ما اجمل الربیع"
(المنہاج ص/۹)

قاعدہ

مخصوص بالمدح یا بالذم مبتدا واقع ہوتا ہے اور سابقہ جملہ اس کے لئے خبر واقع ہوگا۔(علیٰ توجیہ واحد) جیسے:"نعم الرجل زیدٌ "زید مبتدا ہے۔ (المنہاج ص/۹)

قاعدہ

کلمہ "عَمر"قسم میں مبتدا واقع ہوتا ہے۔جیسے:﴿لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون﴾[الایة] (المنہاج ص/۹)

قاعدہ

اگر دو اسم جمع ہو جائیں ،ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ مبتدا ہوگا۔اور نکرہ خبر ہوگا۔جیسے:﴿بل نحن محرومون﴾[الایة](القلم) (عامۃ الکتب،ھدایۃ النحوص/۳۱)

قاعدہ

اگر دو اسم جمع ہو جائیں اور دونوں معرفہ ہوں تو جس کو چاہیں مقدم کر کے مبتدا بنائیں۔جیسے:﴿محمدٌ رسول الله﴾[الایة]
(عامۃ الکتب،ھدایۃ النحوص/۳۱)

قاعدہ

ظرف اور جار مجرور مبتدا نہیں بن سکتے اگر کہیں آ جائیں تو حرف جر زائد ہوگا ۔جیسے﴿هل من خالقٍ غیر الله﴾[الایة] (عامۃ الکتب)

قاعدہ

"ما" استفہامیہ ہمیشہ مبتدا ہوتا ہے۔جیسے﴿وما ادرک ما یوم الدین﴾[الایة](الانفطار) (عامۃ الکتب)

قاعدہ

جب لفظ مفرد غیر مرکب یا مرکب ناقص ہوتو اس کا مبتدا محذوف ہوگا۔(علی قول) جیسے "بابٌ" "ای هذابابٌ" یافصلٌ ای:هذافصلٌ

قاعدہ

اسم اشارہ کے بعد اگر نکرہ ہوتو وہ صفت یا بدل یا عطف بیان نہیں بن سکتا بلکہ اسم اشارہ مبتدا ہوگا،اور نکرہ خبر ہوگا۔ جیسے ﴿ذالک حشرٌ علینا یسیر﴾ [الایة]

قاعدہ

اگر مبتدا مصدر ہوتو فاعل کے معنی میں،جیسے ﴿حسبنا الله﴾ "حسبنا" مبتدا مصدر بمعنی "حاسبنا" ہے اور لفظ "الله" خبر ہے۔

فائدہ

مبتدا اور خبر کو کتب نحویہ میں ایک عنوان میں ذکر کر دیا جاتا ہے،اس لئے کہ (۱) ان دونوں کا آپس میں تلازم ہے،(۲) دونوں اس امر میں مشترک ہیں کہ دونوں کا عامل معنوی ہے۔ (عامۃ الکتب)

قاعدہ

مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے جبکہ خبر،مبتدا محذوف پر دلالت کر رہی ہو،اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جب جواب استفہام واقع ہو اور یہ اکثر واقع ہوتا ہے۔ جیسے:﴿وما ادراک ماهیه نارٌ﴾ [الایة] (القارعۃ) ای هی نارٌ ﴿قل هل أنبئکم بشرٍ من ذالکم النار﴾ [الایة] ای هو النار

(۲) جب فا جوابیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے ﴿من عمل صالحًا فلنفسه﴾ [الایة] ای ففعله لنفسه ﴿وان تخالطوهم فاخوانکم﴾ [الایة] "ای فهم اخوانکم"

(۳) جب قول کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿وقالوا أساطير الاولين﴾ [الاية] "ای هو اساطير الاولين"

(۴) جب افتتاح سورۃ میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿سورةٌ انزلنا ها﴾ [الاية] (النور) "ای هذه سورةٌ"

(النحو القرآنی ص/۲۲۰، همع الهوامع ص/۱۰۳، مغنی اللبیب ج/۲، ص/۴۰۲)

قاعدہ

جب کئی مبتدا واقع ہوں تو آخری مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل کے لئے خبر ہوگا۔ "هكذا إلى المبتدا الاول" جیسے: زيد عمهٔ خاله ابوه اخوه قائمٌ" (همع الهوامع ص/۱۰۸)

فائدہ

جب مبتدا اسم موصول متضمن معنی شرط ہو تو جمہور نحاۃ کے نزدیک بعض نواسخ (سوائے إنّ، أنَّ، لكنّ کے) دخول کے وقت فا جزائیہ حذف ہو جاتی ہے، اس لئے کہ اسم شرط کے ساتھ مشابہت ختم ہو گئی۔ إنّ اور أنّ کی مثالیں۔

﴿إنّ الذين فتنوا المومنين والمومنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جهنم﴾ (البروج)

﴿واعلموا انّما غنمتم من شيءٍ فانّ لله خُمُسه﴾ [الاية] (الانفال)

(همع الهوامع ص/۱۱۰، الاشمونی ج/۱، ص/۲۱۶)

قاعدہ

(أفي الله شكٌ) اور "مافي الدار زيدٌ" جیسی تراکیب میں اسم مرفوع میں دو احتمال ہوتے ہیں۔

(۱) مرفوع ہو بنا بر ابتدائیت۔

(۲) مرفوع ہو بنا بر فاعلیت اور یہ راجح ہے اس لئے کہ خبر کو مقدم نہ کرنا اصل ہے۔

(حاشیۃ الدسوقی ج/۲، ص/۱۹۰)

فائدہ

اولیٰ بالحذف مبتدا ہے یا خبر؟ اس میں دو قول ہیں، بعض کے نزدیک مبتدا اولیٰ بالحذف ہے اور بعض کے نزدیک خبر اولیٰ بالحذف ہے۔ جیسے: ﴿فصبرٌ جمیلٌ﴾ [الایة] (یوسف) پس پہلے قول کے مطابق مبتدا محذوف ہے "ای شانی صبرٌ جمیلٌ" اور دوسرے قول کے مطابق خبر محذوف ہے۔ "ای صبر جمیل أمثل من غیرہ"

دوسری مثال ﴿طاعة وقولٌ معروفٌ﴾ [الایة] (محمد) "ای المطلوب منکم طاعةٌ" مبتدا محذوف ہے یا "طاعة أمثل لکم" خبر محذوف ہے۔

(حاشیۃ الصبان ج ۱/ص ۲۱۵، الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۵۲، ہمع الہوامع ص ۱۰۳)

قاعدہ

مبتدا اسم مفرد ہی ہوا کرتا ہے خواہ حقیقتاً ہو یا تاویلاً ہو۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۵۲)

فائدہ

مبتدا کی دوسری قسم اس لئے خبر نہیں چاہتی کہ یہ صورۃً اسم اور معناً فعل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ فاعل پر تام ہو جاتی ہے، اور اس کی تصغیر آتی ہے، نہ موصوف واقع ہو سکتی ہے اور نہ اس کی تعریف اور تثنیہ اور جمع آ سکتی ہے۔

(متن متین ص ۸۴، النحو الوافی ج ۱/ص ۴۰۳)

فائدہ

امام سیبویہؒ اور اخفش کا مذہب یہ ہے کہ صیغۂ صفت بغیر حرف نفی اور استفہام کے بھی مبتدا کی قسم ثانی بن سکتا ہے، یعنی حرف نفی اور استفہام کا واقع ہونا ضروری نہیں۔

(اوضح المسالک ج ۱/ص ۱۹۱، کاشفہ ص ۱۶۱)

فائدہ

انشاء میں مبتدا بالفعل محکوم علیہ نہیں ہوتا۔ جیسے "ھل زیدٌ موجودٌ" کیونکہ انشاء میں استفادہ ہوتا ہے نہ کہ افادہ، تو انشاء کو خبر پر محمول کیا جاتا ہے۔ (کاشفہ ص ۱۶۴)

قاعدہ

اگر اسم مرفوع کلام کی ابتدا میں واقع ہو اور پہلے کوئی کلمہ نہ ہو اور بعد میں ایسا فعل ہو جو صرف فاعل کی طرف محتاج ہو تو یہ اسم مبتدا ہوگا۔ (اوضح المسالک ج۳/ص۸۵)

قاعدہ

اگر "سواء" کے بعد ہمزۂ استفہام واقع ہو تو اس کے مابعد کو بتاویل مصدر کر کے مبتدا موخر بنایا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿سواءٌ علیهم أءَ نذرتهم أمْ لَمْ تنذرهم﴾ (البقرۃ۶) "أی إنذراک وعدم انذارک سواءٌ علیهم"۔ (جامع الدروس العربیہ ج۲/ص۱۷۴)

فائدہ

قرآن حکیم سے چند مثالیں جہاں مبتدا محذوف ہے۔

(۱) ﴿مسلمة لاشية فيها﴾ (البقرة:۷۱) أي: هي مسلمة.

(۲) ﴿فعدة من أيام أخر﴾ (البقرة:۱۸۴) أی: فالواجب عدة.

(۳) ﴿فما استيسر من الهدى﴾ (البقرة:۱۹۶) أی: فالواجب ماستيسر من الهدى.

(۴) ﴿لمن اتقى واتقوا الله﴾ (البقرة:۲۰۳) أی: هذا الشرع لمن اتقى.

(۵) ﴿الطلاق مرتان فإمساک بمعروف﴾ (البقرة:۲۲۹) أی: فالواجب ساک بمعروف

(۶) ﴿فنصف مافرضتم﴾ (البقرة:۲۳۷) أی: فالواجب نصف مافرضتم.

(۷) ﴿وصية لأزواجهم﴾ (البقرة:۲۲۹) أی: فالواجب وصية لأزواجهم.

(۸) ﴿لايَغُرَّنک تقلّب الذين كفروا في البلاد متاع قليل﴾ (آل ان:۱۹۶) أی: تقلبهم متاعٌ قليل

(۹) ﴿كُن فيكون﴾ (النحل:۴۰) أی: فهو يكون

(۱۰) ﴿صُمٌّ بكم عمى﴾ (البقرة:۱۸) أی: هم صمّ بكم عميٌ.

(۱۱)﴿ومن قتل مومنا خطأ فتحرير رقبة﴾ (النساء:۹۲)أی:فالواجب تحرير رقبة.

(۱۲)﴿قالوا فتحرير رقبة﴾(المجادلة:۳)أی:فالواجب تحرير رقبة.

(۱۳)﴿انما بغيكم على انفسكم متاع الحيوة الدنيا﴾ (يونس:۲۳)أی:ذلک متاع الحيوة الدنيا. (اعراب القرآن المنسوب الى الزجاج ج۱،ص۱۷۳،۱۸۶)

خبر

خبر کی تعریف

خبر وہ ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو، مسند بہ، صفت مذکورہ (فی المبتدا) کے مغایر ہو۔
(علامۃ الکتب)

فائدہ

خبر کی تین صورتیں ہیں۔(۱) مفرد (۲) جملہ (۳) شبہ جملہ

(۱) مفرد کی تعریف

مفرد سے مراد یہ ہے کہ نہ جملہ ہو اور نہ شبہ جملہ ہو بلکہ مفرد ہو یعنی ایک کلمہ ہو، خواہ مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع ہو۔ جیسے: حدیث قدسی ہے۔ "العِزُّ إزاري والكبرياء ُ ردائي فمن ينازعني في واحد منهما فقد عذبتهُ" (رواہ مسلم) مثال مذکور میں "إزاری "اور "ردائي "خبریں مفرد ہیں۔

دوسری مثال: ﴿والهكم الهٌ واحدٌ﴾ (البقرۃ:۱۶۳)

(۲) جملہ کی تعریف

خبر جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: ارشاد نبوی ہے "الدعاءُ هو العبادة " (ترمذی) "هو العبادة" جملہ اسمیہ خبر ہے، ﴿قلوبٌ يومئذٍ واجفة ،ابصارها خاشعة﴾ (النازعات:۸) یہاں "ابصارها خاشعة" جملہ اسمیہ خبر ہے۔

خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: ﴿الله نزل احسن الحديث كتاباً متشابهاً﴾ (الزمر:۲۳)

(۳) شبہ جملہ کی تعریف

شبہ جملہ سے مراد یہ ہے کہ خبر جار مجرور یا ظرف (زمان یا مکان) ہو۔

جار مجرور کی مثال: "البيّنة على المدّعي واليمين على من أنكر" (الحدیث) (رواہ البیہقی) مثال مذکور میں "على المدعى "محل رفع میں خبر واقع ہے۔

ظرف کی مثال: "الجنة تحت اقدام الامهات" (نسائی، ابن ماجہ)

(النحو الوافی ص ۱۵۷/۱، جمع الجوامع ص ۹۳/۱)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱) جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿وعلی ابصارهم غشاوة﴾ [الآية] (البقرة) ﴿ولدينا مزيد﴾ [الاية] (ق:۳۵)

(۲) مبتدا ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو خبر کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿افلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها﴾ (محمد:۲۴) "على قلوب" خبر مقدم اور "اقفالها" مبتدا موخر ہے۔

(۳) خبر ان اسماء میں سے ہو جو صدرات کلام چاہتے ہیں۔ جیسے: ﴿ويقولون متى هذا الفتح ان كنتم صادقين﴾ (السجدة:۲۸) "متى" خبر مقدم ہے اور "هذا الفتح" مبتدا موخر ہے، ﴿يسالون أيان يوم الدين﴾ (الذاريات:۱۲)

(۴) جب خبر مبتدا میں محصور ہو۔ جیسے: "ماخالقٌ إلا الله"

(جامع الدروس ج ۱، ص ۱۹/۱، النحو الکافی ص ۱۵۹/۱، النحو القرآنی ص ۲۱۰/۱)

قاعدہ

اکثر مبتدا کے لئے خبر ایک ہوتی ہے اور کبھی ایک مبتدا کے لئے کئی اخبار بھی واقع ہو سکتی ہیں۔ جیسے: ﴿وهو الغفور الودود، ذو العرش المجيد، فعالٌ لما يريد﴾ (البروج) "هو" مبتدا، "الغفور" خبر اول، "الودود" خبر ثانی، "ذو العرش" خبر ثالث، "المجيد" خبر رابع، "فعالٌ لما يريد" خبر خامس۔

(النحو القرآنی ص ۲۲۳/۱، النحو الکافی ص ۱۵۸/۱، جامع ج ۲/۲، ص ۱۸۵/۱، جمع الجوامع ص ۱۰۴/۱)

قاعدہ

مبتدا اور خبر کی ترتیب میں اصل یہ ہے کہ مبتدا پہلے ہوتا ہے اور خبر اس کے بعد واقع ہوتی ہے۔ (النحو الکافی ص ۱۵۸/۱، جامع ج ۲/۲، ص ۱۸۵/۱)

قاعدہ

خبر کی مبتدا کے ساتھ افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے بشرطیکہ ایسا اسم نہ ہو جس میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوں۔

(جامع ج ۲/ص ۱۸۴، موسوعہ ص ۶۰۷، النحو الوافی ص ۴۱۴)

قاعدہ

اگر خبر کے حذف ہونے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے :﴿اکلها دائم وظلها﴾[الایة](الرعد:۳۵)ای ظلها کذالک

(جمع الجوامع ص ۱۰۳/، جامع ج ۲/ص ۱۸۴، النحو الکافی ص ۱۵۹/)

قاعدہ

کبھی کبھار خبر کو مبتدا پر جواز اً مقدم کیا جاتا ہے، جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا معرفہ ہو۔ جیسے :﴿وفی السماء رزقکم "[الایة](الذاریات:۲۲)"وفی کتاب الله الخیر"

(النحو الکافی ص ۱۵۹/، جامع ج ۲/ص ۱۸۵/)

فائدہ

خبر کبھی اسم صریح ہوتی ہے اور کبھی مصدر مؤول ہوتی ہے۔

اسم صریح کی مثال

ارشاد نبویؐ ہے۔ "الحج مرة فمن زادفهو تطوع "(ابوداؤد) مثال مذکور میں " مرة "اسم صریح "الحج" سے خبر واقع ہے۔

مصدر مؤول کی مثال

ارشاد نبویؐ ہے۔ "الإحسان ان تعبدالله کانک تراه " (البخاری) مثال مذکور میں "ان تعبد" مصدر مؤول "الاحسان " کے لئے خبر واقع ہے۔

(النحو الکافی ص ۱۵۷/)

قاعدہ

خبر میں اصل یہ ہے کہ نکرہ اور مشتق ہو اور کبھی کبھار جامد بھی ہوتی ہے۔ جیسے :"هذا حجرٌ" (جامع الدروس العربیہ ج ۲، ص ۱۸۴)

قاعدہ

خبر کو چار مقامات میں حذف کرنا واجب ہے۔

(۱) جب خبر کسی صفت عامہ پر دلالت کر رہی ہو، اس کی دو صورتیں ہیں (۱) اس کے ساتھ جار مجرور یا ظرف متعلق ہو رہا ہو۔ جیسے: "الجنة تحت اقدام الامهات" (نسائی، ابن ماجہ) ای الجنة کائنة تحت .....الخ"، "العلم فی الصدور"۔

(۲) جب مبتدا "لولا" یا "لوما" کے بعد واقع ہو اور اس کی خبر عام ہو۔ جیسے :﴿لولا انتم لکنّا مؤمنین﴾ [الایة] (سبا:۳۱) اور "لوما الکتابة لضاع اکثر العلم "ای "لولا انتم موجودون "اور "لوما الکتابة موجودٌ"

(۲) جب مبتدا صراحۃً قسم میں مذکور ہو، کسی اور کا احتمال نہ رکھتا ہو۔ جیسے: ﴿لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون﴾ (الحجر:۷۲) ای لعمرک قسمی

(۳) جب مبتدا "واو" کے ذریعے معطوف علیہ ہو اور واؤ مصاحبت و ملازمت بمعنی "مع" پر دلالت کر رہا ہو۔ جیسے: "کل شیخ وطریقته ای کل شیخ وطریقته مقتریان ومتلازمان"

(۴) مبتدا مصدر ہو یا اسم تفضیل مصدر کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد حال واقع ہو، جو خبر واقع ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ جیسے: "تأدیبی الغلام میتاً ای تادیبی الغلام حاصلٌ"، افضل صلوٰتک خالیاً ممایشغلک ای افضل صلوٰتک حاصل"

(النحو الکافی ص ۱۶۱، جامع ج ۲، ص ۱۸۵، ہمع الھوامع ص ۱۰۴)

قاعدہ

اگر خبر میں ضمیر ہو جو مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس کی مبتدا کے ساتھ افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے جیسے "علی مجتهد" "فاطمة مجتهدة" "الشمس

والقمر آیتان من آیات اللہ" اور اگر ضمیر نہ ہو تو مطابقت ضروری نہیں۔ جیسے: "الناس قسمان، عالم ومتعلم ولا خیر فیما بینهما" (جامع الدروس العربیۃ ج ۲، ص ۱۸۶)

قاعدہ

جب خبر جملہ ہو تو اس میں ایک رابط ہونا چاہئے جس کے ذریعے خبر مبتدا کے ساتھ مربوط ہو، اس رابط کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) ضمیر بارز ہو۔ جیسے: "زیدٌ خُلقهٗ کریم" (۲) ضمیر مستتر ہو جو راجع الی المبتدا ہو۔ جیسے: ﴿والمطلقات یتربّصن بانفسهن ثلٰثة قروءٍ﴾ [الایة] (البقرۃ: ۲۲۸) (۳) ضمیر مقدر ہو۔ جیسے: "الفضة الدرهم بقرش" ای الدرهم منها (۴) مبتدا کی طرف اسم اشارہ ہو۔ جیسے: ﴿ولباسُ التقویٰ ذلک خیرٌ﴾ [الایة] (الاعراف: ۲۶) (۵) بعینہ مبتدا کا اعادہ ہو۔ جیسے: ﴿الحاقة ماالحاقة﴾ [الایة] (الحاقہ: ۱) (۶) مبتدا سے لفظاً عم کے ساتھ اعادہ ہو۔ جیسے: "سعیدٌ نعم الرجل"

(ہمع الھوامع ص ۹۷، جامع الدروس العربیۃ ج ۲، ص ۱۸۷، موسوعۃ ص ۶۰۷)

(علامہ سیوطیؒ نے دس روابط ذکر کئے ہیں مزید تفصیل "الاشباہ والنظائر" میں دیکھئے)

قاعدہ

کبھی خبر معناً جملہ بعینہٖ نفس مبتدا ہوتی ہے، اس میں مرابط کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے: ﴿قل هو اللہ أحدٌ﴾ [الایة] مثال مذکور میں "هو" ضمیر شان مبتدا ہے اور "الله احدٌ" جملہ بعینہٖ وہی ہے۔

(ہمع الھوامع ص ۹۶، جامع ج ۲، ص ۱۸۷، النحو القرآنی ص ۲۱۱)

قاعدہ

اسماء معانی اور اسماء اعیان سے ظروف مکان کے ذریعے خبر دی جاسکتی ہے۔ جیسے: "الخیر امامک" "الجنة تحت اقدام الامهات"

اور ظروف زمان کے ذریعے صرف اسماء معانی سے خبر دی جاسکتی ہے۔ جیسے "السفر غداً" ہاں اگر اسماء معانی سے خبر دینے کی صورت میں فائدہ حاصل نہ ہو رہا ہو تو جائز

ہے۔جیسے:"الليلة الهلال""نحن فی شهر كذا"

(جامع الدروس العربیۃ ج ۲،ص ۱۸۷،ھمع الھوامع ص ۹۹)

قاعدہ

اکثرنحاۃ کے نزدیک جملہ قسمیہ مبتدا کے لئے خبرواقع ہوسکتا ہے۔جیسے :﴿والذين هاجروا في سبيل الله من بعد ماظلموا لنبوئنّهم في الدنيا حسنة ﴾[الاية](النحل:۴۱)مثال مذکور میں "لنبوئنّهم "قسم محذوف کے لئے جواب ہے اور قسم مع جوابہ خبرواقع ہے "الذين الخ"مبتدا کے لئے۔

(النحو القرآنی ص ۲۱۴،البحر المحیط ج ۵،ص ۴۹۲،النحو الوافی ج ۱،ص ۴۲۸،رضی ج ۱،ص ۲۰۸)

قاعدہ

جملہ تشبیہ،مبتدا سے خبرواقع ہوسکتا ہے۔جیسے:﴿الذين كذبوا شعيباً كان لم يغنوا فيها ﴾ [الاية](الاعراف:۹۲)مثال مذکور میں "كان لم يغنوا "خبر ہے"الذين كذبوا" کے لئے۔ (النحو القرآنی ص ۲۱۴)

قاعدہ

جملہ انشائیہ بھی مبتدا کے لئے خبرواقع ہوسکتا ہے اگرچہ اکثرنحاۃ اس کوضعیف قرار دیتے ہیں،لیکن قرآن میں موجود ہے۔جیسے:﴿والذين يكنزون الذهب والفضة ولاينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم ﴾ مثال مذکور میں "الذين "اپنے صلہ سے مل کر مبتدا ہے اور "فبشرهم "جملہ انشائیہ اس سے خبرواقع ہے۔

(النحو القرآنی ص ۲۱۰،ھمع الھوامع ص ۹۶)

فائدہ

"من" اسم شرط مبتدا واقع ہوتو اس کی خبر میں تین تراکیب ہوسکتی ہیں۔جیسے ﴿ومن يبتغ غير الاسلام ديناً فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخسرين ﴾ [الاية](ال عمران:۸۵)

(۱)"من "اسم شرط مبتدا اور "يبتغ "اس کی خبر ہے۔

(۲)"من" موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مبتدأ، اور "فلن یقبل منه "جواب شرط خبر ہے۔

(۳)"من" مبتدأ، اور بعد میں شرط اور جزاء دونوں مل کر خبر واقع ہوں گی مبتدا کے لئے۔ (النحو القرآنی ص/۲۱۶، النحو الوافی ج/۱، ص/۴۰۳)

قاعدہ

"اذا" فجائیہ کی خبر کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے "خرجت فاذا معلمنا "ای "فاذا معلمنا موجودٌ" (موسوعۃ النحو ص/۶۰۷)

قاعدہ

"لولا" کے بعد خبر کو حذف کرنا واجب ہے جب کہ خبر عام ہو اور اگر خبر خاص ہو تو ذکر کیا جاتا ہے اگر کوئی قرینہ نہ ہو۔ جیسے: "لولا السفینة واسعة لما استعملت للنقل" (موسوعۃ ص/۶۰۷)

قاعدہ

جب جملہ (مبتدا اور خبر) جملہ شرط کے مشابہ ہو تو ارتباط کے لئے خبر پر فا کو داخل کیا جاتا ہے، اسی طرح مبتدا "أمّا" کے بعد واقع ہو تو خبر پر فا داخل کرنا واجب ہے۔ جیسے ﴿وأمّا ثمود فهديناهم﴾[الاية] (موسوعۃ ص/۶۰۸، الاشمونی ج/۱، ص/۲۱۶)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں مبتدا کی خبر پر "فا" داخل کرنا جائز ہے۔

(۱) جب مبتدا اسم موصول مقرون بالالف واللام ہو۔ جیسے: ﴿الزانية والزانی فاجلدوا﴾[الاية](النور)

(۲) جب مبتدا شبہ جملہ کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے: "جندیٌ فی الخندق فله احترامٌ" (یا) له احترامٌ" یا جملہ (فعل مضارع) کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے :"جندیٌ یشهد دفاعاً عن الوطن فهو خالدٌ" یا "هو خالدٌ"

(۳) جب مبتدا مضاف ہو، اس نکرہ کی طرف جو شبہ جملہ کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے: "کل جندی فی الخندق فله احترام" أو "له احترام"

(۴) جب نکرہ مضاف ہو اسم موصول کی طرف اور اس کا صلہ شبہ جملہ یا جملہ ہو ۔جیسے: پہلے کی مثال: "کل الذی فی الخندق فلهٗ احترام "یا"له احترام "
دوسرے کی مثال: "کل الذی یدافع عن الوطن فله احترام "یا"له احترام "
(۵) جب کوئی اسم، اسم موصول کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے: "الجندی الذی یشهد فله احترام "یا"له احترام "
(الھامش علی موسوعۃ النحو ص ۶۰۹، ھمع الھوامع ص ۱۰۵) مزید تفصیل کے لئے النحو الوافی ج ۱، ص ۴۹۰ دیکھئے۔

قاعدہ

جملہ ندائیہ خبر واقع نہیں ہوسکتا ہے۔ پس "زیدٌ یا أخاہ" کہنا درست نہیں اسی طرح جو جملہ مصدر لکن، بل یا حتی کے ساتھ ہو تو وہ بھی خبر واقع نہیں ہوسکتا ہے۔
(ھمع الھوامع ص ۹۶، النحو الوافی ج ۱، ص ۴۲۸)

قاعدہ

خبر سے اس ضمیر کو جو مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہو، حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو۔ جیسے "السمن منوان بدرهم "ای "منوان منه بدرهم "
(ھمع الھوامع ص ۹۷، وعامۃ الکتب)

فائدہ

ظرف یا جار مجرور جب خبر واقع ہو تو اصح قول کے مطابق "کون "مقدر اس میں عامل ہوتا ہے۔ (ھمع الھوامع ص ۹۸)

فائدہ

ابن کیسانؒ اور ابن مالکؒ کی تحقیق کے مطابق خبر حقیقت میں عامل محذوف ہوتی ہے اور ظرف کو خبر مجازاً کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک ظرف حقیقت ہے اور عامل نسیاً منسیاً ہوتا ہے۔ (ھمع الھوامع ص ۹۹)

فائدہ

بصریین کے نزدیک ظرف میں اسم مشتق کی طرح ضمیر ہوتی ہے، جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہے، موخر ہو یا مقدم، اور امام فراء کے نزدیک اس میں کوئی ضمیر نہیں ہوتی، ہاں اس کو موخر ذکر کیا جائے تو اس میں ضمیر ہوتی ہے۔ (ھمع الھوامع ص/۹۹)

قاعدہ

اگر ظرف ایسے معنیٰ سے جو زمانہ کے لئے نہ ہو، خبر واقع ہو تو اس کو مرفوعؑ، منصوب اور مجرور پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: "الصوم شهرٌ أو شهراً أوفي شهرٍ" "الاكل ساعةٌ أو ساعةً أوفي ساعة" (النحو الوافی ص/۴۳۷، ھمع الھوامع ص/۹۹)

قاعدہ

اگر اسمائے شہور میں سے اسم ظرف زمان اس مبتدا سے خبر واقع ہو جو معنیٰ زمانہ ہو تو خبر کو مرفوع پڑھنا متعین ہے۔ جیسے: "اول السنةِ المحرمُ"، "شهر الصوم رمضانُ" (النحو الوافی ج/۱، ص/۴۳۸، ھمع الھوامع ص/۱۰۰)

قاعدہ

اگر ظرف مکان غیر متعرف ذات یا معنیٰ سے خبر واقع ہو رہا ہو تو اس کو مرفوع اور منصوب دونوں پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: "الكبار جانب أو جانباً"، "الرجل امامک والدار خلفک" (النحو الوافی ج/۱، ص/۴۳۸، ھمع الھوامع ص/۱۰۰)

فائدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک لفظ "وحدہٗ" کا خبر واقع ہونا جائز نہیں۔ جیسے: "زیدٌ وحدہٗ" اور بعض کے نزدیک جائز ہے۔ (ھمع الھوامع ص/۱۰۰)

قاعدہ

دو اسم واقع ہوں، ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ مبتدا اور نکرہ خبر ہوگا مگر اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں۔

(۱) جب مبتدا اسم استفہام ہو۔ جیسے "کم مالک "" کم "مبتدا ہے اور "مالک "خبر ہے، حالانکہ "کم "نکرہ مبتدا ہے، اور "مالک "معرفہ خبر ہے۔

(۲) جب اسم تفضیل مبتدا واقع ہو۔ جیسے: "خیرٌ منک زیدٌ "" خیر منک "مبتدا ہے اور "زیدٌ "معرفہ خبر ہے۔ (ھمع الھوامع ص ۱۰۰/)

قاعدہ

کبھی مفعول مطلق یا مفعول بہ یا حال خبر کی جگہ میں واقع ہوتے ہیں تو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے: "زیدٌ سیراً "ای "یسیر سیراً "، "إنما العامری عمامتهٗ" ای متعهدٌ عمامتهٗ "" زیدقائماً "ای یثبت قائماً "۔

(ھمع الھوامع ص ۱۰۰/)

قاعدہ

جب مبتدا جمع غیر ذوی العقول ہو تو اس کی خبر مفرد مونث یا جمع مونث سالم، یا جمع مونث مکسر یا جمع تکسیر مذکر آ سکتی ہے۔ جیسے: "العقوباتُ رادعةٌ، اور دعاتٌ اور وادعُ، البیوتُ عالیة أو عالیات أو عوال أو أعال"

(النحو الوافی ج ۱/ ص ۴۱۴/)

قاعدہ

جب مبتدا جمع مؤنث ذوی العقول ہو تو اس کی خبر میں تین وجہیں جائز ہیں۔

مفرد مؤنث، جمع مؤنث سالم، جمع مؤنث مکسر۔ جیسے: "المتعلمات نافعة أو نافعات أو نوافع " (النحو الوافی ج ۱/ ص ۴۱۴/)

قاعدہ

جب خبر تقسیم یا تنویع پر دلالت کر رہی ہو تو افراد، تثنیہ اور جمع میں مبتدا کے ساتھ عدم مطابقت جائز ہے۔ جیسے: "الصدیق صدیقان مقیمٌ علی الوُدِّ والولاء وتارکٌ لهما " (النحو الوافی ج ۱/ ص ۴۱۵/)

قاعدہ

جب مبتدا متعدد الأفراد ہوتو اس کو قصد تشبیہ یا مبالغہ کی وجہ سے بمنزلہ مفرد قرار دیا جاتا ہے اور خبر کو مفرد لایا جاتا ہے۔ جیسے: "المقاتلون فی سبیل اللہ رجلٌ واحدٌ وقلب واحدٌ هم یدعلیٰ من سواهم" (النحو الوافی ج ۱، ص ۴۱۶)

قاعدہ

کبھی مبتدا مذکر کی خبر مؤنث ہوتی ہے جب کہ مبتدا کی اضافت مؤنث کی طرف ہو اور مبتدا مؤنث کی خبر مذکر ہوتی ہے، جبکہ اضافت مذکر کی طرف ہو مگر دو شرطوں کے ساتھ۔

(۱) جب مبتدا مضاف، مضاف الیہ کا جز ہو۔

(۲) جب مبتدا مضاف میں حذف کی صلاحیت ہو بغیر فساد معنی کے۔

پہلی صورت کی مثال قول شاعر۔

وماحبُّ الدیار شغفن قلبی ولکن حبُّ من سکن الدیار

مثال مذکور میں "شغفن" کی ضمیر "الدیار" (جو کہ مضاف الیہ ہے) کی طرف لوٹ رہی ہے، "حب الدیار" مبتدا ہے اور "شغفن الخ" خبر ہے۔

دوسری صورت کی مثال: "رؤیةُ الفکر عواقب الامور مانعٌ له من الشرع" "مانعٌ" (جو کہ خبر ہے) کی ضمیر "الفکر" (مضاف الیہ) کی طرف لوٹ رہی ہے۔

(النحو الوافی ج ۱، ص ۴۱۶)

فائدہ

جار مجرور یا ظرف تب خبر واقع ہو سکتا ہے جب ان کے ذریعے فائدہ حاصل ہو رہا ہو بغیر کسی خفاء اور التباس کے۔ جیسے: "الرجوع لیلة السبت" "زیدٌ فی الدار" ورنہ ناقص ہونے کی صورت میں یہ خبر کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جیسے: "محمود الیوم" "حامدٌ بک" (النحو الوافی ج ۱، ص ۴۳۴، الاشمونی ج ۱، ص ۱۹۰)

قاعدہ

کبھی مبتدا اور خبر دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے :"من یخلص فی أداء واجباته فهو عظیمٌ" ،" ومن ینفع وطنه فهو عظیم" "ومن یخدم الانسانیة"ای فهو عظیم " (النحو الوافی ص/۴۶۱)

قاعدہ

جب اخبار متعدد ہوں تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) متعدد ہوں لفظاً ومعناً۔ جیسے:﴿وهو الغفور الودود ،ذو العرش المجید ،فعّال لمایرید﴾ [الآیة](البروج) اس صورت میں عطف اور ترک عطف دونوں جائز ہیں۔

(۲) صرف لفظاً متعدد ہوں اور اس کی پہچان یہ ہے کہ بعض اخبار مبتدا کے لئے خبر واقع نہ ہو سکتی ہوں۔ جیسے:"هذا حلوٌ حامضٌ ای مُرٌّ " اس صورت میں عطف جائز نہیں ہے۔

(۳) اخبار متعدد ہوں اس لئے کہ مبتدا متعدد الافراد ہے۔ جیسے:"بنوک کاتبٌ وصانعٌ وفقیهٌ "اس صورت میں عطف واجب ہے۔ (الاشمونی ج/۱،ص/۲۱۴،النحو الوافی ج/۱،ص/۴۱۵)

قاعدہ

خبر کو مبتدا پر کسی حرف کے ذریعے عطف نہیں کیا جا سکتا مگر فا کے ذریعے دو مقامات پر عطف کیا جا سکتا ہے۔(۱) جہاں فالا نا لازمی ہو وہ دو جگہیں ہیں۔

(۱) مبتدا متضمن معنی شرط ہو اور اس کی خبر جملہ اسمیہ، یا امریہ، یا ناھیہ ہو۔ جیسے :﴿ومن عاد فینتقم الله منه﴾ [الایة](المائدة:۹۵)﴿ومن یتوکل علی الله فهو حسبه﴾(الطلاق)

(۲) جب امّا کے بعد مبتدا واقع ہو۔ جیسے:﴿وأمّا ثمود فهدیناهم﴾

(۲) جہاں فالا نا جائز ہو ضروری نہ ہو، اس کی دو جگہیں ہیں (۱) جب مبتدا اسم موصول ہو اور صلہ فعل یا ظرف ہو، (۲) نکرہ موصوفہ ہو اور صفت فعل یا ظرف ہو۔ جیسے

:﴿وما بكم من نعمة فمن الله﴾ [الاية](الاحقاف:۱۴۶)"والذی یاتینی فله درهم "﴿واللذان یاتیانها منکم فاذوهما﴾[الاية](النساء:۱۶)"وکل رجل یاتینی فله درهم " (الاشباہ والنظائر ج۱،۲،ص۵۰۸)

قاعدہ

اگر مبتدا کے بعد خبر جار مجرور یا ظرف واقع ہوتو جمہور بصریین کے نزدیک جملہ مثلاً "استقر" یا "ثبت" کے ساتھ متعلق ہوکر خبر بنے گا اور امام اخفش اور سیبویہ کے نزدیک مفرد۔ مثلاً "مستقر" یا "ثابت" کے ساتھ متعلق ہوکر خبر بنے گا۔ جیسے:﴿ذلکم بانکم اتخذتم اٰیٰت اللہ ھزوا﴾[الاية](الجاثیہ:۳۵)ذلکم مبتدا بانکم.....الخ جار مجرور علی قول الجمہور ثبت کے ساتھ متعلق ہوگا۔

اخفش اور سیبویہ کے نزدیک "ثابت" کے ساتھ متعلق ہوگا۔

(حدایۃ النحوص۳۲،شرح المفصل ج۱،ص۹۰)

قاعدہ

ضمیر جب مرجع اور خبر کے درمیان واقع ہوجائے تو خبر کی رعایت کرنا اولیٰ ہے۔

(تحریر سنبٹ شرح کافیہ ص۱۱)

قاعدہ

مبتدا اور خبر میں مطابقت کے لئے آٹھ شرائط ہیں۔

(۱) مبتدا اور خبر دونوں اسم ظاہر ہوں احترازی مثال:"وھی اسم وفعل وحرف"

(۲) خبر مشتق ہو وگرنہ مطابقت ضروری نہیں۔ جیسے:"الکلمة لفظ"

(۳) خبر حال لضمیر المبتدا ہو، احترازی مثال:"زینب وسقر وماہ وجور ممتنع"

(۴) خبر اسم تفضیل مستعمل "بمن" نہ ہو، احترازی مثال:"الصلوٰة خیرٌ من النوم"

(۵) خبر ایسا لفظ نہ ہو جو مذکر اور مونث میں برابر ہو۔ جیسے:"الابرة جریحٌ صبورٌ"

(۶) خبر، الفاظ مختصہ بالمؤنث میں سے نہ ہو، احترازی۔ مثال:"انت طالقٌ حائضٌ"

(۷) خبر اسمائے متوغلہ فی الابہام میں سے نہ ہو۔ جیسے:"[illegible]

،فوق ،تحت ،یمین ،شمال ،قبل ،بعد ان الفاظ کی اضافت اگر معرفہ کی طرف ہو جب بھی یہ معرفہ نہیں بنتے۔

(۸) خبر مبالغہ کا صیغہ نہ ہو۔

اتفاقی مثالیں:"زید عالمٌ ،زیدان عالمان ،زیدون عالمون ،فاطمة عالمة ،فاطمتان عالمتان ،النساء عالماتٌ۔ (کاشفہ شرح کافیہ ص/۲۹)

قاعدہ

خبر کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے جب ایسے "واو" کے بعد واقع ہو جو "مع" کے معنی میں ہو۔جیسے:"انت وشانک "ای انت وشانک مقرونان۔

(المنہاج ص/۱۰، متن متین ص/۹۶)

قاعدہ

"حیث" کے بعد اکثر خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے۔جیسے:"أنت مقدم علیٰ رفقائک من حیث لغتک "ای من حیث لغتک موجودة"

(المنہاج ص/۱۰)

فائدہ

کبھی مبتدا اور خبر دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے اور دلالت کے لئے صرف جار مجرور یا ظرف ہوتا ہے۔جیسے:"سافراخی الیٰ ماوراء البحار "ای سافراخی الیٰ ماھو کائن وراء البحار "ھو مبتدا کائن.....الخ خبر دونوں محذوف ہیں

(المنہاج ص/۱۱)

فائدہ

"الیوم "اگر "السبت "یا"الجمعه " وغیرہ سے خبر واقع ہو تو"الیوم " کو مرفوع پڑھنا اولیٰ ہے جب کہ منصوب پڑھنا مرجوح ہے۔

(النحو الوافی ج/۱،ص/۴۳۸، رضی ج/۱،س/۲۲۴، حاشیۃ الصبان ج/۱)

قاعدہ

مصدر کے ذریعے واحد، تثنیہ اور جمع سے خبر دینا صحیح ہے۔

(اوضح المسالک ج/۱،ص/۱۸۵، شرح المفصل ج/۱،ص/۹۳)

فائدہ

جب جملہ خبر واقع ہو تو اس کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) جملہ میں ایک ایسا رابط ہو جس کی وجہ سے مبتدا کے ساتھ مرتبط ہو۔

(۲) جملہ ندائیہ نہ ہو۔

(۳) جملہ "لکن" "بل" اور "حتیٰ" کے ساتھ مصدّر نہ ہو۔

(اوضح المسالک ج/۱،ص/۱۹۷)

فائدہ

ہر وہ مصدر جو مرفوع ہو اور اس کے بعد ظرف یا جار مجرور واقع ہو تو اس ظرف یا جار مجرور میں دو وجہیں جائز ہیں۔

(۱) یہ خبر واقع ہو۔

(۲) اس خبر کا متعلق خبر واقع ہو۔ جیسے: ﴿ویلٌ للمطففین﴾ ﴿اولیٰ لک﴾ [الایة]

(اوضح المسالک ج/۳،ص/۱۰۰)

فائدہ

قرآن مجید سے چند مثالیں جہاں خبر محذوف ہے۔

(۱) ﴿شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآنُ﴾ [الایة] (البقرة :۱۸۵) (علی قول) ای "فیما یتلیٰ علیکم" خبر مقدم "شهر رمضان" مبتدا مؤخر، "الذی .....الخ" مبتدا کے لئے صفت ہے۔

(۲) ﴿مثل الجنة التي وعدالمتقون﴾ [الایة] (الرعد:۳۵) یہ مبتدا اور خبر محذوف ہے ای "فیما یتلیٰ علیکم"۔

(۳)﴿أن تبرُّوا وتتّقُوا وتصلحوا بين الناس﴾ [الاية](البقرة :۲۲۴) خبر محذوف ہے ای "أولی"

(۴)﴿ان الذين امنوا والذين هادوا والصّابئون والنصارىٰ﴾ [الاية](المائدة:۶۹) یہاں "الصابئون" مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے ای "کذلک"

(۵)﴿وأن الله بريءٌ من المشركين ورسوله﴾ [الاية](التوبة:۳) ای رسوله بريءٌ

(۶)﴿أفمن كان على بيّنة من ربه ويتلوه شاهد منه ومن قبله كتاب موسىٰ اماماً ورحمة﴾ [الاية](هود:۱۱) "من كان ..... الخ" مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے ای "كمن كان علىٰ ضلالة"

(۷)﴿أفمن زُين له سوء عمله فرآه حسناً﴾ [الاية](فاطر:۸) یہاں خبر محذوف ہے۔"ای كمن لم يزين له ذلک"

(۸)﴿أفمن هو قائمٌ علىٰ كلِّ نفسٍ بما كسبت﴾ [الاية](الرعد:۳۳) خبر محذوف ہے۔"ای كمن لايقام عليه"

(۹)﴿أمن هو قانتٌ اناء الليل﴾ [الاية](الزمر:۹) خبر محذوف ہے۔"ای كالجاحد والكافر"

(۱۰)﴿لعمرک إنهم لفي سكرتهم يعمهون﴾ [الاية](الحجر:۷۳) "ای لعمرک قسمي" (اعراب القرآن المنسوب الی الزجاج ج ۲، ص ۴۳۷)

فاعل کی بحث

فاعل کی تعریف

ہر وہ اسم مرفوع ہے جس کی طرف فعل معلوم تام یا شبہ فعل (جو اس سے پہلے مذکور ہو) کی اسناد کی گئی ہو، اور اس ذات پر دلالت کر رہا ہو جس نے وہ فعل کیا ہو یا وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے: ﴿فتبارک اللہ أحسن الخالقین﴾ [الایة] (المائدۃ: ۱۲) ﴿خلق اللہ السمٰوٰت والارض﴾ [الایة]

(موسوعۃ النحو ص/۴۸۰، القواعد الاساسیہ ص/۸۷، أوضح المسالک ج/۲، ص/۸۳)

فاعل کا حکم

فاعل کا حکم یہ ہے کہ مرفوع ہوتا ہے وجوباً اور غالباً فعل کے بعد ہی بغیر فاصلے کے واقع ہوتا ہے۔ (موسوعۃ النحو ص/۴۸۰)

فائدہ

شبہ فعل سے مراد اسم فاعل، مصدر، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم مبالغہ اور اسم فعل ہے، یہ بھی فعل کی طرح فاعل کو رفع دیتے ہیں۔ (جامع الدروس العربیہ ج/۱، ص/۱۶۴)

قاعدہ

کبھی فاعل لفظاً مجرور بھی ہوتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) مصدر فاعل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ولولا دفع اللہ الناس﴾ [الایة] (الحج: ۴۰) "من قبلة الرجل امراته الوضوءُ" (الحدیث)

(رواہ مالک فی المؤطا) (الاشمونی ج/۱، ص/۳۸۶)

(۲) "باء" حرف جارہ زائدہ کی وجہ سے مجرور ہو۔ جیسے: ﴿وکفی باللہ شهیدا﴾ [الایة] (النساء: ۷۹)

(۳)"من" زائدہ کی وجہ سے مجرور ہو۔جیسے:﴿ماجاء نا من بشیر ولانذیر﴾[الایة](المائدۃ:۱۹)

(۴)"لام" زائدہ کی وجہ سے مجرور ہو۔جیسے:﴿هيهات هيهات لماتوعدون﴾[الایة](المومنون:۳۶)

ان تمام صورتوں میں فاعل لفظاً مجرور ہوتا ہے لیکن محلاً مرفوع ہوتا ہے۔

(المنہاج ص/۲۹،النحو الوافی ص/۱۸۶،جامع ج/۱،ص/۱۶۴،القواعد الاساسیہ ص/۸۷)

فائدہ

فاعل کا مسند (فعل یا شبہ فعل) کے بعد واقع ہونا واجب ہے اور اگر مقدم کیا جائے تو فاعل ضمیر مستتر ہوگا جو فاعل کی طرف لوٹے گی۔جیسے:"علیٌ قام"

(جامع ج/۱،ص/۱۶۵)

فائدہ

کوفیین کے نزدیک فعل پر فاعل کو مقدم کرنا جائز ہے اور بصریین کے نزدیک جائز نہیں۔جیسے:"زهير قام"،کوفیین کے نزدیک "زهير" فاعل مقدم ہے جبکہ بصریین کے نزدیک مبتدا اور بعد میں آنے والا فعل اپنی ضمیر مستتر فاعل کے ساتھ خبر ہے،راجح مذہب بصریین کا ہے۔ (جامع ج/۱،ص/۱۶۵،النحو الوافی ص/۱۸۵)

فائدہ

فاعل کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱)اسم ظاہر صریح ہو۔جیسے:﴿يريد الله ان يخفف عنكم﴾[الایة](النساء:۲۸)

(۲)اسم مؤول ہو۔جیسے:﴿أولم يكفهم انا أنزلنا عليك الكتاب﴾[الایة](عنکبوت:۵۱)

محل استشہاد

"انا أنزلنا" بتاویل مفرد مصدر ہو کر فاعل بن رہا ہے۔

(۳)فاعل ضمیر متصل ہو،اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ "تـــاء" (فاعل متکلم ومخاطب مذکر ومؤنث کے لئے ہو)۔ جیسے: ﴿قـــال لوشئت اهلكتهم﴾ [الاية] (الاعراف:۱۵۵) ﴿لقدجئت شيئا فريا﴾ [الاية] (مریم :۲۷) ﴿فقلت استغفروا ربكم﴾ [الاية] (نوح:۱۰)

۲۔ "نا" جو فاعل پر دال ہے۔ جیسے: ﴿وإذفرقنا بكم البحر فانجيناكم﴾ [الاية] (البقرة:۵۰)

۳۔ الف تثنیہ۔ جیسے: ﴿ويذهبا بطريقتكم المثلى﴾ [الاية] (طٰہٰ:۶۳)

۴۔ واو جمع۔ جیسے: ﴿وكلوا منها حيث شئتم﴾ [الاية] (الاعراف:۱۶۱)

۵۔ یاء مخاطبہ مؤنث۔ جیسے: ﴿يـمريم اقنتى لربك واسجدى واركعى مع الراكعين﴾ [الاية] (ال عمران:۴۳)

۶۔ نون جمع مونث۔ جیسے: ﴿فذالكن الذى لمتننى فيه﴾ [الاية] (یوسف:۳۲)

۷۔ ضمیر مستتر ہو۔ جیسے: ﴿يـوم نحشر المتقين الى الرحمٰن وفدا﴾ [الاية] (مریم:۸۵) ﴿افغير الله ابتغى حكما﴾ [الاية] (الانعام:۱۱۴)

محل استشہاد

"نحشر" میں ضمیر "نحن" اور "ابتغى" میں "أنا" ہے

(النحو الکافی ص/۱۳۶، جامع الدروس ج/۱، ص/۱۷۳)

قاعدہ

اگر فاعل مؤنث ہو تو فعل بھی مؤنث ہوگا۔ پس اگر فعل، فعل ماضی ہو تو آخر میں "تـــاء" ساکنہ ملحق ہوگی۔ جیسے: ﴿قالت امرأة العزيز الآن حصحص الحق﴾ [الاية] (یوسف:۵۱)

اور اگر فعل، فعل مضارع ہو تو ابتدا میں تاء متحرکہ ملحق ہوگی۔ جیسے: ﴿ومـاتـغنى الآيات والنذر عن قوم لايومنون﴾ [الاية] (یونس:۱۰۱)

(النحو الکافی ص/۱۳۷، جامع الدروس العربیۃ ج/۱، ص/۱۶۹)

فائدہ

چار مقامات میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہے۔

(۱) جب فاعل ضمیر متصل ہو اور مؤنث حقیقی یا مؤنث مجازی کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا﴾ [الاية] (النساء:۱۲۸) ﴿مثلهم كمثل الذى استوقدنارا فلما أضاءت ماحوله﴾ [الاية] (البقرة:۱۷)

(۲) جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے: ﴿قالت نملة ياأيها النمل ادخلوا مساكنكم﴾ [الاية] (نمل:۱۸)

(۳) جب فاعل ضمیر مستتر ہو اور جمع مکسر مؤنث یا جمع مؤنث سالم کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿الله الذى يرسل الرياح فتثير سحاباً﴾ [الاية] (روم:۴۸)

(۴) جب فاعل ضمیر مستتر ہو اور جمع تکسیر مذکر غیر ذوالعقول کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿واذاالكواكب انتثرت﴾ [الاية] (الانفطار:۲)

(النحو الکافی ص ۱۳۷/، القواعد الاساسیہ ص ۸۹/، موسوعۃ النحو ۴۸۱/)

فائدہ

فاعل کی پہچان:۔

(۱) جس فعل کا فاعل معلوم کرنا ہو تو اس کا اردو معنی کر کے اس کے ساتھ لفظ (کون یا کس نے) لگا کر سوال کیا جائے جو جواب میں آ جائے تو وہ اس کا فاعل ہوگا۔ جیسے: "خلق الله"، "مات زيد"

(۲) اگر فعل متعدی ہو تو فاعل کے بعد اردو معنی میں لفظ (نے) آتا ہے۔ جیسے: "ضرب زيد عمرا" زید نے عمر کو مارا۔ (عامۃ الکتب)

فائدہ

جب فاعل اسم ظاہر ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) مفرد ہو۔ جیسے: ﴿وقال رجل مؤمن من ال فرعون يكتم ايمانه﴾ [الاية] (غافر:۲۸)

(۲) جمع تکسیر ہو۔ جیسے: ﴿إذأوى الفتية إلى الكهف﴾[الاية](الکہف:۱۰)

(۳) اسم جمع ہو۔ جیسے: ﴿وكذب به قومك وهو الحق﴾[الاية](الانعام:٦٦)

(۴) اسم جنس ہو۔ جیسے: ﴿فلينظر الانسان مم خلق﴾[الاية](الطارق:۵)

(۵) اسم جنس جمعی ہو۔ جیسے: ﴿إليه يصعد الكلم الطيب﴾[الاية](فاطر:۱۰)

(٦) جمع مؤنث سالم ہو۔ جیسے: ﴿إذجاء كم المومنات مهاجرات﴾[الايه](الممتحنہ:۱۰)

(۷) اسم مقصور ہو۔ ﴿اويذكر فتنفعه الذكرىٰ﴾[الاية](عبس:۴)

(۸) اسم منقوص ہو۔ جیسے ﴿فتول عنهم يوم يدع الداع إلى شئ نكر﴾[الاية](القمر:٦)

(۹) تثنیہ ہو۔ جیسے: ﴿قال رجلان من الذين يخافون﴾[الاية](المائدۃ:۲۳)

(۱۰) جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے: ﴿قد أفلح المؤمنون﴾[الاية](المومنون:۱)

(۱۱) اسمائے ستہ میں سے ہو۔ جیسے: ﴿ولما دخلوا من حيث أمرهم أبوهم﴾[الاية](یوسف:۶۷) (النحو القرآنی ص۱۸٦)

فائدہ

سات مقامات میں فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں لانا جائز ہیں۔

(۱) فاعل ظاہر ہو جیسے: ﴿فما ربحت تجارتهم﴾[الاية](البقرۃ:۱٦) مؤنث مجازی ہو۔ جیسے: ﴿وجمع الشمس والقمر﴾[الاية](القیامۃ:۹)

(۲) فاعل مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو۔ جیسے: "حضر المؤتمر امراۃ"، "حضرت المؤتمر امراۃ"، لیکن تانیث افصح ہے۔

(۳) فاعل مذکر ہو اور الف تاء کے ساتھ جمع ہو۔ جیسے: "حضر الطلحات"، "حضرت الطلحات" لیکن تذکیر افصح ہے۔

(۴) فاعل ظاہر مؤنث ہو اور فعل "نعم" یا "بئس" یا "ساء" ہو۔ جیسے: "نعم

الفتاةفاطمة "،"نعمت الفتاة فاطمة "،"بئس المرأة هند"،"بئست المرأ ه هند "البتہ تانیث افصح ہے۔

(۵)جب فاعل جمع مکسر مؤنث یا مذکر ہو۔جیسے:"حضر الفواطم" (فاطمۃ کی جمع)"حضرت الفواطم "،"جاء الرجال "،"جاء ت الرجال "

(۶)فاعل ضمیر ہواور جمع مکسر مذکر ذوی العقول کی طرف لوٹ رہی ہو۔جیسے :"الرجال جاء وا"،"الرجال جاء ت "

(۷)فاعل جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث کے ساتھ ملحق ہو۔جیسے:"جاء البنون "،"جاء ت البنون "،"سافر البنات "،"سافرت البنات "

(موسوعۃ النحو ص/۴۸۱،النحو الکافی ص/۱۳۸،القواعد ص/۹۰)

فائدہ

تین مقامات میں فعل کو مؤنث لانا درست نہیں ہے۔

(۱)جب فاعل "إلا" کے ساتھ مفصول ہو۔جیسے:"ماحضر إلاسعادٌ "

(۲)جب فاعل لفظاً مؤنث اور معنیً مذکر ہو۔جیسے:"جاء طلحة "

(۳)جب فاعل جمع مذکر سالم ہو۔جیسے:﴿قدأفلح المؤمنون﴾ [الاية](المومنون:۱) (القواعد الاساسیۃ ص/۹۱)

فائدہ

تین مقامات میں فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱)جب فاعل ،مفعول بہ دونوں کا اعراب تقدیری ہواور قرینہ بھی موجود نہ ہو۔جیسے:﴿فتذكر احداهما الأخرى﴾ [الاية](البقرۃ:۲۸۲)"احداهما "فاعل اور "الأخرى " مفعول بہ ہے۔

(۲)جب فاعل ضمیر متصل ہو۔جیسے:﴿فكسونا العظام لحما﴾ [الاية](المومنون:۱۴)

(۳)جب مفعول محصور ہو۔جیسے:"ماضرب زيدٌ إلاعمراً"

(القواعد الاساسیۃ ص/۱۹)

فائدہ

تین مقامات میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱) جب فاعل "إنّما" کے ذریعے محصور ہو۔ جیسے: ﴿إنما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ [الایة] (فاطر:۲۸) یا "اَلا" کے ذریعے محصور ہو۔ جیسے: ﴿وما یعلم جنود ربک إلاھو﴾ [الایة] (المدثر:۳۱)

(۲) جب مفعول بہ ضمیر متصل ہو، اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: ﴿یاایھا الناس قدجاء تکم موعظة من ربکم﴾ [الایة] (یونس:۵۷)

(۳) جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿واذابتلی إبراھیم ربہ﴾ [الایة] (البقرة:۱۲۴) (القواعد الاساسیہ ص/۹۱)

فائدہ

مفعول بہ کو فاعل پر کبھی جوازاً قرینہ معنویہ یا لفظیہ کی وجہ سے مقدم کیا جاتا ہے، قرینہ معنویہ کی مثال: "فَھِم المعنی موسیٰ" قرینہ لفظیہ کی مثال: "ضرب اخاک الامیر" البتہ ترتیب (فاعل کو مفعول بہ پر مقدم رکھنا) برقرار رکھنا اولیٰ ہے۔

(القواعد الاساسیہ ص/۹۱)

فائدہ

تین مقامات میں مفعول بہ کو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱) جب مفعول بہ صدارت کلام چاہتا ہو۔ جیسے: ﴿فأیّ ایات اللہ تنکرون﴾ [الایة] (غافر:۸۱) من رأیت؟

(۲) جب مفعول بہ ضمیر منفصل ہو اور تخصیص مقصود ہو۔ جیسے: ﴿إیاک نعبد وإیاک نستعین﴾ [الایة] (الفاتحہ:۴)

(۳) جب مفعول بہ کا فعل "فـــاء" جزائیہ کے بعد واقع ہو اور فعل کے لئے دوسرا مفعول بہ مقدم نہ ہو۔ جیسے: ﴿وربک فکبّر﴾ [الایة] (المدثر:۳) ﴿فاما الیتیم فلاتقھر﴾ [الایة] (الضحیٰ:۹) (القواعد الاساسیہ ص/۹۲)

قاعدہ

فاعل کا فعل جوازاً حذف کیا جاتا ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: ﴿ولئن سألتهم من خلق السمٰوات والارض ليقولن الله .....﴾ [الاية](لقمان :۲۵)"أی خلقهن الله" (النحو الکافی ص/۱۳۹)

قاعدہ

فاعل کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ اسم مرفوع "إنْ" "إذا" اور "لو" کے بعد واقع ہو جائے۔ جیسے: ﴿وإن أحد من المشركين استجارك﴾ [الاية](التوبۃ :۶)"أی وان استجارک أحد" ﴿إذاالسماء انفطرت﴾[الاية](الانفطار:۱) "أی اذاإنفطرت السماء إنفطرت"

(النحو الوافی ص/۱۸۹، النحو الکافی ص/۱۳۹، جامع ج/۱، ص/۱۷۴)

قاعدہ

فاعل کو حذف کرنا جائز ہے جبکہ اس پر کوئی قرینہ موجود ہو، اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جب فعل تعجب (جبکہ صیغہ امر ہو) کا فاعل ہو اور اس سے پہلے مذکور فعل تعجب اس پر دلالت کر رہا ہو۔ جیسے ﴿اسمع بهم وأبصر﴾[الاية](مریم)"أی أبصر بهم"

(۲) جب مصدر کا فاعل ہو۔ جیسے: ﴿أو إطعام فی يوم ذي مسغبة يتيما ذامقربة﴾[الاية](البلد:)"أی أو إطعامه يتيما"

(۳) جب فعل مؤنث کا فاعل ہو۔ جیسے: ﴿فإمّاترينّ من البشر أحدا﴾ [الاية](مریم:۲۶) یہاں التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوئی ہے۔

(۴) جب فعل جمع مؤکد بالنون کا فاعل ہو۔ جیسے: ﴿ولتبلون فی أموالكم وأنفسكم﴾ [الاية](ال عمران:۱۸۶) یہاں التقائے ساکنین کی وجہ سے واو جمع کو حذف کر دیا گیا ہے۔

(۵) فعل، فعل مجہول ہو۔ جیسے: ﴿وغيض الماء وقضى الأمر﴾[الآية]

(۶)جب استثناء مفرغ ہو۔جیسے:"ماحضر الاهند"

(۷)جب ایسے افعال کا فاعل واقع ہو جو"مـا" کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں اور وہ تین افعال ہیں "قل"،طال ، کثر"۔جیسے:"قلما یخطی بالحیة کسول"

(أوضح المعانی ج۴،ص۸۹،النحو القرآنی ص۱۸۹،الاشباہ والنظائر ج۲،ص۶۸،جمع الجوامع ج۱،ص۱۶۰)

قاعدہ

جب فاعل ظاہر ہو،تو فعل ہمیشہ کے لئے مفرد ہی لایا جاتا ہے اگرچہ فاعل تثنیہ و جمع کیوں نہ ہو۔جیسے:﴿قدأفلح المومنون﴾[الایة](المومنون:۱)

﴿إذهمت طائفتان منكم أن تفشلا﴾[الایة](ال عمران:۱۲۲)

﴿وقال نسوة في المدينة﴾[الایة](یوسف:۳۰)

(النحو القرآنی ص۱۹۰، جامع الدروس العربیہ ج۱،ص۱۶۹،الاشمونی ج۱،ص۳۸۹)

فائدہ

(۱) ﴿واسرّوا النجوى الذين ظلموا هل هذا إلابشر مثلكم﴾[الایة](الانبیاء:۳)

(۲)﴿ثم عموا وصموا كثير منهم﴾[الایة](المائدۃ:۷۱)

(۳)﴿لايملكون الشفاعة الامن اتخذ عند الرحمن عهداً﴾[الایة](مریم:۸۷)

پہلی آیت میں "الـذيـن ظـلـمـوا" والے "اسروا" سے بدل ہے اور دوسری میں "کثیر" بھی واؤ سے بدل ہے،جبکہ آخری میں بھی "من" واؤ "یـملکون" سے بدل ہے،لہٰذا مندرجہ بالا قاعدہ اپنی جگہ پر برقرار ہے،پہلی آیت میں مزید توجیہات کے لئے "اعراب القرآن" ملاحظہ فرمائیں۔

(حاشیہ علی متن متین ص۴۷،النحو القرآنی ص۱۹۱،جامع الدروس العربیۃ ج۱،ص۱۶۹)

قاعدہ

جب فاعل میں عامل وصف ہو تو وصف تذکیر و تانیث کے اعتبار سے فعل کی طرح ہوگا،یعنی اگر فعل کے لئے فاعل ظاہر جمع مکسر ہو تو فعل کو مذکر اور مونث دونوں لانا جائز ہے

،اسی طرح وصف بھی ہوگا جبکہ فاعل میں عامل ہو۔

مؤنث کی مثال: ﴿فويل للقاسية قلوبهم من ذكر الله﴾[الاية](الزمر:۲۲)

مذکر کی مثال: ﴿خشعا ابصارهم﴾[الاية](القمر:۷)

محل استشہاد

"قلوبهم" جمع مکسر "القاسية" مؤنث کے لئے فاعل ہے جبکہ "ابصارهم "جمع مکسر "خشعا" مذکر کے لئے فاعل ہے۔ (النحو القرآنی ص/۱۹۶)

قاعدہ

کبھی مفعول بہ کو فعل اور فاعل پر جواز اً مقدم کر دیا جاتا ہے۔جیسے: ﴿ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون﴾[الاية](البقرہ:۸۷)

(النحو القرآنی ص/۱۹۹،الاشمونی ج/۱،ص/۴۰۲)

قاعدہ

کبھی فاعل ایسی ضمیر متصل کی صورت میں ہوتا ہے جس کے لئے مرجع نہیں ہوتا اور اس پر سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔جیسے: ﴿كلا إذا بلغت التراقي﴾[الاية](القيامة:۲۶)

أي إذا بلغت الروح التراقي یا حال مشاہد اس پر دلالت کرتا ہے۔جیسے :"إن كان غدافائتني" أي إن كان مانحن عليه وامكان اللقاء غدافائتني "

(جامع الدروس العربیہ ج/۱،ص/۱۶۷،اوضح المسالک ج/۳،ص/۹۱)

قاعدہ

فاعل فعل سے بمنزلہ جزء کے ہوتا ہے،یہی وجہ ہے کہ فاعل فعل کے بعد متصل ہوتا ہے اور اس کی ابوالبقاء نے اللباب میں بارہ وجوہ ذکر کی ہیں۔

(الاشباہ والنظائر ج/۲:۱،ص/۶۷)

فائدہ

دو مقامات میں فعل کو فاعل کے ساتھ مذکر لانا واجب ہے۔

(۱) جب فاعل مذکر ہو۔ جیسے: "قام التلمیذان"

(۲) جب فاعل ظاہر مؤنث ہو اور "الا" کے ذریعے مفصول (جدا) ہو۔ جیسے: "مانجح الا زینب" (موسوعۃ النحو ص/۴۸۱)

قاعدہ

اگر اسم مرفوع ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: ھمزۂ استفہام تو اس کو مبتدا یا فعل محذوف کے لئے فاعل بنانا جائز ہے۔ جیسے: ﴿أبشر یھدوننا﴾ [الایة] (التغابن:۶)

پہلی ترکیب "بشر" مبتدا اور "یھدوننا" اس کی خبر ہے۔

دوسری ترکیب "بشر" فعل محذوف (یھدی) کے لئے فاعل اور "یھدوننا" اس کے لئے تفسیر ہے۔

دوسری مثال: ﴿أأنتم تخلقونه﴾ [الایة] (الواقعۃ:۵۹)

(أوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک ج/۳، ص/۸۵، الاشمونی ج/۱، ص/۳۸۸)

قاعدہ

ہر اسم مرفوع جو ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو فعل کے ساتھ مختص ہو تو وہ اسم فعل محذوف کے لئے فاعل ہوگا۔ جیسے: ﴿وإن أحد من المشرکین استجارک﴾ [الایة] (التوبۃ:۶) "أی إن استجارک أحد" (أوضح المسالک ج/۳، ص/۸۵)

قاعدہ

ہر جمع (خواہ اسم جمع ہو یا اسم جنس جمع)، جس پر لفظ "الجماعة" کا اطلاق صحیح ہو، پس اگر مذکر ہو تو اس پر مؤنث اور مذکر دونوں کے احکام جاری ہو سکتے ہیں اور اگر مؤنث ہو تو صرف مؤنث کے احکام جاری ہونگے۔

البتہ جمع مذکر سالم میں تذکیر فعل اور جمع مؤنث سالم میں تانیث فعل واجب ہے۔ جیسے: "قام الزیدون"، "قامت الھندات"

(النحو الوافی ج/۲، ص/۷۹، شرح الاشمونی ج/۱، ص/۴۰۱)

قاعدہ

فاعل اصح قول کے مطابق جملہ واقع نہیں ہوسکتا، کیونکہ فاعل ہمیشہ اسم ہوتا ہے (عام ہے کہ حقیقی ہو یا تاویلی) پس "لیسجننّہ"

اس فرمان الٰہی ﴿بدالھم من بعد ما رأوا الایات لیسجننّہ﴾ [الایة](یوسف) میں فاعل نہیں بلکہ "بدا" کے لئے ضمیر مستتر ابتداء فاعل ہے۔

(ھمع الھوامع ج ۱، ص ۱۶۴)

قاعدہ

بارہ صیغوں میں سے تین صیغوں کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوگی اور باقی نو کا فاعل ہمیشہ ضمیر بارز ہوگی۔ (عامۃ الکتب)

فائدہ

"باء" زائدہ کا فاعل پر داخل ہونا تین قسم پر ہے۔

(۱) واجب: یہ فعل تعجب کے فاعل پر ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿أسمع بھم وأبصر﴾ [الایة] (کہف)

(۲) جائز ہو: یہ "کفیٰ" کے فاعل پر داخل ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿کفی باللہ شھیدا﴾ [الایة] یہ اکثر ہوتی ہے۔

(۳) جائز لیکن قلیل ہو: جیسے: شعر

کم یا تک والابناء تنمی

بما لاقت لبون بنی زیاد

قاعدہ

ہر وہ فعل جس میں مفعول بہ فاعل کے ساتھ فعل میں شریک ہو تو ہر ایک کو مرفوع یا منصوب پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: "خاصم زید عمرا" زید کو مرفوع اور عمرا کو منصوب یا بالعکس دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ (متن متین ص ۷۵)

فائدہ

فاعل مؤول تین حروف مصدریہ کے ساتھ آسکتا ہے یعنی "أنْ، أنَّ اور ما مصدریہ

کے ساتھ، باقی دو حروف مصدریہ (کی ،لو) کے ساتھ نہیں آ سکتا۔

(النحو الوافی ج ۲،ص ۶۳)

فائدہ

بعض افعال ایسے بھی ہیں جو فاعل مذکور یا محذوف کی طرف محتاج نہیں ہوتے اور یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کان زائدہ۔ جیسے: "المال کان عماد للمشروعات العمرانیة"

(۲) جب دوسرا فعل پہلے مذکور فعل کی تاکید ہو۔ جیسے: "اقترب اقترب القطار" اس میں دوسرا فعل پہلے فعل کے لئے تاکید ہے۔

(۳) وہ افعال جن کے آخر میں "ما" کافہ متصل ہو جائے۔ جیسے "طالما أوفیت بوعدک "وکثر ماحدث لک الوفاء" وقلّما یخلف النبیل وعده"

(النحو الکافی ج ۲،ص ۷۰)

فائدہ

فاعل مؤنث حقیقی کی بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں ان کا عامل (فعل) مؤنث لانا درست نہیں۔

(۱) جب فاعل "تاء" تثنیہ ہو۔ جیسے: "کتبتما"

(۲) جب فاعل "تاء" مفردہ ہو۔ جیسے: "کتبت"

(۳) جب نون مؤنثہ ہو۔ جیسے: "کتبتن ، کتبن"

(۴) جب فاعل "نا" (جمع متکلم کے لئے) ہو۔ جیسے: "کتبنا"

(۵) جب "کفیٰ" کے فاعل پر "باء" جارہ زائدہ داخل ہو۔ جیسے: ﴿کفی بالله نصیرا﴾ [الایة] (النحو الوافی ج ۲،ص ۸۰)

قاعدہ

فعل یا شبہ فعل کے لئے ایک ہی فاعل ہوتا ہے، لہٰذا "تصافح علیّ وأمین" جیسی مثال میں پہلا فاعل ہے اور بعد والا اسم معطوف ہے۔ (النحو الوافی ج ۲،ص ۹۲)

قاعدہ

جس فاعل پر "من" جارہ زائدہ یا "با" زائدہ داخل ہوتو اس کے تابع کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: "مابقی من أنصار وأعوانٌ"، "کفی بالحق والاخداق" (النحو الوافی ج ۲، ص ۶۷)

قاعدہ

جب فاعل لفظاً مجرور ہوتو اس کے تابع معرفہ کو مرفوع پڑھنا واجب ہے۔ جیسے: "ماجاء نی من عبدو لازیدٌ" (النحو الوافی ج ۲، ص ۶۷)

قاعدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں فاعل اپنے فعل کے ساتھ حذف کیا جاتا ہے۔

(۱) قسم میں۔ جیسے: ﴿تالله لأکید ن اصنامکم﴾ [الایة] "أی أقسم بالله"

(۲) اختصاص میں۔ جیسے: "نحن معشر الانبیاء لانورث ماترکناه صدقة" (بخاری) "أی اخصُّ معشر الأنبیاء"

(۳) تحذیر میں۔ جیسے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ "الجبل الجبل"، أی ألزم الجبل الجبل، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللهَ الله فی اصحابی" (الحدیث) "أی اتقوا الله"

(۴) ما اضمر عاملہ علی شریطة التفسیر" کے قبیل میں سے ہو۔ جیسے ﴿والأرض بعد ذلک دحها﴾ [الایة] "أی دحی الأرض"

(۵) نداء یا استغاثہ یا ندبہ میں ہو۔ جیسے: "یاالله"، "أی ادعو الله" استغاثہ کی مثال "أخاه" اور ندبہ کی مثال "واخلیلاه"

(۶) جب کسی سوال کے جواب میں "نعم" واقع ہو۔ جیسے: "أقام زید؟" کے جواب میں "نَعَمْ" کہا جائے "أی قام زید" (علامۃ الکتب)

قاعدہ

اگر اسم ظاہر سے پہلے دو فعل واقع ہوں اور دونوں فاعل کا تقاضہ کرتے ہوں، تو بصریین

کے نزدیک یہ اسم ظاہر دوسرے فعل کا فاعل ہوگا اور کوفیین کے نزدیک پہلے فعل کا فاعل ہوگا۔

(عامۃ الکتب النحویہ)

قاعدہ

جب فاعل اور مفعول بہ دونوں ضمیر ہوں اور ان میں کوئی حصر بھی نہ ہو تو فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: "ضربته"

اور اگر ان میں ایک ضمیر ہو پس اگر مفعول بہ ضمیر ہو تو اس کو متصل اور فاعل کو موخر کرنا واجب ہے۔ جیسے: "ضربنی زید" اور اگر ضمیر فاعل ہو تو اس کو متصل اور مفعول بہ کو مؤخر کرنا واجب ہے۔ جیسے: "ضربت زیدا"

(أوضح المسالک الی الفیۃ بن مالک ج ۲، ص ۱۳۴)

قاعدہ

اگر فاعل "بـــاء" جارۃ زائدہ کے ساتھ مجرور ہو اور مؤنث ہو تو فعل کو مذکر لایا جاتا ہے۔ جیسے: "کفی بهند" (حاشیۃ الصبان ج ۲، ص ۵۱)

قاعدہ

کبھی فاعل میں عامل اسم فعل ہوتا ہے۔ جیسے: "هیهات السفر"

(المنهاج: ۲۸)

نائب فاعل کی بحث

نائب فاعل (مفعول مالم یسم فاعلہ) کی تعریف

ہر وہ اسم مرفوع ہے جو فعل تام متصرف مجہول یا شبہ فعل مجہول کے بعد واقع ہو اور فاعل کو حذف کر کے اس کا قائم مقام بنا دیا گیا ہو جیسے: ''﴿خُلِقَ الانسان ضعیفا﴾ [الآیۃ] (النساء: ۲۸) (النحو الکافی ص/۱۴۵، القواعد الاساسیۃ ص/۹۲)

فائدہ

شبہ فعل مجہول سے مراد اسم مفعول اور اسم منسوب ہیں۔ جیسے: ''الممدوح خلقه ممدوح ''''صاحب رجلا نبویا خلقه ''اسم منسوب اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے۔ای صاحب رجلا منسوباً خلقه الی الانبیاء

(جامع، ج/۲ ص/۱۷۴)

فائدہ

نائب فاعل کا دوسرا نام مفعول مالم یسم فاعلہ بھی ہے، یہ متقدمین کی تعبیر ہے، لیکن پہلا نام احسن ہے جس کو متاخرین نے اختیار کیا ہے، اس لئے کہ یہ اخصر ہے اور نائب فاعل کبھی مفعول بہ اور کبھی غیر مفعول بہ یعنی مصدر، ظرف اور جار مجرور بھی واقع ہوتا ہے۔

(النحو الوافی ص/۹۶ ج/۲، حاشیۃ الصبان ص/۱-۲/۶۱، شرح السیوطی ۱/۲۴۳)

فائدہ

فاعل کو مختلف اغراض و مقاصد کے لئے حذف کر دیا جاتا ہے، بعض لفظی ہیں اور بعض معنوی۔

غرض لفظی مثلاً: (۱) ایجاز و اختصار مقصود ہو، جیسے: ''نُظِرَ فی الامر''

(۲) فواصل کے تناسب کی حفاظت مقصود ہو، جیسے: ''من طابت سریرته حمدت سیرته''

غرض معنوی مثلاً (۱) جب فاعل مشہور ہو۔ جیسے: ''﴿خُلِقَ الانسان ضعیفاً ﴾[الایة](النساء:۲۸)

(۲) جب فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے: ''شرِق البیت''

(۳) جب فاعل کا اخفاء (چھپانا) مقصود ہو، جیسے: ''قُتِل اللص''

(۴) جب فاعل کے ذکر سے کوئی غرض متعلق نہ ہو۔ جیسے: ﴿فان احصرتم فمااستیسر من الهدی﴾[الآیة](البقرة ۱۹۶)

(۵) جب فاعل کے عدم اظہار سے تعظیم مقصود ہو، جیسے: ''خُلِق الخنزیر''

(۶) جب فاعل کا اظہار سے تحقیر مقصود ہو۔

(۷) جب فاعل ذکر کرنے کی وجہ سے متکلم کو ڈر لگتا ہو کہ یہ نقصان پہنچائے گا

(موسوعۃ النحو ص ۶۶۷، القواعد ص ۹۳، النحو القرآنی ص ۳۰۰، اوضح المسالک ج ۲ ص ۱۳۶، الأشمونی ج ۱ ص ۴۱۴)

قاعدہ

جب فاعل کو حذف کر دیا جائے اور اس کا قائم مقام ذکر کیا جائے تو اس کے ساتھ ایسا کلمہ ملانا درست نہیں جو فاعل پر دلالت کرنے والا ہو لہذا ''عوقب الکسلان من المعلم'' کہنا درست نہیں۔ (القواعد الاساسیہ ص ۹۳، جامع، ج ۲ ص ۱۷۸)

فائدہ

فاعل کے تمام احکام نائب فاعل پر، اور فعل معروف کے تمام احکام فعل مجہول پر جاری ہوتے ہیں۔ (القواعد الاساسیہ ص ۹۳)

فائدہ

فعل مجہول اور نائب فاعل سے مل کر بنا ہوا جملہ، جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔

(القواعد الاساسیہ ص ۹۳)

فائدہ

فعل مجہول، فعل متعدی کے ساتھ مختص ہے، خواہ متعدی بنفسہ ہو یا بالواسطہ ہو، جیسے: " بذید " حرف جر کے ذریعے متعدی ہے۔ (الحاشیہ علی القواعد ص ۹۳)

قاعدہ

فعل لازمی، فعل مجہول آسکتا ہے بشرطیکہ اس کا نائب فاعل ظرف یا مصدر یا جار مجرور ہو، جیسے: "اجتمع الیوم" "واحتفل احتفال عظیم"

(الحاشیہ علی القواعد ص ۹۳)

فائدہ

مفعول بہ فاعل کا قائم مقام بنتا ہے اور یہ نیابت میں دیگر مفاعیل، ظروف اور جار مجرور پر مقدم ہے، پس جب مفعول بہ موجود ہو تو اس کے علاوہ کو نائب فاعل بنا دینا درست نہیں ہے۔ (القواعد الاساسیہ ص ۹۳، النحو القرآنی ص ۲۰۵)

فائدہ

اگر مفعول بہ ایک ہو تو وہی نائب فاعل ہوگا، جیسے: "قُضی الامر" اور اگر متعدد ہوں تو پہلا نائب فاعل اور بعد میں آنے والے مفاعیل اپنی جگہ پر مفعول بہ ہی رہ کر منصوب ہوں گے۔ جیسے: "اعطینی المخترع مکافاۃ"، "وجد الغیر صحیحاً"، "واعلم المستفهم الأمر واقعا"، "واخبر الأمیر الأمین سائداً"، (ومن یؤت الحکمة فقد أوتی خیرا کثیراً)[الآیة](البقرة:).

(النحو القرآنی ص ۲۰۲، القواعد الاساسیہ ص ۹۳)

فائدہ

مفعول بہ جب نائب فاعل واقع ہو تو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) فاعل اسم ظاہر کا قائم مقام ہو۔ جیسے: ﴿یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات ....﴾[الآیة](ابراهیم: ۴۸)

(۲)ضمیر متصل کا قائم مقام ہو۔جیسے:﴿لا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایؤمرون ....﴾[الآیۃ](التحریم:۶)

(۳)ضمیر کا قائم مقام ہو،جیسے:﴿فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین﴾[الآیۃ](الحجر:۹۴) (النحو القرآنی،ص/۲۰۱)

فائدہ

مصدر بھی نائب فاعل بن سکتا ہے بشرطیکہ متصرف مختص ہو اور اس کی طرف اسناد درست ہو،جیسے:﴿فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ﴾[الآیۃ](الحاقۃ ۱۳)

(النحو القرآنی ص/۲۰۴،القواعد الاساسیہ ص/۹۴،اوضح المسالک ج/۲ص/۱۴۱)

فائدہ

جو مصدر لازم النصب ہو وہ نائب فاعل نہیں بن سکتا،جیسے:معاذ،سبحانہ، اور نہ مبہم،عدم فائدہ کی وجہ سے نائب فاعل بن سکتا ہے،جیسے:سیر ،پس "یسار سیر" کہنا درست نہیں

(النحو القرآنی ص/۲۰۴،القواعد الاساسیہ ص/۹۴،اوضح المسالک ج/۲ص/۱۴۲)

فائدہ

ظرف بھی نائب فاعل بن سکتا ہے بشرطیکہ متصرف اور مختص ہو،اور مفعول بہ موجود نہ ہو،جیسے:"سُھِرَت اللیلۃحین رمضان" پس"معک،عندک"لازم النصب ہونے کی وجہ سے نائب فاعل نہیں بن سکتے،اور نہ ظرف زمان اور مکان عدم فائدہ کی وجہ سے بن سکتے ہیں۔

(القواعد الاساسیہ ص/۹۴،النحو القرآنی ص/۲۰۴،ھمع الھوامع ص/۱۶۲،شرح قطر الندا ص/۲۵۴)

فائدہ

جار مجرور نائب فاعل بن سکتے ہیں بشرطیکہ اضافت یا صفت کی وجہ سے ان میں اختصاص آگیا ہو یا پہلے سے معرفہ ہوں،جیسے:﴿ولماسقط فی ایدیھم﴾[الآیۃ](اعراف:۱۴۹)

"تکلم فی امر ھام لک الیوم"﴿اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا﴾[الآیۃ](الحج:۳۹) (النحو القرآنی ص/۲۰۳،القواعد ص/۹۴)

قاعدہ

اگر جار مجرور نائب فاعل مؤنث ہو تو فعل کو مذکر لایا جاسکتا ہے۔ جیسے :"مرّ بهند" (القواعد ص/۹۵، موسوعۃ النحوص/۲۶۸)

فائدہ

جار مجرور جب نائب فاعل واقع ہوں تو فعل پر مقدم کرنا درست ہے، جیسے :"بهندٍ مُرّ" (القواعد ص/۹۵، موسوعۃ النحوص/۲۶۹، حاشیۃ الصبان ج۱/۲ص/۶۶)

فائدہ

جار مجرور کے نائب فاعل بننے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ صرف ایک طریقہ سے استعمال نہ ہوتا ہو، جیسے: "رُب اور حروف استثناء" اول نکرہ کے ساتھ مختص اور دوسرا مستثنیٰ ۔ کے ساتھ مختص ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حروف جارّہ تفصیل کے لئے نہ ہوں. جیسے: ﴿ولما سقط فی ایدیهم﴾[الآیة](الاعراف:۱۴۹)

(القواعد ص/۹۴، جامع ص/۱۷۶، حاشیۃ الصبان ج۱/۲ص/۶۵)

فائدہ

کتب لغت میں بعض افعال ایسے ملتے ہیں جو صرف مجہول ہی استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں، مثلاً: "جُن فلان "بُهت الذی کفر "طل دمه ،ای هدر ،زهی علینا،ای تکبر حم ،زکم ،وُعک ،فلج سقط فی یده ،غم الهلال، اغشی علی المریض ،انتفع لونه ،ارهمت الدابّة ،سلج فؤاده ،ذهب صفوفه،

مندرجہ بالا افعال کے بعد مسند الیہ نائب فاعل نہیں ہوگا، بلکہ فاعل ہوگا، کیونکہ یہ صورۃً تو لفظ میں مجہول ہیں لیکن حقیقت معنویہ کے اعتبار سے مجہول نہیں۔

(الھامش علی القواعد ص/۹۵، موسوعۃ النحوص/۲۶۸، النحو الوافی ج/۲، ص/۱۰۶)

فائدہ

جب دو جار مجرور فعل مجہول کے بعد آ جائیں تو ان میں سے ہر ایک نائب فاعل بن سکتا ہے، البتہ جو معناً مفعول ہو اس کو نائب فاعل بنانا راجح ہے۔ جیسے: ﴿یطاف علیهم بصحاف من ذهب واکواب﴾[الآیة] (الزخرف،۷۱) یہاں "علیهم" نائب فاعل بن سکتا ہے، جب کہ "بصحاف" نائب فاعل بنانا راجح ہے، کیونکہ معناً یہی مفعول بہ ہے۔

(البحر المحیط ج ۶/ص ۲۷۳، النحو القرآنی ص ۲۰۳)

فائدہ

جیسا کہ نائب فاعل فعل مجہول کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے اسی طرح اسم مفعول کی وجہ سے بھی مرفوع ہوتا ہے، کیونکہ اسم مفعول فعل مجہول سے بنتا ہے تو فعل مجہول ہی کا عمل کرے گا، جیسے: ﴿ذلک یوم مجموع له الناس﴾[الآیة] (ھود:۱۰۳)

(النحو القرآنی، ص ۲۰۶)

فائدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک "جملہ" نائب فاعل واقع نہیں ہوسکتا اور بعض نحاۃ (رضی) کے نزدیک واقع ہوسکتا ہے، بشرطیکہ محکی بالقول ہو، اس لئے کہ یہ مفرد کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے: ﴿قیل یا ارض ابلعی ماء ک﴾[الآیة] (ھود:۴۴) پس جملہ "یا ارض ابلعی" "قیل" کے لئے نائب فاعل ہے۔

﴿واذا قیل لهم لاتفسدوا فی الارض﴾ [الآیة] (البقرۃ:۱۱) پہلے قول کے مطابق قیل کا نائب فاعل اس کا مصدر ہے جس کی تفسیر بعد میں آنے والا جملہ کرتا ہے، دوسرے قول کے مطابق پورا جملہ نائب فاعل ہے۔

(النحو القرآنی ص ۲۰۶، جمع الجوامع ۱۶۴/)

فائدہ

جو احکام فاعل کے ذکر ہوئے وہی احکام نائب فاعل کے ہیں، پس نائب فاعل مرفوع ہوگا، مسند کے بعد ہوگا اور فعل مؤنث ہوگا اگر نائب فاعل مؤنث ہو اور فعل مذکر ہوگا

کہ نائب فاعل مذکر ہو اور اس کا فعل ہر حالت میں مفرد ہوگا اگر نائب فاعل ظاہر ہو۔
(موسوعۃ النحو ص/۲۶۸، معجم النحو ص/۳۸۷)

فائدہ

نائب فاعل کی فاعل کی طرح مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) نائب فاعل اسم ظاہر مذکور ہو، جیسے: ''فرمانِ نبی'' ہے۔ ''رفع القلم عن ثلاثة ....." [الحديث] (رواه ابو داؤد)

(۲) نائب فاعل مؤوّل ہو، جیسے: ''یحمد ان تساعد الفقراء''

(۳) نائب فاعل ضمیر متصل ہو، جیسے: ''اُکرِمتُ ،اکرمنا،الأبوان اکرما ،الامراء اکرموا،الفتیات الصالحات اکرِمْن۔

(۴) نائب فاعل ضمیر منفصل ہو، جیسے: مایکرم إلّانا۔

(۵) نائب فاعل ضمیر مستتر ہو، جیسے: ''ابنة الصّدیق اتهمت بهتاناً ''''من دُعي الی عرس او دعوة فلیجب ''[الحدیث] (رواہ مسلم)

(النحو الکافی ص/۱۴۶، موسوعۃ النحو ص/۲۶۹)

فائدہ

کبھی مصدر متصرف مختص کی ضمیر فعل کے لئے نائب فاعل بنتی ہے، جیسے: ﴿''وحیل بینهم وبین مایشتهون ''﴾ [الآیة] (سبا:۵۴) ای: حیل الحول پس نائب فاعل مصدر ہے (جو کلام سے مفہوم ہے) (جامع الدروس العربیہ ج/۲، ص/۱۷۸)

قاعدہ

جب فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے تو فعل میں تغیر کرنا واجب ہے، تغیر کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلے حرف کو ضمہ (خواہ ماضی ہو یا مضارع) اور ماضی میں ماقبل آخر کو کسرہ اور مضارع میں فتحہ دیا جاتا ہے، جیسے: ضُرِبَ ،یُضْرب اور فعل کی ابتداء میں تاء زائدہ یا ہمزہ وصل ہو، تو تاء زائدہ کی صورت میں پہلے اور دوسرے کو ضمہ دیا جاتا ہے، اور ہمزہ کی

صورت میں پہلے اور تیسرے حرف کو ضمہ دیا جاتا ہے، جیسے: تُعُلِمت المسالة (بضم التاء والعین) "اُنطلِق بذیدٍ" (بضم الهمزة والطاء)

اور جب فعل ماضی ثلاثی معتل العین ہو، جیسے: "باع" اور "قال" تو ماقبل الف کو کسرہ دیا جاتا ہے اور الف کو یاء سے تبدیل کر دیا جاتا ہے، جیسے: "بیع وقیل"

(شرح قطر الندا ص ۲۵۷، معجم النحو ص ۳۸۸، اوضح المسالک ص ۱۵۵ ج ۱، النحو الوافی ص ۹۷ ج ۲)

فائدہ

اگر فعل ناقص مثلاً (کان، کاد) ہو تو صحیح قول کے مطابق اس کا مجہول آتا ہے اور اس پر مبنی للمجہول کے احکام جاری ہو سکتے ہیں بشرط افادہ اور عدم التباس کے، ہاں اگر ناقص جامد ہو مثلاً لیس، عسی تو اس کا مجہول نہیں آتا۔ (النحو الوافی ج ۲، ص ۱۵)

فائدہ

مصدر مؤوّل بھی نائب فاعل کو رفع دے سکتا ہے، بشرطیکہ التباس نہ آتا ہو، جیسے: عجبت من اکل الطعام "أی: عجبت من ان اکل الطعام"

(النحو الوافی: ج ۲، ص ۱۰۷، حاشیۃ الصبان ج ۱ ۲ ص ۶۲)

فائدہ

جمہور کے نزدیک حال، مستثنیٰ، مفعول معہ، تمیز مفعول لأجلہ اور مفعول ثانی من باب علمت اور مفعول ثالث من باب اعلمت اور اسم لازم النصب نائب فاعل واقع نہیں ہو سکتا۔

(النحو الوافی ج ۲ ص ۱۰۸، رضی ج ۱ ص ۱۸۹، الاشمونی ص ۴۲۳، حاشیۃ الصبان ج ۱ ۲ ص ۶۶)

فائدہ

صحیح قول کے مطابق خبر "کان" خصوصاً جب کہ مفرد ہو، نائب فاعل نہیں بن سکتی، لہٰذا "کین قائم" کہنا درست نہیں۔ (النحو الوافی ج ۲ ص ۱۰۸)

فائدہ

مفعول بہ نائب فاعل بنتا ہے جب کہ فعل، فعل متعدی ہو، جیسے: ''ضرب المذنب "اور جار مجرور نائب فاعل بنتے ہیں جب کہ فعل فعلِ لازم ہو جیسے ''دخل الی الصف "

(المنہاج:۷۸)

فائدہ

جمہور بصریین کے نزدیک جب نائب فاعل جار مجرور واقع ہو تو نائب فاعل صرف مجرور ہوگا، صرف حرف جار یا حرف جار اور مجرور دونوں نہیں ہوں گے۔

(الاشمونی علی الفیہ ج ۱/ص ۴۲۱/۴، النحو الوافی ج ۲/ص ۱۱۵/، حاشیۃ الصبان ص ۶۴/ج ۱/۲)

فائدہ

افعال کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جس کا مجہول بالاتفاق نہیں آتا، اور یہ افعال غیر متصرفہ ہیں، جیسے ''نعم، بئس"

(۲) جس میں اختلاف ہے، اور یہ کان اور اس کے اخوات ہیں۔

(۳) جس کا بالاتفاق مجہول آتا ہے اور یہ باقی افعال متصرفہ ہیں۔

(الأشباہ والنظائر فی النحو ج ۱/۲ ص ۶۹/)

خبرِ حروف مشبہ بالفعل

حروف مشبہ بالفعل کی خبر بھی مرفوعات میں سے ہے۔

فائدہ

حروف مشبہ بالفعل کل چھ ہیں، انّ، أنّ، کأنّ، لیت، لکن، لعل

شعر:

ان باأن کانّ لیت لکن لعل ناصب اسمند ورافع درخبر ضد ماولا

(مائۃ عامل، ص/۸۶)

حکم

یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، اسم منصوب کو ان کا اسم اور اسم مرفوع کو ان کی خبر کہا جاتا ہے جیسے: ﴿ان اللّٰہ غفور رحیم﴾ ﴿الآیۃ﴾ (البقرۃ: ۱۸۲) (جامع الدروس ج ۲/ص ۲۱۴، موسوعۃ النحو ص ۱۵۵/)

فائدہ

ان حروف کو حروف مشبہ بالفعل اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل کے ساتھ پانچ امور میں مشترک ہیں۔

(۱) یہ فعل کے معنی کو متضمن ہیں، یعنی ان میں فعل کے معانی پائے جاتے ہیں۔

(۲) فعل ماضی کی طرح مبنی الاصل ہوتے ہیں۔

(۳) فعل کی طرح نون وقایہ قبول کرتے ہیں، جیسے: انني، لعلّني، ليتني

(۴) فعل متعدی کی طرح ان کا عمل رفع اور نصب ہے۔

(۵) فعل کی طرح تین حروف یا زیادہ سے مرکب ہوتے ہیں۔

(الھامش علی موسوعۃ النحو ص ۱۵۵/، اوضح المسالک ج ۱/ص ۳۲۵/)

فائدہ

مذکورہ حروف کو حروف ناسخہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہونے کے بعد ان کا حکم اعرابی منسوخ کر دیتے ہیں، یعنی مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

(النحو الکافی ص ۲۱۶/)

فائدہ

معانی حروف مشبہ بالفعل

انّ وأنّ

یہ دونوں مسند الیہ کو مسند کے ساتھ متصف ہونے کی تاکید کے لئے آتے ہیں، جیسے: ﴿وان ربک لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم﴾ ﴿الآیۃ﴾ (الرعد: ۶)

کأنّ

یہ تشبیہ مؤکد کے لئے آتا ہے، کیونکہ یہ اَن تاکید یہ اور کاف تشبیہ سے مرکب ہے، جیسے: ﴿کانهم حمر مستنفرة﴾[الآیة](المدثر ۵۰)

لکنّ

یہ استدراک اور تاکید کے لئے آتا ہے۔

استدراک کی مثال جیسے: ''زید شجاع لکنه بخیل''

تاکید کی مثال جیسے: ''لو جاء نی خلیل لا کرمته لکنه لم یجئنی ''پس پہلا جملہ خلیل کے نہ آنے پر دلالت کرتا ہے، اور دوسرا جملہ نفی مجیئت کی تاکید کے لئے آیا ہے۔

لیت

تمنا اور آرزو کے معنی کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ﴿ویقول الکافر یلیتنی کنتُ ترابا﴾[الآیة](النباء ۴۰)

لعلّ

امید اور اشفاق (کسی امر مکروہ سے ڈرانا) کے معنی کے لئے آتا ہے۔

امید کی مثال جیسے: ''لعل الصدیق قادم''۔

اشفاق کی مثال جیسے: ﴿ومایدریک لعل الساعة قریب﴾[الآیة](الشوریٰ: ۱۷)

﴿فلعلک باخع نفسک علی اثارهم﴾[الآیة](الکہف)

(جامع الدروس ج ۲/ص ۲۱۴، الحاشیہ علی القواعد، النحو القرآنی، ص ۲۵/)

فائدہ

کوفیین کے نزدیک ''لعل'' استفہام کے لئے بھی آتا ہے جیسے: ﴿لاتدری لعل الله یحدث بعد ذالک امراً﴾[الآیة](الطلاق) ''ای لا تدری آلله یحدث بعد ذالک امراً'' (النحو القرآنی ص ۲۵۱/)

فائدہ

لیت اور لعل میں فرق یہ ہے کہ ''لیت'' ممکنات اور ممتنعات دونوں میں استعمال

ہوتا ہے جب کہ "لعل" فقط ممکنات میں استعمال ہوتا ہے۔

(شرح مائۃ عامل ص ۳۵/۲، تکملہ عبدالغفور ص ۵۴۴/۲)

فائدہ

لعل کبھی (للتعلیل) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: ﴿لعلکم تتقون﴾ الآیۃ (البقرۃ: ۲۱) ﴿لعلکم تعقلون﴾ الآیۃ (البقرۃ: ۷۳)

اور ظن کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: "لعلی ازورک الیوم ای اظننی ازورک"۔

اور عسیٰ کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے: "لعلک أن تجتهد "أی عسی ان تجتهد،

(جامع الدروس العربیۃ ج ۲/ص ۲۱۵/)

فائدہ

بعض کے نزدیک "لعل" تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے: ﴿تتخذون مصانع لعلکم تخلدون﴾ الآیۃ (الشعراء ۱۲۹) أی کانکم تخلدون

(النحو القرآنی، ص ۲۵۱/)

قاعدہ

کبھی "کأن" تشبیہ مؤکد کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب کہ اس کی خبر جامد ہو، جیسے: "کأن زیداأسد"

اور کبھی شک کے لئے استعمال ہوتا ہے جب کہ اس کی خبر مشتق یا ظرف ہو جیسے۔ "کأن زیداً قائم"، "کأن زیداًعندک"

(القواعد الاساسیۃ، ص ۱۳۴/، مختصر المعانی ص ۲۵۵/)

فائدہ

کأن کوفیین کے نزدیک تحقیق کے لئے بھی آتا ہے جیسے: "فاصبح بطن مکة مقشعراًکأن الارض لیس بها هشام"

اور بعض کے نزدیک ظن کے معنی میں آتا ہے بشرطیکہ اس کی صفت فعل یا ظرف

یا اس کے اسماء میں سے کوئی ایک ہو۔

اور بعض کے نزدیک تقریب کے معنی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اور بعض کے نزدیک نفی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (اوضح المسالک، ج۱/ص۳۲۸)

قاعدہ

جب ان حروف کے ساتھ مَا ملحق ہو جاتا ہے تو ان حروف کو اپنے عمل سے روک دیتا ہے، اسی وجہ سے اس "مَا" کو "مَا" کافہ کہا جاتا ہے جیسے: ﴿انما الهكم اله واحد ﴾الآية|(البقرة:۱۶۳)﴿كانما يصعدفي السماء ﴾الآية|(الانعام:۱۲۵)

(القواعد الاساسیہ ص۱۲۵/، النحو القرآنی ص۲۶۲/)

قاعدہ

اگر "لیت" پر مَا کافہ داخل ہو جائے تو اس کے عمل کو برقرار رکھنا اور باطل کرنا دونوں جائز ہے، جیسے "لیتما الشباب یعود" پس الشباب کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے، اور مرفوع (بنابر ابتدائیت) پڑھنا بھی جائز ہے۔

(القواعد الاساسیہ ص۱۲۵/، النحو القرآنی ص۲۶۲/، النحو الوافی ص۵۷۵/)

قاعدہ

ان حروف کی خبر کو ان پر مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے۔

(النحو القرآنی، ص۲۵۱/، جامع الدروس، ج۲/ص۲۱۷/، ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۳۵/)

قاعدہ

ان حروف کی خبر ان کے اسم سے مؤخر کرنا اصل ہے جب تک ظرف یا جار مجرور نہ ہو، اور اگر اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے: ﴿ان الينا ايابهم ،ثم ان علينا حسابهم ﴾الآية|(الغاشیۃ ۲۵،۲۶)

اور اگر اسم نکرہ ہو اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو یا اسم مقترن بالام ابتدا ہو تو خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہے، پہلے کی مثال۔ جیسے: ﴿ان لدينا انكالا وجحيما ﴾الآية|(المزمل:۱۲) دوسرے کی مثال جیسے: ﴿ان في ذالك لعبرة ﴾الآية|(آل عمران)

یا اس کے اسم کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو خبر کے جز کی طرف راجع ہو ۔جیسے:۔"إن في البيت صاحبه"

(القواعد الاساسیہ ص/۱۲۴و۱۲۵، النحو القرآنی ص/۲۵۱)

فائدہ

ابوحیان اور رضی کے نزدیک جملہ طلبیہ بھی "انّ" کی خبر واقع ہوسکتا ہے ،خلافاً لجمهور النحاة" جیسے: ﴿إن الذين يكفرون بآيات الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم﴾ الآية (آل عمران) یہاں فبشرهم جملہ انشائیہ "ان" کی خبر واقع ہورہا ہے۔

(النحو القرآنی ص/۲۵۲، اوضح المسالک ج/۱ص/۳۲۶)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کے بعد اگر "ما" مصدریہ یا موصولہ آجائے تو اس کو جدا لکھا جاتا ہے، اور اگر "ما" کافہ ہو تو اس کو ملا کر لکھا جاتا ہے، یہ رسم الخط کے اعتبار سے فرق ہے، جیسے:

فلو أن ماأسعى لادنى معيشة كفاني ولم اطلب قليل من المال
ولكنما اسعى لمجد مؤثل قد يدرك المجد المؤثل امثالي

پہلے مصرعے میں "ما" مصدریہ اور دوسرے مصرعے میں "ما" کافہ ہے۔

(جامع الدروس ج/۲ص/۳۲۲)

قاعدہ

اگر ان حروف کی خبر فعل ماضی ہو اور "قد" کے ساتھ مقترن ہو تب بھی لام ابتداء داخل ہوسکتا ہے، جیسے: "ان زيداً لقد قام"

اور اگر خبر فعل ماضی جامد ہو تو اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے لام کا دخول جائز ہے۔جیسے: "ان خليلاً لنعم الرجل" (القواعد الاساسیہ ص/۱۲۵)

قاعدہ

لام ابتداء میں اصل یہ ہے کہ اول کلام میں واقع ہو لیکن چونکہ ان بھی تاکید کے

لئے آتا ہے، تو اول کلام میں واقع ہونے کی صورت میں دو حروف تاکید کا جمع ہونا لازم آئے گا جو کہ قبیح ہے اس لئے درمیان میں فصل کو مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

(الاشمونی ج ۱/ص ۳۰۵، القواعد الاساسیہ ص ۱۲۵)

قاعدہ

جس جملے کا مضمون واجب الوقوع ہو تو اس پر "لیتَ" کو داخل کرنا درست نہیں اس لئے "لیت غداً یجئنی" نہیں کہا جاسکتا۔ (اوضح المسالک ج ۱/ص ۳۲۸)

فائدہ

"کأنَ" مخفف عن المثقل کی خبر اگر جملہ اسمیہ ہو تو فاصل کی ضرورت نہیں اور اگر جملہ فعلیہ ہو تو "قد" یا "لم" کے ذریعے فصل لائی جائے گی۔ (الاشمونی ج ۱/ص ۳۲۵)

قاعدہ

ان حروف کی خبر کو حذف کرنا جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو، جیسے: ﴿ان الذین کفروا ویصدّون عن سبیل اللہ الی آخر﴾ [الآیۃ] (الحج ۲۵) انّ کی خبر محذوف ہے، ای نذیقھم من عذاب الیم ﴾

(النحو القرآنی ص ۲۵۲/، البحر المحیط ج ۱/ص ۳۶۲)

فائدہ

ان حروف کی ایک سے زیادہ خبریں بھی آسکتی ہیں۔ جیسے: ﴿ان الھکم لواحد رب السموٰت والارض﴾ خبر اول "لواحد" خبر ثانی "رب السموات" ﴿ان اللہ غفور رحیم﴾ [الآیۃ] (النحو القرآنی ص ۲۵۳/)

فائدہ

جیسا کہ "لیسَ" کی خبر پر اور "ما" مشبہ بلیس کی خبر پر "با" جارہ زائدہ داخل ہوتی ہے، اسی طرح "انّ" مفتوحہ کی خبر پر بھی "با" کا دخول جائز ہے جیسے: ﴿اَولم یروا أن اللہ الذی خلق السموات والارض ولم یعیَ بخلقھن بقادر علیٰ أن یحی الموتیٰ﴾ [الآیۃ] (الاحقاف/۳۳) (النحو القرآنی، ص ۲۵۳/)

فائدہ

بعض آیات میں "انّ" کے ساتھ "مـــا" ملحق ہوتا ہے، وہ "ما" کافہ بھی ہوسکتا ہے اور موصولہ بھی جیسے: ﴿قال انما أوتیته علی علم عندی﴾ الآیة (القصص/۷۸) ابوحیان فرماتے ہیں کہ یہ "ما" کافہ بھی ہوسکتا ہے اور موصولہ بھی ہوسکتا ہے۔

(البحر المحیط ج/۷ ص/۴۳۳، النحو القرآنی ص/۲۶۲)

فائدہ

کبھی انّ، أنّ، کأنّ، اور لکنّ کو مخفف کردیا جاتا ہے یعنی دوسرے نون کو حذف کردیا جاتا ہے، پس ان، أن، کأن، لکن پڑھا جاتا ہے۔

(القواعد الاساسیہ ص/۱۲۸، النحو القرآنی ص/۲۶۵)

فائدہ

جب "انّ" مکسورۃ الھمزۃ کو مخفف کردیا جاتا ہے تو غالباً یہ عمل نہیں کرتا، اور اس کی خبر پر لام ابتداء داخل ہوجاتا ہے، یہ لام "ان" نافیہ اور ان مخففہ کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فعل اکثر افعال ناسخہ میں سے ہوتا ہے جیسے: ﴿وان نظنک لمن الکذبین﴾ ﴿وان کانت لکبیرة﴾ [الآیة] (البقرة/۱۴۳)

اور اگر اس کے بعد اسم ہو تو راجح یہی ہے کہ عمل نہیں کرے گا اور خبر پر لام ابتداء داخل ہوگا جیسے: ﴿وان کل لمّا جمیع لدینا محضرون﴾ [الآیة] (یٰس/۳۲)

اور تخفیف کی صورت میں عمل بھی کرتا ہے جیسے: ﴿وان کلا لمّا لیوفینهم ربک اعمالهم﴾ [الآیة] (ھود/۱۱۱)

(القواعد الاساسیہ ص/۱۲۸، النحو القرآنی ص/۲۶۵، موسوعۃ ص/۱۵۶)

فائدہ

یاد رہے کہ انّ کو مخفف کردینا نادر الاستعمال ہے۔ (القواعد الاساسیہ، ص/۱۲۹)

قاعدہ

اگر أنّ مفتوحہ مخفف ہو تو اس کا عمل باقی رہے گا بشرطیکہ اس کا اسم ضمیر محذوف

اورخبر جملہ (فعلیہ یا اسمیہ) ہو اس کی خبر کے درمیان فصل کی ضرورت نہیں ہوتی ،جیسے :﴿وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين ﴾[الآية](یونس:۱۰) یہاں "أن" کا اسم محذوف ہے ،ای:أنه الحمدلله۔

﴿فنادىٰ فى الظلمات أن لااله الاأنت .....﴾[الآية](الانبياء:۸۷)

﴿وأن ليس للانسان الاّماسعى﴾[الآية](النجم : ۳۹)

یادرہے کہ جب خبر جملہ اسمیہ یافعلیہ ہواور فعل جامد ہو یا جملہ دعائیہ ہوتو "أن "اوراس کی خبر جملہ کے درمیان کوئی فاصل لانا درست نہیں،مثالیں گزر چکی

(النحو القرآنی ص ر۲۶۷،موسوعۃ النحوص ر۱۵۷،شرح قطر الندا ص ر۲۰۲)

فائدہ

لعلّ کی تخفیف (باوجود مختلف لغات کے) جائز نہیں،البتہ لکنّ میں تخفیف ممکن ہے،لیکن اس وقت عمل نہیں کرے گا۔جیسے:﴿لكن الراسخون فى العلم﴾[الآية]

(شرح الاشمونی ج ر۱ص ر۳۲۷،ہمع الھوامع ج ر۱ص ر۱۴۳)

فائدہ

"أن مخففه عن المثقله" کا اسم ضمیر شان ہوگا،لفظ میں نہیں ہوگا،نیت میں ضرور ہوگا۔ (الاشمونی ج ر۱ص ر۳۱۹)

فائدہ

جب "أن" مفتوحة الهمزة کی خبر جملہ اسمیہ یافعلیہ بشرطیکہ فعل جامد نہ ہو تو"أن "اوراس کی خبر کے درمیان توقف کلمات کے ذریعے فصل لائی جاتی ہے۔

(۱)فصل "قد" کے ساتھ ہو۔جیسے:﴿ونعلم أن قد صدقتنا ونكون عليها من الشاهدين ﴾[الآية](المائدۃ:۱۱۳)

(۲)"سین"یا"سوف " کے ساتھ ہو،جیسے﴿علم أن سيكون منكم مرضىٰ﴾[الآية](المزمل:۲۰)

(۳)لا نافیہ کے ساتھ ہو۔جیسے:﴿افلايرون ألاّيرجع اليهم قولا﴾[الآية](طٰہٰ:۸۹)

(۴)لَنْ کے ساتھ ہو جیسے: ﴿أيحسب الانسان ألن نجمع عظامه ﴾الآية ﴿القيامة:۳﴾

(۵)لَمْ کے ساتھ ہو جیسے: ﴿ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم ﴾الآية ﴿الانعام:۱۳۱﴾

(۶)لَوْ کے ساتھ ہو۔ جیسے: ﴿وأن لو استقاموا على الطريقة ﴾الآية ﴿الجن:۱۶﴾

(۷)اِذَا شرطیہ کے ساتھ ہو۔ جیسے: ﴿وقد نزل عليكم في الكتاب أن إذا سمعتم ايات الله يكفر بها ويستهزأ بها ﴾الآية ﴿النساء:۱۴۰﴾

(النحو القرآنی ص۲۶۸، موسوعہ ص۱۵۲)

وہ جملہ جو "أن" مخففہ کی خبر واقع ہو۔

﴿وہ جملہ جو فاعل کی طرف محتاج نہ ہو﴾

جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ جس کا فعل جامد ہو، جملہ فعلیہ جس کا فعل متصرف ہو لیکن دعا کے لئے ہو۔

﴿وہ جملہ فاصل کی طرف محتاج ہو﴾

وہ جملہ فعلیہ جس کا فعل متصرف ہو اور دعاء کے لئے بھی نہ ہو، فاصل یہ ہیں قد حروف اتنفیس، نفی، لو، لم

فائدہ

"کان" مخففہ کا اسم ضمیر شان ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ضمیر غائب (جب کہ کسی کی طرف راجع ہو) بھی آ سکتی ہے اسی طرح اسم ظاہر بھی آ سکتا ہے۔

(اوضح المسالک ج۱ ص۳۸۱)

قاعدہ

"لکنّ" کا عمل تخفیف کی صورت میں باطل ہو جاتا ہے جیسے: ﴿لكن الراسخون في العلم منهم ﴾الآية ﴿النساء:۱۶۲﴾

(النحو القرآنی ص۲۷۰، جمع الجوامع ج۱ ص۱۴۳)

فائدہ

کبھی "کان" مخففہ کی خبر (جب کہ جملہ فعلیہ ہو) حذف کر دی جاتی ہے جیسے

أقلّ الحلم غير أن ركابنا ... لما تضع من حالها كأن قد

ای :وکان قد زالت. (اوضح المسالک،ج۱/ص۳۸۱)

قاعدہ

''کانَ'' کو بھی مخفف کر دیا جاتا ہے اور اس کا اسم محذوف منوی ہوتا ہے جیسے: ﴿فجعلنا ها حصیداً کان لم تغن بالأمس﴾ الآیة (یونس:۲۴) (النحو القرآنی،ص۲۷۰)

فائدہ

''إنَ'' اور ''أنَّ'' کے درمیان فرق یہ ہے کہ انَ بکسر الھمزۃ جملہ کی تاکید کے لئے آتا ہے، اور أنَّ بفتح الهمزة اپنے مابعد کو مفرد مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

(ھدایۃ الخواص۱/۱۱۰، الھامش علی شرح قطر الندی،ص۱۹۴، اوضح المسالک ج۱/ص۳۳۳)

فائدہ

وہ مقامات جہاں ''انَّ'' کو ہمزۃ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، کل گیارہ مقامات ہیں۔

(۱) ابتداء کلام میں واقع ہو حقیقۃً ہو۔ جیسے: ﴿انَّ اللہ غفور رحیم﴾ یا حکماً ہو۔ جیسے: (۱) ﴿کلاانَّ الانسان لیطغی﴾ الآیة (العلق:۶) (۲) ﴿ألا انَّ اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولاهم یحزنون﴾ الآیة (یونس:۶۲) (۳) ﴿بلی ان ربه کان به بصیراً﴾ الآیة (الانشقاق:۱۵)

(۲) صلہ کے شروع میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿واتیناه من الکنوز ماانَّ مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة﴾ الآیة (القصص:۷۶)

(۳) جواب قسم میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿حٰمٓ والکتاب المبین ،انَّاأنزلناه فی لیلة مبارکة﴾ الآیة (الدخان:۱)

(۴) ایسے قول کے بعد واقع ہو جو ظن کے معنی میں نہ ہو جیسے: ﴿قال إنی عبدالله﴾ الآیة (مریم:۳۰)

(۵) جملہ حالیہ کی ابتداء میں واقع ہو خواہ وہ جملہ مقرون بالواو الحالیہ ہو یا نہ ہو

۔پہلے کی مثال:﴿کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وانَّ فریقاًمن المومنین لکرھون﴾[الآیة] (الانفال:۵)

دوسرے کی مثال:﴿وما ارسلنا قبلک من المرسلین الّاانھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق﴾[الآیة](الفرقان : ۲۰)

(۶)ایسے عامل کے بعدواقع ہوجس کاعمل''انَّ'' کی خبر پرلام معلقہ داخل کرنے کی وجہ سے روک دیا گیاہو۔جیسے:﴿واللہ یعلم انک لرسولہ﴾[الآیة](المنافقون:۱)

یہاں''یعلم'' کاعمل لام کی وجہ سے روک لیا گیاہے۔

(۷)اسم عین سے خبرواقع ہو۔جیسے:﴿انَّ الذین آمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصاریٰ والمجوس والذین أشرکوا،انَّ اللہ یفصل بینھم یوم القیمة﴾[الآیة](البقرة)

جملہ''انَّ اللہ یفصل.....الخ انَّ الذین.....الخ سے خبرواقع ہے۔

(۸)''حیث'' کے بعدوالے جملے کی ابتداء میں واقع ہو۔جیسے:''اجلس حیث انَّ خلیلاً جالس''

(۹)مقصودبالنداء کی ابتداء میں واقع ہو۔جیسے:﴿یا بنی انَّ اللہ اصطفی لکم الدین﴾[الآیة](البقرة)

(۱۰)''حتیٰ'' ابتدائیہ کے بعدواقع ہو۔جیسے:''مرض سلیم حتیٰ انھم لایرجونہ''

(۱۱)''اذ'' کے بعدواقع ہو،جیسے:''جئتک اذ ان زیداً أمیر''

(النحو القرآنی ص۲۵۵،القواعدالاساسیہ ص۱۲۶/،الاشمونی ج۱/ص۲۹۹/)

فائدہ

وہ مقامات(جہاں''أن''مفتوحة الھمزة پڑھاجاتاہے)کل آٹھ ہیں جوکہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)''أن''مفتوحة الھمزة اپنے مدخول کے ساتھ(مصدرمؤول)فاعل واقع ہو

۔جیسے:﴿أولم یکفهم أنا أنزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیهم﴾[الآیة](العنکبوت: ۵۱)

(۲)نائب فاعل واقع ہو۔جیسے:﴿قل أوحی الی أنه استمع نفر من الجن﴾[الآیة](الجن: ۱)

(۳)مفعول بہ غیر محکی بالقول واقع ہو۔جیسے:﴿وکیف أخاف ما أشرکتم ولاتخافون أنکم أشرکتم بالله﴾[الآیة](الانعام:۸۱)

(۴)مبتدا واقع ہو۔جیسے:﴿ومن آیاته أنک تریٰ الارض خاشعة﴾[الآیة](فصلت:۳۹)

(۵)حرف جار کی وجہ سے مجرور واقع ہو۔جیسے:﴿ذالک بأن الله هو الحق﴾[الآیة](الحج:۶۲)

(۶)اضافت کی وجہ سے مجرور واقع ہو۔جیسے:﴿فورب السماء والارض انه لحق مثل ما أنکم تنطقون﴾[الآیة](الذریات:۲۳)

(۷)اسم مصدر غیر قول سے خبر واقع ہو۔جیسے:"الحق أنَّ العلم نافع"

(۸)ان میں سے کسی ایک کے تابع ہو۔جیسے:﴿واذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وأنی فضلتکم علی العلمین﴾[الآیة](البقرة)دوسری مثال:﴿واذ یعدکم الله احد الطائفتین أنها لکم[الآیة](الانفال:۷)"انها لکم "احد الطائفتین سے بدل واقع ہے۔

(الاشمونی ج۱/ص۳۰۴،القواعد ص۱۲۷،النحو الکافی ص۲۲۴،النحو القرآنی ص۲۵۶)

فائدہ

وہ مقامات جہاں"أن "بکسر الهمزة وبفتحها دونوں جائز ہو کل آٹھ ہیں۔

(۱)"اذا" فجائیہ کے بعد واقع ہو۔جیسے:"خرجت فاذا ان أسدٌ واقف"۔

(۲)"فا" جزائیہ کے بعد واقع ہو۔جیسے:﴿کتب ربکم علی نفسه الرحمة أنه مَن عمل منکم سوءً بجهالة ثم تاب من بعده وأصلح فأنه غفور رحیم﴾[الآیة](الانعام:۵۴)

(۳) موضع تعلیل میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿انا کنا من قبل ندعوہ انہ ھو البر الرحیم﴾ [الآیۃ] (الطور: ۲۸)

(۴) ''لاجرم'' کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿لاجرم أن اللہ یعلم مایسرون وما یعلنون﴾ [الآیۃ] (النحل: ۲۳) اس میں فتح غالب ہے۔

(۵) ''أما'' کے بعد واقع ہو جیسے: ''أما انک فاضل'' اگر ''أما'' حرف تخصیص ہو تو کسرہ کے ساتھ اور اگر بمعنی حقاً کے ہو تو مفتوح پڑھا جائے گا۔

(۶) ''حتی'' کے بعد واقع ہو، پس اگر ابتدائیہ ہو تو مکسور پڑھا جائے گا۔ جیسے: ''مرض زید حتی انھم لایرجونہ'' اور اگر ''حتی'' جارہ یا عاطفہ ہو تو مفتوح پڑھا جائے گا۔ جیسے: ''عرفت امورک حتی أنک فاضل''

(۷) فعل قسم کے بعد واقع ہو بشرطیکہ اس کے بعد لام نہ ہو۔ جیسے: ''اقسم ان الدار ملک سلیم''

(۸) ''واو'' کے بعد واقع ہو اور اس سے پہلے مفرد ہو اور اس کا ماقبل پر عطف کرنا درست ہو۔ جیسے: (ان لک [illegible] ع فیھا ولا تعریٰ وأنک لا تظمؤ فیھا ولا تضحیٰ)

(النحو القرآنی ص/۲۵۸، الاشمونی ج/۱ ص/۳۰۴، القواعد، ص/۱۲۸، النحو الکافی ص/۲۲۵)

فائدہ

جب ''ان'' فعل کے بعد واقع ہو تو اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) فعل قسم کے بعد واقع ہو اور ''ان'' کی خبر پر لام داخل ہو۔ جیسے: ﴿ویحلفون باللہ انھم لمنکم﴾ [الآیۃ]

(۲) فعل قسم محذوف ہو اور ''ان'' کی خبر پر لام داخل ہو۔ جیسے: ﴿والعصر، انَّ الانسان لفی خسر﴾ [الآیۃ]

(۳) فعل قسم مذکور ہو اور ''لام'' داخل نہ ہو۔ جیسے شعر: ''أوتحلفی بربک العلیّی: أنی أبو ذَیّالِکِ الصبیّ''

(۴) فعل محذوف ہو اور لام داخل نہ ہو۔ جیسے: ﴿والکتب المبین انا انزلنا ۰۰ الآیة﴾ پہلی دو صورتوں میں کسرۂ ہمزہ متعین ہے، اور تیسری صورت میں دونوں جائز ہیں، اور آخری صورت میں اختلاف ہے، کوفیین کے نزدیک دونوں جائز ہیں جب کہ بصریین کے نزدیک کسرہ متعین ہے۔ (اوضح المسالک ج ۱، ص ۳۴۲، جامع ج ۲، ص ۲۲۵)

قاعدہ

ہر وہ جگہ جہاں "ان" کا ماقبل مفرد کا تقاضہ کرتا ہو تو "انَّ" فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ اور جہاں دونوں درست ہوں تو فتحہ اور کسرہ دونوں صحیح ہیں۔

(اوضح المسالک ج ۱، ص ۳۴۴)

قاعدہ

"إنَّ" اور اس کے اخوات پر ظرف یا جار مجرور کی تقدیم جائز ہے۔

(شرح قطر الندی، ص ۲۱۴)

فائدہ

"ان" اور اس کے اخوات کی خبر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد۔ جیسے: ﴿واعلموا أن الله شديد العقاب وأنَّ الله غفور رحيم﴾ [الآية] (المائدة:۹۸) "انَّ الدنيا حلوة خضرة" [الحديث] "رواه مسلم"

(۲) جملہ ہو خواہ فعلیہ ہو۔ جیسے: ﴿واعلموا أن الله يحول بين المرء وانه اليه تحشرون﴾ [الآية] (انفال:۲۴) یا جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: ﴿ذالک بأن الله هو الحق وأن مايدعون من دونه هو الباطل وأن الله هو العلي الكبير﴾ [الآية] (الحج:۶۲)

(۳) خبر شبہ جملہ ہو، جار مجرور ہو۔ جیسے: ﴿قل ان الفضل بيد الله﴾ [الآية] (آل عمران:۷۳) یا ظرف ہو۔ جیسے: "ان القلوب بين اصبعين من اصابع الرحمٰن" (الحدیث)

(النحو الکافی ص ۲۱۹، جامع الدروس ج ۲، ص ۲۱۵)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو حذف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ خبر خاص ہو یعنی ان

کلمات میں سے ہو جنکے خاص معنی ہوتے ہیں، اور حذف پر قرینہ بھی موجود ہو۔

(موسوعۃ النحو ص ۱۵۵/، جامع الدروس العربیہ ج ۲/ص ۲۱۶/)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو دو مقامات پر حذف کرنا واجب ہے بشرطیکہ ان کی خبر عام ہو۔

(۱) "لیت شعری" کے بعد جب کہ اس کے بعد استفہام ہو۔ جیسے: "لیت شعری هل سأنجح فی الامتحان" "أی لیت شعری حاصل"

(۲) جب خبر شبہ جملہ ہو اور اس کے ساتھ حروف جارہ یا ظرف متعلق ہو ہو۔ جیسے: ﴿ان فیها قوماً جبارین﴾ [الآیة] (المائدۃ: ۲۲) ﴿ان مع العسر یسر﴾ [الآیة] (الم نشرح: ۶) (موسوعۃ النحو ص ۱۵۵/، جامع الدروس العربیہ ج ۲/ص ۲۱۶/)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کا معمول ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جب کہ معمول ظرف یا جار مجرور ہو۔ جیسے: "انَّ امامک زیداً واقف" (موسوعۃ النحو ص ۱۵۶/)

قاعدہ

کان مخفف عن المثقل اور کان (جو مرکب ہو حرف جارہ اور "أن" مصدریہ سے) کے درمیان فرق کرنے کی پہچان یہ ہے کہ اگر کان کے بعد "لم" یا "قد" ہو تو یہ مخفف عن المثقل ہوگا، ورنہ دوسری قسم ہوگی۔ (الحاشیہ علی شرح قطر الندا ص ۲۷/)

فائدہ

"انَّ" کے اسم اور اس کی خبر کے درمیان افعال، اسماء اور حروف کے ذریعے فصل لانا جائز ہے خواہ خبر مقدم ہو یا مؤخر۔ جیسے: ان فی القصر لو دخلنا غزالاً" یہاں "فی القصر خبر مقدم، "لو دخلنا" فصل، اور غزالاً اسم مؤخر ہے۔

(الحاشیہ علی شرح قطر الندا ص ۲۱۲/)

قاعدہ

ان حروف کا دخول ایسے جملے پر "جس میں مبتدا کو حذف کرنا واجب ہو" ناجائز

ہے، اور ان کا دخول اس مبتدا پر جو ابتدائیت سے نہیں نکلتا جیسے: "ما" تعجبیہ اور اس مبتدا پر "جو صدرات کلام چاہتا ہے" درست ہے البتہ ضمیر شان (جو کہ صدرات کلام چاہتی ہے) اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (اوضح المسالک ص ۳۲۶)

فائدہ

بعض عرب کے نزدیک "انّ" اور اس کے اخوات کا اسم اور خبر دونوں منصوب ہوتے ہیں، جیسے: "یالیت ایام الصبار واجعاً"

لیکن جمہور کے نزدیک دوسرے اسم منصوب کا عامل محذوف ہے۔ ای: تکون رواجع (اوضح المسالک ص ۳۲۷ ج ۱، الاشمونی ص ۲۹۴ ج ۱، النحو الوافی ص ۵۸ ج ۱)

فائدہ

لام ابتداء "انّ" کے بعد چار مقامات میں آسکتا ہے۔

(۱) خبر پر داخل ہو بشرطیکہ خبر مؤخر، مثبت اور غیر ماضی ہو۔ جیسے: ﴿انّ ربی لسمیع الدعاء﴾ [الایة] (ابراھیم: ۳۹) ﴿وان ربک لیعلم﴾ [الآیة] (النحل) ﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾ [الآیة] (القلم: ۴)

(۲) معمول خبر پر داخل ہو بشرطیکہ یہ معمول خبر پر مقدم ہو، حال کے لئے نہ ہو اور اس کی خبر لام کے دخول کی صلاحیت رکھتی ہو۔ جیسے: "ان زیداً لعمراً ضارب"۔

(۳) اسم پر داخل ہو بشرطیکہ خبر سے مؤخر ہو۔ جیسے: ﴿انّ فی ذالک لعبرة﴾ [الآیة] (النازعات: ۲۶)

(۴) "انّ" کے بعد ضمیر فصل پر داخل ہو۔ جیسے: ﴿انّ ھذا لھو القصص الحق﴾ [الایة] (آل عمران: ۶۲)

(اوضح المسالک ج ۱ ص ۳۴۴، النحو القرآنی ص ۲۶۰، ھمع الھوامع ج ۱ ص ۱۳۹)

فائدہ

لام ابتدا کو "لام تاکید" اور "لام مُزَحلَقه" بھی کہا جاتا ہے۔

(جامع الدروس العربیہ، ج ۲ ص ۲۲۰)

فائدہ

لام ابتدا کے دخول کے دو فائدے ہیں۔

(۱) جملہ مثبتہ کے مضمون کی تاکید

(۲) خبر کو حال کے ساتھ مختص کر دینا حالانکہ دخول سے پہلے حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ (جامع الدروس ج ۲/ص ۲۲۰)

قاعدہ

اگر "لو" کے بعد "أن" آجائے تو کوفیین کے نزدیک یہ اپنے مدخول کے ساتھ مل کر بتاویل مفرد مصدر، فعل محذوف کے لئے فاعل ہوگا اور بصریین کے نزدیک یہ مبتدا ہوگا جیسے: ﴿ولو أنهم صبروا﴾ پس پہلے قول کے مطابق تقدیر عبارت یوں ہوگی "ولو ثبت أنهم" اور دوسرے قول کے مطابق یہ ہوگی "ولو أنهم صبروا ثابت أی ولو صبرهم ثابت" (حاشیۃ الصبان علی الاشمونی ج ۱/ص ۲۷۳)

قاعدہ

أنْ مخففه عن المثقله سے پہلے اگر فعل ہو تو ضروری ہے کہ افعال یقین میں سے ہو یا جو ان کے مرتبے میں ہیں۔ جیسے: ﴿علم أن سيكون منكم مرضى﴾ الآية (المزمل: ۲۰) ﴿وظنوا أن لا ملجاء من الله الا اليه﴾ الآية (التوبۃ: ۱۱۸) ﴿أيحسب ان لم يره احد﴾ الآية (البلد: ۷)

(جامع الدروس العربیہ ج ۱/ص ۲۳۳)

فائدہ

"أن مخففه عن المثقله" جملے پر ہی داخل ہوتا ہے مفرد پر اس کا دخول درست نہیں، البتہ ضرورت شعری کی وجہ سے ضمیر بارز پر داخل ہو سکتا ہے۔

(جامع الدروس العربیہ ج ۲/ص ۲۳۳)

فائدہ

جب لام ابتداء ضمیر فصل یا اسم مؤخر پر داخل ہو تو پھر اس کی خبر پر لام کا دخول

درست نہیں، پس ''ان زیداً لھو قائم'' اور ''ان لفی الدار لزیداً'' کہنا صحیح نہیں۔
(شرح الاشمونی ج ۱/ص ۳۱۱)

فائدہ

امام سیبویہ کے نزدیک ''ان'' کی خبر یا اسم پر داخل ہونے والا لام لام ابتداء ہے اور امام فارسی کے نزدیک یہ لام فارقہ (یعنی ان نافیہ اور مخففہ کے درمیان فرق کرنے والا) ہے۔ جیسے: ''قد علمنا ان کنت لمومنا'' (الحدیث) (رواہ البخاری ومسلم) پس امام سیبویہ کے نزدیک بکسر الہمزۃ جب کہ فارسی کے نزدیک بفتح الہمزہ پڑھا جائے گا۔
(شرح الاشمونی علی الفیہ ج ۱/ص ۳۱۷، ھمع الھوامع ص ۱۴۱/۱، الاشباہ والنظائر ج ۱/۲ ص ۱۵۶)

قاعدہ

اگر ''ان'' کی ایک خبر کا اسم دو معطوفات ہوں تو ان کا مکرر لانا ضروری نہیں، پس ''ان زیدا وان عمرواً منطلقان'' کہنا درست نہیں ہے۔ (ھمع الھوامع ج ۱/ص ۱۳۵)

فائدہ

''ان'' مخفف عن المثقل کا اسم ضمیر شان ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ضمیر حاضر یا غائب بھی آسکتی ہے۔ (ھمع الھوامع ج ۱/ص ۱۴۲)

فائدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کے احوال، اقسام اور شرائط وہی ہیں جو مبتدا کی خبر کے ہیں، لیکن اس کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہیں ہوسکتی، اور ایسا مفرد بھی نہیں ہوسکتی جو طلب کو متضمن ہو، پس ''انَّ أین زید'' کہنا درست نہیں اور ''أین زید'' کہنا درست ہے۔
البتہ اگر خبر ظرف واقع ہو تو مقدم کرنا جائز ہے۔
(الاشباہ والنظائر ج ۱/۲ ص ۶۲، شرح مفصل ج ۱/ص ۱۰۲، متن متین ص ۹۷، شرح رضی ج ۱/ص ۲۵۵)

فائدہ

''انَّ'' مخففف عن المثقل کی علامات اور پہچان مندرجہ ذیل ہے۔
(۱) ایسے فعل کے بعد واقع ہو جو یقین یا قطعیت پر دلالت کرتا ہو۔

(۲) فعل جامد یا "رب" یا حرف تقلیس پر داخل ہو۔
(۳) اس کے بعد فعل دعاء واقع ہو۔
(۴) جملہ اسمیہ پر داخل ہو اور اس کا ایک اساسی جز پہلے مذکور ہو۔ جیسے: ﴿وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين﴾[الآية]

(النحو الوافی ج ۱/ص ۶۱۵)

فائدہ

"انّ" کو مخفف کر دیا جائے تو اس پر مندرجہ ذیل احکام جاری ہوں گے۔
(۱) اس کا معنی برقرار رہے گا، اور عمل وہی ہوگا جو تخفیف سے پہلے تھا۔
(۲) اس کا اسم "ضمیر" محذوف ہوگا اور یہ اکثر ضمیر شان ہوتی ہے۔
(۳) اس کی خبر جملہ ہوگی خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو۔
(۴) اس کی خبر کے درمیان کوئی فاصلہ غالبًا ہونا چاہئے، جب کہ جملہ فعلیہ ہو (جس کا فعل متصرف ہو اور دعاء بھی مقصود نہ ہو) (النحو الوافی ج ۱/ص ۶۱۶)

فائدہ

"انّی" اصل میں انّنی ہے ایک نون مخفف عن المثقل ہے اور دوسرا نون وقایہ ہے اور "انا" اصل میں "اننا" ہے ایک نون مخفف عن المثقل اور دوسرا نون، نون متکلم ہے۔

(اعراب القرآن للصافی)

فائدہ

"أنّ" مشددہ بفتح الہمزۃ دو طریقوں سے مستعمل ہوتا ہے۔
(۱) حرف مشبہ بالفعل اسم منصوب اور خبر مرفوع چاہتا ہے۔
(۲) لعل کی ایک لغت میں استعمال ہوتا ہے جیسے: "ائت السوق أنک تشتری لنا شیئاً"، "أی لعلک تشتری لنا شیئًا" (مغنی اللبیب ج ۱/ص ۸۸/۸۹)

قاعدہ

اگر لکن کے بعد مفرد ہو تو دو شرطوں کے ساتھ یہ عاطفہ ہوگا۔

(۱) اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے "ماقام زیدلکن عمرو"۔

(۲) یہ مقترن بالواؤ نہ ہو۔ (مغنی اللبیب ج ۱/ص ۵۶۳)

فائدہ

﴿اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقھن بقادر﴾ [الآیۃ] (الاحقاف: ۳۳) مذکورہ بالا آیت میں، "ان" کی خبر "بقادر" پر باء زائدہ داخل ہے، اس لئے کہ ﴿اولم یروا ان اللہ﴾ اولیس اللہ کے معنی میں ہے اور "لیس" کی خبر پر باء زائد آتی ہے۔ (اوضح المسالک ج ۱/ص ۳۳۰، الاشمونی علی الفیۃ ابن مالک ج ۱/ص ۲۶۳)

افعال ناقصہ کا اسم

فعل ناقص کا اسم بھی مرفوعات میں سے ہے۔

فعل ناقص کی تعریف

ہر وہ فعل جو صرف اپنے مرفوع کے ساتھ مل کر کلام تام نہ بنے۔

(معجم النحو ص ۲۷۳)

افعال ناقصہ کا عمل اور حکم

یہ مبتدا (جو کہ صدارت کلام نہ چاہتا ہو) اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، پہلے کو ان کا اسم اور دوسرے کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

(النحو الکافی ج ۲/ص ۱۸۹، النحو القرانی ص ۲۲۴، جامع ج ۲/ص ۱۹۲)

فائدہ

افعال ناقصہ کے بعد آنے والے اسم کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہنا صرف ایک نحوی اصطلاح ہے جیسے "کان علیّ غائبا" علی کان کا اسم ہے، حالانکہ "علی" حقیقت میں ایک ذات معین کا نام ہے اور کان کا اسم نہیں۔ (الحاشیۃ علی النحو الوافی ص ۳۹۴، حاشیۃ الصبان ص ۲۳۶)

قاعدہ

افعال ناقصہ کے عمل کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

(۱) ان کا اسم ان سے مؤخر ہو۔

(۲) ان کی خبر انشاء نہ ہو۔

(۳) اسم اور خبر دونوں مذکور ہوں۔

(۴) ان کی خبر ان پر مقدم نہ ہو جب وہ معنی استفہام کو متضمن ہو اور اس سے پہلے حرف نفی ہو۔

(۵) ان کی اخبار جملہ فعلیہ ماضویہ نہ ہو۔ (النحو الوافی ج ۱ ص ۴۹۶)

فائدہ

ان افعال کو افعال ناسخہ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ مبتدا کا اعراب لفظاً مرفوع اور خبر کا اعراب لفظاً منصوب کر دیتے ہیں۔ اور افعال ناقصہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ افعال اپنے اسم مرفوع کے ساتھ مل کر کلام تام نہیں بنتے بلکہ خبر کی طرف محتاج رہتے ہیں، لہذا ان میں نقص پایا جاتا ہے تو افعال ناقصہ نام رکھ دیا گیا۔

(جامع الدروس ج ۲ ص ۱۹۲، النحو الکافی ص ۱۸۹، زینی زادہ ص ۳۲۴)

فائدہ

افعال ناقصہ کل تیرہ ہیں۔

کان، امسی، اصبح، اضحی، ظل، بات، صار، لیس، مازال، ماانفک، مافتی، مابرح اور مادام (القواعد الاساسیہ ص ۱۱۳، النحو الکافی ص ۱۸۹)

قاعدہ

بعض افعال ایسے بھی ہیں جو صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔ اض، رجع، استحال، حاذ، حار، ارتدّ، تحول، غدا، راح، انقلب، اور تبدل پس اگر یہ افعال صار کے معنی میں ہوں تو افعال ناقصہ کی طرح عمل کریں گے یعنی اسم مرفوع اور خبر منصوب چاہیں گے۔

(زینی زادہ علی الکافیہ ص ۳۲۴، جامع الدروس ج ۱ ص ۱۹۲، الاشمونی ج ۱ ص ۲۲۲)

قاعدہ

اگر یہ افعال اپنے مرفوع پر تام ہو جائیں اور خبر کے محتاج نہ ہوں تو یہ افعال لازمہ کی طرح ہوں گے لہٰذا اگر "کان "بمعنی "حصل "ظل "بمعنی "استمر ""بات "بمعنی "نزل لیلا ""امسی ""دخل فی المساء ""اصبح "بمعنی "دخل فی الصباح ""اضحی "بمعنی دخل فی الضحی "صار بمعنی انتقل "انفک "بمعنی انفصل "برح "بمعنی ذهب اور "دام "بمعنی بقی ہو تو یہ صرف فاعل پر تام ہوں گے اور خبر کی ضرورت نہیں ہوگی۔

قاعدہ

جس اسم پر فعل ناقص داخل ہوتا ہے اس میں پانچ شرائط ضروری ہیں۔

(۱) ایسا اسم نہ ہو تو صدارت کلام چاہتا ہو جیسے: اسماء شرط البتہ اس سے ضمیر شان مستثنیٰ ہے۔

(۲) ایسا اسم نہ ہو جو حالت ابتداء میں واجب الحذف ہو۔ جیسے: ضمیر، جس سے ایسی صفت کے ساتھ خبر دی گئی ہو کہ موصوف حذف کر دیا گیا ہو۔

(۳) ایسا اسم نہ ہو جو عدم تصرف کو لازم ہو۔ جیسے: "طوبیٰ "اور "سبحان الله"

(۴) ایسا اسم نہ ہو جو بالواسطہ صدارت کلام چاہتا ہو۔ جیسے: "اذا "مفاجاتیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "خرجت فاذا زید بالباب"

(۵) ایسا اسم نہ ہو جو بنفسہ ابتداء کو چاہتا ہو۔

(اوضح المسالک ج ۱ ص ۲۳۱)

فائدہ

یہ افعال مندرجہ ذیل معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) کان: مسند الیہ مسند کے ساتھ زمانہ ماضیہ میں متصف کرنا۔

(۲) امسی: مسند الیہ کو مسند کے ساتھ شام کے وقت میں متصف کرنا۔

(۳) اصبح: مسند الیہ کو مسند کے ساتھ صبح کے وقت میں متصف کرنا۔

(۴) اضحی: مسند الیہ کو مسند کے ساتھ چاشت کے وقت متصف کرنا۔

(۵) ظلّ: مسند الیہ کو مسند کے ساتھ دن کے وقت میں متصف کرنا۔

(۶)بات: مسندالیہ کو مسند کے ساتھ رات کے وقت متصف کرنا۔

(۷)صار: پھرنا

(۸)لیس: نفی فی الحال کے لئے آتا ہے البتہ اگر اس کو ماضی یا استقبال میں استعمال کیا جائے تو ماضی یا استقبال میں نفی کے لئے ہوگا۔

(۹)مازال (۱۰)ماانفک (۱۱)مافتی (۱۲)مابرح یہ چار افعال مسند کو مسندالیہ کے ساتھ لازم قرار دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(۱۳)مادام: مسندالیہ کو مسند کے ساتھ دوامی اور استمراری طور پر متصف کرنے کے لئے آتا ہے۔

(جامع الدروس العربیۃ ج ۲/ص ۱۹۲، القواعد ص ۱۱۳، النحو الکافی ص ۱۸۹)

قاعدہ

"زال "انفک ،فتئی اور برح میں یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے نفی ہو جیسے :﴿لایزالون مختلفین﴾ [الآیة] (ھود:۱۱۸) ﴿لن نبرح علیه عاکفین﴾[الآیة](طہ:۹۱) (جامع الدروس ج ۲/ص ۱۹۳)

فائدہ

قسم کے بعد حرف نفی ان چار افعال سے حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: ﴿تالله تفتؤتذکر یوسف﴾[الآیة](یوسف :۸۵)أی لا تفتأ

شعر:"فقلت ،یمین الله ابرح قاعداً" أی لاابرح قاعداً

فائدہ

ضروری نہیں کہ نفی حرف ہی ہو بلکہ نفی اسم اور فعل کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے جیسے

"لست تبرح مجتهداً ،زهیر غیر منفک قائماًبالواجب"

(جامع ج ۲/ص ۱۹۴، الھامش علی القواعد ص ۱۱۳)

فائدہ

"وني ،یني "اور "رام، یریم "کبھی زال فعل ناقص کے معنی میں بھی آتے

ہیں اور زال ہی کا عمل کرتے ہیں جیسے: شعر: ''وارحام مال لاتنی تنقطع'' أی لاتزال تنقطع۔ (جامع ج ۲/ص ۱۹۴، ہمع الھوامع ج ۱/ص ۱۱۲)

قاعدہ

دام میں یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے ''ما'' مصدریہ زمانیہ ہو جیسے: ''﴿واوصانی بالزکوۃ مادمت حیا﴾[الآیۃ](مریم:۳۱) (جامع ج ۲/ص ۱۹۴)

قاعدہ

''زال'' فعل ناقص کا مضارع ''یزال'' آتا ہے، اور جس زال کا مضارع ''یزول'' بمعنی ''ذھب'' یا ''یزیل'' آتا ہے وہ فعل تام ہوگا۔ مذکورہ آیت میں مثل تام ہے۔ ﴿ان اللہ یمسک السموات والارض أن تزولا﴾[الآیۃ](فاطر:۴۱)

(جامع ج ۲/ص ۱۹۴، الھامش علی القواعد ص ۱۱۳، حاشیۃ الصبان ج ۱/ص ۲۳۷، النحو الوافی ج ۱/ص ۵۱۰، اوضح المسالک ج ۱/ص ۲۳۷)

فائدہ

کبھی ''دام'' تامہ ''سکن'' کے معنی میں آتا ہے جیسے: ''لایبولن احدکم فی الماء الدائم''(الحدیث)(المشکوۃ)أی الماء الساکن.

(حاشیۃ الصبان ج ۱/ص ۲۳۶)

قاعدہ

کان کو اس کے اسم کے ساتھ حذف کرنا جائز ہے اور یہ اکثر ''لو'' اور ''ان'' کے بعد ہوتا ہے ''ھلا'' اور ''لولا'' کے بعد بھی کبھی کبھی حذف کیا جاتا ہے جیسے: ''بلغوا عنی ولو اٰیۃ''(الحدیث)أی کانت اٰیۃ (ہمع الھوامع ج ۱/ص ۱۲۱)

قاعدہ

کبھی ''کان'' اور اس کے أخوات کا اسم مضمر ہوتا ہے اور ان کی خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے، جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو جیسے: ''ھل اصبح الراکب مسافراً'' کے جواب

میں یہ کہا جائے ''اصبح ''أی اصبح هو مسافراً (جامع ج ۲/ص ۱۹۴)

قاعدہ

تین افعال ناقصہ ایسے ہیں جو ہمیشہ ناقص ہی استعمال ہوتے ہیں یعنی ''فتی ،زال اور لیس''۔ (الھامش علی القواعد ص ۱۱۳/، الاشمونی ج ۱/ص ۲۳۵)

فائدہ

کبھی کان ،امسی اصبح ،اضحی ،زال اور بات ''صار'' کے معنی میں آتے ہیں بشرطیکہ اس بات پر قرینہ موجود ہو کہ وقت معین مراد نہیں۔ جیسے: ﴿فاصبحتم بنعمته اخوانا﴾ أی صرتم۔

فائدہ

افعال ناقصہ تین قسم پر ہیں۔

(۱) مطلقاً غیر متصرف ہوں (صرف فعل ماضی مستعمل ہو) یہ دو فعل ہیں، دام اور لیس

(۲) جس میں تصرف ناقص ہو یہ چار افعال ہیں یعنی مازال ،ماانفک ،مافتئ اور مابرح ان کی صرف ماضی اور مضارع استعمال ہوتا ہے۔

(۳) جس میں تصرف تام ہوتا ہو یہ باقی سات افعال ہیں۔

(القواعد الاساسیۃ ،ص ۱۱۴/، جامع ج ۲/ص ۱۹۵/، النحو الکافی ص ۱۹۳/، النحو القرآنی ص ۲۳۰/، موسوعۃ النحو ص ۵۴۲/)

قاعدہ

جن افعال میں تصرف ہوتا ہے ان کے باقی صیغوں کا عمل بھی ان کے ماضی ہی کی طرح ہوگا خواہ فعل ہو یا صفت یا مصدر جیسے: ''کن ادیباً'' ''وکونک مجتهداً خیر لک''

(القواعد الاساسیۃ ص ۱۱۴/، جامع ج ۲/ص ۱۹۵/)

فائدہ

متصرف شدہ افعال کا مصدر اکثر اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے: عجبت من کون اخیک غافلاً، یہاں ''اخیک'' لفظاً مجرور ہے اور محلاً مرفوع اس لئے کہ یہ

مصدر فعل ناقص کا اسم ہے اور اگر مصدر اسم منی کی طرف مضاف ہو تو اس کے لئے دو محل ہیں۔

(۱) محل قریب جو کہ جر ہے اضافت کی وجہ سے

(۲) محل بعید جو کہ رفع ہے اس لئے کہ یہ مصدر فعل ناقص کا اسم ہے۔

(الھامش علی القواعد، ص/۱۱۴)

فائدہ

ان افعال کے اسم میں اصل یہ ہے کہ فعل کے بعد متصلاً ذکر کیا جائے پھر اس کے بعد خبر مذکور ہو لیکن کبھی خبر کو مقدم کر کے اسم کو مؤخر ذکر کیا جاتا ہے جیسے: ﴿وکان حقاً علینا نصر المؤمنین﴾[الآیة](الروم :۴۷)

شعر: ''فلیس سواءً عالم وجھول''

(جامع، ج/۲ص/۱۹۷، الھامش علی القواعد، ص/۱۱۴، قطر الندا، ص/۱۶۹)

فائدہ

ان افعال کے اسماء کے وہی احکام واقسام ہیں جو فاعل کے ہیں، اور خبر کے وہی احکام اور اقسام ہیں جو مبتدا کی خبر کے ہیں البتہ یہ خبر منصوب ہوتی ہے۔

(جامع، ج/۲/۱۹۶، موسوعۃ النحو/۵۴۳)

فائدہ

''کان'' دوام اور استمرار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: ﴿کان اللہ علی ذالک قدیراً﴾[الآیة](النساء: ۱۳۳)

اور کبھی ''صار'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: ﴿انا أرسلنا علیھم صیحة واحدة فکانوا کھشیم المحتظر﴾[الآیة](القمر:۳۱)

(النحو القرآنی، ص/۲۳۴)

قاعدہ

کان کے اسم کی مندرجہ ذیل مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) اسم جامد ہو۔ جیسے: ﴿وتکون الجبال کالعھن المنفوش﴾[الآیة](القارعۃ)

(۲)اسم وصف ہو۔جیسے:﴿کان الکافر علی ربه ظهیراً﴾[الآیة](الفرقان:۵۵)

(۳)اسم مصدر صریح ہو۔جیسے:﴿ثم لم تکن فتنتهم إلاّ أن قالوا والله ربنا ما کنا مشرکین﴾[الآیة](الانعام:۲۳)

(۴)ضمیر بارز ہو۔جیسے:﴿یاأیها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط﴾[الآیة](النساء:۱۳۵)

(۵)ضمیر مستتر ہو۔جیسے:﴿لم یکن شیئاً مذکوراً﴾[الآیة](الانسان:۱)

(۶)ضمیر شان محذوف ہو۔جیسے:﴿وان کان کبر علیک اعراضهم﴾[الآیة](الانعام:۳۵)أی کان هو (النحو القرآنی،ص/۲۲۵)

قاعدہ

کان کو اس کے اسم کے ساتھ حذف کرنا جائز ہے جب کہ صرف خبر موجود ہو اور یہ اکثر إن اور "لو شرطیہ" کے بعد ہوتا ہے۔جیسے:﴿یاأیها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهدآء لله ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین﴾[الآیة](النساء:۱۳۵)أی لو کانت الشهادة علی انفسکم. "التمس ولو خاتماً من حدید" (النحو القرآنی،ص/۲۳۴،قطر الندی،ص/۱۸۷)

قاعدہ

اگر "کان" تعجبیہ اور فعل تعجب کے درمیان ہو یا دو متلازمین چیزوں کے درمیان واقع ہو۔جیسے: مبتدا اور خبر کے درمیان ہو تو زائد ہوگا جیسے:(قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا) یہاں کان زائدہ ہے۔

(النحو القرآنی،ص/۲۳۵،قطر الندی،ص/۱۸۱)

قاعدہ

"کان" سے تخفیفاً نون مضارع کا حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ فعل مضارع سکون کے ساتھ مجزوم ہو اور کوئی ضمیر متصل نہ ہو۔جیسے﴿ولم اک بغیاً﴾[الآیة](۲۰) ﴿ولم تک شیئا﴾[الآیة](مریم:۹) (النحو القرآنی،ص/۲۳۶،معجم النحو،ص/۲۷۹)

فائدہ

"کان" کی پانچ خصوصیات ہیں۔

(۱) کبھی زائد آتا ہے بشرطیکہ لفظ ماضی ہو اور دو متلازمین چیزوں کے درمیان ہو جو جار مجرور نہ ہو۔

(۲) یہ اور اس کا اسم حذف کیا جاتا ہے، اور اس کی خبر باقی رہتی ہے اور یہ اکثر "ان" اور "لو" شرطیہ کے بعد ہوتا ہے۔

(۳) کبھی صرف "کان" حذف ہوتا ہے اور اس کا اسم اور خبر باقی رہتے ہیں اور "ان" مصدریہ کے بعد "ما" زائدہ اس کے عوض میں لایا جاتا ہے جیسے: "اما انت ذا مال تفتخر" أی "بان کنت ذامال"

(۴) کبھی "کان" اور اس کا اسم اور خبر تینوں حذف ہو جاتے ہیں، اور اس کے عوض ان شرطیہ کے بعد "ما" زائدہ لایا جاتا ہے جیسے: "افعل هذا إمّالا" أی ان کنت لاتفعل غیرہ۔

(۵) کبھی "کان" اور اس کا اسم اور خبر بغیر کسی عوض کے حذف کئے جاتے ہیں جیسے: آپ کسی کو کہیں "لاتعاشر فلاناً فانه فاسد الاخلاق" اور وہ جواب میں کہے "انی اعاشره وان" أی" ان کان فاسداً۔

(جامع، ج۲/ص۲۰۲، القواعد الاساسیۃ، ص۱۱۵/، قطر الندا، ص۱۸۳/، اوضح، ج۱/ص۲۶۰/، موسوعۃ النحو، ص۵۴۱/)

قاعدہ

کان صرف ماضی ہی میں زائد ہوتا ہے جب کہ ابو بقاء نے حضرت حسانؓ کے مندرجہ ذیل کلام میں مضارع کی صورت میں زائد قرار دیا ہے۔

"کانّ سبیّۃ من بات رأس: یکون مزاجها عسلٌ وماء"

(متن متین مع الھامش، ص۲۵۵/)

قاعدہ

"لیس" اور "کان" کی خبر پر "با" زائد داخل کرنا جائز ہے بشرطیکہ "کان" سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے: ﴿الیس الله باحکم الحاکمین﴾ [الآیۃ] (التین:۸) "ماکنت بحاضر"۔

فائدہ

افعال ناقصہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہیں وہ کل آٹھ افعال ہیں، کان ،صار ،اصبح ،امسی ،اضحی ،ظل ،بات ،لیس۔

(۲) عمل تو کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان سے پہلے نفی یا نہی یا دعا ہو، یہ کل چار ہیں ،زال ،فتی ،برح ،انفک

(۳) عمل تو کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس سے پہلے "ما" مصدریہ ظرفیہ ہو اور یہ "دام" فعل ہے۔

(النحو القرآنی ،ص ر۲۲۸، قطر الندا، ص ر۱۶۸، النحو الوافی ،ج ر۱ ص ر۵۱۵)

قاعدہ

"کان" جب زائد ہو تو عمل نہیں کرے گا، اور اس کو حذف کرنے سے کلام میں کوئی خلل بھی واقع نہیں ہوگا، لیکن راجح قول کے مطابق اگر ماضی کا صیغہ ہو تو زمانہ ماضی پر دلالت کرے گا۔ (النحو الوافی ،ج ر۱ ص ر۵۲۴)

فائدہ

کلام عرب میں "کان" کا استعمال چار طریقوں پر ہے۔

(۱) ناقصہ۔ جیسے: ﴿کان ربک قدیراً﴾ [الآیۃ] (الفرقان:۵۴)

(۲) تامہ۔ جیسے: ﴿وان کان ذو عسرۃ﴾ [الآیۃ] (التوبۃ:)

(۳) زائدہ۔ جیسے: "ما کان احسن زیداً"

(۴) شانیہ بمعنی شان اور حدیث کے اس کے دونوں اسم مرفوع ہوں گے۔ جیسے: "کان زید قائم" ﴿لمن کان له قلب﴾ [الآیۃ] مذکورہ آیت میں پہلی تینوں قسموں کا بھی احتمال ہے۔ (قطر الندا، ص ر۱۸۱، النحو الوافی، ج ر۱ ص ر۵۲۳، شرح المفصل، ج ر۷ ص ر۹۷)

فائدہ

"کان" شانیہ کے بارے میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک ناقصہ کی قسم ہے اور بعض کے نزدیک تامہ کی قسم ہے جب کہ بعض کے نزدیک مستقل قسم ہے۔

(ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۱۶)

فائدہ

کبھی "کان" کا فعل مضارع مجزوم تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی ضرورت شعری کی وجہ سے نون مضارع کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ (الھامش علی موسوعۃ النحو، ص۵۴۰/)

قاعدہ

"لیس یسقط المطر" جیسی ترکیب میں "لیس" حرف نفی ہوتا ہے فعل نہیں ہوتا۔ (المنھاج فی القواعد، ص۴۹/)

قاعدہ

(۱) افعال ناقصہ اس مبتدا پر داخل نہیں ہوتے جو جملہ میں صدارت چاہتا ہو۔ جیسے: اسماء شرط، اسماء استفہام یا جو مقرون باللام ہو اس سے ضمیر شان مستثنی ہے۔

(۲) اسی طرح اس مبتدا پر بھی داخل نہیں ہوتے جس کا حذف واجب ہو۔

(۳) ان کلمات معینہ پر بھی داخل نہیں ہوتے جو مبتدا ہی واقع ہوتے ہیں جیسے: "ما" "تعجبیہ"۔ (الھامش علی النحو الوافی، ج۱/ص۴۹۵/)

قاعدہ

"لیس" فعل تام استعمال نہیں ہوتا، راجح قول کے مطابق اس کی خبر اس پر مقدم نہیں ہو سکتی اور اس کی خبر کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ نکرہ عامہ نہ ہو نیز اس کی خبر پر باء زائدہ داخل کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ حرف استثناء نہ ہو۔ (النحو الوافی، ج۱/ص۵۰۷/)

قاعدہ

لیس کے بعد "ان" زائدہ واقع نہیں آ سکتا پس نہیں کہا جا سکتا "لیس ان الکذوب محترما" (النحو الوافی، ج۱/ص۵۰۸)

فائدہ

ابوعلی الفارسی اور ابوحیان کے نزدیک ان افعال کا مجہول نہیں آتا اور جمہور نحاۃ کے نزدیک ان کا مجہول استعمال ہوتا ہے بشرطیکہ کلام میں ظرف یا جار مجرور واقع ہوں، کہ نائب فاعل بن جائیں۔ (جہد قصیر، ص۷۳)

قاعدہ

اگر "فتی" قسم کے بعد واقع ہو تو اس سے اکثر لائے نافیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ فعل منفی مضارع ہو۔ جیسے ﴿تالله تفتؤ﴾[الآیة] (یوسف) أی لاتفتؤ

(اوضح المسالک، ص۲۳۲/، اشمونی، ج۱/ص۲۲۱، شرح المفصل، ج۷/ص۱۰۹)

فائدہ

کان، ظلّ، اضحی، اصبح، اور امسی اکثر صار کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے: ﴿وسیرت الجبال فکانت سراباً﴾[الآیة] (النبا) ﴿ظل وجهه مسوداً وهو کظیم﴾[الآیة] (النحل:۵۸) (اشمونی، ج۱/ص۲۲۵)

فائدہ

"کان زید قائماً" جیسی ترکیب میں "قائماً" کو خبر بنا کر کان ناقصہ ہوگا اور حال بھی بنانا جائز ہے تو اس صورت میں فعل تام ہوگا اور "کان زید اخاک" جیسی ترکیب میں "اخاک" خبر ہی ہے، حال نہیں بن سکتا اس لئے کہ یہ معرفہ ہے اور حال معرفہ واقع نہیں ہو سکتا۔ (الاشمونی علی الفیہ، ج۱/ص۳۳۷)

فائدہ

افعال ناقصہ اور دوسرے افعال میں چار فرق ہیں۔

(۱) اگر ان افعال کو ساقط کر دیا جائے تو باقی کلام مسند اور مسند الیہ رہ جاتا ہے اور دوسرے افعال کے ساقط کرنے کی صورت میں کلام باقی نہیں رہتا۔

(۲) ان افعال کو مصدر کے ساتھ مؤکد نہیں کیا جا سکتا ہے بخلاف دوسرے افعال کے۔

(۳) ان افعال کا مجہول نہیں آتا بخلاف دوسرے افعال کے۔

(۴) یہ افعال صرف مرفوع پر منصوب کے بغیر تام نہیں ہوتے بخلاف دوسرے افعال کے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۲/ص ۱۷۸/)

فائدہ

"کان" تامہ اور ناقصہ میں فرق یہ ہے کہ تامہ "حدث" اور "وجد الشئی" کے معنی میں آتا ہے اور ناقصہ "وجد موصوفیۃ الشئی بالشئی فی الزمن الماضی." کے معنی میں آتا ہے یعنی (کوئی چیز کسی چیز کے ساتھ زمانہ ماضی میں موصوف پائی جائے)

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۷۹/)

فائدہ

کبھی "جاء" فعل ناقصہ استعمال ہوتا ہے جیسے: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابن عباسؓ کو خوارج کے پاس بھیجا تو خوارج نے کہا "ماجاء حاجتک "أي: "شئی صارت حاجتک" صارت میں ضمیر "ما" کی طرف راجع ہے اور یہ صارت کا اسم ہے اور حاجتک اس کی خبر ہے۔

اور "قعد" بھی ناقص استعمال ہوتا ہے، جیسے: "قعدت کانها حربة"

(متن متین، ص ۲۵۷/، حاشیۃ الصبان، ج ۱/ص ۲۲۹/، ہمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۱۲/، شرح المفصل، ج ۷/ص ۹۰/)

قاعدہ

اگر افعال ناقصہ کے بعد دو اسم ہوں، ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ تو معرفہ ان کے لئے اسم اور نکرہ خبر بنے گا کیونکہ اسم بمنزلہ مبتدا اور خبر بمنزلہ خبر کے ہوتی ہے۔

(شرح المفصل، ج ۷/ص ۹۱/، ہمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۱۹/)

قاعدہ

اگر افعال ناقصہ کا اسم اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو اختیار ہے کہ پہلے کو اسم اور دوسرے کو خبر بنادیں یا اس کا عکس کریں جیسے: ﴿ما کان جواب قومه الاان قالوا.....﴾[الآیة] ﴿ما کان حجتهم الاأن قالوا.....﴾[الآیة]

پس یہاں ''جواب قومہ'' اور ''حجتهم'' مرفوع (بنا پر اسم) اور منصوب (بنا پر خبر) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ (شرح مفصل، ج ۷/ص ۹۵/، ہمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۱۸/)

فائدہ

افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کا حال تعریف وتنکیر کے اعتبار سے وہی ہے جو مبتدا اور خبر میں ذکر ہو چکا۔ (شرح المفصل، ج ۷/ص ۹۱/)

ماولاالمشبهتان بلیس اورلا وإن کااسم

مندرجہ بالا چار حروف کا اسم بھی مرفوعات میں سے ہے۔

یہ لیس فعل ناقص کے ساتھ معنیٰ اور عمل میں مشابہ ہیں، معناً مشابہت یہ ہے کہ دونوں نفی کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اور عملاً مشابہت یہ ہے کہ لیس کی طرح اسم مرفوع اور خبر منصوب چاہتے ہیں۔ (القواعد الاساسیۃ، ص/۱۲۱)

فائدہ

اہل حجاز کے ہاں "ماولا" عمل کرتے ہیں، اس لئے اس "ما" کو ماحجازیہ کہتے ہیں اور بنو تمیم کے ہاں "ماولا" عمل نہیں کرتے لیکن اہل حجاز کا مذہب چونکہ قرآن مجید کے موافق ہے لہٰذا یہ مذہب راجح ہے۔ جیسے: ﴿ماهذا بشراً﴾ [الآیۃ] (یوسف:۳۱) ﴿ماهن امهاتهم﴾ [الآیۃ] (المجادلہ:۲)

(معجم النحو، ص/۳۲۱، النحو الکافی، ص/۲۱۲، جامع الدروس، ج/۲، ص/۲۰۹)

فائدہ

"ما" کا اسم اور خبر دونوں معرفہ ہوں گے۔ جیسے: "مازیدهو الظریف" یا ایک معرفہ دوسرا نکرہ۔ جیسے: "ما زید قائماً" (شرح رضی، ج/۱، ص/۲۶۰)

فائدہ

"ما" حجازیہ نافیہ زمانہ حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور "لیس" کا عمل کرتا ہے، شیخ رضی کے نزدیک مطلق نفی کے لئے آتا ہے۔

(جامع، ج/۲۰، ص/۲۰۹، النحو الکافی، ص/۲۱۲، رضی، ج/۲، ص/۲۰۶)

فائدہ

"ما" کے عمل کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) اس کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہ ہو یعنی پہلے اسم ہو پھر خبر، احترازی مثال: "مافی المدرسة طالب"

(۲)اس کی خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو اگر مقدم ہو تو عمل باطل ہوگا۔"ما امرَ اللّٰہ انا عاصٍ" البتہ اگر معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو پھر عمل کرے گا۔جیسے:"مابک انا منتصراً"

(۳)"ما" کے بعد ان زائدہ نہ ہو ورنہ عمل باطل ہوگا۔جیسے:"بنی غدانة ما ان انتم خزف"

(۴)اس کی خبر مقارن بالا نہ ہو ورنہ عمل باطل ہوگا۔جیسے:"ومامحمد الارسول"(آل عمران)

(۵)یہ متکرر نہ ہو ورنہ عمل باطل ہوگا۔اتفاقی مثال:﴿ماھذابشراً﴾(یوسف:۳۱)

(موسوعۃ النحو،ص/۵۹۵،النحو الوافی،ص/۲۱۲،معجم النحو،ص/۳۲۱)

فائدہ

اگر ان مذکورہ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو"ما ولا" کا عمل باطل اور بعد میں آنے والے دو اسم ایک مبتدا اور دوسرا خبر ہوگا،مثالیں گزر چکیں۔

(جامع الدروس العربیہ،ج/۲،ص/۲۰۹)

قاعدہ

جب"ما"حجازیہ کی خبر پر عطف حرف ایجاب(لکن ،بل) کے ذریعے ہو تو یہ موجب میں عمل نہیں کرے گا بلکہ منفی میں عمل کرے گا۔لہٰذا ان دونوں حرفوں کے بعد معطوف مرفوع ہوگا۔جیسے:"ماسعید کسولاًبل مجتھد""ای" بل ھو مجتھد"وماخلیل مسافراً بل مقیم"

(جامع الدروس العربیہ،ج/۲،ص/۲۱۰،حاشیہ الصبان،ج/۱،ص/۲۵۸،توضیح المسالک،ج/۱،ص/۲۷۸)

فائدہ

"ما"نافیہ مشابہ بلیس اور"لیس" تین امور میں مشترک ہیں۔

(۱)دونوں مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

(۲)دونوں نفی کے لئے آتے ہیں۔

(۳) اور دونوں نفی حال کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔
اور دس باتوں میں مختلف ہوتے ہیں۔
اس کی تفصیل "الاشباہ والنظائر فی النحو" میں ملاحظہ فرمائیں، ج ۱/۲، ص ۱۸۰)

لا

"لا" اس کو "لامشابہ بلیس" اور "لاحجازیہ" کہا جاتا ہے۔

فائدہ

"لا" کے عمل کے بارے میں تین مذاہب ہیں۔
(۱) امام سیبویہ کے نزدیک عمل کرتا ہے۔ امام اخفش اور مبرد کے نزدیک عمل نہیں کرتا اور یہی مذہب شیخ رضی کا ہے، اسم میں عمل کرتا ہے لیکن خبر میں عمل نہیں کرتا یہ مذہب بعض نحاۃ کا ہے۔ (الحاشیہ علی متن متین، ص ۹۹)

فائدہ

"لا" کے عمل کے لئے پانچ شرائط ہیں۔
(۱) اس کے اور اس کے اسم کے درمیان فصل نہ ہو البتہ اگر ظرف، جار مجرور یا معمول خبر فاصل ہو تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے: "لاعلیک احد متعدیا" یہاں علیک متعدیا خبر کے لئے معمول ہے، اور احد لا کے لئے اسم ہے۔
(۲) اس کی خبر مقارن بالا نہ ہو۔
(۳) یہ متکرر نہ ہو، احترازی مثال: "لالا احد متخاذل"
(۴) اس کے بعد ان زائدہ نہ ہو، احترازی مثال: "لاان احد متخاذل"۔
(۵) اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں، احترازی "لاالعلم حاضر"۔
اتفاقی مثال: "لا شئی علی الأرض باقیا"۔
(موسوعۃ النحو، ص ۵۶۷، معجم النحو، ص ۲۹۱)

فائدہ

لائے مذکورہ واحد کی نفی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جنس کی نفی کے لئے بھی

اور اس کا پتہ قرینہ سے چلے گا۔

(جامع الدروس، ج ۲، ص ۲۱۱، النحو الوافی، ص ۲۱۳، موسوعۃ النحو، ص ۵۶۸)

قاعدہ

اگر لائے مذکورہ کو مہمل قرار دیا جائے تو بعد میں آنے والے اسماء مبتدا اور خبر ہوں گے پس مناسب ہے کہ لا تکرار کے ساتھ آجائے مثال: ﴿لا خوف علیهم ولاهم یحزنون﴾[الآیة](البقرة:۶۲) (جامع الدروس العربیہ، ج ۲، ص ۲۱۱)

فائدہ

﴿لاخوف علیهم ولاهم یحزنون﴾[الآیة](البقرة: ۶۲)

مذکورہ بالا آیت میں دو احتمال ہیں۔

(۱) خوف: مبتدا، علیهم خبر، هم مبتدا یحزنون خبر۔

(۲) خوف: اسم لا اور علیهم خبر لا اور هم اسم لا یحزنون خبر لا پہلی ترکیب راجح ہے۔ (البحر المحیط، ج ۱، ص ۱۶۹، النحو القرآنی، ص ۲۴۱)

قاعدہ

اگر خبر کو مقدم کیا جائے تو عمل باطل ہوگا اور تکرار لا واجب ہوگا۔ جیسے: ﴿لا فیها غول ولاهم عنها ینزفون﴾[الآیة] (النحو القرآنی، ص ۲۳۱)

قاعدہ

اگر لا معرفہ پر داخل ہو جائے تو عمل باطل ہوگا اور اس کا تکرار واجب ہوگا۔ جیسے: ﴿لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار﴾[الآیة](یٰسین: ۴۰) (النحو القرآنی، ص ۲۷۱)

فائدہ

"لا" مشابہ بلیس اور "لیس" میں فرق یہ ہے کہ

(۱) "لا" کا عمل قلیل ہے بخلاف "لیس" کے۔

(۲) "لا" کی خبر کلام میں اکثر ذکر ہوتی ہے بخلاف "لیس" کے۔

(۳)"لا" صرف نکرات میں عمل کرتا ہے بخلاف "لیس" کے۔

(مغنی اللبیب، ج ۱، ص ۴۶۴)

قاعدہ

"لا رجل فی الدار" جیسی ترکیب میں "لا" کے اسم کو فتح کے ساتھ پڑھیں گے تو یہ "لا" لائے نفی جنس ہوگا اس کو مرفوع پڑھیں گے تو اس کا عمل لیس کا عمل ہوگا یہ نفی جنس کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔ اور نفی وحدت کے لئے بھی۔ (مغنی اللبیب، ج ۱، ص ۴۶۷)

فائدہ

اگر ھمزۂ استفہام "لا" پر داخل ہوجائے تب یہ عمل کرے گا خود ھمزہ توبیخ یا انکار کے لئے ہوگا۔ جیسے: "الاحسان للفقیر من هذا الرجل الغنی"

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۵۴۷)

إنْ

"ان" کے عمل کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) اسم مقدم اور خبر مؤخر ہو۔

(۲) اس کی خبر مقارن بالا نہ ہو، احترازی مثال: ﴿ان الکافرون الا فی غرور﴾ [الآیة]

(۳) اس کی خبر کا معمول "ان" کے ساتھ متصل نہ ہو۔

اتفاقی مثال: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ﴿ان الذین تدعون من دون الله عباداً امثالکم﴾ [الآیة] (اعراف: ۱۹۴) "عباداً" نصب کے ساتھ "إن" کی خبر واقع ہے۔

انتباہ: اگر ان شرائط میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو بعد میں آنے والے اسماء مبتدا اور خبر ہوں گے۔ (موسوعۃ النحو، ص ۱۶۰، معجم النحو، ص ۶۸، جامع، ص ۲۱۲)

قاعدہ

اگر اس کی خبر کا معمول "الا" کے بعد ہو تب بھی عمل کرے گا جیسے: "ان انت آخذاً الا بید البائسین" (جامع، ج ۲، ص ۲۱۳)

قاعدہ

"ان" کی خبر اکثر مقارن بلاّ استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿ان هذا الا ملک کریم﴾ [الآیة] (یوسف:۳۱) اور کبھی "الا" کے علاوہ بھی استعمال ہوتی ہے۔ "ان هذا نافعک ولا ضارک" (جامع، ج ۲/، ص ۲۱۳/)

قاعدہ

"ما" حجازیہ کا اسم حذف کرنا جائز نہیں ہے پس: "زید ما منطلقاً" نہیں کہا جاسکتا اور نہ اس کی خبر محذوف ہوتی ہے۔ (همع الهوامع، ج ۱/، ص ۱۲۴/)

فائدہ

امام کسائی نے ایک اعرابی سے سنا: کہہ رہا تھا "انا قائماً" تو آپ نے برا محسوس کیا آپ اس کو "إنْ" حرف مشبہ بالفعل سمجھ رہے تھے حالانکہ اس اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ "ان انا قائماً" (جامع الدروس العربیہ، ج ۲/، ص ۲۱۳/)

"لات"

فائدہ

"لات" اصل میں "لانافیہ" ہے اور تاء کو تانیث یا مبالغہ کے لئے بڑھایا گیا، اور تاء کو حرکت اس لئے دی گئی تا کہ فعل اور حرف کی تاء کے درمیان فرق ظاہر ہو جائے

(الاشمونی، ج ۱/، ص ۲۷۲/، اوضح المسالک، ج ۱/، ص ۳۳/)

یہ بھی لیس کی طرح عمل کرتا ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ۔

(۱) اسم اور خبر دونوں اسمائے زمان میں سے ہوں۔ جیسے: "حین، ساعة"

(۲) ان میں سے ایک محذوف ہو اور اکثر اسم محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: ﴿ولات حین مناص﴾ [الآیة] (ص/ ۳)

"ندم البغاة ولات ساعة مندم" (جامع الدروس العربیہ، ج ۱/، ص ۲۱۲/)

قاعدہ

اگر "لات" اسم زمان کے علاوہ کسی اور اسم پر داخل ہو تو یہ مہمل ہوگا اور اس کا کوئی عمل نہ ہوگا۔ جیسے: "یبغی جوارک حین لات مجیر" (جامع، ج ۲، ص ۲۱۲)

فائدہ

بعض عرب "لات" کے بعد والے اسم کو بھی جر دیتے ہیں حالانکہ یہ شاذ ہے۔ جیسے: شعر

"طلبُوا صلحَنا ولات أوان فأجبنا ان لیس حین بقاء"۔

(جامع، ج ۲، ص ۲۱۲)

لائے نفی جنس کی خبر

"لائے نفی جنس" کی خبر بھی مرفوعات میں سے ہے۔

یہ اسم منصوب اور خبر مرفوع چاہتا ہے۔ جیسے: "لااله الا الله"

(جامع، ج ۲، ص ۲۳۸، القواعد، ص ۱۳۱)

فائدہ

اس "لا" کو لائے تبریہ بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ مبتدا کو اتصاف بالخبر یہ سے جدا کر دیتا ہے۔

(الھامش علی موسوعۃ النحو، ص ۵۶۸، الھامش، ص ۱۳۲، حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲/۲)

فائدہ

"لائے نفی جنس" کے عمل کے لئے سات شرائط ہیں۔

(۱) "لانافیہ" ہو، زائدہ نہ ہو، احترازی مثال: "لاسعید فی الدار و لا خلیل"۔

(۲) نفی جنس کے لئے ہو نفی مفرد کے لئے نہ ہو۔ احترازی مثال: "لارجل مسافر"۔

(۳) نفی نصاً ہو یعنی نفی جنس عام ہو، علی سبیل الاحتمال نہ ہو۔

(۴)اس پر کوئی حرف جر داخل نہ ہو۔مسافرت بلازاد،(احترازی مثال)

(۵)اس کا اسم نکرہ ہو،احترازی مثال:"لاالعلم فی المدرسة"۔

(۶)اسم "لا" کے ساتھ متصل ہو،احتراز مثال:﴿لا فیها غول﴾الآیة(الصافات:۴۷)

(۷)خبر بھی نکرہ ہو۔اتفاقی مثال:لاالـه الاهو ،لاحلیة الثمن من مکارم الاخلاق ۔ (شمونی،ج۱،ص۳۲۸/،القواعد،ص۱۳۲/،موسوعۃ النحو،ص۵۶۸/)

فائدہ

اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو "لا "اپنا عمل نہیں کرے گا۔اور بعد میں آنے والے دو اسم مبتدا اور خبر ہوں گے جیسے:"لا رجل مسافر"اور اس کو "لامشابہ بلیس" بھی قرار دیا جاسکتا ہے تو بعد میں اس کا اسم اور خبر ہوں گے۔

(جامع،ج۲/،ص۲۳۸/،القواعد الاساسیۃ،ص۱۲۳/)

قاعدہ

اگر "لا"کی خبر مجہول (نامعلوم) ہو تو اس کا ذکر واجب ہے۔جیسے:"لا احد اغیر من الله"(الحدیث)اور اگر معلوم ہو تو اس کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:﴿قالوا لاضیر﴾الآیة(الشعراء:۵۰)ای لا ضیر علینا﴿ولو تری اذفزعوا فلافوت﴾[الآیة](سبا:۵۱)ای فلافوت لهم"لااله الاالله"ای:لا اله موجود" (جامع،ج۲/،ص۲۴۱،النحو القرآنی،ص۲۷۳)

فائدہ

"لا" کی خبر کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱)مفرد ہو یعنی جملہ یا شبہ جملہ نہ ہو۔جیسے:"لا فقر اشد من الجهل، ولا مال اعز من العقل"،ولا وحشة اشد من العجب"

(۲)جملہ فعلیہ ہو۔جیسے:"لا رجل سوء یعاشر"

(۳)جملہ اسمیہ ہو۔جیسے:"لا وضیع نفس خلقه محمود"

(۴)شبہ جملہ ہو،یعنی ظرف یا جار مجرور ہوں۔جیسے:"لاعقل کالتدبیر ولا

ورع کالکف" (رواہ البیہقی)

﴿یوم لا مرد لہ﴾ [الآیۃ] (روم:۴۳) ﴿لا حجۃ بیننا وبینکم﴾ [الآیۃ] (الشوری:۱۵) (جامع، ج۲/ص۲۴۲، النحو الکافی، ص۲۳۶)

فائدہ

جب کلام میں "لا" تکرار کے ساتھ علی سبیل عطف ذکر کیا جائے اور ہر "لا" کے بعد نکرہ غیر مفصول ہو تو اس میں پانچ احتمالات جائز ہیں۔ جیسے: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ"

(۱) "انّ" کی طرح دونوں عمل کریں۔

(۲) "لیس" کی طرح دونوں عمل کریں یا لا مہمل ہو اور بعد میں مبتدا اور خبر ہوں۔

(۳) پہلا اسم مفتوح اور دوسرا مرفوع ہو۔

(۴) پہلا مرفوع، دوسرا مفتوح ہو۔

(۵) پہلا مبنی پر فتح دوسرا منصوب ہو، دوسری مثال: ﴿یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۲۵۴)

تیسری مثال ﴿فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۱۹۷)

(جامع، ج۲/ص۲۴۳، النحو القرآنی، ص۲۷۳)

قاعدہ

"لائے نفی جنس" کا عمل "الا" کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا بخلاف "لا مشابہ بلیس" کے کہ اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے: "﴿قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ﴾ [الآیۃ] (الکہف:۳۹)

فائدہ

قرآن مجید میں "لائے نفی جنس" کی خبر اسم صریح کے ساتھ نہیں آئی ہے البتہ ظرف یا جار مجرور کی صورت میں موجود ہے۔

ظرف کی مثال: ﴿لا حجۃ بیننا وبینکم﴾ [الآیۃ]

جار مجرور کی مثال: ﴿لا مرد لہ من اللہ﴾ [الآیۃ] (الروم:۴۳)

فائدہ

''لائے نفی جنس'' پر ہمزۂ استفہام داخل ہوجائے (خواہ برائے استفہام ہو یا تو بیخا ہو یا انکار کے لئے ہو عمل باطل نہیں ہوگا۔ جیسے: شعر:

"الااصطبار لسلمیٰ ام لهاجلد"

(معجم النحو، ص/۲۹۶، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۴)

قاعدہ

''لائے نفی جنس'' کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، اگر چہ جار مجرور کیوں نہ ہوں۔ (اوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک، ج/۲/۳، الاشمونی، ج/۱، ص/۳۳۲)

فائدہ

''لاجرم'' میں فراء کے نزدیک "لا" نفی جنس کے لئے ہے پس اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿لاجرم ان لهم النار وانهم مفرطون﴾ [الایة] میں ''لائے نفی جنس'' کے لئے ہے اور ''جرم'' اس کا اسم اور ''ان لهم'' بتاویل مفرد مصدر ہو کر بنزع الخافض مجرور جار ہو کر خبر ہے ،یہی ترکیب ﴿لاجرم ان الله یعلم مایسرون ومایعلنون﴾ [الآیة] (النحل:۲۳)

(النحو الکافی، ص/۲۴۰)

فائدہ

راجح قول کے مطابق "لا" کے اسم اور خبر کے درمیان ظرف یا جار مجرور سے فاصلہ لانا جائز نہیں۔ جیسے: ''لا اباالیوم لک'' (ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۱۴۵)

فائدہ

''لائے نفی جنس'' کی خبر کے احکام مبتدا کی خبر کے احکام کی طرح ہیں۔

(النحو الوافی، ج/۱، ص/۶۴۴)

فائدہ

کبھی ''لائے نفی جنس'' کی خبر پر ''باء'' زائدہ آتی ہے جیسے: لاخیر بخیر بعدہ

النار "(قول علیؓ)

(شرح رضی، ج۲/ص ۲۲۳، ھمع الھوامع، ج۱/ص ۱۲۷، النحو الوافی، ج۱/ص ۵۵۱، الاشمونی، ج۱/ص ۳۶۴)

منصوبات

منصوبات کل بارہ ۱۲ ہیں: مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال، تمیز، مستثنیٰ، حروف مشبہ بالفعل کا اسم، افعال ناقصہ کی خبر: ماولا المشبہتان بلیس کی خبر اور لائے نفی جنس کا اسم۔

مفعول مطلق

تعریف

مفعول مطلق ہر وہ مصدر فضلہ ہے جو ایسے عامل کے بعد واقع ہو جس کے لفظ سے ہو یا اس کے ہم معنیٰ ہو۔

پہلے کی مثال: ﴿وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً﴾[الآیۃ](النساء:۱۶۴)

دوسرے کی مثال: "قعدت جلوساً" ﴿والنّزعات غرقًا﴾[الآیۃ]

(شرح قطر الندا، ص ۲۰۲/، النحو القرآنی، ص ۳۰۴/، موسوعۃ، ص ۶۴۲/)

وجہ تسمیہ

اس کو مفعول مطلق اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قیودات (بہ "لہ" معہ "فیہ") سے خالی ہوتا ہے۔

(الھامش علی موسوعۃ النحو، ص ۶۴۳/، الاشمونی، ص ۴۶۵/، ھمع الھوامع، ج۱/ص ۱۸۶/، شرح رضی، ج۱/ص ۲۶۶/)

فائدہ

مفعول مطلق کی پہچان

(۱) اکثر مصدر ہوتا ہے اور فعل مذکور کے ہم معنیٰ ہوتا ہے۔

(۲) اردو ترجمہ میں اس کے آخر میں لفظ ''نا'' آتا ہے۔

(الاشمونی، ج ۱/ص ۴۶۶، اوضح المسالک، ج ۲/ص ۲۰۷)

قاعدہ

مفعول مطلق اور فعل میں بحسب المعنیٰ موافقت ضروری ہے، معنوی اور لفظی مطابقت دونوں ضروری نہیں ہے۔ (متن متین، ص ۲/۷، ہدایۃ النحو، ص ۳۵)

فائدہ

مصدر (مفعول مطلق) ہی مفعول حقیقی ہے، اس لئے کہ فاعل اس کو عدم سے وجود کی طرف لاتا ہے، اور صیغۂ فعل بھی اس پر دلالت کرتا ہے، اور تمام افعال اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں خواہ متعدی ہوں یا لازمی۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۸۴)

فائدہ

مفعول مطلق تین مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) تاکید کے لئے۔ جیسے: ﴿وسلموا تسليماً﴾[الآية](احزاب:۵۶)

(۲) نوع کے بیان کے لئے، پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) موصوف ہو۔ جیسے: ﴿وجاهدهم به جهاداً كبيراً﴾[الآية](الفرقان:۵۲)

(۲) مضاف ہو۔ جیسے: ﴿كلالو تعلمون علم اليقين﴾[الآية](تکاثر:۵)

(۳) بیان عدد کے لئے۔ جیسے: ﴿وحملت الارض والجبال فدكتادكة واحدة﴾[الآية](الحاقۃ:۱۴) (النحو القرآنی، ص ۳۰۴/۲، القواعد، ص ۱۵۲)

فائدہ

مصدر مؤکد اپنے معمول میں عمل نہیں کرسکتا۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۱، ص ۲۶۶)

فائدہ

مفعول مطلق میں یا تو مصدر عامل ہوتا ہے جیسے: ﴿فان جهنم جزاء كم جزاء اموفورا﴾[الآية](الاسراء:۶۳) یا فعل عامل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿يريد الذين يتبعون الشهوات أن تميلوا ميلاً عظيماً﴾[الآية](النساء:۲۷) یا وصف عامل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿والصافات صفاً فالزاجرات زجراً﴾[الآية](الصافات:۲۰۱)

(النحو القرآنی، ص/۳۰۵، القواعد، ص/۱۵۳، معجم النحو، ص/۳۶۱، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۰۸)

فائدہ

جب مفعول مطلق من غیر لفظہ ہو تو یا مصدر ہوگا یا غیر مصدر ہوگا۔

پہلے کی مثال: ﴿وتبتل اليه تبتيلاً﴾[الآية](المزمل:۸) اور "قعدت جلوساً"

دوسرے کی مثال: "اعجبني الضرب الذي ضربته"

(شرح رضی، ج/۱، ص/۲۷۰، شرح المفصل، ج/۱۱، ص/۱۱۱)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتیں مفعول مطلق کے قائم مقام بن سکتی ہیں۔

(۱) لفظ "کل" یا "بعض" مصدر کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ولا تبسطها كل البسط﴾[الآية](الاسراء:۲۹) ﴿ولو تقول علينا بعض الاقاويل﴾[الآية](الحاقۃ:۴۴)

(۲) مصدر کی ضمیر واقع ہو۔ جیسے: ﴿فاني اعذبه عذاباً لا اعذبه احداً من العالمين﴾[الآية](المائدۃ:۱۱۰)

(۳) اس کا عدد واقع ہو: جیسے: ﴿فاجلدوهم ثمانين جلدة﴾[الآية](النور:۴)

(۴) ایسا اسم واقع ہو جو اس کے ساتھ مادہ اشتقاق میں شریک ہو۔ جیسے: ﴿والله انبتكم من الارض نباتاً﴾[الآية](نوح:۱۲) ﴿واذكر اسم ربك وتبتل اليه تبتيلا﴾[الآية](المزمل:۸)

(۵) مصدر کی صفت واقع ہو۔ جیسے: ﴿وكلا منها رغداً حيث شئتما﴾[الآية](البقرۃ:۳۵) ای: "اکلا رغداً" ﴿فليضحكوا قليلاً وليبكوا كثيراً

﴿الآیة﴾(التوبۃ:۸۲)ای ضحکاً قلیلاً وبکاءً کثیراً۔

(۶)مصدر کی انواع میں سے ایک نوع مذکور ہو۔جیسے:﴿ ثم دعوتهم جهاراً ﴿الآیة﴾(نوح:۸)ای دعاء جهاراً﴿حتی نری الله جهرةً﴿الآیة﴾(البقرة:۵۵)ای رویةً جهرةً

(۷)ای استفہامیہ واقع ہو۔جیسے﴿وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ﴿الآیة﴾(الشعراء:۲۲۷)

(النحو القرآنی،ص۳۰۴/،النحو الکافی،ص۲۶۷/،القواعد،ص۱۵۳/،النحو الوافی،ج۱/ص۲۰۳/،مزید تفصیل کے لئے الاشمونی،ج۱/ص۴۷۱/،معجم النحو،ص۳۶۱/،ملاحظہ فرمائیں)

قاعدہ

مصدر مؤکد کا تثنیہ اور جمع دونوں نہیں آتے،البتہ مصدر مبیّن کا تثنیہ اور جمع آتے ہیں۔جیسے:حکمت حکمتین او احکاماً۔

(القواعد،ص۱۵۳/،الاشمونی،ج۱/ص۴۷۱)

قاعدہ

مصدر مؤکد کی دوصورتیں ہیں۔(۱)مؤکد لنفسہ(۲)مؤکد لغیرہ

(۱)مؤکد لنفسہ

کلام سابق سے کوئی ایسا معنیٰ مفہوم ہو جو فعل محذوف پر دلالت کرے جیسے:''ان زیداً لقائم قسماً ''ان اور لام مفتوحہ کی وجہ سے کلام میں جو تاکید کے معنی پائے جاتے ہیں'' قسماً'' میں اسی معنیٰ کا اعادہ ہے۔اس لئے اسے تاکید لنفسہ کہتے ہیں گویا اس نے کہا''اکدت اکداً ای قلت هذا الکلام موکداً۔

(۲)مؤکد لغیرہ

مخاطب کو کسی کلام میں بعض اوقات کذب کا توھم ہوتا ہے،ایسے وقت میں متکلم اپنے کلام کو مؤکد کر کے پیش کرتا ہے تا کہ غیر کا احتمال دور ہو جائے اس لئے اسے مؤکد لغیرہ کہا جاتا ہے جیسے:''زیدقائم حقاً'' ای قولاً حقاً پس زید قائم قلت کے قائم مقام

ہوکر مصدر کو نصب دے رہا ہے اور "حقاً" اپنے موصوف کے اعتبار سے اس قلت کے لئے مفعول مطلق ہے جس کو "زید قائم" متضمن ہے۔

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۲۰۱، شرح رضی، ج ۱، ص ۲۷۰)

قاعدہ

مصدر جب مفعول مطلق میں عامل ہو تو مفعول مطلق کی مصدر کے ساتھ لفظاً اور معناً مماثلت ضروری ہے۔

قاعدہ

مفعول مطلق کے عامل میں اصل یہ ہے کہ مذکور ہو لیکن کبھی کبھی قرینہ لفظی یا معنوی کی وجہ سے جواز اً حذف کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ یہ مصدر تاکید کے لئے نہ ہو۔

(النحو القرآنی، ص ۳۰۸)

قاعدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں مفعول مطلق کا عامل حذف کیا جاتا ہے۔

(۱) مصدر امر کی جگہ میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب﴾ [الآیة] (محمد: ۴) ای فاضربوا

(۲) مصدر نہی کی جگہ میں واقع ہو۔ جیسے: "مهلاً لا عجلة" ای امهل مهلاً ولا تعجل عجلة"

(۳) مصدر دعا کی جگہ میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿والذین کفروا فتعسالهم﴾ [الآیة] (محمد) ﴿غفرانک ربنا﴾ [الآیة] (البقرة: ۲۸۵)

(۴) مصدر ہمزۂ استفہام کے ساتھ مقام توبیخ یا تعجب یا توجع میں واقع ہو۔ جیسے: "أجراة على فعل المكاره"

(۵) ایسا مصدر ہو جس کا فعل اسم عین سے خبر واقع ہو بشرطیکہ مکرر ہو۔ جیسے: "انت فهماً فهماً" ای: فهمت فهماً

(۶) ایسا مصدر ہو جو ماقبل اجمال کے لئے تفصیل واقع ہو۔ جیسے: ﴿فشدوا الوثاق

فامّا منًا بعد و اما فداء﴾ الآية (محمد:۴) أي: فامّا تمنون منًّا أو تفدون فداءً.

(۷) مصدر ما قبل مضمونِ جملہ کے لئے تاکید واقع ہو۔ جیسے: ﴿حقالهم درجات﴾ الآية (الانفال:۴)

(۸) ایسا مصدر ہو جس کا فعل نہ ہو۔ جیسے: "ویل زید" "ویح زید"

ان آٹھ صورتوں میں فعل محذوف نکالا جاتا ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۶۴۲/، النحو القرآنی، ص ۳۱۰/، معجم النحو، ص ۳۶۳/)

فائدہ

وہ کلمات جو بغیر ذکر فعل کے سماعاً منصوب استعمال ہوتے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں سمعاً وطاعةً، شکراً، عجباً، سبحان الله، معاذالله، حاشي لله، لبیک، سعدیک، حنانیک، دواليک، حذاريک۔

(موسوعۃ النحو، ص ۶۴۳/، المنہاج، ص ۱۱۳/، شرح المفصل، ج ۱/۲، ص ۱۱۴/)

فائدہ

"فِعلة" کا وزن مفعول مطلق نوعی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور "فَعلة" کا وزن مفعول مطلق عددی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی "الفِعلة للحالة و الفَعلة للمرّة"

(مراح الارواح)

قاعدہ

مصدر مؤول مفعول مطلق نہیں بن سکتا پس "ضرب زید انْ ضرب" کہنا درست نہیں۔ (حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲، ص ۱۰۹/)

فائدہ

مفعول مطلق کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) مفعول مطلق اور اس کے فعل کا باب اور مادہ ایک ہو۔ جیسے: "جلست جلوساً"

(۲) معنی ایک ہو اور مادہ ایک نہ ہو۔ جیسے: "قعدت جلوساً"۔

(۳) صرف مادہ ایک ہو۔ جیسے: ﴿وتبتل اليه تبتيلاً﴾ الآية (المزمل)

(۴) مادہ بھی ایک نہ ہو اور باب بھی ایک نہ ہو۔ جیسے: ﴿فاوجس فی نفسه خیفة موسیٰ﴾ (طه) الآیة (عامۃ الکتب، الاشمونی، ج ۱، ص ۴۷۱)

قاعدہ

مفعول مطلق تاکیدی کے فعل کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

(حاشیۃ الصبان، ج ۲، ص ۸۶، الاشمونی، ج ۱، ص ۴۷۲)

قاعدہ

مفعول مطلق تاکیدی کی تقدیم فعل پر جائز نہیں ہے بخلاف نوعی اور عددی کے۔

(حاشیۃ الصبان، ج ۲، ص ۸۶، مفتاح النحو، ص ۲۴)

فائدہ

مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مبہم (۲) مختص

(۱) مبہم: جو صرف تاکید کے لئے ذکر کیا جاتا ہو۔ جیسے: "سرت سیراً"

(۲) مختص: جو عدد یا نوع کے لئے ذکر کیا جاتا ہو۔ جیسے: "سرت سیرتین" ﴿فدکتا دکة واحدة﴾ الآیة (الحاقۃ: ۱۴)

(الاشمونی علی الفیہ ج ۱، ص ۴۶۸، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۲۱۵)

فائدہ

اسم مصدر مفعول مطلق تاکید کے لئے (نہ عدد اور نوع کے بیان کے لئے) آتا ہے۔ (الاشمونی، ج ۱، ص ۴۷۱)

قاعدہ

مصدر نائب کے بعد جب حرف جر ہو تو وہ ظرف مستقر ہو کر مبتدا محذوف کی خبر ہوتا ہے۔ مثلاً: "سقیاً لک" اور "سحقاً لک" میں لک کے معنیٰ ھو لک ہیں پھر یہ جملہ اسمیہ ہو کر مصدر مبہم کے لئے تفسیر ہوگا۔ (مفتاح النحو، ص ۲۰، شرح رضی، ج ۱، ص ۲۷۴)

فائدہ

نیابتِ مصدر کے تین مقاصد ہیں۔ (۱) فعل کے دوام اور لزوم کا ارادہ ہو، اور یہ

حمد اور دعا کے موقع پر ہوتا ہے جیسے سبحان الله ،شکرا لک ،

(۲) فعل سے فراغ بالسرعۃ مقصود ہو۔ جیسے: ''لبیک ،سعدیک''

(۳) فعل سے استغناء مقصود ہو۔ جیسے: ﴿وعدالله حقاً﴾ الآیۃ

(مفتاح النحو ،ص/۲۱)

قاعدہ

جہاں مفعول مطلق نفی یا معنی نفی کے بعد مثبت واقع ہو اور وہ نفی یا معنی نفی ایسے اسم پر داخل ہوں کہ اس سے یہ مفعول مطلق خبر نہیں ہوسکتا تو وہاں مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کرنا واجب ہے۔ (کافیہ/۴۵،شرح جامی)

قاعدہ

جب مفعول مطلق تشبیہ کے لئے ہو اور افعال جوارح میں سے ہو اور ایسے جملے کے بعد واقع ہو جو اس کے ہم معنی اسم اور صاحب اسم پر مشتمل ہو تو فعل کو حذف کردینا واجب ہے۔ جیسے: ''مررت بزید فاذاله صوت صوت حمار''ای یصوته صوت حمار۔ (شرح رضی، ج/۱،ص/۲۸۳،شرح جامی، کافیہ/۴۷)

فائدہ

مفعول مطلق جب نوع کے لئے ہو تو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) فِعلۃ کا وزن ہو۔ جیسے: ''جلست جلسة''

(۲) مصدر کو صفت کے ساتھ موصوف کیا جائے۔ جیسے: ''جلست جلوساً حسناً''

(۳) مصدر الف لام عہدی کے ساتھ ہو۔ جیسے: ''ضربته الضرب''

(۴) مصدر مضاف ہو۔ جیسے: ''ضربت ضرب سوط''

(متن متین،ص/۱۰۳)

قاعدہ

مصدر جب فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہو، خواہ حرف جر لفظی کے ساتھ ہو یا تقدیری ہو، مفرد ہو یا تثنیہ فعل کو حذف کرنا واجب ہے بشرطیکہ مصدر بیانِ نوع کے لئے

نہ ہو۔ جیسے: ﴿صبغة الله﴾ [الآیة] (البقرة) ﴿سنة الله﴾ [الآیة] (الاحزاب)

(متن متین، ص/۱۰۶، شرح رضی، ج/۱، ص/۲۷۲)

فائدہ

مفعول مطلق جب عدد کے لئے ہو تو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) مصدر موضوع لہ ہو۔ جیسے: "ضربته ضربة وضربتين وضربات"۔

(۲) مصدر ایسی صفت کے ساتھ موصوف ہو جو عدد پر دال ہو۔ جیسے: "ضربته ضرباً كثيراً"۔

(۳) عدد صریح ہو اور مصدر کے ساتھ اس کی تمیز آئی ہو۔ جیسے: ﴿فاجلدوهم ثمانين جلدة.

(۴) عدد صریح ہو اور تمیز نہ ہو۔ جیسے: "ضربته الفاً"

(شرح رضی، ج/۱، ص/۲۲۹)

فائدہ

بعض مصادر مصدر اور اسم فعل دونوں استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے: "رويد زيداً، رويدازيداً": "بله زيداً وبله زيداً"

(شرح رضی، ج/۱، ص/۲۷۵)

فائدہ

مفعول مطلق نوعی، عددی اور تاکیدی کی پہچان۔

مفعول مطلق تاکیدی کی پہچان یہ ہے کہ یہ مصدر نکرہ غیر مضاف اور غیر موصوف ہوگا۔ جیسے: "ضربت ضرباً" ﴿والذاريات ذروا﴾ [الآیة] (الذاریات)

مفعول مطلق نوعی کی پہچان کے آٹھ طرق ہیں۔

(۱) مصدر مضاف ہو۔ جیسے: "أصنعت صنع الحكماء"۔

(۲) مصدر الف ولام عہدی کے ساتھ مقترن ہو۔ جیسے: "دافعت عن علي الدفاع"۔

(۳) مصدر موصوف ہو۔ جیسے: "ضربت زيداً ضرباً شديداً"۔

(۴)مفعول مطلق وصف ہواور مصدر کی طرف مضاف ہو۔جیسے:''رضیت عن علیّ اجمل الرضا''

(۵)مفعول مطلق اسم اشارہ ہو اور مصدر معرف باللام کے ساتھ موصوف ہو۔جیسے:''اکرمت علیاً ذلک الإکرام''۔

(۶)مصدر خود اپنے عامل کی کسی نوع پر دلالت کر رہا ہو۔جیسے:''رجعت القهقرة''

(۷)مفعول مطلق لفظ کل یا بعض مضاف الی المصدر ہو۔جیسے:''أحببته کل الحب''

(۸)مفعول مطلق اپنے عامل کا اسم آلہ ہو۔جیسے:''ضربته سوطاً''۔

مفعول مطلق عددی کی پہچان کے تین طریقے ہیں۔

(۱)مصدر علامت تثنیہ یا جمع کے ساتھ ہو۔جیسے:''ضربت ضربتین''۔

(۲)مفعول مطلق اسم عدد ہواور مصدر کیساتھ اس کی تمیز لائی گئی ہو۔جیسے:''اشرت إليه عشر اشاراتٍ''

(۳)مصدر تائے وحدت کے ساتھ ہو۔جیسے:''ضربته ضربةً''۔

(اوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک، ج/۲،ص/۲۰۷)

فائدہ

مصدر کی دو قسمیں ہیں۔(۱)متصرف (۲)غیر متصرف

(۱)متصرف وہ ہوتا ہے جو فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، مفعول مطلق وغیرہ واقع ہوسکتا ہو، اور یہ مصادر زیادہ ہیں۔

(۲)غیر متصرف وہ ہوتا ہے جو صرف بناء بر مفعول مطلق ہی منصوب واقع ہوتا ہے۔جیسے:''سبحان الله، معاذالله، لبیک، سعدیک''

(جامع الدروس العربیہ، ج/۳،ص/۲۷)

قاعدہ

مفعول مطلق تاکیدی کے عامل کو حذف کرنا اصح قول کے مطابق درست نہیں ہے۔

(جامع الدروس، ج/۳۳،ص/۳۰)

مفعول بہ

تعریف

وہ اسم منصوب ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو خواہ ایجاباً ہو سلباً ہو۔ جیسے: ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ [الآیۃ] (الشرح)

(النحو الکافی، ص ۳۴۵/۔ النحو القرآنی، ص ۲۷۴/، موسوعۃ النحو، ص ۶۳۹/)

فائدہ

مفعول بہ کی پہچان

مفعول بہ کے ترجمہ میں "کو" "کا" "کی" اور سے آیا کرتے ہیں، جیسے: "ضرب زیدٌ عمراً" زید نے عمرو کو مارا، "خفت زیداً" میں زید سے ڈرا، "انتظرت زیداً" میں نے زید کا انتظار کیا۔ (مفتاح النحو، ص ۲۶/)

فائدہ

وقوع سے مراد یہ ہے کہ مفعول بہ کے ساتھ فاعل اور فعل کا ایسا خصوصی تعلق ہو کہ اس کے بغیر اس کا تصور ممکن نہ ہو اور وقوع سے وقوع حسی مراد ہے۔ لہٰذا "عبدت اللہ" اور "شکرتہ" جیسی عبارات اشکال دار نہیں ہوتا۔

(حاشیہ عبدالغفور، ص ۳۲۶/، ہمع الھوامع، ج ۱/، ص ۱۶۵/، شرح جامی، ص ۱۰۰/)

فائدہ

جب بھی صرف مفعول ذکر کیا جائے تو نحاۃ کے ہاں اس سے مراد مفعول بہ ہی ہوتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲/، ص ۱۷/)

فائدہ

مفعول بہ کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) اسم ظاہر ہو۔ جیسے: ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ [الآیۃ] (الانشراح: ۱)

(۲) ضمیر متصل ہو۔ جیسے: ﴿الهكم التكاثر ﴾[الآية](التکاثر:۱)

(۳) ضمیر منفصل ہو۔ جیسے: ﴿اياك نعبدواياك نستعين ﴾[الآية](الفاتحہ:۵)

(۴) ضمیر منفصل ہواور اپنے عامل سے مؤخر ہو۔ جیسے: ﴿وقضى ربك الاتعبدوا الاآياه وبالوالدين احساناً﴾[الآية](الاسراء:۲۳)

(۵) مصدر مؤول ہو۔ جیسے: ''احب ان العب''

(۶) جملہ ہو۔ جیسے: ﴿قال انى عبدالله﴾[الآية]

(القواعد،ص/۱۵۱،النحو القرآنی،ص/۲۵۷،النحو الکافی،ص/۲۴۵،معجم النحو،ص/۳۵۵،المنہاج،ص/۷۳)

فائدہ

مفعول بہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) صریح (۲) غیر صریح

صریح کی مثال۔ جیسے: ﴿ورفعنا لك ذكرك ﴾[الآية](الم نشرح)

غیر صریح کی مثال۔ جیسے: ﴿ان الله لا يستحى أن يضرب ﴾[الآية](البقرة)

(جامع الدروس، ج/۳،ص/۵،القواعد،ص/۱۵۳)

قاعدہ

کبھی مفعول بہ سے حرف جر کو حذف کر دیا جاتا ہے جس کو ''منصوب بنزع الخافض'' کہا جاتا ہے جیسے: ﴿أعجلتم امر ربكم ﴾[الآية](الاعراف:۱۵) ''اى عن امر ربكم''۔ (جامع، ج/۳،ص/۶،النحو القرآنی،ص/۲۰۲،موسوعۃ،ص/۶۵۹)

قاعدہ

مفعول بہ کو حذف کر دینا جائز ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: ''هل رايت خليلاً'' کے جواب میں، ''رايت'' کہا جائے۔

دوسری مثال۔ جیسے: ﴿ماودعك ربك وماقلى ﴾[الآية](الضحیٰ:۳) اى وماقلاك۔ (جامع الدروس، ج/۳،ص/۶)

قاعدہ

جب مفعول بہ مصدر مؤول ہوتو قائم مقام مفعولین بھی بن سکتا ہے۔ جیسے :''علمت ان السفر لازم''۔ (المنہاج،ص۷۴/)

قاعدہ

کبھی فعل متعدی کو بمنزلہ فعل لازم کے لایا جاتا ہے جب مفعول بہ سے کوئی غرض متعلق نہ ہولہٰذا نہ مفعول بہ ذکر کیا جاتا ہے اور نہ ہی مقدر مانا جاتا ہے جیسے: ﴿هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون﴾[الآية](الزمر:۱۹)

(جامع الدروس العربیہ، ج۳/ ۹۰)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں مفعول بہ کا حذف ناجائز ہے۔

(۱) جب نائب فاعل واقع ہو۔

(۲) مفعول بہ متعجب منہ ہو۔ جیسے: ''ماا حسن زيداً''۔

(۳) جواب میں واقع ہو۔ جیسے: ''زيداً'' اس شخص کے جواب میں جو کہے ''من رايت''

(۴) مفعول بہ محصور ہو۔ جیسے: ''مارأيت الازيداً''۔

(۵) جس کا عامل محذوف ہو۔ جیسے: ''خيراً لنا وشراً لعدونا''

(۶) جب مبتدا کل مقصود نہ ہو۔ جیسے: ''زيداً ضربته''

(ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۶۷، النحو الوافی، ج۲/ص۱۶۹)

قاعدہ

بعض افعال کے مفعول بہ پر باء زائدہ آتی ہے۔ جیسے: ﴿ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة﴾[الآية](البقرة)﴿وهزى اليك بجذع النخلة﴾[الآية]﴿فليمدد بسبب الى السمآء﴾[الآية] (ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۶۷)

قاعدہ

کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہونے والے فعل کے مفعول بہ پر ''باء'' زائدہ

آتی ہے۔اور کبھی "کفی" کے مفعول پر "باء" زائدہ آتی ہے۔جیسے: "کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع" [الحدیث] (ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۶۷)

قاعدہ

افعال قلوب کے دونوں مفعولوں کو یا ایک مفعول کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ پہلے کی مثال: ﴿این شرکائی الذین کنتم تزعمون﴾ [الآیة] (القصص:۶۲) أی تزعمونهم شرکاءی۔

دوسرے کی مثال: شعر

"ولقد نزلتِ فلا تظنی غیره" أی: فلا تظنی غیره واقعاً۔

(جامع الدروس، ج۳/ص۷)

قاعدہ

مفعول بہ کے فعل کو حذف کردینا جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو جیسے: ﴿ماذا انزل ربکم قالوا خیراً﴾ [الآیة] (النحل:۳۰) "أی انزل خیراً"

(جامع الدروس العربیہ، ج۳/ص۷، النحو القرآنی، ص۲۷۹/۲، القواعد، ص۱۵۲، النحو الوافی، ج۲/ص۱۱۸)

قاعدہ

مفعول بہ میں اصل یہ ہے کہ اپنے فعل اور فاعل سے مؤخر ہو، اور کبھی کبھی فاعل پر یا فعل دونوں پر مقدم کیا جاتا ہے۔ (جامع الدروس، ج۳/ص۷)

قاعدہ

جب "لو" کے بعد مفعول بہ محذوف ہو تو اکثر اس کا ذکر اس کے جواب میں ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ولو شاء ربک لأمن من فی الارض﴾ [الآیة] أی: لو شاء إیمان من فی الارض۔ اور کبھی کبھی ذکر نہیں کیا جاتا۔ جیسے: (قالوا لو شاء ربنا لأنزل ملائکة) أی: "لو شاء ربنا إرسال الرسل"۔ (ھمع الھوامع، ج۱/ص۱۶۷)

فائدہ

مندرجہ ذیل سات (۷) صورتوں میں مفعول بہ کو فاعل سے مؤخر کرنا واجب ہے

(۱) جب التباس لازم آتا ہو، جب دونوں کا اعراب تقدیری ہو اور کوئی قرینہ موجود نہ ہو جیسے: ''علّم موسی عیسی''

(۲) فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے: ﴿وإذابتلیٰ إبراهیم ربه بکلمٰتٍ﴾ [الآیة] (البقرة:۱۲۴) ﴿یوم لاینفع الظلمین معذرتهم﴾ [الآیة] (غافر:۵۲)

(۳) فاعل اور مفعول بہ دونوں ضمیر ہوں اور ایک دوسرے میں انحصار مقصود ہو جیسے: ''أکرمتهٗ''۔

(۴) مفعول بہ ضمیر منفصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: ''أکرمنی علیّ''

(۵) مفعول بہ فعل میں محصور ہو۔ جیسے: ''ماأکرم سعیدالاّخالداً''۔

(۶) فعل نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے ساتھ ہو پس ''زیداً یضربن'' کہنا درست نہیں۔

(۷) فعل حرف کا صلہ واقع ہو رہا ہو۔ جیسے: ''عجبت من أن تضرب زیداً''، ''وقد ضربت زیداً''، ''وسوف أضرب زیداً''

(جامع الدروس العربیہ، ج۳/ص۸، موسوعۃ النحو، ص۶۲۹/، شرح رضی، ج۱/ص۳۰۳/، ہمع الھوامع، ج۱/ص۱۶۶/)

فائدہ

جب دو عاملین ایک معمول میں متنازع ہوں تو بالاتفاق ہر ایک کو عامل بنانا درست ہے، البتہ کوفیین کے نزدیک پہلے کو عامل بنانا اولیٰ ہے اور بصریین کے نزدیک دوسرے کو عامل بنانا اولیٰ اور افضل ہے۔ دوسرا مذہب قرآن کے اسلوب کے موافق ہے جیسے: ﴿هاؤم إقروا کتابیه﴾ [الآیة] اور ﴿اتونی أفرغ علیه قطراً﴾ [الآیة]

(اوضح المسالک، ج۲/ص۱۹۸/)

فائدہ

بعض صورتوں میں فعل اور فاعل دونوں پر مفعول بہ کو مقدم کرنا جائز ہے

جیسے:﴿ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون﴾[الآیة](البقرۃ:۸۷)

(جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۱، النحو القرآنی، ص ۲۷۶)

فائدہ

مندرجہ ذیل سات صورتوں میں فعل اور فاعل پر مفعول بہ کو مقدم کرنا واجب ہے

(۱) مفعول بہ اسم شرط ہو۔ جیسے:﴿ومن یضلل اللہ فمالہ من ھادٍ﴾[الآیة](الرعد)

(۲) مفعول شرط کی طرف مضاف ہو۔ جیسے:"غلام من تضرب أضرب"

(۳) مفعول بہ اسم استفہام ہو۔ جیسے:﴿فأی آیٰت اللہ تنکرون﴾[الآیة](غافر:۸)

(۴) مفعول استفہام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے:"غلام من رأیت"

(۵) مفعول بہ "کم" خبریہ یا "کأین" خبریہ ہو۔ جیسے:"کم کتاب ملکت" "کأین من علم حویتُ"۔

(۶) جواب أما کا مفعول بہ ہو۔ جیسے:﴿فأما الیتیم فلا تقھر، و أما السائل فلاتنھر﴾[الآیة](الضحیٰ، ص ۸/۹)

(۷) ایسے فعل امر نے نصب دیا ہو جس پر "فا" داخل ہو۔ جیسے:"زیداً فاضرب"

(جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۱، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۱۶۶)

قاعدہ

جب ایک فعل کے لئے دو مفعول واقع ہوں اور ایک اسم ظاہر ہو اور دوسرا ضمیر ہو تو ضمیر کو اسم ظاہر پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے:"اعطیتک درھمًا" (جامع الدروس ج ۳، ص ۱۳)

قاعدہ

کبھی کبھی مفعول بہ پر لام جارّہ زائدہ تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے:﴿إن کنتم للرویاتعبرون﴾[الآیة](یوسف:۴۳)﴿قل عسیٰ ان یکون ردف لکم بعض الذی تستعجلون﴾[الآیة](النمل:۷۲) (النحو القرآنی، ص ۲۵۷)

فائدہ

عرب اختصاص کے باب میں اکثر مندرجہ ذیل اسماء کو نصب دیتے ہیں۔

(۱)معشر (۲)ال (۳)أهل (۴)بنون (الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۱۰۶/)

فائدہ

مفعول بہ میں اصل یہ ہے کہ مذکور ہو کبھی کبھار غرض لفظی یا معنوی کے لئے حذف کردیا جاتا ہے۔

غرض لفظی:۔مثلاً: ایجاز مقصود ہو۔جیسے: ﴿وقال الذین لایعلمون لولایکلمنا اللہ اوتأتینا اٰیۃ﴾[الآیۃ](البقرۃ:۱۱۸)

یا تناسب فواصل مقصود ہو۔جیسے: ﴿ماودعک ربک وماقلی﴾[الآیۃ](الضحیٰ:۳)

غرض معنوی:۔مثلاً تحقیر مقصود ہو۔جیسے: ﴿کتب اللہ لأغلبن انا ورسلی﴾[الآیۃ](المجادلہ:۲۰ای لأغلبن الکافرین۔

یا اس کو ذکر کرنا قبیح ہو۔جیسے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے "مارای منی ولا رایت منہ ،ای العورۃ

(النحو القرآنی،ص/۲۷۸،النحو الوافی،ج/۲،ص/۱۶۸،اوضح المسالک،ج/۲،ص/۱۸۳۔همع الهوامع،ج/۱،ص/۱۶۷)

فائدہ

منفی علم اور فعل مشیت کے بعد اکثر مفعول بہ محذوف ہوا کرتا ہے۔جیسے: ﴿فلوشاء لهداکم اجمعین﴾[الآیۃ](الانعام:۱۴۹)ای فلوشاء هدایتکم ﴿الاإنهم هم السفهاء ولکن لایعلمون﴾[الآیۃ](البقرۃ:۱۳)ای: "لایعلمون إنهم سفهاء"، اسی طرح فواصل میں حذف بکثرت پایا جاتا ہے۔جیسے: "وماقلی" (الضحیٰ:۳)

(النحو القرآنی،ص/۲۸۹،مغنی اللبیب،ج/۲،ص/۴۰۹)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے۔

(۱)امثال میں۔جیسے: "الکلاب علی البقرۃ" ای ارسل یا آنے والے مہمان کو کہا جائے "اهلاً وسهلاً" ای "جئت اهلاً ونزلت مکاناً سهلاً۔

(۲)صفات مقطوعۃ الی النصب میں۔جیسے:''الحمد لله الحميدَ'' ای ''اعنی الحمید''

(۳)اسم مشتغل منہ میں۔جیسے:﴿قالوا ابشرا منا واحدا نتبعه﴾(القمر :۲۴)ای اتبع بشراً۔

(۴)باب اختصاص میں۔جیسے:''نحن معشرَ الأنبياء'' (بخاری)

(۵)باب تحذیر میں بشرطیکہ عطف یا تکرار کے ساتھ ہو۔جیسے:''راسک والسيف''۔

(۶)باب اغراء میں بشرطیکہ عطف یا تکرار کے ساتھ ہو۔جیسے:''المثابرة المثابرة على العمل''

(۷)منادی میں۔جیسے:''یاسید الرسل'' ای انادی۔

(القواعد الاساسیہ،ص/۱۵۱،النحو القرآنی،ص/۲۷۹،جامع الدروس،ج/۳،ص/۱۵،موسوعۃ النحو،ص/۶۴۰)

فائدہ

ماالضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی تعریف:وہ اسم ہے جس کے بعد کوئی ایسا فعل یاشبہ فعل ہوکہ وہ اسم کی ضمیر یااس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اسم میں عمل نہ کرتا ہواور اگراس فعل یاشبہ فعل یااس کے مناسب کواس اسم پر مسلط کریں تو وہ اس اسم کو نصب دیدے۔

فائدہ

ماالضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی پانچ صورتیں ہیں (۱)اختیار رفع (۲)اختیار نصب (۳)وجوب رفع (۴)وجوب نصب (۵)تساوی رفع اور نصب

(۱)اختیار رفع:اس کی دوصورتیں ہیں۔

(۱)اسم کا مرفوع ہونا بسبب ابتداء کے صحیح ہواور رفع کے خلاف نصب کا کوئی قرینہ مرجحہ نہ پایا جائے۔جیسے:''زيد ضربته''

(۲)اگرچہ رفع اور نصب دونوں کا قرینہ مرجحہ پایا جاتا ہے لیکن رفع کا قرینہ اقویٰ ہو۔مثلاً اسم پر''أمّا'' یا''إذا'' مفاجاتیہ داخل ہو۔

(۲)اختیار نصب: اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں (۱) اس کا جملہ کا جس میں یہ اسم واقع ہے جملہ فعلیہ پر عطف ہو۔ جیسے: "ضربت زیداً وعمراً اکرمته" (۲) جب اسم مذکور حرف نفی یا حرف استفہام یا "اذا" شرطیہ یا "حیث" کے بعد واقع ہو۔ مثلاً: "مازیداً ضربته" (۳) اسم مذکور امر سے قبل واقع ہو۔ جیسے: "زیداً اضربه" (۴) اسم مذکور نہی سے پہلے واقع ہو۔ جیسے: "زیداً لاتضربه" جب رفع پڑھنا صفت کے ساتھ التباس مفسر کا سبب ہو۔ جیسے: ﴿انا کل شیٔ خلقناه بقدر﴾ [الآیة]

(۳)وجوب نصب: اسم مذکور جب حرف شرط یا حرف تحضیض کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "ان زیداً ضربته ضربک" "الازیداً ضربته"

(۴)وجوب رفع: جب اسم مذکور کے بعد فعل یا شبہ فعل اس حیثیت سے ہو کہ اگر اس کو یا اس کے مناسب اس اسم پر مسلط کریں تو وہ اس اسم کو مفعولیت کی بناء پر نصب نہ دے سکے۔ جیسے: "أزیدذهب به"

(۵)تساوی رفع ونصب: جب ماضمر عاملہ کا عطف ایسے جملے اسمیہ پر ہو کہ اس کی خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: "زید قام وعمروا کرمته"

(النحو الکافی ص/۲۵۳، جامع ج/۲، ص/۱۶، اشمونی ص/۴۳۸، رضی ص/۴۱۱، شرح مفصل ج/۱، ص/۳۰)

فائدہ

تحذیر کے باب میں مفعول بہ تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے۔

(۱)ایاک کے ساتھ ہو۔ جیسے: "ایاک الاسد"

(۲)مکرر ہو۔ جیسے: "الأسد الأسد"

(۳)عطف کے ساتھ ہو۔ جیسے: ﴿ناقة الله وسقیها﴾ [الآیة]۔

(ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۱۶۹)

فائدہ

اغراء کے باب میں مفعول بہ کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)عطف کے ساتھ ہو۔ جیسے: "الأهل والولد"

(۲) مکرر ہو۔ جیسے: ''العهد العهد'' (ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۴۰۳)

فائدہ

مفعول ایک بھی ہوتا ہے اور ایک سے زیادہ بھی ہوتے ہیں، اس اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ایک مفعول بہ کو نصب دیتا ہو۔ جیسے: ''حَفِظَ، فَهِمَ''

(۲) دو مفعولوں کو نصب دیتا ہو، جن کی اصل مبتدا اور خبر ہو، اور یہ تمام افعالِ قلوب اور افعال تصییر ہیں۔

(۳) دو مفعولوں کو نصب دیتا ہو جن کی اصل مبتدا اور خبر نہ ہو جیسے: ''کَ سأُسعدُ الفقیر ثوباً''

(۴) تین مفاعیل کو نصب دیتا ہو اور یہ مندرجہ ذیل افعال ہیں۔

''اری، اعلم، اخبر، خبّر، انبأ، نبّأ'' اور حدّث

(القواعد الاساسیۃ، ص ۱۵۳، النحو القرآنی، ص ۲۸۷ تا ۳۰۰) (افعالِ قلوب اور افعال تصییر کی مکمل تفصیل بمع امثلہ من القرآن کے لئے النحو القرآنی، ص ۲۸۷ تا ۳۰۰ ملاحظہ فرمائیں)

قاعدہ

اگر جعل بمعنی عمل یا خلق یا القی ہو تو ایک مفعول چاہے گا جیسے: ﴿إنا جعلنا ما على الأرض زينة لها﴾ [الآية] (الکھف: ۷) ''ما علی الارض'' مفعول بہ اور زینۃ مفعول لہ یا حال ہے ﴿ثم اجعل على كل جبل منهن جزءاً﴾ یہاں اجعل بمعنی القی ہے۔

(النحو القرآنی، ص ۲۸۵)

فائدہ

اگر رؤیۃ بمعنی رویت بصری ہو تو ایک مفعول کافی ہوگا جیسے: ﴿فلما جن عليه الليل رأى كوكباً﴾ [الآية] (الانعام: ۷۶) (النحو القرآنی، ص ۲۸۷، النحو الوافی، ص ۲۴۸)

فائدہ

اگر صفت مشبہ کا معمول معرفہ ہو اور مبالغہ کا قصد ہو تو اس کی اسناد ضمیر کی طرف کی

جاتی ہے اور مابعد فاعل کو مفعول بہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے نصب دیا جاتا ہے، اس کو مشابہ مفعول بہ کہا جاتا ہے۔ (جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۳، موسوعۃ النحو، ص ۶۴۰)

فائدہ

کبھی قول "ظن" کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے اور "ظن" کی طرح دو مفعولوں کا تقاضہ کرتا ہے بشرطیکہ فعل فعل مضارع مخاطب ہو جس سے پہلے ہمزۂ استفہام ہو اور فعل اور استفہام کے درمیان ظرف اور حرف جر کے سوا کوئی فاصل نہ ہو۔ جیسے: "ایوم الخمیس تقول علیاً مسافراً"

(جامع الدروس العربیہ، ج ۳، ص ۳۱، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۷۱)

فائدہ

مندرجہ ذیل چار صورتوں میں مفعول بہ کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے نہ کہ محلاً یعنی فعل کے بعد والا جملہ محل نصب میں قائم مقام مفعولین ہوگا۔

(۱) جب فعل کے بعد ما نافیہ یا إن نافیہ یا لا نافیہ واقع ہو۔ جیسے: ﴿لقد علمت ماھؤلآء ینطقون﴾ [الآیۃ] (الانبیاء: ۶۵)

(۲) جب فعل کے بعد لام ابتداء ہو۔ جیسے: ﴿ولقد علموا لمن اشتراہ ماله فی الأخرة من خلاق﴾ [الآیۃ] (البقرۃ: ۱۰۲)

(۳) جب فعل کے بعد استفہام ہو۔ جیسے: ﴿إن ادری اقریب ام بعید ماتوعدون﴾ [الآیۃ] (الأنبیاء: ۱۰۹)

(۴) جب فعل کے بعد لام قسم ہو۔ جیسے: شعر

ولقد علمتُ لتاتِیَنَّ منیتی

إن المنایا لا تطیش سھامُھا

(جامع الدروس العربیہ، ج ۳، ص ۲۴)

فائدہ

کبھی افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال کے عمل کو لفظاً باطل کر دیا جاتا ہے جیسے: ﴿فلینظر ایها ازکیٰ طعاما﴾[الآیة](الکہف:۱۹) (جامع الدروس، ج۳، ص۲۵)

فائدہ

مفعول بہ کے ملحقات میں سے منادیٰ بھی ہے تین صورتوں میں یہ منصوب ہوتا ہے، (۱) جب مضاف ہو۔ جیسے: یاعبدالله، یارسولَ الله (۲) جب شبہ مضاف ہو۔ جیسے: یا محمود افعلهُ، یا کثیراً برّہ۔ شبہ مضاف وہ ہے کہ دوسرے کلمے کے ملائے بغیر تام نہ ہو۔ (۳) جب نکرہ غیر معینہ ہو۔ جیسے: اندھے کا قول: "یارجلاً خُذْ بیدی" "یاعارفاً ارشدنی" (شرح قطر الندا، ص۲۷۴، النحو الکافی ج۴، ص۲۷)

فائدہ

شبہ مضاف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) معطوف اور معطوف علیہ ایک اسم ہو۔ جیسے: "یاثلاثة وثلاثین"۔

(۲) منادیٰ جملہ کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے: "یاحلیماً لایعجل"۔

(۳) مابعد میں عامل ہو۔ جیسے: "یاطالعاً جبلاً"۔

(۴) ظرف کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے: "الایا نخلةً من ذات عرق"۔

(جہد تقصیر، ص۴۸، ہمع الھوامع، ج۱، ص۲۷۳)

فائدہ

منادیٰ مفرد معرفہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿یا نوح قد جادلتنا﴾[الآیة](ھود:۳۲) ﴿یاجبال اوّبی معه﴾[الآیة](سبا:۱۰)

(جامع الدروس العربیہ، ج۳، ص۱۱۰)

فائدہ

منادیٰ کی پانچ قسمیں ہیں (۱) مفرد معرفہ (۲) نکرہ مقصودہ (۳) نکرہ غیر مقصودہ (۴) مضاف (۵) شبہ بالمضاف

(جامع الدروس العربیہ، ج۳، ص۱۱۰۔ المنہاج، ص۱۱۸)

قاعدہ

جب منادی یائے متکلم کی طرف مضاف ہوتو اس میں چھ وجوہ جائز ہیں۔

(۱) اثبات یائے ساکنہ کے ساتھ۔ جیسے: ﴿یاعبادی لاخوف علیکم﴾[الآیة](الزخرف:۶۸)

(۲) حذف یائے ساکنہ وبقائے کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: ﴿یاعبادِ فاتقون﴾[الآیة](الزمر:۱۶)

(۳) اس حرف پر ضمہ کے ساتھ جس پر بوجہ "یا" کسرہ تھا۔ جیسے: ﴿قال رب احکم بالحق﴾[الآیة](الانبیاء:۱۱۲)

"با" کے ضمہ کے ساتھ ہو (ایک قرأت کے مطابق)

(۴) یا کے فتحہ کے ساتھ۔ جیسے: ﴿یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم﴾[الآیة](الزمر:۵۳)

(۵) ماقبل یا مفتوح ہو اور یا کو بوجہ فتحہ کے الف سے تبدیل کردیا جائے۔ جیسے: ﴿یاحسرتا علی مافرطت فی جنب الله﴾[الآیة](الزمر:۵۶)

(۶) حذف یا اور ماقبل کے فتحہ کے ساتھ۔ جیسے: "یاغلام"

(شرح قطر الندا، ص/۲۷۷، شرح جامی، ص/۱۰۳، کافیہ، معجم النحو، ص/۴۰۱)

فائدہ

"اللهم" تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے۔

(۱) نداء محض کے لئے۔ جیسے: "اللهم اغفرلی"

(۲) جواب دینے والا سننے والے کے جواب کی تمکین کے لئے ذکر کرے جیسے: کہا جائے، اخالد فعل هذا؟ اور آپ جواب دیں کہ اللهم نعم۔

(۳) ندرت اور قلتِ وقوعِ مذکور پر دلالت کرنے کے لئے استعمال کیا جائے جیسے آپ کا قول بخیل کو "إن الأمة تعظمک اللهم إن بذلت شهراً من مالک فی سبیلها"۔ (جامع الدروس العربیہ، ج/۳، ص/۱۱۴، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۱۷۹)

فائدہ

لفظ ''یااللہ'' میں تین وجوہ جائز ہیں۔

(۱) دونوں الفوں کے اثبات کے ساتھ۔

(۲) دونوں الفوں کے حذف کے ساتھ۔

(۳) پہلے الف کے اثبات اور دوسرے کے حذف کے ساتھ۔

(جہد تقصیر، ج ۱/ص ۴۹)

فائدہ

حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں یاھو، یامن، لاھو الاھو یہ اسم ذات ہیں نہ کہ ضمیر۔ (جہد تقصیر، ص ۵۰)

قاعدہ

جب ''اب'' اور ''ام'' یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو اس میں دس (۱۰) لغات ہیں۔

(تفصیل کے لئے شرح قطر الندا، ص ۲۷۹ اور جامع الدروس، ج ۳/ص ۱۱۸، ملاحظہ فرمائیں)

قاعدہ

جب منادیٰ ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس میں اثبات یاء (مفتوحہ یا ساکنہ) ضروری ہے جیسے: ''یاغلام غلامی'' البتہ اگر ''ابن ام'' یا ''ابن عم'' جیسے: الفاظ ہوں تو ان میں چار لغات ہیں۔ (۱) میم کے فتحہ کے ساتھ (۲) میم کے کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: ﴿یاابن ام إن القوم استضعفونی﴾ الآیۃ (اعراف: ۱۵۰)

(۳) اثبات یاء کے ساتھ جیسے:

شعر: یاابن امی یاشقیق نفسی

انت خلفتنی لدھر شدید

(۴) یاء کو الف سے تبدیل کریں۔ جیسے: ''یاابنۃ عمّالا تلومی''۔

(شرح قطر الندا، ص ۲۸۱)

قاعدہ

اسم منقوص جب منادی واقع ہو تو تنوین بناء کی وجہ سے حذف ہو جاتی ہے اور ''ی

''امام خلیلؒ کے نزدیک باقی رہتی ہے اور مبردؒ کے نزدیک حذف ہو جاتی ہے جیسے: یاهادی ،یاقاضی ،یاهاد ،یاقاض (النحو الوافی، ج ۴، ص ۱۳، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۱۷۳)

قاعدہ

اگر منادی مبنی ہو اور اس کا تابع (صفت، تاکید، عطف بیان یا عطف معرف بلام اسم ہو اور یہ تابع مفرد یا مضاف معرف باللام ہو تو تابع کو لفظ منادیٰ پر حمل کرتے ہوئے مرفوع اور محل پر حمل کرتے ہوئے منصوب پڑھنا درست ہے جیسے: یازید الظریف ،یاتمیم اجمعون ،اجمعین ،یاسعید کرز'' مضاف معرف باللام کی مثال: یازید الحسن الوجه۔

اور اگر تابع غیر معرف باللام ہو تو منصوب پڑھا جائے گا جیسے: ﴿قل اللهم فاطر السموات والارض﴾ [الآیة] (الزمر: ۴۶) اور اگر ''ای'' کی صفت ہو تو مرفوع ہی پڑھا جائے گا جیسے: ﴿یاایها الناس﴾ [الآیة] (الحج: ۱) ﴿یاایها النبی﴾ [الآیة] (التحریم: ۱)

اگر تابع بدل ہو یا عطف معرف باللام اسم ہو تو اس کو وہی اعراب دیا جائے گا۔ جس کا وہ مستحق ہے جیسے: یاسعید اباعبدالله میں ''یااباعبدالله'' ہی کہا جاتا ہے۔

(شرح قطر الندا، ص ۲۸۷، جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۱۴، النحو الوافی، ج ۴، ص ۵۱)

قاعدہ

جب منادی لفظ جلالہ ہو تو ''ایھا'' لانا درست نہیں ہے بلکہ ''ایا'' کے ساتھ لایا جاتا ہے اور اس کا لام باقی رہتا ہے جیسے: ''یاالله'' اور اس میں اکثر حرف نداء کو حذف کیا جاتا ہے اور اس کے عوض میں آخر میں میم مشدد لاتے ہیں جیسے: اللهم۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۰۳)

قاعدہ

ہر وہ مقام جہاں الف ولام عوضی اور لازمی ہو تو اس کلمہ پر حرف نداء کا بلا واسطہ داخل کرنا درست ہے جیسے: ''یاالله'' (شرح جامی، ص ۱، ص ۱۰۸، زینی زادہ، ص ۹۶)

قاعدہ

جب منادیٰ مفرد مکرر آ جائے اور دوسرا اسم مضاف ہو تو پہلے اسم میں دو وجہیں جائز ہیں۔(۱) ضمہ (۲) فتحہ اور دوسرے اسم پر فتحہ متعین ہے۔ جیسے: ''یاتیم یا تیم عدی''

(شرح رضی، ص ۱/۳۵۱، شرح قطر الندا، ص ۱/۲۸۸، جامع الدروس، ج ۳/ص ۱۱۱)

فائدہ

منادیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ترخیم کا ہے، ترخیم کے معنیٰ ہیں منادیٰ کے آخر کو تخفیفاً حذف کر دینا۔

اس کی شرط یہ ہے کہ اسم معرفہ ہو پس اگر اسم مختوم بالتاء نہ ہو تو اس کے لئے تین شرائط ہیں۔(۱) مبنی بر ضمہ ہو یعنی نہ مضاف ہو اور نہ مستغاث ہو اور نہ جملہ ہو، (۲) علم ہو (۳) تین حروف سے متجاوز ہو۔ جیسے: ''یاحارث'' سے یا حار اور ''یاجعفر'' سے ''یا جعف'' اور اگر مختوم بالتاء ہو تو مذکورہ شرائط ضروری نہیں ہیں جیسے: ''یاثبة'' (بمعنیٰ جماعت) میں یاثب اور یا عائشة میں یاعائش۔

(شرح قطر الندا، ص ۱/۲۷۹، النحو الوافی، ج ۴/ص ۱۰۱، شرح رضی، ج ۱/ص ۳۶۵)

فائدہ

مرخم منادیٰ اسم میں دو اعراب جاری ہو سکتے ہیں۔

(۱) ترخیم کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے والا اعراب ہو۔ جیسے: ''یاحارث میں یاحارِ''۔

(۲) قطع نظر ترخیم کے اس کو مضموم پڑھا جائے۔ جیسے: ''یاحارث میں یاحارُ''

(شرح قطر الندا، ص ۱/۲۹۱، جامع الدروس، ج ۳/ص ۱۲۳، النحو الوافی، ج ۴/ص ۱۰۷، شرح رضی، ج ۱/ص ۳۷۳)

فائدہ

ترخیم کی وجہ سے محذوف اسم کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ترخیم کی وجہ سے ایک حرف محذوف ہو۔ جیسے: ''یاحارث'' میں ''یاحار''

(۲) دو حرف محذوف ہوں اور اس کے لئے چار (۴) شرائط ہیں۔

(۱) حرف اخیر کا ماقبل زائد ہو۔ (۲) معتل ہو۔ (۳) ساکن ہو۔ (۴) قبل از ترخیم تین یا تین سے زائد حروف ہوں۔ جیسے: یاسلیمان، یامنصور، یامسکین میں یاسلیم، یامنص اور یامسک۔

(۳) محذوف کلمہ مستقل کلمہ ہو اور یہ مرکب امتزاجی میں ہوتا ہے۔ جیسے: "یاحضرموت میں "یاحضر"

(شرح قطر الندا، ص/۲۹۱، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۲۳، شرح رضی، ج/۱، ص/۳۶۹)

قاعدہ

جب معرّف بالام اسم کی نداء کا قصد ہو تو اگر اسم مذکر ہو تو "ایھا" اور اگر مؤنث ہو تو "ایتھا" لایا جائے گا۔ جیسے: ﴿یاایھاالإنسان ماغرّک بربک الکریم﴾ [الآیة] (الانفطار:۶) ﴿یأیتھاالنفس المطمئنة﴾ [الآیة] (الفجر:۲۷)

(جامع الدروس، ج/۱۹۳، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۱۷۵)

فائدہ

منادیٰ کی اقسام میں سے ایک قسم مستغاث بہ ہے یہ ہر وہ اسم ہوتا ہے جس کو پکارا جائے تاکہ اس کو مصیبت سے نجات دلائے اور دفع مشقت میں اس کی مدد کی جائے، حروف نداء میں سے اس کے لئے صرف "یا" استعمال ہوتی ہے، مستغاث بہ پر لام مفتوحہ داخل ہوتا ہے اور اس کا مدخول اکثر مجرور ہی ہوتا ہے، ابن جنیؒ کے نزدیک یہ لام یا کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ اور ابن صائغؒ، ابن عصفورؒ اور سیبویہؒ کے نزدیک یہ زائد ہے کسی سے متعلق نہیں ہوتا۔

اس کے بعد "مستغاث لہ" لام مکسورہ کے ساتھ مجرور ہوتا ہے اور فعل محذوف (ادعوک) کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جیسے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے! "یاللّٰہ للمسلمین"

(شرح قطر الندا، ص/۲۹۵، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۱۹)

قاعدہ

اگر مستغاث پر دوسرا مستغاث بہ "یا" کے ساتھ عطف کیا جائے تو لام کو مفتوح

پڑھا جائے گا۔ جیسے: ''یالقومی ویالأمثال قومی'' اور اگر بغیر ''یا'' کے ہو تو لام مکسور پڑھا جائے گا۔ جیسے: ''یا للکھول وللشتان لِلعجب''

(شرح قطر الندا، ص ۲۹۳/ جامع الدروس، ج ۳/ ص ۱۲۰/ ھمع الھوامع، ج ۱/ ص ۱۸۰)

قاعدہ

مستغاث بہ کے استعمال کے دو طریقے اور ہیں۔

(۱) آخر میں الف کا الحاق کیا جائے اس صورت میں ابتداء میں لام کا ملحق کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) نہ تو آخر میں الف ملحق کیا جائے اور نہ ہی ابتداء میں لام داخل کیا جائے اس صورت میں منادی کا حکم جاری ہوگا۔ جیسے: ''یازید لعمرو''

(شرح قطر الندا، ص ۲۹۸/، جامع الدروس، ج ۳/ ص ۱۳۰/)

قاعدہ

اگر منادیٰ معتل اللام ہو اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو مضاف ساکن اور یا مبنی برفتحہ ہوگا۔ جیسے: ''یافتایَ'' (النحو الوافی، ج ۴/ ص ۶۴/)

فائدہ

بعض اسماء ایسے ہیں جو صرف منادیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں سے مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ابت، امت (۲) اللھم (۳) فُل (وقت نداء) مفرد معین مراد ہے (۴) لومان وملأم بمعنیٰ کثیر اللوم والدناءۃ (۵) ملأمان مخبثان بمعنیٰ لئیم خبیث (۶) وصف ہو بروزن فُعَل بمعنیٰ فاعل جیسے: غُدَر بمعنیٰ غادر (۷) وصف ہو بروزن فَعَال بمعنیٰ فاعل۔ جیسے: ''غدار'' بمعنیٰ غادرۃ

(النحو الوافی، ج ۴/ ص ۷۷/، معجم النحو، ص ۹۸/، شرح رضی، ج ۱/ ص ۳۸۹/، ھمع الھوامع، ج ۱/ ص ۱۷۸/)

فائدہ

اقسامِ منادیٰ میں سے ایک قسم مندوب ہے، مندوب سے متفجع علیہ مراد ہے، یہ ہر اس چیز کا اسم ہے جس کے وجود یا عدم کے باعث کوئی شخص دردمند ہو اور اس کے لئے حروف نداء میں سے فقط دو حروف استعمال ہوتے ہیں۔ ''واؤ'' اور ''یا''۔

(شرح قطر الندا، ص/۳۰۰، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۲۲، موسوعۃ النحو، ص/۶۸۱، النحو الوافی، ج/۴، ص/۸۸)

فائدہ

مندوب کا حکم منادیٰ کے حکم کی طرح ہے جیسے: وازید، ''واعبداللہ'' کبھی مندوب کے آخر میں الف بڑھایا جاتا ہے جیسے: وازیدا۔ اور ''ھا'' للوقف کا الحاق بھی درست ہے۔ جیسے: ''وازیداہ'' (شرح قطر الندا، ص/۳۰۱، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۲۲)

فائدہ

حرف نداء ''یا'' کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿یوسف اعرض عن ھذا﴾ [الآیۃ] (یوسف:۲۹) ﴿رب انظر إلیک﴾ [الآیۃ] (اعراف:۱۴۳)

(جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۱۵، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۱۷۳)

قاعدہ

منادیٰ مندوب، منادیٰ مستغاث، منادیٰ متعجب منہ اور منادیٰ بعید کا حذف جائز نہیں ہے۔ (جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۱۵)

فائدہ

کبھی منادیٰ کو ''یا'' حرف نداء کے بعد حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿یلیتنی کنت معھم فأفوز فوزاً عظیماً﴾ [الآیۃ] (النساء:۷۳) ''ای یاقوم''

(جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۱۵)

قاعدہ

''یا'' اصل میں نداء کے لئے استعمال ہوتی ہے، اگر اس کے بعد منادیٰ نہ ہو تو یہ

ایسا حرف جس کی وجہ سے مابعد کے لئے تنبیہ سامع مقصود ہو۔ جیسے: ﴿یلیت قومی یعلمون﴾[الآیة](یس:۲۶) (جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۱۷)

فائدہ

حروف نداء میں سے فقط "یا" کا حذف جائز ہے اور یہ حذف بکثرت پایا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿یوسف اعرض عن هذا﴾[الآیة] (معجم النحو، ص ۲۹۳)

فائدہ

مندرجہ ذیل آٹھ صورتوں میں حرف نداء کا حذف جائز نہیں ہے۔

(۱) منادیٰ منصوب ہو۔ جیسے: "یاعبداللّٰہ"

(۲) منادی مستغاث ہو۔ جیسے: "یالله للفقیر"

(۳) منادی بعید ہو۔

(۴) منادی اسم جنس غیر معین ہو۔

(۵) منادی ضمیر مخاطب ہو۔

(۶) منادی اسم جلالہ ہو بشرطیکہ آخر میں میم مشدد نہ ہو۔

(۷) منادی اسم اشارہ ہو۔

(۸) منادی اسم جنس معین ہو۔ جیسے: "یارجل"

(معجم النحو، ص ۳۹۱، ہمع الھوامع، ج ۱، ص ۱۳۷، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۰۵)

فائدہ

کبھی کلام عرب میں منادی بطور اختصاص کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "اللھم اغفر لنایأیتها العصابة" گویا اس کے معنیٰ ہیں۔ "اغفر لنا اللھم مخصوصین بین العصائب" (جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۲۴، ہمع الھوامع، ج ۲، ص ۲۷۰)

فائدہ

اگر مندوب اسم منقوص ہو تو اس کا الف حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "وامصطفاہ

"اس میں الف ندب کے لئے ہے۔

اگر مندوب کے آخر میں "ھا" موجود ہو تو "ھا" ندبہ کا بڑھانا درست نہیں ہے جیسے: "واعبداللہ" (موسوعۃ النحو، ص/۶۸۳)

فائدہ

مستغاث بہ اور مستغاث لہ دونوں کا ضمیر ہونا ندبہ میں جائز ہے جیسے: "یالک لی"

(النحو الوافی، ج/۴، ص/۸۳)

فائدہ

اگر "یا" کے بعد لام کی وجہ سے اسم مجرور واقع ہو تو لام کو مفتوح اور مجرور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: "یاللعجب، یاللمروءۃ"

(النحو الوافی، ج/۴، ص/۸۳)

فائدہ

ترخیم کے لئے سات (۷) شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) منادی معرفہ ہو اگر بالتاء نہ ہو تو علمیت شرط ہے، ورنہ نہیں ہے۔

(۲) منادی مستغاث مجرور نہ ہو۔

(۳) منادی مندوب نہ ہو۔

(۴) منادی مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو۔

(۵) منادی مرکب اسنادی نہ ہو۔

(۶) منادیٰ ان الفاظ کے ساتھ نہ ہو جو ندا کے ساتھ مختص ہیں۔

(۷) منادیٰ ندا سے پہلے الفاظ مبینہ میں سے نہ ہو۔

(النحو الوافی، ص/۱۰۰، شرح جامی، ص/۱۱۱، شرح رضی، ج/۴، ص/۳۶۱، شرح المفصل، ج/۲، ص/۱۹)

فائدہ

اہل عرب تین اسماء میں کثرت سے ترخیم کرتے ہیں، حارث، مالک، اور عامر میں۔

(الاشباہ والنظائر، ج/۲/۲، ص/۱۰۶)

(۵) جب اسم ممیز ہو اور اس کی تمیز ظرف ہو۔ جیسے: ''کم ثوباً لبستَ''۔

(۶) جب مصدر ظرف کی طرف مضاف ہو بشرطیکہ ظرف معین ہو۔ جیسے: ''جئتک صلوٰۃ العصر''۔

(۷) عرب بعض الفاظ میں توسیع کر کے متضمن معنیٰ ''فی'' بنا کر نصب دیتے ہیں جیسے: ''أحق انک ذاهبٌ''۔

(موسوعۃ النحو، ص/۴۳۴، معجم النحو، ص/۳۵۷، جامع الدروس، ج/۳، ص۵۱)

فائدہ

تمام ظروف معرب ہیں سوائے چند الفاظ کے کہ وہ مبنی ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں۔

الآن، إذ، إذا، امس، انی، ایان، این، بعد، بینا، بینما، ثم، حسب، حیث، حیثما، دون، ریث، ریثما، عل، عوض، قبل، قط، کیف، کیفما، لدی، لدن، لمّا، متیٰ، مذ، سنة، مع، هنا، جهات ستة مقطوعة عن الاضافة۔

(موسوعۃ النحو، ص/۴۳۴، جامع الدروس، ج/۳، ص/۴۲، القواعد الاساسیہ، ص/۱۶۱)

فائدہ

ظرف کی دو قسمیں ہیں (۱) متصرف (۲) غیر متصرف

(۱) متصرف:

وہ ہوتا ہے کہ ظرف کے علاوہ فاعل، مفعول بہ، مبتدا اور خبر وغیرہ واقع ہوتا ہو۔ جیسے: ''یوم''، ''جاء یوم الخمیس'' میں فاعل ہے۔

(۲) غیر متصرف:

وہ ہوتا ہے کہ صرف ظرف ہی واقع ہوتا ہو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) فقط ظرف واقع ہوتا ہو۔ جیسے: قط، عوض (۲) حروف جارہ بھی داخل ہو سکتے ہوں۔ جیسے: قبل، بعد، لدن، عند۔ (موسوعۃ النحو، ص/۴۳۴، معجم النحو، ص/۳۵۹، النحو الکافی، ص/۲۷۵)

فائدہ

کبھی اسم عین بھی ظرف کا نائب بنتا ہے۔ جیسے: ''لا أکلمه القارظین، ای

مشہور تعریف

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا ہو زمان ہو یا مکان۔

(کافیہ، ص/۲۱۵، شرح جامی، ص/۱۲۷، ھدایۃ النحو، ص/۳۹)

مفعول فیہ کی پہچان

اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ظرف ہوتا ہے اور اس کے اردو ترجمہ میں لفظ ''میں'' آتا ہے اسی طرح ظرف کے مفعول فیہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اگر فعل اس کے بغیر تام ہو تو مفعول فیہ ہوگا۔ (عامۃ الکتب)

قاعدہ

جب اسم زمان یا مکان معنیٰ ''فی'' کو متضمن نہ ہو تو وہ ظرف مفعول فیہ نہیں ہوگا بلکہ عام اسماء کی طرح ہو کر ترکیب میں اپنے اعراب کے موافق واقع ہوگا۔ جیسے: ﴿إنا نخاف من ربنا يوماً عبوساً قمطريراً﴾ [الآية] (الدھر:۱۰)

(الھامش علی موسوعۃ النحو، ص/۴۳۳، النحو القرآنی، ص/۳۱۶، شرح قطر الندا، ص/۳۰۸، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۳۳۵)

فائدہ

اگر اسم معنیٰ ''فی'' کو متضمن ہو لیکن اسم زمان یا مکان میں سے نہ ہو تو ظرف مفعول فیہ نہ ہوگا جیسے: ﴿وترغبون ان تنكحوهن﴾ [الآية] (النساء:۱۲۷)

(شرح قطر الندا، ص/۳۰۹، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۳۳۵)

فائدہ

ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان

ظرف زمان

وہ ہے جس میں زمانہ کے معنیٰ پائے جائیں۔

ظرف مکان

وہ ہے جس میں مکان کے معنیٰ پائے جائیں۔

(النحو الکافی، ص ۲۷۳/۲، موسوعۃ النحو، ص ۴۳۲/۲، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۲۳۱/۲، النحو القرآنی، ص ۳۱۵/۲، شرح المفصل، ج ۲، ص ۴۱/۲)

فائدہ

ظرف زمان کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

زماناً، وقتاً، ساعةً، یوماً، لیلاً، نهاراً، صباحاً، مساءً، بکرةً، عشیًا، عشاءً، اصیلاً، غداً، أمس، دهراً، حیناً، حینئذٍ، قبل شئی، بعد شئی، إذ، اذا، متی، ایان، مذمنذ، بین، عوض، اور قط۔

ظرف مکان کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

مکاناً، هنا، عند، لدی، لدن، یمینا، شمالاً، میلاً، خلف، عقب، عقیب، امام، قدام، وراء، کیف، فوق، تحت، خلال، مع، این، حیث، دون، سواء، حول، اور طرف۔ (مفتاح النحو، ص ۳۴/۲)۔

فائدہ

ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مبہم (۲) محدود

ظرف زمان مبہم

وہ ہے جو زمانہ غیر معین پر دلالت کرے۔ جیسے: ''وقت، حین، دهر'' وغیرہ۔

ظرف زمان محدود

وہ ہے جو وقت محدود پر دلالت کرے۔ جیسے: ''ساعة، یوم، شهر، اسماء شهور وفصول اور ایام۔

ظرف مکان مبہم

وہ ہے جو مکان غیر معین پر دلالت کرے۔ جیسے: جہات ستہ، امام، وراء، عین وغیرہ۔ (موسوعۃ النحو، ص ۴۳۳/۲، جامع الدروس، ج ۳، ص ۳۷)

فائدہ

ہرایک کی پہچان:

مختص کی پہچان یہ ہے "متی" کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے: "یوم الخمیس"۔

محدود وہ ہے جو "کم" کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے: "الاسبوع، اشهر"۔

مبہم وہ ہے کہ جو ان میں سے کسی کے جواب میں واقع نہ ہو جائے۔ جیسے: حین، وقت۔

(شرح رضی، ج ۲، ص ۱۶، شرح قطر الندی، ص ۳۱۰، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۲۳۷)

فائدہ

ظرف میں تین عوامل میں سے ایک عامل ہوتا ہے۔

(۱) فعل عامل ہو، ظرف زمان میں۔ جیسے: ﴿وإنما توفون اجورکم یوم القیامة﴾ [الآیة] (ال عمران: ۸۵) فعل عامل ہو ظرف مکان میں۔ جیسے: ﴿فاضربوا فوق الأعناق﴾ [الآیة] (الانفال: ۱۲)

(۲) مصدر عامل ہو۔ جیسے: ﴿من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ امنون﴾ [الآیة] (النمل: ۸۹)

(۳) وصف عامل ہو۔ جیسے: ﴿وإن جهنم لمحیطة بالکافرین یوم یغشٰهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم﴾ [الآیة] (عنکبوت: ۵۳)

(النحو القرآنی، ص ۳۱۷، النحو الوافی، ج ۲، ص ۳۵۱)

قاعدہ

بعض صورتوں میں دوسرا اسم مفعول فیہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

(۱) جب اسم، ظرف کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: "مشیت کل النهار"

(۲) جب اسم صفت واقع ہو۔ جیسے: "صمت قلیلاً" ای: "زماناً قلیلاً"۔

(۳) جب اسم، اسم اشارہ ہو۔ جیسے: "صمت هذا الیوم"۔

(۴) جب اسم، عدد ہو اور اس کی تمیز ظرف یا مضاف الیہ ہو۔ جیسے: "سرت اربعین ساعةً"۔

فائدہ

مندوب منادی کے ساتھ تمام احکام میں شریک ہے سوائے اس کے کہ مندوب کے آخر میں الف ملحق کر دیا جاتا ہے بخلاف منادیٰ کے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۰۵/)

فائدہ

ہر مندوب منادیٰ ہوتا ہے جب کہ ہر منادیٰ مندوب نہیں ہوتا، لہٰذا ہر منادی میں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں ندبہ ہو۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۰۵/)

قاعدہ

کبھی کبھی فاعل کو مفعول بہ کا اعراب دیا جاتا ہے اور کبھی مفعول بہ کو فاعل کا اعراب دیا جاتا ہے۔ جیسے: "خرق الثوبُ المسمارَ و کسر الزجاج الجمهور"

(مغنی اللبیب، ج ۲/، ص ۵۱۹/، شرح الاشمونی، ج ۱/، ص ۴۲۵)

فائدہ

نحاۃ کی اصطلاح میں جب یہ کہا جائے کہ مفعول بہ کو اختصاراً حذف کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حذف کسی دلیل کی وجہ سے ہے، اور جب یہ کہا جائے کہ مفعول بہ کو اقتصاراً حذف کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حذف بلا دلیل ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۸۲/، مغنی اللبیب، ج ۲/، ص ۳۷۲/)

بحث مفعول فیہ

مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے۔

تعریف

ہر وہ اسم منصوب ہے جو زمانہ یا مکان پر دلالت کرے اور معنی "فی" کو متضمن ہو جیسے: دَرَسْتُ صباحاً، جلست امام الطاولة۔

(موسوعۃ النحو، ص ۴۳۳/، اوضح المسالک، ج ۲/، ص ۲۳۱/، معجم النحو، ص ۳۵۶/، النحو القرآنی، ص ۳۱۵/)

مدة غيبة القارظين"

(معجم النحو، ص/۳۵۷، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۳۱، شرح رضی، ج/۲، ص/۲۵)

قاعدہ

اصل مفعول فیہ کے عامل میں یہ ہے کہ مذکور ہو لیکن کبھی جوازاً بھی حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: کوئی شخص کہے کم سرت.....؟ اور آپ جواب میں کہیں، میلاً

(معجم النحو، ص/۳۵۸، جامع الدروس العربیہ، ج/۳، ص/۴۰، النحو الوافی، ج/۲، ص/۲۳۲، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۳۶)

فائدہ

مندرجہ ذیل چھ (۶) صورتوں میں ظرف کا عامل وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔

(۱) جب صفت واقع ہو۔ جیسے: ﴿وإن يوماً عند ربک کالف سنة﴾ [الآية] (الحج:۴۷) یہاں "عند ربک" ظرف صفت واقع ہے۔

(۲) صلہ ہو۔ جیسے: ﴿واحاط بما لديهم﴾ [الآية] (الجن:۲۸)

(۳) خبر واقع ہو۔ جیسے: ﴿والركب اسفل منكم﴾ [الآية] (انفال:۴۲)

(۴) حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿قال إنک اليوم لدينا مكين امين﴾ [الآية] (یوسف:۵۴)

(۵) اسم مشتغل عنہ واقع ہو۔ جیسے: "يوم الخميس سافرت فيه"۔

(۶) حذف عامل کے ساتھ سنا گیا ہو۔ جیسے: عرب کا مقولہ اس شخص کے بارے میں جو اس کام کو ذکر کرے جس کا وقت آ پہنچے، "حينئذ الان" أي: "كان ذلک حينئذ"۔

(معجم النحو، ص/۳۵۸، النحو القرآنی، ص/۳۱۸، جامع الدروس، ج/۳، ص/۴۰، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۳۶)

فائدہ

تمام ظروف زمان منصوب علی الظرفیہ ہوتے ہیں۔

ظروف مکان میں سے صرف دو منصوب ہوتے ہیں۔(۱) مبہم: جیسے: جہات ستہ (۲) جس کا عامل کے ساتھ مادہ متحد ہو۔ جیسے: ''رمیت مرمیٰ سلیمان''۔

پس ظروف مکان مختص (محدود) منصوب نہیں ہوتے۔ جیسے: دار، مدرسة بلکہ یہ فی جارہ کے ساتھ مجرور استعمال ہوتے ہیں۔

(معجم النحو، ص/۳۵۸، النحو الکافی، ص/۲۸۴، شرح الاشمونی، ج/۱، ص/۴۸۷، جامع الدروس العربیہ، ج/۳، ص/۳۹)

قاعدہ

مفعول فیہ کسی متعلق کے ساتھ ضرور متعلق ہوتا ہے اور اس کے تعلق کی شرائط جار مجرور والی شرائط ہیں۔ (معجم النحو، ص/۳۵۶، النحو الوافی، ج/۲، ص/۲۳۲)

قاعدہ

جو اسم مکان مصدر سے مشتق ہو وہ ظرف مکان مفعول فیہ ہوگا بشرطیکہ اس کا فعل نفس مادہ مصدر سے ہو جیسے: ''جلست مجلس محمدٍ''، اور اگر فعل لفظ مصدر سے نہ ہو تو پھر بوجہ حرف جر ''فی'' کے مجرور ہوگا۔ جیسے: ''قعدتُ فی مجلس الأمیر''

(النحو الکافی، ص/۲۷۶، الاشباہ والنظائر، ج/۱، ۲، ص/۲۳۵)

فائدہ

''بین'' معرب ہے ہمیشہ متعدد کی طرف مضاف ہوتا ہے، مضاف الیہ زمانہ ہو تو ظرف زمان ہوگا۔ جیسے: ''جلست بین العشائین''، ورنہ ظرف مکان ہوگا۔ جیسے: ''جلست بین القوم''، اگر جملے کی طرف مضاف ہو تو ظرف زمان ہوگا۔

(موسوعۃ النحو، ص/۲۰۸، مفتاح النحو، ص/۳۵)

فائدہ

مفعول فیہ، مفعول بہ سے رتبۃً مؤخر ہوتا ہے مگر کبھی لفظاً مقدم بھی ہوتا ہے۔

جیسے: ﴿إذیتنازعون بینهم امرهم﴾[الآیة] (مفتاح النحو، ص/۲۵)

فائدہ

اسماءِ زمان متصرفہ میں سے ''حین'' بھی ہے جس کی امثلہ درج ذیل ہیں۔

(۱) مختص معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿والصابرین فی الباسآء والضراء وحین البأس﴾[الآیة]

(۲) نکرہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ولات حین مناص﴾[الآیة]

(۳) جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون﴾[الآیة]

(۴) جب فاعل واقع ہو۔ جیسے: ﴿هل اتی علی الانسان حین من الدهر﴾[الآیة]

(۵) مجرور باضافت یا حرف جر ہو۔ جیسے: ﴿توتی اُکلها کل حین﴾[الآیة]

(النحو القرآنی، ص/۳۲۹)

فائدہ

اگر ظرف کی ضمیر مفعول فیہ واقع ہو رہی ہو تو ''فی'' حرف جر کے ذریعے مجرور ہوگی، منصوب علی الظرفیہ درست نہیں ہے۔ جیسے: ''یوم الخمیس صمت فیه'' لہٰذا ''صمته'' کہنا درست نہیں ہے۔

(جامع الدروس، ج/۲، ص/۴۲، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۰۳)

فائدہ

کبھی ظرف میں توسع کر کے بطور مجاز مفعول بہ بنایا جاتا ہے لہٰذا اس کو ضمیر کی صورت میں بغیر ''فی'' کے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: ''الیوم سرته''۔

(ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۰۳، شرح المفصل، ج/۱/۲، ص/۴۵)

فائدہ

''دخل''، ''سکن'' اور ''نزل'' کے بعد آنے والے اسم منصوب میں دو قول ہیں

(۱) بعض نحاۃ کے نزدیک مفعول بہ ہے اور ملا جامی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے

(۲) بعض کے نزدیک مفعول فیہ ہے ابن حاجبؒ اور رضیؒ کے نزدیک یہی قول اصح ہے۔ (شرح جامی، ص/۱۲۹، متن متین، ص/۱۲۷، النحو الوافی، ج/۴، ص/۲۲۰، شرح رضی، ج/۲، ص/۱۵)

فائدہ

مندرجہ ذیل اسماء ظروف متصرفہ عرب سے منصوب بناء برظرفیت نے گئے ہیں ،ابداً،سوی،سواءً،بعیدات، بین،ذات یوم،ذات مرة،ذات لیلة،ذات غداة،ذات العشاء،ذات الزمین،ذات الیوم،ذاصباح ،ذامساء،ذاصبوح،ذاغبوق۔

(متن متین،ص/۱۲۸،شرح رضی،ج/۲،ص/۱۸)

فائدہ

بعض اسماءِ زمان جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔جیسے:﴿والسلام علیّ یوم ولدت﴾ [الآیة](مریم:۳۳)اوران میں سے تین اسماء کی اضافت جملہ کی طرف واجب ہے ۔إذ،إذا،اور لمّا اوراسماء مکان میں سے حیث کی اضافت بسوئے جملہ ضروری ہے۔

(مغنی اللبیب،ج/۲،ص/۷۵)

فائدہ

ظرف کا عامل کبھی کبھی مؤخر بھی ہوتا ہے۔جیسے:"الحرّ عند الحمیّة لایصطاد ولکنه عند الکرم ینقاد" (أنحو الوافی،ج/۲،ص/۲۳۲)

فائدہ

ایک عامل کے لئے متعدد ظرف بھی آسکتے ہیں بشرطیکہ زمان اور مکان کے اعتبار سے آپس میں مختلف ہوں۔جیسے:"إستراح هنا ساعة" اوراگر زمان اور مکان کے اعتبار سے متحد ہوں،تو صرف دوصورتوں میں متعدد آسکتے ہیں۔

(۱)ایک دوسرے کے تابع ہوں یعنی دوسرا بدل واقع ہورہا ہو۔جیسے:"اقابلک یوم الجمعة ظهراً"۔

(۲)عامل اسم تفضیل ہو۔جیسے:"المریض الیوم احسن منه امس" پس الیوم اورامس اسم تفضیل کے لئے ظروف ہیں۔ (أنحو الوافی،ج/۲،ص/۲۳۲)

فائدہ

اسم زمان کو اسم مکان پر حمل کرنا یا اس کا عکس درست ہے۔ جیسے: ''اعطیت السائل امامک ویوم العید'' ﴿واتبعوا فی هذه الدنیا لعنةً ویوم القیامة﴾[الآیة] (النحو الوافی، ج ۲، ص ۲۴۲، حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲، ص ۱۳۲)

فائدہ

ظروف کی دو قسمیں ہیں، مؤسس اور مؤکد

(۱) مؤسس وہ ہے جو ایسے معنی جدید کا فائدہ دے جو جملہ سے اس کے بغیر سمجھ نہ آئے۔ جیسے: ''صفا الجو الیوم''۔

(۲) مؤکد وہ ہے جو اس زمانے کو مؤکد کرے جو اس کے عامل سے مفہوم ہو رہا ہو۔ جیسے: ﴿سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلاً﴾[الآیة] (الاسراء:۱)

(النحو الوافی، ج ۲، ص ۲۴۳)

فائدہ

ظروف زمان و مکان مرکب بھی واقع ہوتے ہیں، جن کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ جیسے: ''صباح مساءَ، یوم یومَ، صباح صباحَ'' ان کے معنی ہیں، ''کل صباح، و کل مساء، کل یوم'' (النحو الوافی، ج ۲، ص ۲۵۴، جمع الجوامع، ج ۱، ص ۱۹۶)

فائدہ

تمام ظروف مذکر ہیں سوائے ''قدام'' اور ''وراء'' کے اور یہ دونوں شاذ ہیں۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۷۷)

فائدہ

ظرف کی نسبت مفعول بہ کی طرف ایسی ہے جیسے مفعول بہ کی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے، پس جیسے: ''ضرب غلامه زید'' کہنا درست ہے اسی طرح ''نزلت عند بابه علی زید'' کہنا بھی درست ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۷۷)

قاعدہ

وہ ظروف جن پر "مـن "حرف جارہ کے علاوہ اور کوئی حرف داخل نہیں ہوتا کل پانچ ہیں(۱)عند(۲)مع(۳)قبل(۴)بعد(۵)لدی۔

(الاشباہ ونظائر فی النحو، ج ر/۲، ص ر/۷۷)

قاعدہ

ظروف مبنیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)زمانی۔جیسے:

امس الآن،متیٰ،ایان،قط،إذ،إذا۔

(۲)مکانی۔جیسے:

لدن،حیث،این،هنا،ثم،إذابمعنی ثَم ۔

(۳)قبل،اور بعد

(الاشباہ ونظائر فی النحو، ج ر/۲، ص ر/۷۸)

فائدہ

اسم مکان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)جوظرف استعمال نہیں ہوتے۔جیسے:"البیت،الدار،البلد،الحجاز ،الشام،العراق،الیمن"

(۲)جوفقط ظرف ہی استعمال ہوتے ہیں۔جیسے:عند،سوی،سواء۔

(۳)جوظرفیت کے ساتھ لازم نہیں ہیں۔جیسے:جهات ستة،حذاء۔

(الاشباہ والنظائر، ج ر/۲، ص ر/۷۸، شرح المفصل، ج ر/۲، ص ۴۱)

فائدہ

جس طرح فعل لازم بواسطۂ حرف جر متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اسی طرح فعل لازم بواسطۂ حرف جر ظرف مکان مخصوص کی طرف متعدی ہوتا ہے۔جیسے:"وقفت فی

الدار ،قمت فی المسجد"

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۷۶/، شرح المفصل، ج ۱/۲، ص ۴۴/)

فائدہ

راجح قول کے مطابق افعال ناقصہ کے لئے بھی ظرف آسکتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۵۹/)

فائدہ

ظروف مکان میں سے صرف "حیث" ہی جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۹۰/)

بحث مفعول لہ

اس کو مفعول لاجلہ اور مفعول من اجلہ بھی کہا جاتا ہے۔

تعریف

ہر وہ مصدر ہے جو ماقبل کے سبب کو بیان کرے اور اپنے عامل کے ساتھ زمانہ اور فاعلیت میں شریک ہو اور اپنے عامل سے لفظاً مختلف ہو۔

(موسوعۃ النحو، ص ۶۴۱/، معجم النحو، ص ۳۵۹/، النحو القرآنی، ص ۳۱۲/، النحو الکافی، ص ۲۷۰/)

فائدہ

مفعول لہ کی پہچان:

یہ مصدر ہوتا ہے اور مذکورہ فعل کے لئے سبب ہوتا ہے اور اس کے اردو ترجمہ میں لفظ "کے لئے"، "واسطے"، "بوجہ" اور "بسبب" آتا ہے، اور لِم (کیوں) کے جواب میں آتا ہے۔ (القواعد، ص ۱۶۳/)

فائدہ

مفعول مطلق اور مفعول لہ دونوں مصدر ہوتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اگر ماقبل

والے فعل یا شبہ فعل کا مصدر ہو تو مفعول مطلق ورنہ مفعول لہ ہوگا۔ جیسے: "ضربت ضرباً"، "ضربت تاديباً" (ہمع الہوامع، ج۱/ص۱۹۴)

قاعدہ

مفعول لہ کے نصب کے لئے چھ شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو تو مجرور بحرف جر ہوگا۔

(۱) مصدر ہو، احترازی مثال: ﴿والأرض وضعها للأنام﴾[الآية](الرحمٰن:۱۰)

(۲) مصدر قلبی ہو، یعنی نفس باطنہ کے افعال سے ہو، احترازی مثال: ﴿ولا تقتلوا اولادكم من املاق﴾[الآية]

(۳) مفید تعلیل ہو، احترازی مثال "احسنت اليک لإحسانک"

(۴) مفعول لہ معلل بہ فعل کے ساتھ وقت میں متحد ہو، احترازی مثال: "جئتک اليوم لإكرامک غداً"

(۵) فاعل کے ساتھ فعل میں متحد ہو۔

(۶) مصدر اپنے عامل سے لفظاً مختلف ہو۔

(معجم النحو، ص۳۵۹، اوضح المسالک، ج۲/ص۲۲۵، موسوعۃ النحو، ص۶۴۱، جامع الدروس، ج۳/ص۳۴۲، حاشیۃ الصبان، ج۲/۱، ص۱۲۲)

فائدہ

مفعول لہ کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) الف لام اور اضافت سے خالی ہو اور یہ اکثر منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ونبلوكم بالشرّ والخير فتنة﴾[الآية](الانبیاء:۳۴) اور کبھی مجرور بھی ہوتا ہے

(۲) الف لام کے ساتھ ہو اور یہ اکثر حرف جر کے ذریعے مجرور ہوتا ہے جیسے: "اصفح عنه للشفقة عليه"، اور کبھی منصوب بھی آتا ہے جیسے: ﴿ونضع الموازين القسط﴾[الآية](الانبیاء:۴۸)

(۳) اضافت کے ساتھ ہو اور یہ منصوب اور مجرور آنے میں یکساں ہے۔

منصوب کی مثال:﴿ومن الناس من یشری نفسه إبتغاء مرضاة الله ﴾[الآیة](البقرة:۲۰۷)

مجرور کی مثال:﴿وإن منهالمایهبط من خشیة الله ﴾[الآیة](البقرة:۷۴)

(معجم النحو،ص/۳۶۱،النحو القرآنی،ص/۳۱۴،موسوعۃ النحو،ص/۶۴۱)

فائدہ

لام جارہ تعلیلہ کے علاوہ اور حروف بھی مفعول لہ پر آسکتے ہیں، جو تعلیل پر دلالت کرتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔یعنی من "فی" "با" ربما" کاف۔

"من "" کی مثال:﴿خاشعا متصدعاً من خشیة الله ﴾[الآیة](الحشر)

"فی" کی مثال:"إن إمراة دخلت فی هرة "(الحدیث)۔

"باء" کی مثال:﴿فبظلم من الذین هادوا حرمنا﴾[الآیة]

"کاف" کی مثال:﴿واذکروه کماهداکم ﴾[الآیة](البقرة)

(الھامش علی شرح قطر الندی،ص/۳۰۵،حاشیۃ الصبان ،ج/۱/۲،ص/۱۲۴۔النحو الوافی ،ج/۲ص/۲۲۵)

فائدہ

مفعول لہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)وہ مفعول لہ جس کے حاصل کرنے کے لئے فعل واقع ہو۔جیسے:"ضربت تادیباً" تادیب کو حاصل کرنے کے لئے ضرب والا فعل واقع ہوا ہے۔

(۲)مفعول لہ پہلے سے موجود تھا اس کی وجہ سے فعل واقع ہو۔جیسے:"قعدت عن الحرب جبناً "مفعول لہ پہلے سے موجود تھا فعل (قعود) اس کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔

(حاشیۃ الصبان،ج/۱/۲،ص/۱۲۴،شرح جامی،ص/۱۲۹،شرح رضی،ج/۲،ص/۳۴)

فائدہ

مفعول لہ کی تقدیم عامل پر جائز ہے خواہ منصوب ہو یا مجرور

(شرح الاشمونی،ج/۲،ص/۴۸۴،النحو الوافی،ج/۲،ص/۲۲۸)

قاعدہ

جب مفعول لہ پر جب الف لام داخل ہو یا معرفہ کی طرف مضاف ہو تب بھی وہ نکرہ ہی رہتا ہے اور الف لام زائد ہوگا لیکن جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے۔

(شرح الاشمونی، ج ۲/ص ۴۸۴/، ھمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۹۴/)

قاعدہ

مفعول لہ متعدد واقع نہیں ہوسکتے البتہ عطف بیان اور بدل واقع ہوسکتے ہیں جیسے: ''ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا)، اس میں لتعتدوا دوسرا مفعول لہ نہیں ہے بلکہ ضرارا کے متعلق ہے۔

(حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲/ص ۱۲۳/، ھمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۹۵، النحو الوافی، ج ۲/ص ۲۲۸/)

قاعدہ

مفعول لہ کا حذف بھی جائز ہے۔ جیسے: ﴿یبین اللہ لکم ان تضلوا﴾ (الآیۃ) ای: کراھۃ ان تضلوا

(حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲/ص ۱۲۲/)

فائدہ

مفعول لہ کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے کوئی دریافت کرے۔ ''لم قصدت الضواحی؟ ''اور جواب میں کہا جائے: بعدا عن الضوضاء''۔ (النحو الوافی، ج ۲/ص ۲۲۸/)

بحث مفعول معہ

تعریف

ہر وہ فضلہ اسم ہے جو واؤ بمعنیٰ مع کے بعد واقع ہو اور ماقبل معمول کی مصاحبت پر دلالت کرتا ہو۔

(موسوعۃ النحو، ص ۲۴۲/، النحو الکافی، ص ۲۷۸/، شرح قطر الندی، ص ۳۱۲/، معجم النحو، ص ۳۶۵/)

فائدہ

معمول کے ساتھ مصاحبت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مفعول معہ اپنے فعل کے فاعل کے ساتھ فاعلیت میں اور مفعول کے ساتھ مفعولیت میں اس طرح شریک ہو کہ دونوں کا زمان اور مکان متحد ہو، پھر اگر فاعل کے ساتھ شریک ہو تو اس کو محول عن الفاعل کہتے ہیں اور اگر مفعول کے ساتھ شریک ہو تو اس کو محول عن المفعول کہتے ہیں۔ جیسے: ﴿فاجمعوا امرکم وشرکاء کم﴾ [الآیة] اور "إن ارسلت الناقة وفصیلتها لأرضعتها" (شرح جامی، مفتاح النحو، ص ۳۷)

فائدہ

مفعول معہ کی پہچان

یہ ہمیشہ واؤ (بمعنی "مع" کے) کے بعد واقع ہوتا ہے اور اس کے اردو ترجمہ میں لفظ "ساتھ" آتا ہے۔ جیسے: "إستوی الماء والخشبة"

فائدہ

مفعول معہ کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) اسم ہو، احترازی مثال: "کل السمکة وتشرب اللبن"

(۲) فضلہ ہو، احترازی مثال: "إشترک زید وعمرو"

(۳) واؤ کے بعد واقع ہو، احترازی مثال: "جئت مع عمرو"

(۴) واؤ بمعنی مع کے ہو، احترازی مثال: "جاء زیدٌ وقبله عمروٌ"

(۵) جملہ کے بعد واقع ہو، احترازی مثال: "کل رجل وضیعته"

(۶) ماقبل میں ذات فعل یا شبہ فعل ہو پس "هذا لک وإیاک" کہنا درست نہیں۔

(اوضح المسالک، ج ۲، ص ۲۷۹، جامع الدروس، ج ۳، ص ۵۴، الاشمونی، ج ۱، ص ۴۹۲)

قاعدہ

مفعول معہ کی تقدیم علی العامل جائز نہیں ہے اور نہ اس کی اپنے مصاحب

پر تقدیم جائز ہے۔ پس: "اقبل والجیش الأمیر" کہنا درست نہیں۔

(معجم النحو، ص/۳۶۵، جامع الدروس، ج/۲، ص/۵۷، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۴۲، النحو الوافی، ج/۲، ص/۲۸۷)

قاعدہ

کبھی مفعول معہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جب کہ "مـا" استفہامیہ یا "کیف" استفہامیہ کے بعد واقع ہو جیسے: "ماانت وصدیقک" "کیف انت والشعر، ای ماتکون وصدیقک و کیف تصنع والشعر، لیکن بعض عرب کے نزدیک رفع راجح ہے۔

(معجم النحو، ص/۳۶۵، الاشمونی، ج/۱، ص/۴۹۷، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۴۰، النحو الوافی، ج/۲، ص/۲۸۶)

فائدہ

واؤ کے بعد واقع ہونے والے اسم کی پانچ حالتیں ہیں۔

(۱) عطف راجح ہے جب کہ عطف بغیر ضعف کے لفظاً و معناً ممکن ہو۔ جیسے: ﴿اسکن انت وزوجک الجنة﴾ [الآیة] (البقرة:۳۵)

(۲) نصب راجح ہے جب عطف معناً ضعیف ہو۔ جیسے شعر

"فکونوا انتم وبنی ابیکم"

(المقصود امر المخاطبین بان یکونوا معهم متحابین) یا لفظاً ضعیف ہو۔ جیسے: "ذهب وصدیقک الیه" (لضعف العطف علی الضمیر بلافصل)

(۳) عطف ممتنع ہو مانع لفظی کی وجہ سے۔ جیسے: "مـاشـانک وعـلیاً" (لعدم صحة العطف علي الضمير المجرور بلاإعادة الجار) یا مانع معنوی کی وجہ سے عطف ممتنع ہو۔ جیسے: "حضر احمد وطلوع الشمس"

(۴) عطف متعین ہو۔ جیسے: "کل صانع وصنعته" کیونکہ واؤ سے پہلے جملہ نہیں ہے۔ "خـاصـم عـلیٌ وابراهیم" اس لئے کہ فعل متعدد سے واقع ہے۔ "جاء

محمد وقبله ابراهیم" یہاں معیت نہیں پائی جارہی ہے۔

(۵) عطف اور نصب علی المعیة دونوں ممتنع ہوں۔ جیسے: "علفتها تبناً وماء أبارداً" عطف اس لئے درست نہیں ہے کہ ماء تبن کے ساتھ شریک نہیں ہے اور معیت بھی منتفی ہے۔

(معجم النحو، ص/۳۶۵، جامع الدروس، ج/۳، ص/۵۵، موسوعۃ النحو، ص/۶۴۳، اشمونی، ج/۱، ص/۳۹۸، اوضح المسالک، ج/۲، ۳۴۳)

فائدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک مفعول لہ میں عامل ماقبل فعل یا مشبہ بالفعل ہے جب کہ شیخ عبدالقادر جرجانیؒ کے نزدیک واؤ عامل ہے۔

(اوضح المسالک، ج/۲، ص/۳۴۲، جمع الجوامع، ج/۱، ص/۲۲۰، النحو الوافی، ج/۲، ص/۱۸۶، اشمونی، ج/۱، ص/۳۹۲)

فائدہ

قرآن مجید میں ایسا کوئی مفعول معہ مذکور نہیں ہے جس میں صرف مفعول معہ کا احتمال ہو جب کہ ایسا مفعول معہ مذکور ہے جس میں دوسرا احتمال بھی ہے۔ جیسے: ﴿فاجمعوا امرکم وشرکاءکم﴾ [الآیة] (یونس:۷۱)

بعض کے نزدیک واؤ بمعنی مع کے ہے اور بعض کے نزدیک عاطفہ ہے۔

(متن متین مع الحاشیہ، ص/۱۴۳، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۶۷۲)

قاعدہ

مفعول معہ اور واؤ معیت کے درمیان فصل لانا درست نہیں ہے اگرچہ شبہ جملہ کیوں نہ ہو جیسا کہ واؤ معیت کا حذف مطلقاً جائز نہیں ہے۔

(النحو الوافی، ج/۳، ص/۲۸۸، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۱۳۷)

قاعدہ

اگر واؤ کے بعد تابع یا ضمیر یا کوئی ایسا اسم واقع ہو جو مطابقت کا محتاج ہو تو صرف واؤ کے ماقبل اسم کے ساتھ اس کی مطابقت ضروری ہے۔ جیسے: "کنت انا وزمیلاً کالخ"، لہٰذا

کاخوین کہنا درست نہیں ہے۔ (النحو الوافی، ج ۲/ص ۲۸۸)

قاعدہ

صفت مشبہ اور اسم تفضیل مفعول معہ کو نصب نہیں دے سکتے۔

(حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲، ص ۱۳۶/، النحو الوافی، ج ۱، ص ۲۸۶/)

فائدہ

واؤ عاطفہ اور واؤ مفعول معہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ واؤ عاطفہ کے ذریعے معطوف علیہ معطوف کے ساتھ فعل میں شریک ہوتا ہے، اور واؤ مفعول معہ میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ مصاحبت اور ملابست کے معنیٰ دیتا ہے، واؤ عاطفہ کی مثال: "قام زید وعمرو" میں "عمر" "زید" کے ساتھ ملابس اور مصاحب نہیں ہے۔ واؤ مفعول معہ کی مثال: "ماصنعت واباک"

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۸۷/)

فائدہ

جب تمام مفاعیل ایک ہی جملہ میں آجائیں تو تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے ان کی ترتیب درج ذیل ہے، یہ واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے۔۔

مفعول مطلق — مفعول بہ بلاواسطہ حرف جر کے

مفعول بہ بواسطہ حرف جر — مفعول فیہ زمانی

مفعول فیہ مکانی — مفعول لہ — مفعول معہ

مثال: "ضربت ضرباً زیداً بسوطٍ نهاراً هنا تادیباً وطلوع الشمس"

(حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲، ص ۱۴۱/، النحو الوافی، ج ۲، ص ۲۹۱/)

بحث حال

تعریف

ہر وہ صفت فضلہ ہے جو اپنے ذوالحال کی حالت (ھیئت) کو بیان کرے خواہ وہ

ذوالحال فاعل ہو یا نائب فاعل، مفعول بہ ہو یا مجرور بحرف جر یا بالاضافت یا اس کے علاوہ ہو۔

فاعل سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعاً﴾ [الآية] (البقرة) نائب فاعل سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿خلق الانسان ضعيفا﴾ [الآية] (النساء:۲۸)

مفعول بہ سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿يوم تجد كل نفس ماعملت من خير محضراً﴾ [الآية] (آل عمران:۳۰)

فاعل اور مفعول دونوں سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿يا ايها الذين امنوا إذا لقيتم الذين كفروا زحفاً﴾ [الآية] (الانفعال:۱۰) اسم مجرور بحرف سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿بشرناه باسحٰق نبياً من الصالحين﴾ [الآية] (الصافات:۱۱۲)

مبتدا سے حال واقع ہو۔ جیسے: ﴿ومن قبله كتاب موسى اماماً ورحمة﴾ [الآية] (الاحقاف:۱۲)

خبر سے حال واقع ہو۔ ﴿هذه ناقة الله لكم﴾ [الآية] (اعراف:۷۳)

(النحو القرآنی، ص/۲۳۷، شرح قطر الندا، ص/۳۱۶، جامع الدروس، ج/۳، ص ۵۸)

فائدہ

حال کی پہچان یہ ہے کہ اس کے معنی میں لفظ (اس حالت یا اس حال یا درانحالیکہ) آتا ہے اور (کس حالت) یا (کس حال) کے جواب میں آتا ہے۔

(شرح قطر الندا، ص/۳۱۷، شرح مفصل، ج/۱/۲، ص/۵۵، النحو الوافی، ج/۲، ص/۳۳۸)

فائدہ

لفظ حال، عربی زبان میں مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے: "حال حسن" "حال حسنة"۔

(اوضح المسالک، ص/۲۹۱، شرح الاشمونی، ج/۲، ص/۳، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۳۶، النحو الکافی، ص/۲۸۳)

فائدہ

حال میں فعل یا شبہ فعل یا فعل کا ہم معنیٰ عامل ہوتا ہے، فعل کی مثال: طلعت الشمس صافية "شبہ فعل کی مثال: "ماسافرٌ خليل ماشياً"

معنیٰ فعل سے مراد نو (۹) چیزیں ہیں۔

(۱) اسم فعل۔ جیسے: "نزال مسرعاً"

(۲) اسم اشارہ۔ جیسے: ﴿هذا بعلي شيخاً﴾ [الآية] (هود:۷۲)

(۳) حروف تشبیہ۔ جیسے: "كأن خالداً مقبل"

(۴) حروف تمنی وترجی۔ جیسے: "ليت السرور دائما عندنا"

(۵) حروف استفہام۔ جیسے: "ماشأنك واقفاً"

(۶) حروف تنبیہ۔ "هاهوذالبدر طالعاً"

(۷) جار مجرور۔ جیسے: "الفرس لك وحدك"

(۸) ظرف۔ جیسے: "للهنا الحق خفاقاًلواءُه"

(۹) حرف نداء۔ جیسے: "يايها الربع مبكياً بساحته"

(جامع الدروس، ج ۳، ص ۲۳)

فائدہ

حال کی باعتبار بیان کے دو قسمیں ہیں۔ (۱) موسسہ (۲) موکدہ

(۱) حال مؤسسہ: وہ ہے جس کے معنیٰ بغیر ذوالحال کے مستفاد ہو اس کو مبینہ بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے: "جاء زيدراكباً"

(۲) حال مؤکدہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حال اپنے عامل کے لئے معناً موکد ہو۔ جیسے: "يوم ابعث حيا" [الآية] (مریم:۳۳)

(۲) حال معنیٰ اور لفظاً موکد ہو۔ جیسے: ﴿وارسلنا للناس رسولاً﴾ [الآية] (النساء:۷۹)

(۳) اپنے ذوالحال کے لئے موکد ہو جیسے: ﴿ولوشاء ربك لآمن من في الارض كلهم جميعاً﴾ [الآية] (یونس:۹۹)

(۴) ماقبل جملے کے مضمون کی تاکید ہو بشرطیکہ دو جامد معرفہ سے مرکب ہو اور عامل وجوباً محذوف ہو۔ جیسے: ''خلیل ابوک عطوفاً''۔

(موسوعۃ النحو، ص/۲۳۵، معجم النحو، ص/۱۶۸، القواعد الاساسیہ، ص/۱۷۷)

فائدہ

حال مؤسسہ (مبینہ) اکثر منتقلہ ہوتا ہے اور کبھی غیر منتقلہ بھی ہوتا ہے جیسے: ﴿انزل الیکم الکتب مفصلا﴾ [الآیۃ] (جمع الجوامع، ج/۱، ص/۲۳۷)

فائدہ

حال کی مندرجہ ذیل چار صفات ہیں۔

(۱) حال منتقلہ غیر ثابتہ ہو یہ اصل اور اغلب ہے۔ جیسے: ''جاء زیدراکباً'' یا وصف حال ہو۔ جیسے: ''دعوت اللہ سمیعاً'' زید ابوک رحیماً''

(۲) حال مشتق ہو جامد نہ ہو۔ جیسے: ''عاد القائد منتصراً''

(۳) حال معنیٰ ذوالحال ہی ہو۔ جیسے: ''جاء زید ضاحکاً''

(۴) حال نکرہ ہو۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۳۵، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۹۶)

قاعدہ

پانچ صورتوں میں حال جامد واقع ہوتا ہے جس کو مشتق کی تاویل میں کردیا جاتا ہے۔

(۱) تشبیہ پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے: ''ھذا خالد اسداً'' ای مشابھاً لأسدٍ''

(۲) مفاعلت پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے: ''بعته یداًبیدٍ'' ای متقابضین۔

(۳) ترتیب کا فائدہ دیتا ہو۔ جیسے: ''ادخلوا رجلاً رجلاً''، ای مترتبین۔

(۴) نرخ یا قیمت مقرر کرنے پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے: ''اشتریت الثوب ذراعاً بدرھم''، ای مسعراً۔

(۵) تفصیل پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے: "قرأت الکتاب باباً باباً"، ای مفصلاً۔

(معجم النحو، ص/۱۶۳، القواعد الاساسیہ، ص/۱۷۴، موسوعۃ، ص/۳۴۶، جامع الدروس، ج/۳، ص/۶۲، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۲۹۷)

قاعدہ

مندرجہ ذیل چھ صورتوں میں بغیر کسی تاویل کے حال اسم جامد واقع ہوتا ہے۔

(۱) جب حال موصوف ہو۔ جیسے: ﴿انا انزلناہ قرآناً عربیاً﴾ [الآیۃ] (یوسف:۲)

(۲) حال عدد پر دلالت کر رہا ہو۔ جیسے: ﴿فتمّ میقات ربہ اربعین لیلۃ﴾ [الآیۃ] (اعراف:۱۴۱)

(۳) حال ایسی حالت پر دلالت کر رہا ہو جس میں کسی چیز کی فضیلت دو اعتبار سے اپنی ذات یا غیر پر واقع ہو۔ جیسے: "علی خلقا احسن منہ علماً۔

(۴) اپنے ذوالحال کی اصل ہو۔ جیسے: ﴿أأسجد لمن خلقت طیناً﴾ [الآیۃ] (الاسراء:۱۱)

(۵) اپنے ذوالحال کی فرع ہو۔ جیسے: "وتنحتون من الجبال بیوتاً" (الاعراف:۷۴)

(۶) اپنے ذوالحال کی نوع ہو۔ جیسے: "ھذا مالک ذھباً"۔

(القواعد الاساسیہ، ص/۱۷۴، معجم النحو، ص/۱۶۳، جامع الدروس، ج/۳، ص/۶۲، ھمع الھوامع، ج/۲، ص/۲۳۸، الاشمونی، ج/۲، ص/۶)

قاعدہ

حال میں اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو اگر معرفہ واقع ہو جائے تو اس میں تاویل کی جائے گی۔ جیسے: ﴿واذا ذکر اللہ وحدہ﴾ [الآیۃ] (الزمر:۴۵) ای منفرداً

(معجم النحو، ص/۱۶۴، النحو القرآنی، ص/۳۴۵، ھمع الھوامع، ص/۳۳۹، موسوعۃ، ص/۲۳۶، جامع الدروس، ج/۲، ص/۶۱، شرح قطر الندی، ص/۳۱۹)

قاعدہ

حال میں یہ ضروری ہے کہ وہ معنیٰ اپنے ذوالحال کی ذات ہو۔ جیسے: "جاء علی

ضاحکاً ''پس جاء علی ضحکا کہنا درست نہیں، اس لئے کہ مصدر ذات کا متباین ہوتا ہے۔ (معجم النحو، ص۱۶۷/، موسوعۃ، ص۳۲۶)

قاعدہ

اگر مصدر حال واقع ہو تو اس میں تاویل کی جائے گی۔ جیسے: ''آمنت باللہ وحدہ'': ای متفرداً ''طلع بغتۃ''، ای مباغتاً۔

(معجم النحو، ص۱۶۴/، النحو الوافی، ج۲/، ص۳۶۴/)

قاعدہ

مندرجہ ذیل تین مقامات میں حال مصدر واقع ہوتا ہے جس میں تاویل کی جاتی ہے۔

(۱) مصدر ایسے اسم کے بعد واقع ہو جو الف لام للکمال کے ساتھ مقترن ہو جیسے: ''انت الرجل علماً''، ای: الکامل فی العلم۔

(۲) مصدر حال ایسی خبر کے بعد واقع ہو جو اس کی وجہ سے اپنے مبتدا کے مشابہ ہو جیسے: ''انت ثعلب مُرادغۃ''

(۳) ہر وہ ترکیب جس میں حال مصدری ''امّا'' کے بعد ایسے مقام میں واقع ہو جس میں ایسے شخص پر رد ہو جس نے ایک شخص کو موصوف بصفتین قرار دیا ہو اور آپ موصوف بصفۃ سمجھ رہے ہوں۔ جیسے: ''امّا علما فعالم''، ای: مهما یذکره انسان فی حال علم فالمذکور عالم۔

(معجم النحو، ص۱۶۵/، ھمع الھوامع، ج۲/، ص۲۳۸/، اوضح المسالک، ج۲/، ص۳۰۷/)

قاعدہ

تذکیر، تانیث، افراد، تثنیہ، جمع میں حال کی ذوالحال کے ساتھ مطابقت ضروری ہے بشرطیکہ حال حقیقی ہو۔ (الھامش علی القواعد، ص۱۷۲/، النحو الوافی، ج۲/، ص۳۵۹/)

قاعدہ

اصل تو یہی ہے کہ حال صفت منتقلہ نکرہ مشتقہ ہو۔ جیسے: '' جاء الصدیق

باسماً"، البتہ کبھی کبھی صفت ثابتہ غیر منتقلہ بھی آتا ہے۔ جیسے: ﴿خلق الانسان ضعیفاً﴾[الآیة](النساء:۲۸) (القواعد الاساسیہ،ص/۱۷۳، النحو الوافی، ج/۲،ص/۳۴۲)

فائدہ

بعض منصوب مصادر (جو اپنے عامل کی نوعیت پر دلالت کرتے ہیں) کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اسم فاعل کے معنیٰ میں ہو کر حال بنتے ہیں جیسے: ﴿ثم ادعهن یاتینک سعیاً﴾ [الآیة] ،"طلع زید بغتة"، "وجاء رکضاً"، ای طلع یبغت بغتة، وجاء یرکض رکضاً ،(علی القول الاول) اور طلع باغتاً، وجاء راکضا (علی القول الثانی)

(الھامش علی القواعد،ص/۱۷۳، جامع الدروس، ج/۳،ص/۶۲، ھمع الھوامع، ج/۱،ص/۲۳۸)

قاعدہ

ذوالحال معرفہ ہوتا ہے اگر نکرہ واقع ہو جائے تو وجوہ تخصیص میں سے کسی ایک کے ساتھ تخصیص کی جائے گی وجوہ تخصیص مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حال کا ذوالحال پر مقدم ہونا۔ جیسے: "یدعو متالماً مظلوم"

(۲) اس کی تخصیص وصف کے ذریعے آنا، ﴿ولماجاء هم کتاب من عندالله مصدقاً﴾[الآیة](البقرة:۸۹)

(۳) اضافت کے ساتھ تخصیص آنا۔ جیسے: ﴿فی اربعة ایام سواء للسائلین﴾[الآیة](السجدة:۱۰)

(۴) تخصیص معمول کے ساتھ ہو۔ جیسے: "عجبت من طالب الفحص متکاسلاً"

(۵) پہلے نفی مذکور ہو۔ جیسے: ﴿وماهلکنا من قریة الا ولها کتاب معلوم﴾[الآیة](الحجر:۱۵)

(۶) تخصیص نہی کے ساتھ ہو۔ جیسے: شعر

لایرکن احد الی الاحجام یوم الوغی متخوفا لحمام۔

(۷) تخصیص استفہام کے ساتھ ہو۔ جیسے: شعر

یاصاحِ ھل حُمّ عیش باقیًافتری

(معجم النحو، ص ۱۶۵، موسوعۃ، ص ۳۳۷، جامع الدروس، ج ۲، ص ۶۴، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۲۴۰)

فائدہ

کبھی ذوالحال بغیر کسی تخصیص کے نکرہ ہوتا ہے۔ جیسے: حدیث شریف میں ہے "وصلیٰ وراءہ رجال قیاماً" (مؤطا امام مالک)

(معجم النحو، ص ۱۶۵، ھمع الھوامع، ص ۲۴۰، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۳۱۹، شرح شذور الذھب، ص ۲۳۲)

قاعدہ

اصل حال میں یہ ہے کہ اپنے ذوالحال سے مؤخر ہو کبھی کبھی جوازاً مقدم کیا جاتا ہے۔ جیسے: "حارًّا لاتاکل الطعام"

(القواعد، ص ۱۷۵، معجم النحو، ص ۱۶۶، النحو الوافی، ج ۲، ص ۳۶۵)

قاعدہ

مندرجہ ذیل تین مقامات میں حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱) جب ذوالحال نکرہ ہو اور وجہ تخصیص بھی نہ ہو۔ جیسے: "جاء مسرعاً رسول"

(۲) جب ذوالحال محصور ہو۔ جیسے: "ماجاء ماشیاً الاسلیم"

(۳) جب ذوالحال ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہو جو حال کے ملابس کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: "وقف یخطب فی التلامیذ معلمھم"

(القواعد، ص ۱۳۵، معجم النحو، ص ۱۶۶)

قاعدہ

مندرجہ ذیل تین صورتوں میں حال کو ذوالحال سے مؤخر کرنا واجب ہے۔

(۱) جب حال محصور ہو۔ جیسے: ﴿وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین﴾ [الآیۃ] (الانعام: ۴۸)

(۲)جب ذوالحال مجرور بالاضافۃ یا بالحرف ہو۔جیسے:''امرنی عملک مخلصا''،''مررت بهند جالسة''۔

(۳)جب حال جملہ مقترن بالواو ہو۔جیسے:''سافر الرسول وقد طلعت الشمس''

(معجم النحو،ص/۱۶۶،موسوعۃ النحو،ص/۳۳۸،اوضح المسالک،ج/۲،ص/۳۲۸،ھمع الھوامع ،ج/۱،ص/۲۴۲)

قاعدہ

مضاف الیہ بھی حال واقع ہوسکتا ہے بشرطیکہ مضاف مضاف الیہ میں عامل ہو۔جیسے:﴿إليه مرجعكم جميعاً﴾[الآية](یونس:۴)یا مضاف کا بعض (جزء)ہو۔جیسے:﴿ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتاً﴾[الآية](الحجرات :۱۲)یا بعض کی طرح ہو۔جیسے:﴿فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفاً﴾[الآية](آل عمران:۹۵)

(معجم النحو،ص/۱۶۶،جامع الدروس،ج/۳،ص/۵۹،النحو الوافی،ج/۲،ص/۳۷۶،الاشمونی،ج/۲،ص/۲۱)

قاعدہ

اصل حال میں یہ ہے کہ اپنے عامل سے مؤخر ہو،البتہ مندرجہ ذیل صورتوں میں حال کی تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہیں۔

(۱)جب عامل فعل متصرف ہو۔جیسے:''دخلت البستان ناصراً''

(۲)یا ایسی صفت ہو جو فعل متصرف کے مشابہ ہو۔جیسے:''خالد مقبل على العمل مسرعاً''﴿خشعاً ابصارهم يخرجون﴾[الآية]

(معجم النحو،ص/۱۶۶،القواعد،ص/۱۷۶،موسوعۃ،ص/۳۳۸)

قاعدہ

جب حال صدارت کلام چاہتا ہو تو اس کو اس کے عامل پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے:''كيف تحفظ في النهار''

(معجم النحو،ص/۱۶۶،القواعد،ص/۱۷۶،النحو الوافی،ج/۲،ص/۳۵۷)

قاعدہ

چھ صورتوں میں حال کو عامل سے مؤخر کرنا واجب ہے۔

(۱) جب عامل فعل جامد ہو۔ جیسے: ''ماأجمل الفتی فصیحاً''۔

(۲) جب عامل وصف مشابہ بالفعل ہو یعنی اسم تفضیل ہو۔ جیسے: ''بکر افصح الناس خطیباً''۔

(۳) جب عامل مصدر ہو اور اس کی تقدیر فعل اور حرف مصدری کے ساتھ ہو۔ جیسے: ''سرنی مجیئک سالماً''، ای ان جئت۔

(۴) جب عامل اسم فعل ہو۔ جیسے: ''نزال، مسرعاً''

(۵) جب ایسا لفظ ہو جو فعل کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے: ''لیت علیاً اخوک امیراً''

(۶) جب عامل ایسا فعل ہو جس کی ابتدا میں لام تاکید یا لام قسم ہو۔ جیسے: ''لأقدمنّ ممتثلا'' (معجم، ص/۱۶۶، لقواعد، ص/۱۷۶، موسوعۃ، ص/۳۲۹)

قاعدہ

حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ پایا جائے۔ جیسے کسی نے آپ سے پوچھا، ''کیف جئت'' اور آپ جواب میں کہیں، ماشیاً۔

(معجم النحو، ص/۱۷۰، جامع، ج/۳، ص/۷۰، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۳۵۸، ھمع الھوامع، ج/۱، ۲۴۱)

قاعدہ

مندرجہ ذیل چار مقامات میں حال کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے۔

(۱) جب مقدار میں تدریجاً زیادتی یا نقصان کا بیان ہو۔ جیسے: ''تصدق بدرھم فصاعداً''، ای: واذھب بالعدد صاعداً۔

(۲) جب حال توبیخ کے لئے ہو۔ جیسے: ''اقاعداً وقد قام الناس''، ای: أتوجد قاعداً۔

(۳) جب حال قائم مقام خبر ہو۔ جیسے: ''تنادیبی الغلام مسیاً''، ای: إذیوجد مسیاً۔

(۴)جب حال مضمون جملہ کی تاکید ہو۔جیسے:"انت اخی مواسیاً"،ای: اعرفک مواسیاً ،اور کبھی عامل حال کو سماعاً حذف کر دیا جاتا ہے۔جیسے:"ھنیأ لک" ،ای: ثبت لک الخیر ھنیأ۔

(القواعد ،ص۱۷۶/،معجم ،ص۱۷۰/،جامع ،ج۳/،ص۴۷/،ھمع الھوامع ،ج۱/،ص۲۴۹/،اوضح المسالک،ج۲/،ص۳۰۶/)

قاعدہ

چار مقامات میں حال کو حذف کرنا ممتنع ہے۔

(۱)جب حال جواب واقع ہو رہا ہو۔ جیسے آپ سے کوئی پوچھے ،"کیف جئت"اور آپ جواب میں کہیں ،ماشیاً۔

(۲)جب حال قائم مقام خبر ہو۔جیسے:"افضل صدقة الرجل مستتراً "

(۳)جب حال فعل کی جگہ واقع ہو۔جیسے:"ھنیأ لک"

(۴)جب حال کلام ہو حال کے حذف کرنے سے معنی فاسد ہوتا ہو ۔جیسے:﴿یایھاالذین امنو لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکٰری﴾[الآیة](النسآء:۴۳)

(ھمع الھوامع،ج۱/،۲۴۸،جامع،ج۲/،ص۱۷/،اوضح المسالک،۲/،ص۲۵۹/)

فائدہ

حال جب قول ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف مقولہ باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے:﴿والملائکة یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم﴾[الآیة](الرعد :۲۳)ای:قائلین ذلک (مغنی اللبیب،ج۲/،ص۴۱۰/،شرح الاشمونی،ج۲/،ص۴۴/)

قاعدہ

حال متعدد بھی آسکتے ہیں خواہ ذوالحال ایک ہو۔جیسے:﴿فرجع موسٰی الی قومه غضبان اسفا﴾[الآیة](طٰہٰ:۸۶)یا ذوالحال متعدد ہوں اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)حال لفظاً اور معناً ایک ہوں اس صورت میں حال تثنیہ ،جمع لایا جاسکتا ہے۔

وداہاہے۔﴿وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات﴾[الآیة](النحل:۱۲)

(۲)لفظاً اورمعناً مختلف ہوں اس صورت میں علیٰحدہ علیٰحدہ بغیر عطف کے لایا جائے گا اس طور پر کہ پہلا حال دوسرے اسم سے اور دوسرا حال پہلے اسم سے حال بنے گا۔ جیسے:''لقیت زیداً مصعداً متحدراً''۔

(معجم ص/۶۸،موسوعۃ،ص/۳۳۹،جامع ج/۲،ص/۸۲،اوضح المسالک،ج/۲،ص/۳۳۵،النحو الوافی ،ج/۲،ص/۳۶۰)

فائدہ

حال باعتبارزمان کے تین قسم پر ہے مقارنۃ،مقدرہ(منتظرہ)،محکیہ(ماضیہ)

(۱)مقارنۃ:وہ حال ہوتا ہے جواپنے ذوالحال کے ساتھ بالفعل موجود ہو۔جیسے:﴿وارسلناک للناس رسولا﴾[الآیة](النساء:۷۸)

(۲)مقدرہ وہ ہوتا ہے جوخبر دینے کے وقت بالفعل موجود نہ ہو بلکہ مستقبل میں ہو۔جیسے:﴿فادخلوھا خالدین﴾[الآیة](الزمر:۷۳)ای مقدراً خلودکم

(۳)محکیہ(ماضیہ)۔جیسے:''جاء زیداً مس راکباً''

(معجم،ص/۱۶۲،جمع الھوامع،ج/۱،ص/۲۴۵،الاشباہ والنظائر،ج/۱/۲،ص/۸۳)

فائدہ

حال کے اعتبار سے ذوالحال کی بھی دوقسمیں ہیں۔(۱)حقیقیہ(۲)سببیہ۔

(۱)حقیقیہ:وہ ہے جواپنے ذوالحال کی حالت کومباشرۃً بیان کرے ۔جیسے:''جئت ماشیاً''

(۲)سببیہ:وہ ہے جواس شی کی حالت کوبیان کرے جس کے ذوالحال کا حقیقی ساتھ کوئی اتصال اورعلاقہ ہو۔جیسے:''کلمت ھنداً حاضراً ابوھا''۔

(القواعد الاساسیہ،ص/۱۷۶،معجم،ص/۱۶۹،جامع،ج/۳،ص/۷۴)

فائدہ

حال اپنی ذات کے قصد کے اعتبار سے دوقسم پر ہے۔

(۱) مقصودہ (۲) موطئہ

(۱) مقصودہ: جیسے: "جاء نی زید راکباً"۔

(۲) موطئہ: وہ ہے جو جامد موصوف ہو۔ جیسے: ﴿فتمثل لها بشراً سوياً﴾ [الآية]

(جمع الجوامع، ج ۱/ص ۲۴۵، جامع، ج ۳/ص ۷۴، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲/ص ۸۳)

فائدہ

حال کی باعتبار لفظ کے تین اقسام ہیں۔ مفرد، شبہ جملہ، جملہ۔

(۱) حال مفرد، اور یہی اصل ہے۔ جیسے: ﴿واتيناه الحكم صبيا﴾ [الآية] (مریم:۱۲)

(۲) حال شبہ جملہ ہو، مثلاً ظرف ہو۔ جیسے: "رايت الهلال بين السحاب"

یا جار مجرور ہو۔ جیسے: "رايت السياح فى الماء"

(۳) حال جملہ ہو۔ جیسے: "جاء سليم يضحک"

(معجم النحو، ص ۱۶۹، القواعد، ص ۴۷، جامع، ج ۳/ص ۷۴)

فائدہ

جب جملہ حال واقع ہو تو اس کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) جملہ خبریہ ہو خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔

(۲) جملہ علامت استقبال کے ساتھ مصدر نہ ہو۔

(۳) جملہ ایک رابط پر مشتمل ہو، وہ رابط یا ضمیر ہوگی۔ جیسے: ﴿اهبطوا بعضكم لبعض﴾ [الآية] (البقرۃ:۳۶) یا صرف واو ہوگا۔ جیسے ﴿وقالوا لئن اكله الذئب ونحن عصبة﴾ [الآية] (یوسف:۱۴) یا واؤ اور ضمیر دونوں ہوں گے۔ جیسے: ﴿خرجوا من ديارهم وهم الوف﴾ [الآية] (البقرۃ:۲۴۳)

(معجم النحو، ص ۱۶۹، القواعد، ص ۱۷۸، النحو الکافی، ص ۲۸۴، موسوعۃ النحو، ص ۳۴۰، جامع، ج ۳/ص ۷۴، جمع الجوامع، ج ۱/ص ۲۴۶)

قاعدہ

کبھی حال (جملہ) میں رابط (ضمیر) مقدر ہوتی ہے۔ جیسے: "واشتريت اللؤلؤ

مثقالاً بدیناز "ای مثقالامنه۔ (القواعدالاساسیہ ص۱۷۸/)

قاعدہ

تین مقامات میں (جب حال جملہ ہو) واؤ حالیہ لانا واجب ہے۔

(۱) جب حال جملہ اسمیہ ہو اور ضمیرِ رابط سے خالی ہو۔ جیسے: "ھرب المسجون والحرس نائمون"

(۲) جب جملہ ضمیر ذوالحال کے ساتھ مصدر ہو۔ جیسے "قصدتک وانا واثق بمروءتک"

(۳) جملہ ماضویہ ہو اور ذوالحال کی ضمیر رابط پر مشتمل نہ ہو (مثبۃ ہو یا منفی) البتہ مثبۃ میں (قد) کا لانا ضروری ہے۔ جیسے: "بلغت وقد بزغ الفجر"، "ورحلت عنها وماطلعت الشمس" (القواعدالاساسیہ ص۱۷۸/، موسوعۃ ص۳۴۰/، جامع ج۳/، ص۷۶/)

قاعدہ

چھ مقامات میں ضمیر (رابط) لانا متعین ہے، واؤ حالیہ ممتنع ہے۔

(۱) جب جملہ حالیہ مضمون جملہ کی تاکید ہو۔ جیسے: ﴿ذالک الکتب لاریب فیه﴾[الآیة](البقرة:۲)

(۲) جب حال جملہ ماضویہ ہو اور (إلا) کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿ومایاتیهم من رسول إلاکانوابه یستهزؤن﴾[الآیة](الحجر)

(۳) جب حال جملہ ماضویہ ہو اور اس کے بعد (او) ہو۔ جیسے: لاضربنه عاش اومات۔

(۴) جب حال جملہ حالیہ مضارعہ مثبۃ ہو اور (قد) کے ساتھ مقترن نہ ہو جیسے: ﴿ولاتمنن تستکثر﴾[الآیة](المدثر:۶)

(۵) جب حال جملہ مضارعہ ہو اور "ما" یا "لا" کے ساتھ منفیہ ہو۔ جیسے: ﴿ومالنا لانومن بالله﴾[الآیة](المائدة:۸۴)

(۶) جب حال جملہ حرف عاطف کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿فجاءهم بأسنابیاتااوهم

قائلون﴾[الآیۃ](الاعراف:۴)

(القواعد ص۱۷۹، موسوعۃ، ص۳۴۰، النحو الوافی، ج۱، ص۳۷۰، جامع، ج۳، ص۷۶)

فائدہ

کبھی رابط اسم ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا لامبدل لکلماته﴾[الآیۃ](الانعام:۱۱۵) "لامبدل لکلماته" جملہ "کلمة ربک" سے حال واقع ہورہا ہے۔ (النحو القرآنی، ص۳۶۲)

فائدہ

جب حال جملہ ماضویہ ہو اور قد کے ساتھ مقترن ہو یا مضارعہ نافیہ ہو تو واؤ حالیہ لانا اور نہ لانا برابر ہے۔ (شرح المفصل ج۱/۲، ص۶۷)

فائدہ

عربی لغت میں بعض مرکب الفاظ حال واقع ہوتے ہیں، ان کے دونوں جزء مبنی برفتحہ ہوتے ہیں۔ جیسے: "تفرقوا شذر مذر" ای متشتتین "ھو جاری بیت بیت تفرقوا" ای متلاصقین"

اور بعض مرکب اضافی حال واقع ہوتے ہیں۔ جیسے: فعلته بادی بدءٍ"، ای مبدوءاً به"

(القواعد ص۱۷۹، معجم ص۱۷۰، جامع ج۲، ص۸۳، جمع الجوامع ج۱، ص۳۴۹)

فائدہ

عربی لغت میں چار الفاظ ایسے ہیں اگر وہ منون بالفتحہ ہوں تو ترکیب میں حال ہی واقع ہوں گے (۱) کل (۲) جمیع (۳) سوی (۴) مع۔ مثالیں "ذاکرنا کلا" "نجحنا جمیعاً"، "حمدنا الله سویاً" "تعاهدنا علی الصداقة معاً"۔

(النحو الکافی ص۲۸۹)

فائدہ

حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار بازائد: کی وجہ سے لفظاً مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: شعر

"فمارجعت بخائبة ركابٌ حكيم بن المسيب منتهاها"

(جامع الدروس ج ۳/ص ۵۸، اوضح المسالک ج ۲/ص ۲۹۵)

فائدہ

جب حال جملہ ماضیہ مثبتہ ہواور (الّا) کے بعد (او) سے قبل واقع نہ ہو تو بصریین کے نزدیک اگر (قـــد) نہ ہوتو مقدر مانا جائے گا۔ کوفیین اور اخفش کے نزدیک مقدر نہیں مانا جاتا۔ جیسے: ﴿جاؤكم حصرت صدورهم﴾ الآية اس میں (حصرت) بغیر (قـــد) کے حال واقع ہے۔ (جامع ج ۳/ص ۵۸۲، شرح الاشمونی ج ۲/ص ۴۱، الوافی ج ۲/ص ۳۶۶)

فائدہ

اگر حال متعدد ہوں اور ذوالحال ایک ہوتو اس کو حال مترادفہ کو کہا جاتا ہے، اور اگر حال ثانی حال اول کی ضمیر سے حال واقع ہوتو اس کو حال متداخلہ کہا جاتا ہے۔ جیسے: "جاء نی زید راکباً ضاحکاً" (متن متین ص ۱۳۴، النحو الوافی ج ۲/ص ۳۶۳)

فائدہ

طـرّاً، كـافةً، قاطبةً، تینوں الفاظ جمیعاً کی تاویل میں ہوکر منصوب بنابر حال ہوتے ہیں۔ (متن متین ص ۱۳۷)

قاعدہ

ہر حال نکرہ کے لئے صفت بن سکتا ہے، اور ہر صفت نکرہ حال نہیں بن سکتی، مثلاً فعل مستقبل نکرہ کے لئے صفت بن سکتا ہے لیکن حال واقع نہیں ہوسکتا۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو ج ۱:۲/ص ۸۴، شرح مفصل ج ۱:۲/ص ۶۷)

قاعدہ

تمام عوامل لفظیہ حال میں عمل کرسکتے ہیں سوائے افعال ناقصہ اور عسیٰ کے۔(علی الاصح) (الاشباہ والنظائر فی النحو ج۱/۲:۱،ص۸۳/)

فائدہ

حال مفعول بہ کے ساتھ اس امر میں مشترک ہے کہ دونوں کلام کے تمام ہونے کے بعد آتے ہیں۔اور مندرجہ ذیل امور میں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔

(۱) حال معنیٰ فاعل ہوتا ہے مفعول ایسا نہیں ہوتا۔

(۲) حال میں فعل لازمی عمل کرسکتا ہے بخلاف مفعول بہ کے۔

(۳) حال نکرہ ہی ہوتا ہے مفعول بہ نکرہ اور معرفہ دونوں آسکتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج۱/۲:۱،ص۸۹/،شرح مفصل ج۱/۲:۱،ص۵۵/)

فائدہ

جملہ حالیہ اور جملہ معترضہ میں مندرجہ ذیل فروق ہیں۔

(۱) جملہ معترضہ خبریہ کے علاوہ انشائیہ مثلاً امریہ،دعائیہ،قسمیہ واقع ہوسکتا ہے بخلاف جملہ حالیہ کے کہ یہ خبریہ ہی واقع ہوسکتا ہے۔

(۲) جملہ معترضہ کے شروع میں لن ،سین ،سوف ،اور حرف شرط آسکتا ہے بخلاف حالیہ کے۔

(۳) جملہ معترضہ کو "فاء" کے ساتھ مقترن کرنا جائز ہے بخلاف حالیہ کے۔

(۴) معترضہ مضارعیہ مثبتہ کو "واؤ" کے ساتھ مقترن کرنا جائز ہے بخلاف حالیہ کے۔

(الاشباہ والنظائر ج۱/۲:۱،ص۱۹۰/،مغنی اللبیب ج۲/،ص۴۱/)

فائدہ

حال اور صفت دونوں حالت مقیدہ پر دلالت کرتے ہیں اور مندرجہ ذیل نو اُمور میں جدا ہیں۔

(۱) صفت موصوف کے لئے لازم ہوتی ہے اور حال غیر لازمہ۔
(۲) صفت دو موصوف مختلف الاعراب کے لئے واقع نہیں ہوسکتی حال واقع ہوسکتا ہے۔
(۳) صفت اپنے موصوف سے اعراب میں مختلف نہیں ہوتی بخلاف حال کے۔
(۴) صفت اپنے موصوف کے موافق ہوتی ہے جب کہ حال نکرہ ہی ہوتا ہے۔
(۵) صفت موصوف پر مقدم نہیں ہوسکتی بخلاف حال کے۔
(۶) حال ضمیر سے حال واقع ہوسکتا ہے بخلاف صفت کے۔
(۷) حال کے عامل میں اختلاف نہیں اور صفت کے عامل میں علماء کا اختلاف ہے۔
(۸) حال کے رابط کے لئے "واؤ" بھی کافی ہے بخلاف صفت کے۔
(۹) صفات متعددہ ایک موصوف کے لئے لانا جائز ہے اور احوال متعددہ میں اختلاف ہے۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو ج ۱/۲، ص ۲۱۱)

فائدہ

عدد بھی حال واقع ہوسکتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔
(۱) عدد معدود کے ساتھ ہو۔ جیسے: ﴿فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع﴾ [الآیة] (النساء:۳)
(۲) عدد صیغۂ فاعل کے ساتھ ہو۔ جیسے: ﴿اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذهما فی الغار﴾ [الآیة] (التوبۃ:۴۰) (النحو القرآنی ص ۳۶۶)

فائدہ

فاعل اور مفعول سے واقع ہونے والے حالین کو ایک دوسرے پر عطف کیا جاسکتا ہے جیسے: "لقیت زید اراکباً وماشیاً"۔ (شرح رضی ج ۲/، ص ۵۱)

قاعدہ

اگر "امّا" کے بعد حال واقع ہو تو حال مکرر لانا واجب ہے اور اگر لائے نفی جنس کے بعد حال واقع ہوجائے تو حال کو اکثر مکرر لایا جاتا ہے پہلے کی مثال: جیسے: ﴿إنا هدیناه السبیل

اماشاکراً واما کفوراً﴾ دوسرے کی مثال: ''جاء نی زیدلا راکبا ولاماشیا''

(شرح رضی ج ۲، ص ۵۳، النحو الوافی ج ۲، ص ۳۶۲)

فائدہ

''افعل'' سے حالین واقع نہیں ہو سکتے خواہ مقدم ہو یا مؤخر، پس ''زید قائماً قاعداً احسن منه''، اور ''زید احسن منه قائماً قاعداً'' کہنا درست نہیں ہے۔

(شرح الاشمونی ج ۲، ص ۶۲)

فائدہ

ظرف بھی جملے کی طرح حال واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے: ﴿فخرج علی قومه فی زینته﴾ [الآیة] (القصص: ۷۹) (شرح الاشمونی ج ۲، ص ۴۳)

بحث تمیز

تمیز کو تبین ''تفسیر اور ممیز'' بھی کہا جاتا ہے۔

(جامع الدروس ج ۲، ص ۸۳، شرح الاشمونی ج ۲، ص ۴۶، ھمع الھوامع ج ۱، ص ۲۵۰)

تعریف

ہر وہ اسم نکرہ ہے جو ''من'' کے معنیٰ میں ہو اور ماقبل اسم کے ابہام یا جملے کی نسبت کے ابہام کو دور کرے۔

(موسوعۃ النحو ص ۲۷۰، اوضح المسالک ج ۲، ص ۳۶۰، معجم النحو ص ۱۱۲)

فائدہ

تمیز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں لفظ ''از روئے، باعتبار'' اور ''اس حیثیت سے'' آتا ہے۔

فائدہ

تمیز کی دو صورتیں ہیں، تمیز المفرد (تمیز ذات) اور تمیز الجملہ (تمیز النسبة)

(۱)تمیز المفرد (تمیز الذات) وہ ہے کہ جس کا ممیز لفظ مفرد ہو۔ جیسے: ﴿إنی رایت احد عشر کوکباً﴾[الآیة](یوسف:۴)

(۲)تمیز النسبة وہ ہے کہ جو اس ابہام کو دور کرے جو جملہ کے دو طرفوں میں عام ہو۔ جیسے: ﴿واشتعل الراس شیباً﴾ [الآیة](مریم:۴)

(موسوعۃ النحو ص۱/۲۷۱، القواعد ص۱/۱۸۲، جامع الدروس ج۳/ص۳۴)

فائدہ

تمیز المفرد کی چار اقسام ہیں۔

(۱) تمیز عدد مخصوص کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿إنی رأیت احد عشر کوکباً﴾[الآیة](یوسف:۴)

(۲) مقادیر سے تمیز واقع ہو پھر مقادیر کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) مساحت سے ہو۔ جیسے: ''مافی السمآء قدر راحة سحاباً۔

(۲) کیل سے ہو۔ جیسے: ''عندی منوان سمناً''

(۳) وزن سے ہو۔ جیسے: ''عندی رطل زیتاً''

(۴) مشابہ مقادیر سے تفصیل واقع ہو۔ جیسے: ﴿مثقال ذرّة خیراً﴾ [الآیة](الزلزال:۷) ﴿ولو جئنا بمثله مددا﴾[الآیة](الکہف)

(۵) تمیز کی اصل سے تمیز واقع ہو۔ جیسے: ''باب حدیداً''

مندرجہ بالا اقسام میں ناصب اسم مبہم ہے، اور ان اقسام کی تمیز کسی چیز سے محول نہیں ہے۔

(معجم النحو ص۱۱۲، موسوعۃ النحو ص۱/۲۷۰، القواعد النحو ص۱/۱۸۲، جامع ج۳/ص۸۴، اوضح المسالک ج۳/ص۳۷۵)

فائدہ

تمیز الجملہ (النسبة) کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) منقول (۲) غیر منقول

تمیز منقول کی چار اقسام ہیں۔

(۱) اصل معنی میں فاعل ہو۔ جیسے: ﴿واشتعل الرأس شیباً﴾[الآیة](مریم:۴)

اس کی اصل عبارت " اشتعل شیب الراس " ہے۔

(۲) اصل معنی میں مفعول ہو۔ جیسے: ﴿فجرنا الارض عیوناً﴾ [الآیة] (القمر:۱۲) اصل میں "وفجرنا عیون الارض" ہے۔

(۳) اصل معنی میں مبتدا ہو۔ جیسے: ﴿انا اکثر منک مالاً﴾ [الآیة] (الکہف)

(۴) فعل تعجب کے بعد واقع ہو جیسے: "اکرمْ بالشافعی قدوةً"

تمیز غیر منقول کی مثال: "للّٰہ درّہ فارساً" اس کو "من" کے ساتھ مجرور پڑھنا بھی درست ہے۔ جیسے: "للّٰہ درّہ من فارسٍ"

غیر منقول قسم پر "من" کا دخول جائز ہے جبکہ منقول پر "من" کا دخول جائز نہیں ہے۔

(القواعد ص/۱۸۳، موسوعۃ النحو ص/۱۲۷، معجم النحو ص/۱۱۳، جامع ج/۳، ص/۸۵)

فائدہ

تمیز پر داخل ہونے والا "من" جارہ بعض کے نزدیک تبعیض کے لئے ہوتا ہے جب کہ امام سیبویہؒ کے نزدیک زائدہ ہے اور بعض کے نزدیک بیانیہ ہے آخری قول راجح ہے۔ (شرح الاشمونی ج/۲، ص/۵۱، حاشیۃ الصبان ج/۲:۱، ص/۱۹۹)

فائدہ

اگر اسم تفضیل کے بعد تمیز واقع ہو تو تمیز کے منصوب ہونے کی شرط یہ ہے کہ تمیز کو فاعل اور اسم تفضیل کو فعل کے معنی میں لینا درست ہو۔ جیسے: "انت اطیب من غیرک نفساً" کو "انت طابت نفسک" میں لیا جائے اور اگر درست نہ ہو تو پھر تمیز مجرور بالاضافۃ ہوگی، اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اسم تفضیل جنس تمیز کا بعض ہو۔ جیسے: "ابو حنیفة افقه رجلٍ"، ای: ابو حنیفة بعض الرجال

(معجم النحو ص/۱۱۳، جامع ج/۳، ص/۸۶، موسوعۃ النحو ص/۱۲۷، الاشمونی ج/۲، ص/۴۸، النحو الوافی ج/۲، ص/۲۹۳)

فائدہ

تمیز "من" حرف جارہ کے ذریعے سے مجرور بھی آ سکتی ہے۔ جیسے: "عندی قنطار من زیت"، ای: قنطار زیتاً۔ (معجم النحو ص ۱۱۴، جامع الدروس ج ۳، ص ۸۵)

فائدہ

تمیز الجملہ "جملہ" یا شبہ جملہ کے ابہام کو دور کرنے کے لئے آتی ہے، شبہ جملہ یا تو اسم فاعل ہوگا۔ جیسے: "البیت مشتعل نارا"، یا اسم مفعول ہوگا۔ جیسے: "الارض منفجرة عیناً" یا اسم تفضیل ہوگا۔ جیسے: "انا اکثر منک مالاً" یا صفت مشبہ ہوگا۔ جیسے: "زید طیب اباً" یا مصدر ہوگا۔ جیسے: "اعجبنی طیبه اباً" یا جس میں فعل کا معنیٰ ہو۔ جیسے: "حسبک بزید رجلاً" (رضی ج ۲، ص ۱۰۱، القواعد الاساسیہ ص ۱۸۳)

فائدہ

"کم" استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: "کم رجلاً حادثت" ہاں اس پر جب حروف جارہ داخل ہو جائیں تو "من" مقدرہ کی وجہ سے تمیز مجرور ہوگی۔ جیسے: "بکم درهم اشتریت هذا الکتاب"۔ (القواعد الاساسیہ ص ۱۸۳)

فائدہ

مندرجہ ذیل تین صورتوں میں تمیز پر "من" حرف جارہ داخل کرنا درست نہیں ہے۔

(۱) جب عدد سے تمیز واقع ہو۔ جیسے: "عندی عشرون درهماً"

(۲) تمیز محول عن الفاعل ہو۔ جیسے: "کرم علیٌّ نسباً" یا محول عن المبتداء ہو۔ جیسے: "صالح اکثر صدقاً"

(۳) تمیز محول عن المفعول ہو۔ جیسے: "زرعت الأرض قمحاً"

(معجم النحو ص ۱۱۴، ضیح المسالک ج ۲، ص ۳۶۷)

قاعدہ

تمیز الذات کو مجرور بالاضافۃ پڑھنا درست ہے۔ جیسے: "إشتریت قیراط الارض"، البتہ

اگر ممیز اسم عدد یا مضاف ہو تو مجرور بالاضافۃ پڑھنا درست نہیں ہوگا۔ جیسے: ﴿ولو جئنا بمثله مدداً﴾[الآیة](الکہف:۱۱۰)﴿ملءُ الارض ذهباً﴾ [الآیة](آل عمران:۹۱)

(معجم النحو ص/۱۱۴، اوضح المسالک ج/۲، ص/۳۶۶)

قاعدہ

تمیز کو اپنے عامل پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے البتہ عامل اور اس کے درمیان ذکر کرنا جائز ہے جیسے: ﴿طاب نفساً سليم﴾

(القواعد الاساسیہ ص/۱۸۳، معجم النحو ص/۱۱۵، اوضح المسالک ج/۲، ص/۳۷۱، حاشیۃ الصبان ج/۱/۲، ص/۳۰۰)

قاعدہ

اصل تمیز میں یہ ہے کہ اسم جامد ہو اور کبھی کبھی اسم مشتق بھی آتی ہے بشرطیکہ تمیز قائم مقام موصوف ہو۔ جیسے: "لله درّه عالماً، ای لله درّه رجلاً عالما"

(القواعد الاساسیہ ص/۱۸۳، النحو القرآنی ص/۲۷۵)

قاعدہ

اصل تمیز میں تنکیر ہے اور کبھی لفظاً معرفہ بھی آتی ہے لیکن معناً نکرہ ہوگی جیسے: "طبتَ النفسَ" ای نفساً"۔

(جامع الدروس ج/۳، ص۸۴، القواعد الاساسیہ ص/۱۸۴)

فائدہ

تمیز پانچ امور میں حال کے ساتھ متفق ہے۔(۱) اسمیت (۲) نکارت (۳) دونوں منصوب ہوتے ہیں (۴) دونوں فضلہ ہوتے ہیں (۵) دونوں رفع ابہام کے لئے آتے ہیں اور سات امور میں جدا ہے۔

(۱) حال جملہ، ظرف اور جار مجرور آ سکتا ہے جب کہ تمیز فقط اسم ہوتی ہے۔

(۲) کلام کا معنیٰ کبھی کبھی حال پر موقوف ہوتا ہے نہ کہ تمیز پر۔

(۳) حال بغیر عطف کے متعدد آسکتے ہیں نہ کہ تمیز۔
(۴) حال اپنے ذوالحال کی ہیئت کو بیان کرتا ہے اور تمیز ذات یا نسبت کو بیان کرتی ہے۔
(۵) حال کبھی کبھی اپنے عامل پر مقدم ہوتا ہے نہ کہ تمیز (علی الاصح)
(۶) حال میں اصل اشتقاق ہے اور تمیز میں جمود۔
(۷) حال اپنے عامل کو مؤکد کرتا ہے نہ کہ تمیز۔
(معجم النحو ص/۱۱۴، النحو الوافی ج/۲، ص/۴۰۰، الاشمونی ج/۲، ص/۵۶، مغنی اللبیب ج/۲، ص/۴۱، ھمع الھوامع ج/۱، ص/۲۵۲)

فائدہ

تمیز کو حذف کرنا جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: ﴿علیها تسعة عشر﴾[الآیة] (المدثر:۳۰) ای ملکاً او خازناً۔
تمیز النسبۃ کے حذف کی مثال: ﴿اولئک کالأنعام بل هم اضل﴾[الآیة] (الاعراف:۱۷۹) ای: کالانعام طریقاً۔
(النحو القرآنی ص/۳۷۴، القواعد الاساسیہ ص/۱۸۴، مغنی اللبیب ج/۲، ص/۴۱۱)

فائدہ

ہر وہ لفظ جو تعجب کا تقاضہ کرتا ہو یا مماثلت یا مغایرت پر دلالت کرتا ہو اس کے بعد تمیز واقع ہوگی۔ جیسے: "کفیٰ به عالماً"، "وانت مثلی علماً"۔
(موسوعۃ النحو ص/۲۷۳، شرح قطر الندا ص/۳۴۱)

فائدہ

کم خبریہ کی تمیز مفرد، جمع نکرہ مجرور بالاضافۃ یا بحرف جر ہوتی ہے۔ جیسے: "کم بلدٍ او من بلاد" او من بلد او بلاد فتحها خالد بن ولید"
(القواعد ص/۱۸۳، جامع ج/۳، ص/۸۸، ھمع الھوامع ج/۱، ص/۳۵۴)

فائدہ

"کم" اور اس کی تمیز کے درمیان فصل لانا درست ہے اور تمیز منصوب ہوگی یا مجرور

بمن جارہ ہوگی۔ جیسے: "کم بی فضلاً"، "کم بی من فضل"، البتہ اگر فاصل فعل متعدی ہوتو تمیز کا "من" جارہ کی وجہ سے مجرور ہونا متعین ہے۔ جیسے: "کم قرأت من کتاب"

(القواعد ص/۱۸۵، جامع ج/۳، ص/۸۹، ہمع الھوامع ج/۱، ص/۲۵۴)

فائدہ

"کأیّ" کی تمیز مفرد مجرور بمن ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿وکأیّ من نبی قاتل معه ربیّون کثیر﴾ [الآیة] (آل عمران:۱۴۶) اور "کذا" کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے اور اکثر اپنے ہم مثل پر عطف کی صورت میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: "جاء نی کذا و کذا زائراً"

(القواعد ص/۱۸۵، جامع ج/۳، ص/۹۰، النحو الکافی ص/۳۰۰، ہمع الھوامع ج/۱، ص/۲۵۵)

فائدہ

عدد صریح کی تمیز کی تفصیل یہ ہے کہ تین سے لیکر دس تک کے عدد کی تمیز مجرور بالاضافۃ جمع ہوتی ہے اگر جمع ہو۔ جیسے: ﴿اللّٰه الذی خلق سبع سموات﴾ [الآیة] (الطلاق:۱۲) اگر تمیز اسم جمع یا اسم جنس ہوتو "من" جارہ کی وجہ سے مجرور ہوگی۔ جیسے: ﴿فخذ اربعة من الطیر﴾ [الآیة] (البقرۃ:۲۶۰) "اور کبھی مجرور بالاضافۃ بھی ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿وکان فی المدینة تسعة رهط﴾ [الآیة] (النمل) احد عشر سے تسعة وتسعین تک کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿انی رایت احد عشر کوکباً﴾ [الآیة] (یوسف:۴)

مائة اور الف اور ان کے تثنیہ اور جمع کی تمیز مفرد مجرور بالاضافۃ ہوتی ہے۔ جیسے: "جاء مائة رجل"، "مائتا رجل"، "مئات رجلٍ"

(جامع الدروس ج/۳، ص/۸۶، القواعد ص/۱۸۵، النحو الوافی ج/۲، ص/۳۹۲، ہمع الھوامع ج/۱، ص/۲۵۲)

فائدہ

تمیزِ ذات میں اسم مبہم ممیز عامل ہوتا ہے جب کہ تمیز جملہ میں فعل یا شبہ فعل عامل ہوتا ہے۔ (جامع الدروس ج/۳، ص/۹۱، اوضح المسالک ج/۲، ص/۳۶۴)

قاعدہ

اگر عدد کی تمیز کے بعد اس کی صفت مذکور ہو تو تمیز کے لفظ کا اعتبار کر کے اس کو مفرد منصوب، جبکہ تمیز کے معنی کا اعتبار کر کے جمع مکسر منصوب لانا بھی جائز ہے ۔جیسے :"عندی ثلاثة عشر رجلا کریماً و رجالا کراماً "

(جامع الدروس العربیہ ج ۳/ص ۹۳)

فائدہ

کبھی کبھی عدد کو مضاف کر دیا جاتا ہے پھر تمیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔جیسے:"هذه عشرتک وعشرابیک"

(جامع الدروس ج ۳/ص ۹۳، شرح المفصل ج ۱/۲/ص ۷۲)

قاعدہ

جب عدد کی تمیز متعدد ہو تو متعدد کو عطف کی صورت میں ذکر کرنا افضل ہے اگر چہ بغیر عطف کے ذکر کرنا بھی درست ہے۔ جیسے :"عندی رطل سمناً عسلاً"

(النحو الوافی ص ۳۹۳/، حاشیۃ الصبان ج ۱/۲/ص ۱۹۶/، ھمع الھوامع ج ۱/ص ۲۵۶/)

فائدہ

نعم اور بئس کی ضمیر مستتر سے تمیز مفرد ہی ہوتی ہے۔ جیسے:"الفارس نعم رجلاً"، "الجبان بئس جندیاً" (النحو الوافی ج ۲/ص ۳۹۸/، شرح رضی ج ۲/ص ۹۶/)

فائدہ

تمیز الجملہ کی اسم سابق کے ساتھ تین مقامات میں مطابقت ضروری ہے۔

(۱) دونوں کا مدلول ایک ہو۔ جیسے:"کرم علی رجلاً"، "کرم العلیان رجلین"

(۲) تمیز کا مدلول اسم سابق کا غیر ہو لیکن اسم سابق جمع ہو اور تمیز مصدر ہو، مختلف انواع مقصود ہوں۔ جیسے:"خسر الاشقیاء اعمالاً"

(۳) تمیز کا مدلول اسم سابق کا غیر ہو لیکن اسم سابق جمع ہو اور تمیز بھی جمع ہو۔ جیسے

:"کرم الاولاد آباء"

(النحو الوافی ج ۲/ص ۳۹۹/، حاشیۃ الصبان ج ۱/۲/ص ۱۹۵/، جمع الھوامع ج ۱/ص ۳۵۳/)

فائدہ

تمیز الجملہ کی مطابقت اسم سابق کے ساتھ مندرجہ ذیل تین مقامات میں ضروری نہیں ہے۔

(۱) تمیز کا معنیٰ ایک ہو اور اس کے افراد متعدد نہ ہوں اور اسم سابق کے معنیٰ متعدد ہوں۔ جیسے: "کرم الأولاد ابا (اذا کانوا اخوۃ لأب)

(۲) تمیز اسم سابق نہ ہو لیکن اسم سابق مفرد ہو اور تمیز جمع متعدد غیر مصدر ہو۔ جیسے: "نظف المتعلم اثواباً"۔

(۳) تمیز مصدر ہو اور مختلف انواع مقصود نہ ہوں۔ جیسے: "احسن الجنود عملاً"

(النحو الوافی ج ۲/ص ۲۹۹، حاشیۃ الصبان ج ۱/۲/ص ۱۹۵/، جمع الھوامع ج ۱/ص ۳۵۳/)

قاعدہ

اگر اسم تفضیل کے بعد تمیز واقع ہو پس اگر ماقبل کی جنس سے ہو تو تمیز مجرور ہوگی۔ جیسے: "زید افضل عمرو" اور اگر ماقبل کی جنس سے نہ ہو تو منصوب ہوگی۔ جیسے: "زید اکثر مالاً" (حاشیۃ الصبان ج ۱/۲/ص ۱۹۵/)

فائدہ

تمیز المفرد اسم تام کے بعد منصوب واقع ہوتی ہے اور اسم چار چیزوں کے ذریعے تام ہوتا ہے، تنوین، نون تثنیہ، نون جمع اور اضافت۔ (شرح المفصل ج ۱/۲/ص ۷۱/)

فائدہ

کبھی اسم مفرد ممیز بنفسہ تام ہوتا ہے اور یہ دو اسم ہیں۔

(۱) ضمیر: یہ اکثر ان مقامات میں پائی جاتی ہے جن میں مبالغہ یا تفخیم کے معنیٰ پائے جاتے ہوں۔ مثلاً تعجب کے وقت کہا جاتا ہے۔ "یالہ رجلاً"

(۲)اسم اشارہ: جیسے:﴿ماذا ارادالله بهذا مثلا﴾ [الآیة](البقرة:۲۶)ان دونوں قسموں میں ضمیر اور اسم اشارہ تمیز میں عامل ہیں۔ (شرح رضی ج۲،ص۹۸/)

فائدہ

مفعول مطلق، مفعول لہ اور تمیز کی پہچان:

فعل کے فاعل کے بعد والا اسم مصدر ہوگا یا نہیں اگر مصدر ہوگا تو یا تو ماقبل والے فعل کا مصدر ہوگا یا نہیں، اگر ہوگا تو یہ مفعول مطلق ہے۔جیسے:"ضربت ضرباً" اور اگر نہیں تو پھر اس مصدر میں علت والا معنی ہوگا یا نہیں، اگر ہوگا تو مفعول لہ۔جیسے:"ضربتُ تاديباً" اور اگر نہیں تو ماقبل کے ابہام کو دور کرے گا یا نہیں، اگر کر رہا ہو تو وہ اسم مبین ذات ہوگا یا مبینِ وصف۔پہلی صورت میں تمیز اور دوسری میں حال۔

تمیز کی مثال:"طاب زيدأباً" حال کی مثال:﴿يوم ابعث حيًا﴾[الآية]

بحث مستثنیٰ

ہر وہ اسم ہے جو"إلّا" یا اس کی اخوات کے بعد واقع ہو اور ماقبل کے حکم سے نفیاً یا اثباتاً مخالف ہو۔

(معجم النحو ص۲۴۱/،النحو الکافی ص۳۰۸/،القواعد الأساسیہ ص۱۶۷/،النحو القرآنی ص۳۲۸/)

فائدہ

ادوات مستثنیٰ کل آٹھ(۸) ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

إلاّ،غیر،سوی،لیس،لایکون،خلا،عدا،حاشا۔

(معجم النحو ص۲۴۱/،النحو الکافی ص۳۰۸/،جامع الدروس ج۳/،ص۹۴/،القواعد ص۱۶۸/)

فائدہ

ادوات مستثنیٰ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱)صرف حرف ہونے والی"إلا" ہے۔

(۲)صرف اسم ہو اور یہ ''غیر'' اور ''سوی'' ہے۔

(۳)صرف فعل ہو یہ ''لیس'' اور ''لایکون'' ہیں۔

(۴)فعل اور حرف دونوں استعمال ہوتے ہوں یہ ''خلا، عدا اور حاشا'' ہیں۔

(معجم النحو ص/۳۴۱، النحو القرآنی ص/۳۲۸، موسوعۃ النحو ص/۴۲، اوضح المسالک ج/۲، ص/۲۵۲)

فائدہ

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) متصل (۲) منقطع

متصل

وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا بعض ہو۔ جیسے: ''کل التلامیذة مجدّون إلاّ بکراً''

منقطع

وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا بعض نہ ہو یا ماقبل کا حکم مستثنیٰ میں نہ پایا جاتا ہو۔ جیسے: ''جاء بنوک إلاّ ابن خالد'' ﴿لا یذوقون فیها الموتَ إلاّ الموتة الاولیٰ﴾[الآیة](الدخان:۵۶)

(معجم النحو ص/۳۴۲، القواعد ص/۱۶۸، اوضح المسالک ج/۲، ص/۲۵۰، النحو الوافی ج/۲، ص/۲۹۵)

فائدہ

مستثنیٰ منقطع میں مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ سے معنوی ارتباط ضروری ہے، پس ''جاء القوم إلا الذئاب'' کہنا درست نہیں ہے، اسی طرح مستثنیٰ کے لئے مستثنیٰ منہ مذکور کی صلاحیت بھی ضروری ہے، لہٰذا ''تکلم القوم إلا بعیراً'' کہنا درست نہیں ہے۔

(الھامش علی القواعد ص/۱۶۸، جامع الدروس ج/۳، ص/۹۰، النحو الوافی ج/۲، ص/۲۹۵، حاشیۃ الصبان ج/۱/۲، ص/۱۴۳)

فائدہ

امام سیبویہؒ نے مستثنیٰ منقطع میں ''إلاّ'' کو بمعنیٰ ''لکن'' لیا ہے۔ (الکتاب ص/۴۳۰)

فائدہ

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں ایک اسم مضاف کے درجے میں ہوتے ہیں۔ مثلاً :"جائنی قومک إلاّقلیلاً منهم "،"جاء نی اکثر قومک" کے درجے میں ہے۔

(شرح المفصل ج ۱/ص ۷۶/، شرح رضی ج ۲/ص ۱۱۳/)

فائدہ

پھر مستثنیٰ متصل کی دو قسمیں ہیں۔ تام اور مفرغ

تام

وہ ہے جس میں مستثنیٰ منہ مذکور ہو۔ جیسے:"رکب الطلاب الطائرة إلا زیداً"

مفرغ

وہ ہے جس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ جیسے:﴿ولا تقولن لشیئ إنی فاعلٌ ذالک غداً إلاّ أن یشاء الله﴾ [الآیة] (الکهف)

(موسوعۃ النحو ص ۴۳/، معجم النحو ص ۳۴۲/، النحو الوافی ج ۲/ص ۲۹۳/)

فائدہ

اگر مستثنیٰ نفی (خواہ معناً ہو یا لفظاً) یا استفہام کے بعد واقع ہو تو اس کو مستثنیٰ غیر موجب کہا جاتا ہے۔ جیسے:"مانجح إلازیداً"

معناً منفی کی مثال:﴿ویابی الله إلاان یتم نوره﴾ [الآیة] (التوبة:۳۲)، ای: لایرید، اور نفی یا استفہام کلام میں نہ ہو تو اس کو کلام موجب کہا جاتا ہے جیسے:﴿فشربوا منه إلاّقلیلاً منهم﴾ [الآیة] (البقرة:۲۴۹)

(موسوعۃ النحو ص ۴۲/، النحو الوافی ج ۲/ص ۲۹۳/)

فائدہ

مستثنیٰ بالا کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) حالت نصب: اس کے تین مقامات ہیں۔

(۱) مستثنیٰ کلام تام موجب میں مؤخر واقع ہو۔ جیسے: ﴿فشربوا منه إلا قليلاً منهم﴾ [الآية] (البقرة)

(۲) مستثنیٰ منہ مستثنیٰ پر مقدم ہو اور کلام تام موجب یا منفی میں واقع ہو۔ جیسے: ''حضر إلا خدمهم السادة'' ''وما جاء إلا سليمان احد''

(۳) مستثنیٰ منقطع ہو۔ جیسے: ﴿فسجدوا إلا إبليس﴾ [الآية] (الکھف: ۵۰)

(۴) حالت نصب واتباع: یعنی منصوب بناء بر استثناء ہو یا مستثنیٰ منہ سے بدل واقع ہو جب مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے بعد کلام تام غیر موجب میں واقع ہو جیسے: ﴿ما فعلوه إلا قليل منهم﴾ [الآية] (النساء: ۶۶) ﴿ولا يلتفت منكم احد إلا امرأتك﴾ [الآية] (هود: ۸۱) نصب بنا بر استثناء أصح لغت ہے۔

(۳) ماقبل عامل کے مطابق مستثنیٰ کا اعراب ہو یہ مستثنیٰ مفرغ میں ہوتا ہے بشرطیکہ کلام نفی یا استفہام انکاری کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿فهل يهلك إلا القوم الفاسقون﴾ [الآية] (الاحقاف: ۳۵) ﴿وما محمد إلا رسول﴾ [الآية] (آل عمران: ۱۴۴)

(معجم النحو ص ۵۳، القواعد ص ۱۶۸، النحو القرآنی ص ۳۲۸، جامع الدروس ج ۳، ص ۹۵، النحو الوافی ج ۲، ص ۲۵۲)

فائدہ

جب مستثنیٰ مفرغ ہو تو إلا کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ حکم اس کے موجود ہونے کے وقت ایسا ہوگا جیسے نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے جیسے: ﴿وما محمد إلا رسول﴾ [الآية]

(اوضح المسالک ج ۲، ص ۲۵۳، المنہاج فی القواعد ص ۱۸۹، النحو الوافی ج ۲، ص ۲۹۸)

قاعدہ

اگر مستثنیٰ لفظ سے بدل قرار دینا کسی مانع کی وجہ سے ناجائز ہو تو اس کے محل سے بدل واقع ہوگا جیسے: ''لا إله إلا الله'' یہاں ''إله'' لفظ سے بدل درست نہیں کیونکہ لائے نفی جنس معرفہ اور موجب میں عمل نہیں کرتا۔

(معجم النحو ص ۵۲، جامع الدروس ج ۳، ص ۹۲، اوضح المسالک ج ۲، ص ۲۵۱، شرح الاشمونی ج ۱، ص ۵۰۴، متن متین ص ۱۴۳، النحو الوافی ج ۲، ص ۳۰۹)

فائدہ

مستثنیٰ کے عامل کے بارے میں آٹھ اقوال ہیں۔

راجح قول کے مطابق مستثنیٰ میں "إلا" کا ماقبل عامل ہوتا ہے، إلا صرف ایک واسطہ ہے۔

(القواعد ص/۱۶۹، جامع الدروس ج/۲، ص/۹۵، اوضح المسالک ج/۲، ص/۲۵۵، متن متین ص/۱۴۲)

قاعدہ

استثناء مستثنیٰ منہ معرفہ یا نکرہ مفیدہ ہی سے ہوسکتا ہے لہٰذا "جاء قوم إلاّ حمارٌ منهم" کہنا درست نہیں ہے ہاں اگر مستثنیٰ منہ نکرہ مفیدہ ہو تو درست ہے۔ جیسے: "ما جاء احد إلاّ سعيداً" ﴿فلبث فيهم الف / سنة إلاّ خمسين عاماً﴾ [الآية] (العنکبوت:۱۴)

(جامع الدروس ج/۲، ص/۹۵، النحو الوافی ج/۲، ص/۳۰۶)

فائدہ

قلیل کا استثناء کثیر سے اور کثیر کا اکثر سے درست ہے۔ جیسے: ﴿يا ايها المزمل قم الليل إلاّ قليلاً﴾ [الآية] (المزمل:۱،۲)

(جامع الدروس ج/۲، ص/۵، النحو الوافی ج/۲، ص/۳۰۷، ہمع الھوامع ج/۱، ص/۲۲۸، شرح رضی ج/۳، ص/۱۴۶)

فائدہ

کبھی کبھی "إلاّ" کو غرض لفظی یا غرض معنوی کے لئے مکرر لایا جاتا ہے، غرض لفظی کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) محض تاکیدِ لفظی کے لئے ہو، جب کہ "الاّ" مکررہ حرف عطف کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "أحبُّ ركوب السيارة إلاّ الكبيرة وإلاّ الشاحنة"۔

(۲) محض تکرار کے لئے ہو تو بعد والا اسم ماقبل کا (بغیر اعتبار "إلاّ" کے) مماثل ہوگا جیسے: "جاء نی القوم إلاّ عليًا إلاّ ابن ابی طالب"

پہلی صورت میں إلاّ محض تکرار کے لئے اور دوسری صورت میں "الا" لغو ہوگا۔

(معجم النحو ص ۹۳، جامع ج/۲، ص/۱۰۰، اوضح المسالک ص ۲، ص/۱۷۷، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۱۳)

فائدہ

إلّا مکررہ جب غرض معنوی کے لئے ہوتو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) استثناء کلام تام موجب میں واقع ہو پس إلاّ کے بعد تمام مستثنیات منصوب ہوں گی۔ جیسے: "ظهرت الكواكب إلاّ الزهرة إلاّ المريخ"

(۲) استثناء کلام تام غیر موجب میں واقع ہو پس پہلے مستثنیات کو منصوب پڑھنا واجب ہیں۔ جیسے: "ماظهرت إلاّ الزهرة إلاّالمريخ الكواكبُ"

(۳) استثناء مفرغ ہو مستثنیٰ اول کو عامل کے مطابق اور باقی مستثنیات کو منصوب پڑھنا واجب ہیں۔ جیسے: "ماجاء إلاّ سُميرٌ إلاّمحمداً"

(موسوعۃ النحوص ۴۸/، معجم النحوص ۵۳/، جامع الدروس ج ۳/ص ۱۰۰/، اوضح المسالک ج ۲/ص ۲۷۳/، النحو الکافی ج ۳/ص ۳۱۲/)

فائدہ

"غیر" اور "سوی" کا مستثنیٰ ہمیشہ کے لئے مجرور بالاضافۃ ہوتا ہے۔ "غیر" پر مستثنیٰ بالا والا اعراب جاری ہوگا۔ جیسے: "جاء الحجاج غير رجل او سوى رجل"

(النحو الکافی ص ۳۱۰/، موسوعۃ النحوص ۴۵/، القواعد ص ۱۶۹/، جامع ج ۳/ص ۱۰۴/، شرح الاشمونی ج ۱/ص ۵۱۳/)

فائدہ

"لیس" اور "لایکون" کے بعد والا اسم بناء بر خبریت منصوب ہوگا، اور ان کا اسم ضمیر مستتر ہوگی جو کہ معنی سابق کی طرف راجع ہوگی، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ محل نصب میں حال یا جملہ استنافیہ ہوگا، یہ استثناء کلام تام میں سے ہوگا۔

(موسوعۃ النحوص ۴۶/، جامع الدروس ج ۳/ص ۱۷۰/)

فائدہ

اگر "یکون" کی ابتداء میں بجائے "لا" اور حروف نافیہ مثلاً (ما، لم، لمّا، لن) ہوں تو یہ استثناء کے موقع میں واقع نہیں ہوگا۔ (النحو الوافی ج ۲/ص ۳۳۳/)

فائدہ

''لیس''اور''لایکون'' ماقبل کے لئے صفت بھی بن سکتے ہیں، بشرطیکہ مستثنیٰ منہ نکرہ منفیہ یا معرف بالام الجنس ہو اور استثناء بھی صحیح ہو۔ جیسے: ''ماجاء نی احد لیس محمداً''

(النحو الوافی ج ۲/۳، ص ۳۳۳/۳، الاشمونی ج ۱/۱، ص ۵۲۳/۱، شرح المفصل ۱/۱، ص ۷۸/۱، شرح رضی ج ۲/۲، ص ۱۲۴/۲)

فائدہ

''خلا''''عدا'' اور''حاشا'' کے بعد مستثنیٰ بناء بر مفعول منصوب یا مجرور ہونگے، پہلی صورت میں یہ تینوں افعال ہوں گے اور ماقبل سے حال یا جملہ استنافیہ ہوگا۔

دوسری صورت میں تینوں حروف جارہ ہوکر ماقبل فعل سے متعلق ہوں گے۔ اگر ان کے شروع میں ''ما'' مصدریہ ہو تو یہ افعال جامد ہوں گے۔

(موسوعۃ النحو ص ۴۶/۴، القواعد ج ۲/۲، ص ۱۶۹/۲، جامع ج ۳/۳، ص ۱۰۵/۳، اوضح المسالک ج ۲/۲، ص ۲۰۵/۲)

فائدہ

''حاشا'' اسم بمعنیٰ تنزیہ بھی واقع ہوتا ہے، بناء بر مفعول مطلق منصوب ہوتا ہے اور اس کے الف کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: ''حاشا لله ،حاش لله ،معناه أنزّه لله''۔

(الحاشیہ علی القواعد ص ۱۶۹/۲، موسوعۃ النحو ص ۴۶/۴، جامع الدروس ج ۳/۳، ص ۱۰۶/۳، النحو الوافی ج ۲/۲، ص ۳۳۵/۲)

فائدہ

لفظ ''بَیْد'' صرف استثناء منقطع میں منصوب استعمال ہوتا ہے یہ صرف ''إنّ'' مع اسم وخبر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: ''سلیم غنی بیدانه بخیل''۔

(القواعد ص ۱۷۰/۲، جامع الدروس ج ۳/۳، ص ۱۰۹/۳، النحو الوافی ج ۲/۲، ص ۳۲۴/۲، ھمع الھوامع ج ۱/۱، ص ۲۳۲/۱)

قاعدہ

''إلا'' بمعنی غیر صفتیہ بھی استعمال ہوتا ہے بشرطیکہ جمع منکر غیر محصور یا شبہ منکر کے بعد واقع ہو پس یہ ماقبل کے لئے صفت ہوگا۔ جیسے: ﴿لو کان فیهما الهة إلاّالله لفسدتا﴾[الآیة] (الانبیاء:۲۲)

(معجم النحو ص ۵۴۷، النحو القرآنی ص ۲۳۵، جامع ج ۲، ص ۱۰۲، ہمع الھوامع ج ۱، ص ۲۲۹)

قاعدہ

اگر ''خلا'' اور ''عدا'' سے پہلے ''ما'' مصدریہ آجائے تو بعد والا اسم منصوب ہوگا۔ مجرور پڑھنا درست نہیں ہے اس لئے کہ ''ما'' مصدریہ حروف پر داخل نہیں ہوتا۔

(جامع الدروس ج ۳، ص ۱۰۶، اوضح المسالک ج ۲، ص ۲۸۹، النحو الوافی، ج ۲، ص ۳۲۹)

فائدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک مستثنیٰ مفرغ میں شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی یا شبہ نفی ہو اور ابن حاجبؒ کے نزدیک استثناء مفرغ کلام موجب دو شرطوں کے ساتھ واقع ہوسکتا ہے۔

(۱) إلاّ کا مابعد فضلہ ہو (۲) فائدہ دیتا ہو۔ جیسے: ''ذاکرت إلاّ یوم الجمعة''

(اوضح المسالک ج ۲، ص ۲۵۳ شرح جامی ص ۱۵۷، حاشیۃ الصبان ج ۱/۲، ص ۱۵۰)

قاعدہ

مستثنیٰ مفرغ، مفعول معہ، مصدر مؤکد اور حال مؤکدہ واقع نہیں ہوسکتا باقی فعل کے تمام معمولات مستثنیٰ مفرغ واقع ہوسکتے ہیں۔

(الحاشیہ علی النحو الوافی ج ۲، ص ۳۰۰، شرح الاشمونی ج ۱، ص ۵۱۰، حاشیۃ الصبان ج ۱/۲، ص ۱۵۰)

فائدہ

''إلا'' کی ایک قسم ہے جو ''إن'' شرطیہ اور ''لا'' نافیہ سے مرکب ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿إلا تنصروه یعذبکم الله﴾[الآیة] (الأنعام) ای ''ان لاتنصروه''

(المنہاج فی القواعد والاعراب ص ۱۹۰)

فائدہ

''غیر'' کا حقیقی معنی صفت ہے اور مجازی معنی استثناء جبکہ ''إلاَّ'' کا حقیقی معنی استثناء اور مجازی معنی صفت ہے۔

(شرح جامی ص ر۵۷، الاشباہ والنظائر ج ر۱ ر۲، ص ر۱۸۹ الاشمونی ج ر۱، ص ر۵۱۴، ہمع الھوامع ج ر۱، ص ر۲۱۹)

فائدہ

مستثنیٰ منقطع امام سیبویہؒ کے نزدیک اقسام المفرد میں سے ہے اور اس کا عامل ماقبل إلاّ ہوتا ہے لیکن متاخرین کے نزدیک إلاّ ''لکن'' کی طرح خود ناصب ہے اور یہ ''لکن'' کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: ''جاء نی القوم إلاّ حماراً'' ''حماراً لکنّ کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی لکن حماراً لم یجی

(شرح رضی ج ر۲، ص ر۱۱۶، أنوار الواقی ج ر۲، ص ر۳۰۵، حاشیۃ الصبان ج ر۱ ر۲، ص ر۱۴۳)

فائدہ

امام مبردؒ کے نزدیک مستثنیٰ متصل کے لئے امکانِ دخول فی المستثنیٰ منہ کافی ہے اور جمہور کے نزدیک مستثنیٰ منہ میں داخل کرنا واجب ہے پس: ''جاء نی رجال إلاّ زیداً'' مبردؒ کے نزدیک صحیح ہے جب کہ جمہور کے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ رجال اثبات میں واقع ہے جس میں تعمیم نہیں ہے تو ''زید'' کا داخل ہونا غیر یقینی ہے لہٰذا إلاّ صفتیہ ہوگا یا مستثنیٰ منقطع ہوگا۔ (شرح رضی ج ر۲، ص ر۱۵۹، الکلمۃ العلیا فی مسئلۃ الثیا ص ر۱۳۰)

فائدہ

امام سیبویہؒ کے نزدیک ''إلاّ'' میں استثناء صحیح ہوتے ہوئے بھی صفتیہ بنانا جائز ہے جیسے: ماأتانی احد إلاّ زیداً'' بدل اور صفت بنانا دونوں جائز ہیں بخلاف جمہور کے کہ ان کے نزدیک صفتیہ وہاں بنے گا، جہاں استثناء ممتنع ہو۔ جیسے: ﴿لو کان فیھما الھۃ إلاّ اللہ لفسدتا﴾ [الآیۃ] جمہور کے نزدیک ''الھۃ'' میں عدم استغراق کی بناء پر استثناء

درست نہیں ہے۔

(الکلمۃ العلیا فی مسئلۃ الثیا ص/۱۳۰، حاشیۃ الصبان ج/۱/۲، ص/۱۵۷، رضی ج/۳، ص/۱۶۰، الکتاب ص/۳۳۴)

فائدہ

إلاّ صفیۃ کے لئے جمہور کے نزدیک تین شرائط ہیں۔

(۱) موصوف نکرہ یا شبہ نکرہ ہو، تا کہ لفظ غیر کا اعتبار باقی رہے۔

(۲) موصوف جمع یا شبہ جمع ہو، تا کہ مستثنیٰ کی مشابہت باقی رہے۔

(۳) محصور نہ ہو، تا کہ استثناء کی کیفیت نہ ہو، جیسے: "ماقام احد إلاّ زیداً"

(الکلمۃ العلیا ص/۱۳۱، النحو الوافی ص/۳۲۵، الاشمونی ج/۱، ص/۵۱۴، حاشیۃ الصبان ج/۱/۲، ص/۱۵۶، شرح المفصل ج/۱، ص/۹۰)

فائدہ

مستثنیٰ جب "إلاّ" یا "غیر" کے بعد واقع ہو تو اس کا حذف جائز ہے بشرطیکہ یہ دونوں مسبوق بلیس ہو۔ جیسے: "قبضت عشرۃ لیس إلا" یا "لیس غیر یعنی لیس المقبوض إلاّ إیاها" یا "لیس المقبوض غیرها" "یس" کا اسم مستتر ہے راجع بسوئے مقبوض اور خبر مستثنیٰ محذوف یا لفظ غیر ہوگا۔

(مغنی اللبیب، ج/۲، ص/۴۱۱، شرح المفصل، ج/۱، ص/۹۵، الکلمۃ العلیا، ص/۱۳۱، النحو الوافی، ج/۲، ص/۲۳۶، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۱۶۰)

فائدہ

"إلاّ" حرف استثناء کا حذف جائز ہے۔ جیسے "ماقعد وقام إلاّ زید" کہ اصل میں "ماقعد إلاّ زید" تھا اس لئے کہ یہ تنازع کے باب میں سے نہیں ہے۔

(الکلمۃ العلیا، ص/۱۳۲، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۱۶۰، مغنی اللبیب، ج/۲، ص/۴۱۹)

فائدہ

"غیر" "لیس غیر" میں مبنی بر ضمہ ہوگا بوجہ مشابہت بالغایات کے یا مبنی بر فتحہ

ہوگا کیونکہ اسماء متوغلہ فی الابہام جب مبنی کی طرف مضاف ہوں تو مبنی برفتحہ ہوتے ہیں، اور معرف یا منون کو بالرفع والنصب دونوں جائز ہیں۔

(الکلمۃ العلیا، ص/۱۳۲، النحو الوافی، ص/۳۲۰، شرح رضی، ج/۲، ص/۱۶۳، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۱۶۱)

فائدہ

"لـمـا" استثنائیہ إلاّ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ مفرغ ہو اور نفی مذکور یا مقدر کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿إن كل نفس لمّا عليها حافظ﴾ الآية (الطارق:۴)

(الکلمۃ العلیا، ص/۱۳۲، النحو الوافی، ج/۳، ص/۲۳۶، شرح رضی، ج/۲، ص/۱۷۱، ہمع الہوامع، ج/۱، ص/۲۳۶)

فائدہ

"حتی" کبھی کبھی استثناء کے معنی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

لیس العطاء من الفضول سماحة حتی تجود ولدیک قلیل

(الکلمۃ العلیا فی مسئلۃ الشیا، ص/۱۲۴)

فائدہ

مستثنیٰ منہ جب اسم موصول ہو تو مستثنیٰ کو صلہ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، اور مستثنیٰ منہ کی صفت پر مستثنیٰ کو مقدم کرنا جائز ہے لہٰذا "ما كرمت الامة المتحضرة إلاّ النابغين" میں "ما كرمت الامة إلا النابغين المتحضرة" کہنا درست ہے۔

(النحو الوافی، ج/۳، ص/۳۰۴)

فائدہ

اگر مستثنیٰ منقطع جملہ واقع ہو تو "إلاّ" حرف لکن استدراکیہ کے معنی میں ہوگا اور یہ جملہ محلِ نصب میں مستثنیٰ واقع ہوگا بشرطیکہ إلاّ سے پہلے جملہ ہو۔ جیسے: ﴿لست عليهم بمسيطر إلاّ من تولىٰ و كفر فيعذبه الله العذاب الاكبر﴾ الآية (الغاشیۃ)

(النحو الوافی، ج/۲، ص/۳۰۷)

فائدہ

"غیر" اور اس کے اخوات کے ذریعے مستثنیٰ کے تابع میں دو وجہیں جائز ہیں۔

(۱) جر: لفظ مستثنیٰ مجرور کی رعایت کرتے ہوئے مجرور پڑھا جائے۔ جیسے: "قدمت المنح الفائزين غير محمودٍ وحسنٍ"

(۲) نصب: غیر کو إلا کے معنی میں لیتے ہوئے منصوب پڑھا جائے۔ جیسے: "قدمت المنح الفائزين غير محمودٍ وحسنا"، ای "الا حسنا"

(النحو الوافی، ص ۳۲۲/۱، شرح الاشمونی، ج ۱، ص ۵۱۶/۱)

قاعدہ

ایک اداۃ استثناء کے ذریعے (بغیر عطف کے) دو اسم منصوب نہیں ہو سکتے بخلاف عطف کے۔ جیسے: "قام القوم إلاّ زيداً وعمراً"

(حاشیۃ الصبان، ج ۱/۲، ص ۱۵۱/۱، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۸۲/۲، جمع الجوامع، ج ۱، ص ۲۲۶/۱، شرح رضی، ج ۲، ص ۱۳۵/۲)

فائدہ

حرف استثناء میں بدل مبدل منہ کے حکم سے مخالف ہوتا ہے کیونکہ "ما قام احد إلاّ زيـــــد" احد سے بدل واقع ہے حالانکہ قیام کو "احد" سے نفی اور "زید" کے لئے ثابت کیا جا رہا ہے۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۸۰/۲)

فائدہ

"خلا" اصل میں فعل لازم ہے، صرف استثناء میں متعدی واقع ہوتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۸۰/۲)

فائدہ

جنس سے استثناء کرنا تخصیص ہے جبکہ "غیر" سے استثناء کرنا استدراک ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۸۱/۲)

فائدہ

''إلا'' کا مابعد ماقبل میں عمل نہیں کرسکتا۔ پس ''ماقومہ زیداً إلاّ ضاربون'' کہنا درست نہیں ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۸۱، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۲۳۰، شرح رضی، ج ۲، ص ۱۴۵/)

فائدہ

موصوف اور صفت کے درمیان ''إلاّ'' کے ذریعے فصل لانا درست نہیں ہے لہٰذا ''جاء نی رجل إلاّ راکب'' کہنا درست نہیں ہے۔ (ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۲۳۰/)

فائدہ

چار مقامات میں ''إلاّ'' کے بعد مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ کے لفظ سے بدل قرار دینا جائز نہیں ہے بلکہ مستثنیٰ منہ کے محل سے بدل واقع ہوگا۔

(۱) جب مستثنیٰ منہ ''من'' استغراقیہ کے ساتھ مجرور ہو۔

(۲) جب مستثنیٰ منہ ''با'' زائد لتاکید غیر الموجب کے ساتھ مجرور ہو۔

(۳) جب مستثنیٰ منہ ''لا'' نفی جنس کا اسم واقع ہو۔

(۴) جب مستثنیٰ منہ ''ما'' مشابہ بلیس کی خبر واقع ہو۔

(شرح رضی، ج ۲، ص ۱۴۰/)

فائدہ

''إلاّ'' میں اصل یہ ہے کہ اسم پر داخل ہو لیکن کبھی کبھی استثناء مفرغ میں فعل مضارع یا خبر یا حال یا صفت پر بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسے ''ما الناس إلاّ یعبرون'' ''مازید إلاّ یقوم'' ''ماجاء نی زید إلاّ یضحک''. ''ماجاء نی منھم رجل إلاّ یقوم ویقعد''

مندرجہ بالا صورتوں میں إلاّ ملغی عن العمل ہوگا۔

(شرح رضی، ج ۲، ص ۱۶۹/، شرح المفصل، ج ۱/۲، ص ۹۲/)

افعال ناقصہ کی خبر

افعال ناقصہ کی خبر بھی منصوبات میں سے ہے۔

تعریف

خبر کان واخواتھا ایسا اسم منصوب ہے جو کان اور اس کے اخوات کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو۔ جیسے: ''کان زید قائماً''۔

(شرح رضی، ج ۲/ص ۱۷۲، شرح جامی، ص ۱۶۴، متن متین، ص ۱۵۰)

فائدہ

قرآن مجید میں ''کان'' کی خبر کی مختلف صورتیں آئی ہیں۔

مفرد، جملہ، شبہ جملہ

مفرد کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اسم جامد ہو جیسے: ﴿قل کونوا حجارة﴾ [الآیة] (الاسراء: ۵۰)

(۲) وصف ہو جیسے: ﴿و کان اللّٰہ سمیعاً بصیراً﴾ [الآیة] (النساء: ۱۳۴)

(۳) مصدر صریح ہو جیسے: ﴿وما کان قولھم إلاّ ان قالوا ربنا إغفرلنا ذنوبنا﴾ [الآیة] (آل عمران: ۱۴۷)

(۴) مصدر مؤول ہو جیسے: ﴿ثم لم تکن فتنتھم إلاّ ان قالوا﴾ [الآیة] (الانعام: ۲۳)

(۲) ''جملہ'' کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جملہ اسمیہ کی مثال: ﴿ان تکون امة ھی اربیٰ من امة﴾ [الآیة] (المائدۃ:)

(۲) جملہ فعلیہ مضارعیہ ہو جیسے: ﴿سیجزون بما کانوا یقترفون﴾ [الآیة] (الانعام: ۱۲۰)

جملہ فعلیہ ماضویہ ہو جیسے: ﴿إن کنت قلته فقد علمته﴾ [الآیة] (المائدۃ: ۱۱۶)

شبہ جملہ ظرف ہو جیسے: ''﴿و کان ورائھم ملک﴾ [الآیة] (الکھف: ۷۹)

شبہ جملہ جار مجرور ہو جیسے: ﴿فاصّدّق و اکن من الصالحین﴾ الآیۃ (المنافقون:۱۰)
(النحو القرآنی، ص۲۲۶، موسوعۃ النحو، ص۵۴۱، النحو الکافی، ص۱۹۵)

قاعدہ

"لیس" کی خبر پر اکثر "با" زائدہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿لست علیهم بمسیطر﴾ [الآیۃ] (الغاشیۃ) ﴿الیس الله باحکم الحاکمین﴾ الآیۃ (التین:۸)
(النحو القرآنی، ص۲۲۷، المنہاج، ص۴۸، جامع الدروس، ج۲، ص۲۰۳، موسوعۃ النحو، ص۵۸۵، معجم النحو، ص۲۷۶)

قاعدہ

"کان" اور اس کی اخوات کی خبر افعال ناقصہ اور ان کے اسم کے درمیان ذکر کرنا درست ہے۔ جیسے: ﴿و کان حقا علینا نصر المؤمنین﴾ الآیۃ (الروم:۴۷)
(النحو القرآنی، ص۲۳۲، جامع الدروس، ج۲، ص۱۹۷، اوضح المسالک، ج۱، ص۲۴۳)

قاعدہ

اگر افعال ناقصہ کی خبر صدارت کلام کو مقتضی ہو تو اس کو افعال ناقصہ پر مقدم کرنا واجب ہے، مثلاً خبر اسم استفہام ہو۔ جیسے: ﴿فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾ [الآیۃ] (آل عمران:۱۳۷) ﴿اینما تکونوا یات بکم الله جمیعاً﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۱۴۸)
(النحو القرآنی، ص۲۳۳، جمع الجوامع، ج۱، ص۱۱۷، النحو الوافی، ج۱، ص۴۹۶)

قاعدہ

"کان" اور لیس کی خبر کے معمول کو کان پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: ﴿ثم یقول للملائکة اهولاء ایاکم کانوا یعبدون﴾ [الآیۃ] (سبا:۴۰) ﴿الا یوم یاتیهم لیس مصروفاً عنهم﴾ میں "یوم" مصروفا کے لئے معمول ہے۔
(النحو القرآنی، ص۲۲۳، اوضح المسالک، ج۱، ص۲۴۵)

قاعدہ

کان کی خبر کے معمول کو کان اور خبر کے درمیان لانا درست ہے۔ جیسے: ﴿وقال

شرکاءهم ما کنتم إیانا تعبدون ﴾[الآیة](یونس:۲۸)

(النحو القرآنی،ص/۲۳۴، جامع الدروس، ج/۲،ص/۱۹۸، اوضح المسالک، ج/۱،ص/۲۴۸)

قاعدہ

بعض کے نزدیک "کان" کی خبر کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: ﴿وإن کان ذوعسرة فنظرة إلی میسرة﴾[الآیة](البقرة:۲۸۰)ای "وإن کان من غرماء کم ذوعسرة"۔

(النحو القرآنی،ص/۲۳۵، جمع الجوامع، ج/۱،ص/۱۱۶، حاشیۃ الصبان، ج/۱،ص/۲۳۶)

قاعدہ

"کان" کی متعدد اخبار بھی آسکتے ہیں۔ جیسے: ﴿وکان الله واسعاً حکیماً﴾[الآیة](النساء:۱۳۰) (النحو القرآنی،ص/۲۳۶، الاشباہ والنظائر، ج/۱/۲،ص/۱۵۴)

قاعدہ

افعال ناقصہ کی خبر کا حکم احکام واقسام اور شرائط میں مبتدا کی خبر کی طرح ہے۔ جس طرح مبتدا کی خبر مفرد، جملہ اور معرفہ، نکرہ آتی ہے، اسی طرح افعال ناقصہ کی خبر بھی ہوتی ہے اور جس طرح مبتدا کی خبر واحد متعدد اور مذکور ومحذوف ہوتی ہے۔ اسی طرح افعال ناقصہ کی خبر بھی، البتہ افعال ناقصہ کی خبر کو مقدم کرنا ان کے اسماء پر مطلقاً جائز ہے بخلاف مبتدا کی خبر کے۔

(شرح رضی، ج/۲،ص/۱۷۲، شرح جامی،ص/۳۱۴، جامع الدروس، ج/۲،ص/۹۶، متن متین،ص/۱۵۰)

قاعدہ

کان اپنے اسم کے ساتھ "إن" اور "لو" کے بعد حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کا اسم ماقبل حاضر یا غائب سے معلوم ہوسکے۔ جیسے: "اطلبو العلم ولو بالصین" ای: "لو کان العلم بالصین"، "إدفع الشر ولو إصبعاً" ای: "ولو کان الدفع اصبعاً"۔

(شرح رضی، ج/۲،ص/۱۷۶، جامع الدروس، ج/۲،ص/۱۹۹، موسوعۃ النحو،ص/۵۴۱، اوضح المسالک، ج/۱،ص/۲۶۰، جمع الجوامع، ج/۱،ص/۱۲۱)

قاعدہ

اگر "إن" کے بعد اسم ہو اور اس کی جزاء فاء کے ساتھ ہو اور فاء کے بعد اسم مفرد ہو تو کان اپنے اسم کے ساتھ جواز احذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "الناس مجزیون باعمالهم إن کان خیراً فخیر وإن شراً فشر" ای: "ان کان عملهم خیرا فجزاء هم خیر وإن کان عملهم شرا فجزاء هم شر"۔

(شرح رضی، ج ۲/، ص ۱۷۶/، شرح جامی، ص ۱۶۴/، جامع، ج ۲/، ص ۲۲۰/، اوضح المسالک، ج ۱/، ص ۲۶۴/، قطر الندا، ص ۱۸۷/)

قاعدہ

کان اپنے اسم کے ساتھ "لدن" کے بعد بھی حذف ہو سکتا ہے۔ جیسے: "رایتک لدن قائماً" ای: "لدن کنت قائماً"۔

(شرح رضی، ج ۲/، ص ۱۸۲/، متن متین، ص ۱۵۱/، النحو الوافی، ج ۱/، ص ۵۳۱/)

قاعدہ

جہاں أما (بالفتح) یا إما (بالکسر) کے بعد ضمیر منفصل ہو اور بعد میں اسم منصوب ہو اس جیسی ترکیب میں کان کی خبر کے عامل کو وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "اما انت منطلقاً انطلقت" اصل میں "ان کنت منطلقا" تھا۔

(شرح جامی، ص ۱۶۴/، شرح رضی، ج ۲/، ص ۱۷۹/، جامع الدروس، ج ۲/، ص ۲۰۱/، موسوعۃ النحو، ص ۵۴۱/، شرح قطر الندا، ص ۵۸۰/)

فائدہ

افعال ناقصہ سوائے تین افعال (زال، لیس، فتی) کے کبھی تام بھی آتے ہیں۔ جنکا مجموعہ "زلف" ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(جامع الدروس، ج ۲/، ص ۱۹۵/، موسوعۃ، ص ۵۴۳/، اوضح المسالک، ج ۱/، ص ۲۵۳/، شرح قطر الندا، ص ۱۸۹/)

فائدہ

افعال ناقصہ (سوائے لیس اور جس فعل کے شروع میں "ما" نافیہ یا مصدریہ ہو) پر ان کی اخبار کو مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: "مصحیة کانت السماء"۔

(الاشمونی، ج ۱/ص ۲۳۳، جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۹۸، اوضح المسالک، ج ۱/ص ۲۴۶، ھمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۱۷، شرح قطر الندی، ص ۱۷۵)

فائدہ

افعال ناقصہ کی خبر جملہ فعلیہ ہونے کی صورت میں اکثر فعل مضارع ہوتی ہے۔ جیسے: "مازال المطر ینھو" اور کبھی فعل ماضی مقترن قد کے ساتھ کان، امسی، اضحی، ظل، بات، اور صار کے بعد آتی ہے۔

(موسوعۃ النحو، ۵۴۳، جامع الدروس، ج ۲/ص، ۱۹۸)

فائدہ

کان کی خبر میں یہ شرط ہے کہ جملہ طلبیہ نہ ہو۔

(اوضح المسالک، ص ۲۳۱، حاشیۃ الصبان، ج ۱/ص ۲۲۶، النحو الوافی، ج ۱/ص ۴۹۵، ھمع الھوامع، ج ۱/ص ۱۱۳)

فائدہ

"کان" کی اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر تین حالتیں ہیں۔

(۱) تقدیم الإسم مع تاخیر الخبر اس کے دو مقام ہیں (۱) جب اسم محصور فی الخبر ہو۔ جیسے: ﴿وما کان صلاتھم عند البیت إلا مکاءً﴾ الآیۃ

(۲) اسم اور خبر دونوں کا اعراب تقدیری ہو۔ جیسے: "کان موسی فتاک"۔

(۲) خبر اسم پر مقدم ہو، اس کے بھی دو مقام ہیں۔

(۱) خبر محصور فی الاسم ہو۔ جیسے: ﴿وما کان حجتھم إلا أن قالوا﴾ الآیۃ

(۲) اسم کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو خبر کی طرف راجع ہو۔ جیسے: "کان فی

الدار صاحبها"۔

(۳) تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہوں، اس کے مقامات مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ ہیں۔

(اوضح المسالک، ج ۱، ص ۲۴۲، النحو الکافی، ص ۱۹۹، شرح قطر الندی، ص ۷۴، الاشمونی، ج ۱، ص ۲۳۱)

فائدہ

اگر کان، اصبح، اضحی، امسی اور ظل، صار کے معنی میں ہوں تو ان کی خبر فعل ماضی نہیں آسکتی۔ جیسے: ﴿فکانت هباء منبثا﴾ الآیة (الواقعہ) ﴿وکنتم ازواجا ثلاثة﴾ (الواقعہ)۔ (ہمع الہوامع، ج ۱، ص ۱۱۴)

فائدہ

کبھی افعال ناقصہ کی خبر جملہ حالیہ کے مشابہ ہوتی ہے تو اس پر واؤ حالیہ داخل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "فظلوا ومنهم سابق"۔

یہ اخفش اور ابن مالک کا مذہب ہے، جمہور کے نزدیک واؤ کے بعد جملہ حالیہ ہوگا اور فعل فعلِ تام ہوگا۔ (ہمع الہوامع، ج ۱، ص ۱۱۶، متن متین، ص ۱۵۱)

فائدہ

افعال ناقصہ (سوائے زال کے) پر کبھی حرف نفی داخل ہوتا ہے تو اس صورت میں ان کی خبر منفی ہوگی۔ جیسے: "ما کان زید عالماً"، اگر خبر کا ایجاب مقصود ہو تو خبر سے پہلے "إلاّ" ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "ما کان زید إلاّ عالماً"۔

اگر خبر ایسی چیز ہو جس کی نفی لازم ہو تو اقتران "إلاّ" کے ساتھ جائز نہیں ہے، پس "ما کان زید یعیج بالدواء" میں "ما کان زید إلا یعیج" کہنا درست نہیں ہے۔

(الاشمونی، ج ۱، ص ۲۵۲، حاشیہ الصبان، ج ۱، ص ۲۳۴، النحو الوافی، ج ۱، ص ۵۳۴)

فائدہ

بعض افعال ناقصہ کی اخبار ان پر مقدم کرنا جائز ہے اور بعض پر جائز نہیں اس اعتبار سے ان کی چار اقسام ہیں۔

(۱) بالاتفاق تقدیم خبر ناجائز ہو اور وہ مادام ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک تقدیم جائز اور مبرد کے نزدیک جائز نہیں اور یہ لیس ہے۔

(۳) جمہور کے نزدیک جائز اور ابن کیسانؒ کے نزدیک ناجائز، اور یہ "مازال، مانفک، مابرح" اور "مافتی" ہیں۔

(۴) بالاتفاق تقدیم جائز ہو اور کوئی مانع نہ ہو، یہ کان اور باقی افعال ہیں۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۶۰)

فائدہ

افعال ناقصہ کے ساتھ جار مجرور یا ظرف متعلق ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض نحاۃ جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۶۰، مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۱۰۴)

فائدہ

﴿فانظر کیف کان عاقبة مکرهم﴾ [الآیة] (النمل: ۵۱) جیسی آیت میں تین (۳) تراکیب ہیں۔

(۱) کیف حال مقدم اور کان تامہ ہو۔

(۲) کیف خبر مقدم اور کان ناقصہ ہو،

(۳) کیف خبر مقدم اور کان زائد اور "عاقبة مکرهم" مبتدا مؤخر ہو۔

(مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۲۹۰، الاشمونی، ج ۱/۲، ص ۵۵۷، حاشیۃ الصبان)

فائدہ

صار اور اس کے ہم معنی افعال۔ مثلاً دام، زال، واخواتھا کی خبر میں یہ شرط ہے کہ جملہ فعلیہ ماضیہ نہ ہو پس "صار زید علم" کہنا درست نہیں ہے۔

(الہامش علی النحو الوافی، ج ۱، ص ۴۹۷)

قاعدہ

اگر کان یا لیس نفی کے ساتھ ہو اور اس کی خبر مقترن بالا ہو تو اس کی خبر پر واؤ

داخل کرنا جائز ہے اور إلاّ ملغیٰ ہوگا۔ جیسے: شعر

ما کان من بشر ومیتة۔ محتومة لکن الآجال تختلف

(النحو الوافی، ج ۱/۱، ص ۵۰۰)

قاعدہ

اگر لیس کی خبر پر ایسا اسم مشتق عطف ہو جو مابعد میں عامل ہو تو اس کو خبر پر عطف کر کے منصوب پڑھنا اور مبتدا بنا کر مرفوع پڑھنا دونوں درست ہیں جیسے: ''لیس المستعمر امیناو لاصادقاً وعدہ'' (النحو الوافی، ج ۱/۱، ص ۵۵۴)

فائدہ

زال کی خبر میں شرط یہ ہے کہ جملہ فعلیہ ماضویہ نہ ہو اور اس کی خبر إلاّ کے بعد واقع نہ ہو۔ پس: ''مازال المسافر غاب'' اور ''مازال النجم إلاّ بعیداً'' کہنا درست نہیں ہے۔

(النحو الوافی، ج ۱/۱، ص ۵۱۰)

فائدہ

اگر افعال ناقصہ (سوائے لایکون استثنائیہ زال، فتیٔ، برح، اور انفک کے) سے پہلے نفی ہو تو ان کی اخبار پر ''باء'' زائدہ داخل کرنا درست ہے۔

(الحاشیہ علی النحو الوافی، ج ۱/۱، ص ۵۳۶)

ماولا المشبہتان بلیس کی خبر

ماولا المشبہتان بلیس کی خبر بھی منصوبات میں سے ہے۔

تعریف

وہ اسم ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند بنے۔

جیسے: ''مازید قائماً'' ''ولا رجل حاضراً''

(کافیہ، ص ۵۱/۱، شرح رضی، ص ۲۱۵/۱، ہدایۃ النحو، ص ۴۷/۱)

فائدہ

اگر ''مامشبہ بلیس'' کی خبر جملہ فعلیہ یا جار مجرور یا حرف جارہ زائدہ کے ساتھ ہوتو اس میں ماحجازیہ اور تمیمیہ دونوں کا احتمال ہوسکتا ہے لیکن راجح ترکیب ماحجازیہ کی ہوگی۔

جملہ فعلیہ کی مثال: ﴿وما الله يريد ظلماً للعالمين﴾ [الآية] (آل عمران:۱۰۸)

جار مجرور کی مثال: ﴿وما أنا من المتكلفين﴾ (ص:۸۶)

باءزائدہ کی مثال: ﴿وما اكثر الناس ولو حرصت بمومنين﴾ [الآية] (یوسف:۱۰۳)

(النحو القرآنی، ص/۲۳۹)

قاعدہ

اگر ''ماولا'' کی خبر کو مقدم کیا جائے تو عمل باطل ہوگا، اور تکرار ''لا'' واجب ہوگا۔ جیسے: ﴿لافيها غول ولاهم عنها ينزفون﴾ [الآية]

(النحو القرآنی، ص/۲۴۱، کافیہ، ص/۵۲، ھدایۃ النحو، ص/۷۴)

قاعدہ

''إن'' مشابہ بلیس کی خبر اکثر مقارن ''بالا'' ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿إن هذا إلا ملك كريم﴾ [الآية] (یوسف:۳۱) اور کبھی ''إلا'' کے بغیر بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: ''إن هذا نافعك ولاضارك'' (جامع الدروس، ج/۲، ص/۲۱۳)

قاعدہ

جب ماحجازیہ کی خبر پر عطف حرف ایجاب (لکن، بل) کے ذریعے ہوتو یہ موجب میں عمل نہیں کرتا بلکہ منفی میں عمل کرتا ہے لہٰذا ان دونوں حرفوں کے بعد معطوف مرفوع ہوگا۔ جیسے: ''ماسعيد كسولاً بل مجتهد'' ای ''بل هو مجتهد'' ''وماخليل مسافراً بل مقيم''۔

(جامع الدروس، ص/۲۱۰، الاشمونی، ج/۱، ص/۲۵۸، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۲۷۸، شرح رضی، ج/۲، ص/۲۲۳)

فائدہ

نحاۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''لا'' مشابہ بلیس کا عمل کلام عرب میں بہت کم آیا

ہے اسی وجہ سے اس پر قیاس کرتے ہوئے نصب دینا اخفش اور مبرد کے نزدیک درست ہے۔

(الحاشیہ علی اوضح المسالک، ج ۱، ص ۲۸۴)

فائدہ

جمہور کے نزدیک "الا" کی وجہ سے ما کا عمل ختم ہو جاتا ہے جیسے: "﴿وما محمد الا رسول﴾ [الآیۃ] امام یونس اور شیخ سیبویہ کے نزدیک اس کا عمل جائز ہے۔ جیسے: شعر

وما الدهر الا مجنوناً باهله وما صاحب الحاجات الا معذبا۔

(شرح رضی، ۲/، ص ۲۱۸، الحاشیہ علی اوضح المسالک، ج ۱، ص ۲۷۷، ہمع الھوامع ص ۱۲۳/، متن متین، ص ۱۵۴/)

قاعدہ

"ما" کی خبر پر اکثر "با" زائدہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿وما الله بغافل عما تعملون﴾ [الآیۃ] (البقرۃ: ۷۴) اور "لا" کی خبر پر قلت کیساتھ باء زائدہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے: شعر

وكن لي شفيعاً يوم لا ذو شفاعة بمغنٍ فتيلاً عن سواد بن قارب

(اوضح المسالک، ج ۱، ص ۲۹۲/، ص ۲۹۴/، معجم النحو، ص ۳۲۲/، الاشمونی، ج ۱، ص ۲۵۹/، متن متین، ص ۱۵۴/، شرح المفصل، ص ۲۹۱/)

قاعدہ

"لا" مشابہ بلیس کی خبر اکثر محذوف رہتی ہے۔ جیسے: شعر

من صد عن نيرانها فانا ابن قيس لا براح

ای: لا براح لی

(معجم، ص ۲۹۱/، جامع، ج ۲/، ص ۲۱۱/، الاشمونی، ج ۱/، ص ۲۶۶/، النحو الوافی، ج ۱/، ص ۵۴۶)

فائدہ

لا مشابہ بلیس میں اصل یہ ہے کہ عمل نہ کرے اور مابعد مبتدا و خبر ہوں اور جب مہمل

ہوتو تکرارِ لا احسن ہے۔ جیسے: ﴿لاخوف علیهم ولاهم یحزنون﴾ الآیة (البقرة:۶۲)
(جامع، ج ۲، ص ۲۱۱، جمع الجوامع، ج ۱، ص ۱۲۵)

قاعدہ

اگر ما حجازیہ پر ہمزہ داخل ہو تب بھی عمل کرے گا۔ جیسے: "اما زید قائماً"
(جمع الجوامع، ج ۱، ص ۱۲۴، النحو الوافی، ج ۱، ص ۵۴۳)

حروف مشبہ بالفعل کا اسم

حروف مشبہ بالفعل کا اسم بھی منصوبات میں سے ہے۔

تعریف

"إن" اور اس کے اخوات میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو۔ جیسے: "إن زیداً قائم" (شرح رضی، ج ۲، ص ۱۷۳، شرح جامی)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کا اسم یا تو ظاہر ہوگا۔ جیسے: ﴿ان بطش ربک لشدید﴾ الآیة (البروج) یا مؤول ہوگا۔ جیسے: ﴿ان لک ان لاتجوع فیها ولاتعری﴾ الآیة (طٰہٰ) یا ضمیر متصل ہوگا، جیسے: ﴿لعلک باخع نفسک﴾ الآیة (الکہف)
(المنہاج فی القواعد والاعراب، ص ۱۸)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کے اسم کو کسی صورت میں حذف کرنا جائز نہیں البتہ جب اسم ضمیر شان ہو پھر حذف ہوسکتا ہے۔ جیسے: "إن من اشد الناس عذاباً یوم القیامة المصورون" الحدیث (المنہاج، ص ۱۹، متن متین، ص ۱۵۲)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کے اسم پر لام ابتدائیہ داخل کرنا جائز ہے بشرطیکہ خبر ظرف

یا جار مجرور اسم پر مقدم ہو جیسے: "إن من البیان لسحرا" [الحدیث]

(القواعد الاساسیہ، ص/۱۲۵، النحو القرآنی، ص/۲۶۱، شرح قطر الندا، ص/۲۱۸)

قاعدہ

جب حروف مشبہ بالفعل کے اسم کو اسم پر عطف کر دیا جائے تو منصوب ہوگا، خواہ معطوف خبر سے پہلے ہو یا بعد میں۔ جیسے: ﴿إن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی﴾ [الآیۃ] (الاحزاب:۵۶)

﴿إن الذین آمنو او الذین ھادوا والصابئون﴾ [الآیۃ] (المائدۃ: ۶۹) البتہ إنّ، أن اور لکن، کے اسم پر اگر خبر کے بعد عطف کیا جائے تو اس کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے، اور یہ مبتدا محذوف کے لئے خبر واقع ہوگا۔ جیسے: ﴿إن اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ﴾ [الآیۃ] (التوبۃ:۳) "ای ورسولہ بریٔ منھم" ﴿واذا قیل ان وعداللہ حق والساعۃ لاریب فیھا﴾ [الآیۃ] (الجاثیۃ:۳۲)

(القواعد الاساسیہ، ص/۱۲۶، النحو القرآنی، ص/۲۶۴، موسوعۃ، ص/۱۵۷، الاشمونی، ج/۱، ص/۳۱۳)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کے اسم کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدرات کلام کا تقاضا نہ کرتا ہو پس اخطل کے شعر: "إن من یدخل الکنیسۃ یوماً" میں إن کا اسم محذوف ہے کیونکہ "من" صدرات کلام چاہتا ہے۔ (متن متین، ص/۱۵۱)

فائدہ

حروف مشبہ بالفعل کے اسم کو خبر سے مؤخر کرنا جائز نہیں، پس "إن قائم زیداً" کہنا درست نہیں البتہ اگر خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو پھر درست ہوگا۔ جیسے: "﴿إن الینا ایابھم ثم إن علینا حسابھم﴾ [الآیۃ] (الغاشیۃ) (شرح قطر الندا، ص/۲۱۳)

قاعدہ

جب "إن" مخفف عن المثقل ہو تو اسم کا استتار واجب ہے اور اس کی خبر جملہ دعائیہ یا فعل جامد یا فعل کے ابتداء میں سین، سوف، نفی، یا حرف شرط یا قد یا لو" ہوگا۔

(شرح شذور الذہب، ص/۲۵۷)

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کے اسم وخبر کے احکام مبتدااور خبر کے احکام ہیں پس جوامر مبتدااور خبر میں جائز، وہ ان حروف کے اسم وخبر میں بھی جائز ہوگا، البتہ ان کی خبران کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہاں اگر خبر جار مجرور یا ظرف واقع ہوتو پھر جائز ہے۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۶۳)

قاعدہ

"أنَّ" اپنے اسم وخبر کے ساتھ "إنّ" کے لئے اسم بن سکتا ہے بشرطیکہ خبر کے ذریعے فصل واقع ہو۔ جیسے: "إن عندی انک فاضل"

(الاشباہ والنظائر: ج ۱، ص ۱۵۶)

تنبیہ

باقی حروف مشبہ بالفعل کی پوری تفصیل مرفوعات میں گزر چکی ہے۔

لائے نفی جنس کا اسم

لائے نفی جنس کا اسم بھی منصوبات میں سے ہے۔

تعریف

وہ اسم ہے جو لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو اس حال میں کہ اس کے بعد بلا فاصلہ نکرہ مضاف یا شبہ مضاف ہو۔

(شرح رضی، ج ۲، ص ۱۸۴، شرح جامی، ص ۱۶۵، ھدایۃ النحو، ص ۴۷)

فائدہ

لائے نفی جنس کے اسم کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) مضاف ہو اس صورت میں اسم لا منصوب معرب ہوگا۔ جیسے: "لاشاهِدَزورٍ فالحٌ"

(۲) مشابہ مضاف ہو اس صورت میں بھی اسم "لا" معرب ہوگا۔ (مشابہ مضاف کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ دوسرا ایسا اسم متصل ہو جس کی وجہ سے پہلے اسم کا

معنیٰ تام ہورہا ہو) جیسے: ''لاطالعاً جبلاً ضعیف''

(۳) مفرد ہو (نہ مضاف ہو نہ شبہ مضاف) اس صورت میں اسم ''لا'' مبنی برفتحہ ہوگا۔ جیسے: ''لامومن کذّاب'' نفئے کی صورت میں اسم ''لا'' النافیه للجنس

مضاف	شبہ مضاف	مفرد
لاطالب علم مهمل	لاطالعاً جبلاً واقع	لامؤمن جبان
اسم لامعرب	اسم لامعرب	اسم لامبنی

(النحو الکافی، ص/۲۳۳، النحو القرآنی، ص/۱۷۱، معجم النحو، ص/۲۹۳، شرح قطر الندیٰ، ص/۲۲۲، اوضح المسالک، ج/۲، ص/۸)

فائدہ

''لاسیما'' کے بعد اگر اسم نکرہ ہو تو اس میں تین تراکیب ہوں گی۔ جیسے: ''قرات کتباً کثیرة ولاسیما کتاب''

(۱) مجرور ہو، سیّ ''اسم لا''، ما زائدہ کتاب مضاف الیہ اور خبر محذوف ہے۔

(۲) مرفوع ہو، سیّ، اسم لا ''ما زائد'' کتاب خبر مبتدا محذوف کے لئے، ای ھو کتاب جملہ ہو کر صلہ اور لا کے لئے خبر محذوف ہوگی۔

(۳) منصوب ہو، سیّ ''اسم لا'' ما زائدہ کتاباً تمیز اور خبر محذوف ہے اور اگر اسم معرفہ ہو تب بھی تین تراکیب ہوں گی، جیسے: ''حافظ علی الصلوات ولاسیما الفجر'' باقی ظاہر ہے۔ (الکافی، ص/۲۳۸، موسوعۃ، ص/۵۷۲)

فائدہ

جب کلام میں ''لا'' تکرار کے ساتھ مذکور ہو اور ہر ایک کے بعد نکرہ بلا فاصلہ ہو تو اس میں پانچ احتمالات جائز ہیں، جیسے: ''لاحول ولاقوة إلاّبالله''

(۱) اِن کی طرح دونوں عمل کریں۔

(۲) لیس کی طرح دونوں عمل کریں یا لا مہمل ہو بعد میں مبتدا و خبر ہوں۔

(۳) پہلا اسم مفتوح دوسرا اسم مرفوع۔

(۴) پہلا اسم مرفوع دوسرا اسم مفتوح۔
(۵) پہلا مبنی بر فتح دوسرا منصوب ہو۔

دوسری مثال: ﴿یوم لابیع فیه ولاخلة ولاشفاعة﴾[الآیة](البقرة:۲۵۴)

تیسری مثال: ﴿فلارفث ولافسوق ولاجدال فی الحج﴾[الآیة](البقرة،ص۱۹۷)

(النحو القرآنی،ص۲۷۳،معجم النحو،ص۲۹۴،ھدایۃ النحو،ص۴۷،شرح قطر الندی،ص۲۴۴،اوضح المسالک،ج۲،ص۱۴)

فائدہ

قرآن مجید میں لائے نفی للجنس کا اسم نہ مضاف آیا ہے اور نہ شبہ مضاف صرف ایک جگہ شبہ مضاف کا احتمال ہے اور وہ آیت مندرجہ ذیل ہے۔

﴿لابشری یومئذ للمجرمین﴾[الآیة](الفرقان:۲۲) اگر یومئذ کو (بشری) سے متعلق مان لیا جائے اور "للمجرمین" اس کے لئے خبر ہو۔

(النحو القرآنی،ص۲۷۱)

فائدہ

قرآن پاک میں لائے نفی جنس کا اسم "مصدر" اسم فاعل اور اسم جامد بکثرت استعمال ہوا ہے مصدر کی مثال جیسے: ﴿لاظلم الیوم﴾ (غافر:۱۷) اسم فاعل کی مثال جیسے: ﴿لامعقب لحکمه﴾[الآیة](الرعد:۴۱) اسم جامد کی مثال جیسے: ﴿فاذا نفخ فی الصور فلاانساب بینهم یومئذ﴾[الآیة](المؤمنون ۱۰۱) (النحو القرآنی،ص۲۷۲)

قاعدہ

کبھی لائے نفی جنس کا اسم حذف کر دیا جاتا ہے جب کہ کوئی قرینہ ہو جیسے: "لاعلیک" ای "لابأس علیک"

(ھدایۃ النحو،ص۴۷،معجم النحو،ص۲۹۲،موسوعۃ،ص۵۶۹،جامع،ج۲،ص۲۴۱)

قاعدہ

اگر کوئی اسم لائے نفی جنس کے اسم پر بغیر تکرار ''لا'' کے عطف کر دیا جائے تو پہلا اسم مفتوح ہوگا اور معطوف اسم کو منصوب (بنا بر عطف علی المحل) اور مرفوع (بنا بر عطف علی محل لا واسمہا) دونوں پڑھنا جائز ہیں۔ جیسے: شعر: ''فلاأب وابناً مثل مروان وابنه''

(معجم النحو، ص ر۲۹۵، قطر الندا، ص ر۲۲۴، الوافی، ج ر۱، ص ر۶۲۷)

قاعدہ

اگر اسم مفرد نکرہ کی صفت مفرد متصل ہو تو صفت کو مفتوح، منصوب اور مرفوع تینوں طرح پڑھنا جائز ہیں جیسے: ''لاسیف ماضی اقطع من الحق'' اگر صفت مفرد نہ ہو (بلکہ شبہ مضاف ہو) یا متصل نہ ہو تو نصب اور رفع متعین ہیں۔ جیسے: ''لارجل قبیحاً فعله محمود'' ''لارجل فی الدار ظریف''۔

(معجم النحو، ص ر۲۹۵، قطر الندا، ص ر۲۲۵، جامع، ص ر۲۴۴)

قاعدہ

اسم لا کے لئے نکرہ ہونا ضروری ہے پس اگر کہیں معرفہ آ گیا ہو اور ''لا'' نے عمل بھی کیا ہو تو اس میں تاویل کی جائے گی، جیسے: ''قضیة لااباحسن لها'' ''لافیصل لها'' کی تاویل میں ہوگا۔

(اوضح مع الهامش، ج ر۲، ص ر۶، جامع الدروس، ج ر۲، ص ر۲۳۹، همع الهوامع، ج ر۱، ص ر۱۴۵)

فائدہ

کبھی اسم لا معرفہ مؤول بنکرہ ہوتا ہے جس سے جنس مراد ہوتی ہے۔ مثلاً جب اسم علم ہو اور ایک وصف کے ساتھ مشہور ہو۔ جیسے: ''لاحاتم الیوم'' ''لاجواد کحاتم'' کی تاویل میں ہوگا۔ (جامع الدروس، ج ر۲، ص ر۲۳۸، شرح رضی، ج ر۲، ص ر۱۹۶)

فائدہ

اگر اسم منفی کے بعد لام اضافت ہو تو اسم میں دو وجہیں جائز ہیں، جیسے: ''لاغلام لک'' و ''لاناصر لزید''۔

(۱) اسم اپنے "لا" کے ساتھ مل کر مبنی برفتحہ ہو، تنوین کا حذف ایسا ہوگا جیسا کہ خمسۃ عشر میں ہے اور "لام" خبر یا صفت مع حذف الخبر ہوگا۔

(۲) اسم اپنے مابعد کی طرف مضاف ہو اور "لام" زائدہ ہو اس صورت میں اسم معرب ہوگا۔ (شرح المفصل، ج ۱/۲، ص ۱۰۵/۱، ہمع الھوامع، ج ۱، ص ۱۴۶/۱)

قاعدہ

اگر "لا" کے بعد إلا واقع ہو تو إلا کے بعد والے اسم کو مرفوع اور منصوب دونوں پڑھنا جائز ہیں۔ جیسے: "لااله إلاّ الله" "ولاسيف إلاّ ذو الفقار، او ذاالفقار"۔

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۶۴۶/۱)

قاعدہ

ہر وہ ترکیب جس میں لائے نفی جنس کے اسم کے بعد لام اضافت ہو تو اس اسم پر اضافت والے احکام جاری ہوں گے۔ جیسے: "لاابالہ" "ولاغلامی له"۔

(شرح جامی، ص ۱۷۱/۱)

قاعدہ

اخفش کے نزدیک "لائے" نفی جنس کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: "لا رجل وامراة" ای "ولاامراة" (مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۴۱۴/۲)

فصل سوم در بیان مجرورات

اسم مجرور کی تعریف

اسم مجرور وہ اسم ہے جو مضاف الیہ کی علامت (جر) پر مشتمل ہو۔

(کافیہ، ص ۵۲/۱، شرح جامی،، شرح رضی، ج ۳، ص ۲۳۳/۳)

مضاف الیہ کی تعریف

ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت حرف جر کے ذریعہ کی گئی ہو، خواہ وہ حرف جر لفظوں میں مذکور ہو یا مقدر ہو۔ (کافیہ، ص ۵۲/۱، شرح جامی، شرح رضی، ج ۳، ص ۲۳۳/۳)

قاعدہ

مضاف الیہ ہمیشہ کے لئے مجرور ہوتا ہے اور مضاف پر ماقبل عامل کے مطابق اعراب جاری ہوگا۔ (موسوعۃ النحو، ص/۹۸)

فائدہ

مجرورات کی دو قسمیں ہیں، مجرور بالحرف، مجرور بالاضافۃ

(۱) مجرور بالحرف کی تعریف

مجرور بالحرف وہ ہے جو حروف جارہ کے بعد واقع ہو۔ (حروف جارہ کی بحث انشاءاللہ حروف کی بحث میں آئے گی)۔

(۲) مجرور بالاضافۃ کی تعریف

وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت حرف جر مقدر کے واسطے سے کی گئی ہو۔

(النحو الکافی، ص/۱۶۹۔ النحو القرآنی، ص/۳۹۵)

فائدہ

مضاف اضافت سے ماخوذ ہے بمعنی مائل کرنا اور نسبت کرنا اصطلاح نحاۃ میں اضافت کسی اسم کو غیر کی طرف اس طرح منسوب کرنا کہ دوسرا پہلے اسم کے لئے بمنزلہ تنوین یا قائم مقام تنوین کے بنے۔

(عدۃ السالک الی اوضح المسالک، ج/۳، ص/۸۱، النحو القرآنی، ص/۴۲۳، معجم النحو، ص/۳۲)

قاعدہ

مضاف اسم ہی ہوتا ہے اور مضاف الیہ میں بھی اصل اسمیت ہے بعض اوقات مضاف الیہ جملہ بھی آتا ہے لیکن اس کو اسم کی تاویل میں لیا جاتا ہے۔

(عدۃ السالک، ج/۳، ص/۸۱، متن متین، ص/۱۵۵، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۳۳۹، الاشباہ والنظائر، ج/۱/۲، ص/۹۰، النحو الوافی، ج/۲، ص/۶)

قاعدہ

چار مقامات میں اسم جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جب اسماء زمان مضاف ہوں۔ جیسے: ﴿هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم﴾[الآية] ﴿اذا جاء نصر الله والفتح﴾[الآية]

(۲) جب "حيث" مکانیہ مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام﴾[الآية] ﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس﴾[الآية]

(۳) جب لفظ "اية" مضاف ہو۔ جیسے: شعر

"الامن مبلغ عنى تميماً بايّة ماتحلون الطعاما"

(۴) جب لفظ "ذو" مضاف ہو۔ جیسے: عرب کا قول ہے "اذهب بذى تسلم "ای: "اذهب بصاحب سلامتك" (عدۃ السالک، ج ۳/، ص ۸۲/)

قاعدہ

اضافت کی وجہ سے مضاف سے تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع حذف ہو جاتا ہے جیسے: ﴿تبت يدا ابى لهب﴾[الآية](المسد) ﴿اولوا الارحام﴾[الآية](الانفال)

جس نون پر علامت اعراب جاری ہوتا ہے اضافت کے وقت حذف نہیں ہوتا۔ جیسے: ﴿شياطين الانس﴾[الآية]

(معجم النحو ص ۳۲/، النحو الکافی ص ۱۸۱/، کافیہ ص ۵۳/، النحو القرآنی ص ۴۲۵/، قطر الندا ص ۳۴۵/، عدۃ السالک ج ۳/، ص ۳/

فائدہ

ابو حیان اور ابن درستویہ دونوں اضافت میں حرف جر کی تقدیر کے قائل نہیں جب کہ باقی نحاۃ کے نزدیک حرف جر تقاضے کے مطابق مقدر ہوگا، اور سیبویہؒ کے نزدیک حرف جر کے مقدر ہونے کے ساتھ ساتھ مضاف خود اپنے مضاف الیہ میں عامل ہوتا ہے

اوراس کوجر دیتا ہےاور یہی جمہور نحاۃ کامذہب ہے۔

(خضری، ج ۲،ص ۳۔موسوعۃ النحو،ص ۹۷۔النحو القرآنی،ص ۴۲۵۔اشمونی،ج ۲،ص ۱۲۳۔عدۃ السالک،ج ۳،۸۳۔ھمع الھوامع،ج ۱/۲،ص ۴۶)

فائدہ

اضافت کی دو قسمیں ہیں اضافت لفظی،اضافت معنوی

(۱)اضافت معنویہ (جس کو اضافت محضہ،اضافت حقیقہ اور اضافت متصلہ بھی کہاجاتا ہے)وہ ہے جس میں مضاف صیغۂ صفت نہ ہوجو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔جیسے:"غلام زید"

یادرکھیں کہ یہاں پر صیغۂ صفت سے مراد اسم فاعل،اسم مفعول،صفت شبہ اور اسم تفضیل ہےاور معمول سے مراد فاعل اور مفعول ہے۔

(۲)اضافت لفظیہ (جس کو اضافت غیر محضہ،مجازیہ اور منفصلہ بھی کہاجاتا ہے)وہ ہے جس میں مضاف ایسا صیغۂ صفت ہوجو اپنے معمول یعنی فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہوجیسے:"ضارب زید"۔

(موسوعۃ النحو،ص ۹۶۔معجم النحو،ص ۳۳۔کافیہ،ص ۵۲۔قطر الندی،ص ۳۴۴۔ھدایۃ النحو،ص ۴۸)

فائدہ

مندرجہ ذیل پانچ صورتیں اضافت لفظیہ کے مشابہ ہیں۔

(۱)اضافۃ الاسم الی الصفۃ۔جیسے:"مسجد الجامع"

(۲)اضافۃ المسمی الی الاسم۔جیسے:"شھر رمضان"

(۳)اضافۃ الصفۃ الی الموصوف۔جیسے:"طویل الشعر"

(۴)اضافۃ الموصوف الی القائم مقام الصفۃ جیسے:شعر

"علا زیدنایوم النقا راس زیدکم"

ای: علازید صاحبنا راس زید صاحبکم

یہاں دونوں صفتوں کو حذف کر کے موصوفوں کو قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔

(۵) اضافۃ المؤکد الی المؤکِد: یہ اکثر اسماء زمان میں ہوتی ہے۔ جیسے: "یومئذٍ" (موسوعۃ النحو: ص/۹۸، اشمونی ج/۲، ص/۱۲۷)

فائدہ

اضافت معنویہ تین قسم پر ہے۔

(۱) اضافت لامیہ

اضافت لامیہ وہ ہے جس میں مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس میں سے ہو اور نہ مضاف کے لئے ظرف ہو۔ جیسے: "غلام زید" اور یہ اضافت میں اکثر استعمال ہوتی ہے۔

(۲) اضافت بیانیہ

اضافت بیانیہ وہ ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کی جنس میں سے ہو۔ جیسے: "خاتم فضۃ" یہ اضافت اضافت لامیہ کے مقابلہ میں کم استعمال ہوتی ہے۔

(۳) اضافت فویہ

وہ ہے جس میں مضاف الیہ ظرف ہو ظرف زمان ہو یا ظرف مکان۔ جیسے: "مکر اللیل، صاحبی السجن"

(معجم النحو، ص/۳۲، کافیہ، ص/۵۲، النحو القرآنی، ص/۴۳۶، قطر الندی، ص/۳۲۵، اوضح المسالک، ج/۳، ص/۸۵)

فائدہ

اضافت معنویہ کے دو فائدے ہیں۔

(۱) تعریف کا فائدہ، جب مضاف الیہ معرفہ ہو۔

(۲) تخصیص کا فائدہ، جب مضاف الیہ نکرہ ہو (ان کے علاوہ اضافت معنویہ کے اور بھی فوائد ہیں)

اضافت لفظیہ کا فائدہ صرف تخفیفِ لفظی ہے۔

(کافیہ، ص ۵۳، موسوعۃ النحو، ص ۹۶، النحو القرآنی، ص ۴۲۶، معجم النحو، ص ۳۳)

فائدہ

دو مقامات میں اضافت تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔

(۱) جب ایسی جگہ میں واقع ہو جہاں معرفہ نہیں آ سکتا۔ جیسے: ''رُبَّ رجل واخیه ''کم ناقة وفصیلها ''ای ''رب رجل واخ له'' ''وکم ناقة وفصیلة لها '' کیونکہ ''رب'' اور ''کم'' نکرہ ہی پر داخل ہوتے ہیں۔

(۲) جب مضاف متوغل فی الابہام ہو اور تعریف کو قبول نہیں کرتا۔ جیسے: غیر اور مثل جب کہ مطلقاً مغایرت اور مماثلت مقصود ہو۔ جیسے: ''ابصرت انسانا غیرک أو مثلک ''

(معجم النحو، ص ۳۳، موسوعۃ النحو، ص ۹۸، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۸۷)

قاعدہ

اضافت معنویہ میں مضاف پر الف لام لانا ممنوع ہے، البتہ پانچ صورتوں میں مضاف پر الف لام آ سکتا ہے جب کہ اضافت اضافتِ لفظیہ ہو۔

(۱) مضاف الیہ مقرون بالام ہو۔ جیسے: شعر ''شفاء وهن الشافیات الحوائم ''

(۲) مضاف الیہ مقرون بالام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: شعر ''لقد ظفر الزوار انقیة العدا''

(۳) مضاف اس اسم کی طرف مضاف ہو جس میں الف لام کی ضمیر ہو۔ جیسے: ''مررت بالرجل الضارب غلامه ''

(۴) مضاف وصف، تثنیہ ہو۔ جیسے: ''الضاربا زید''

(۵) مضاف وصف، جمع مذکر سالم ہو جیسے: ''الضاربی زید''

(معجم النحو، ص ۴۱، موسوعۃ النحو، ص ۹۸، قطر الندی، ص ۳۴۶، النحو الوافی، ج ۳، ص ۱۲، اوضح المسالک، ج ۲، ص ۹۲)

فائدہ

کبھی مضاف سے تاءتانیث حذف کردی جاتی ہے۔جیسے:﴿واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ﴾[الآیۃ]

(اوضح المسالک، ج ۳/ص ۸۴/، الاشمونی، ج ۳/ص ۱۱۲/، النحو الوافی، ج ۳/ص ۶۹/)

قاعدہ

اگرعلم کی اضافت نکرہ کی طرف کی جائے تو وہ نکرہ ہوگا۔جیسے:''جاء زید رجل''۔

(موسوعۃ النحو، ص ۹۸/، معجم النحو، ص ۴۱/)

قاعدہ

اگرمضاف الیہ ان الفاظ میں سے ہو جو صدارت کلام چاہتے ہیں۔جیسے: حروف استفہام اور حروف شرط تو مضاف بھی صدارت کلام چاہے گا۔

جیسے:''کتاب من معک'' ''کتاب[illegible] تقرا''

(موسوعۃ النحو، ص ۹۹/، عدۃ السالک، ج ۳/ص ۱۰۲/، النحو الوافی، ج ۱/۲/ص ۶۱/)

فائدہ

کبھی مضاف مضاف الیہ مثنیٰ سے تثنیہ کا حکم لیتا ہے۔

اور کبھی مضاف الیہ جمع سے جمعیت کا حکم لیتا ہے۔جیسے:''حب الدیار شغفن قلبی'' (موسوعۃ النحو، ص ۱۰۰/، شرح رضی، ج ۲/ص ۲۸۵/)

فائدہ

مندرجہ ذیل پانچ مقامات میں مضاف مذکر مضاف الیہ مؤنث سے تانیث کا اثر لیتا ہے بشرطیکہ مضاف کے ساقط ہونے کے وقت مضاف الیہ اس کی جگہ آسکتا ہو۔

(۱) جب مضاف ''بعض'' ہو اور مضاف الیہ مؤنث ہو۔جیسے:''جاء ت بعض الفتیات''۔

(۲) مضاف مذکر مضاف الیہ مؤنث کا بعض (حصہ) ہو جیسے: شعر

''وتشرق بالقول الذی قدا ذعتہ کما شرقت صدر القناۃ فی الدم''

(۳) جب مضاف مضاف الیہ میں وصف ہو۔ جیسے: ﴿لا تنفع نفساً ایمانھالم تکن آمنت من قبل﴾[الآیة](الانعام:۱۵۸)

(۴) جب مضاف: مؤنث کی طرف مضاف ہو اور ماقبل صورتوں میں سے نہ ہو۔ جیسے: شعر: وماحب الدیار شغفض قلبی ولکن حب من سکن الدیار

(۵) جب مؤنث کی طرف مضاف اسم مذکر لفظ "کل" ہو۔ جیسے: ﴿یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضراً﴾[الآیة](آل عمران:۳۰)

(موسوعۃ النحو، ص/۹۹، معجم النحو، ص/۳۳، النحو القرآنی، ص/۴۳)

فائدہ

کبھی مضاف مؤنث ہوتا ہے اور مضاف الیہ مذکر، پس مضاف پر مذکر کے احکام جاری ہوتے ہیں بشرطیکہ مضاف کے ساقط ہونے کے وقت مضاف الیہ اس کی جگہ آ سکتا ہو۔ پس "قام امراۃ زیدٍ" کہنا درست نہیں اور دوسری شرط یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا بعض یا بعض کی طرح ہو۔ جیسے: ﴿فظلت اعناقھم لھا خاضعین﴾[الآیة](الشعراء:۴) خاضعات نہیں فرمایا۔

(موسوعۃ النحو، ص/۱۰۰، معجم النحو، ص/۳۳، النحو القرآنی، ص/۴۲۲، اوضح المسالک، ج/۳، ص/۱۰۱، النحو الوافی، ج/۳، ص/۶۶، شرح رضی، ج/۲، ص/۳۸۵، اشمونی، ج/۲، ص/۱۷۳)

فائدہ

تین مقامات میں مضاف معرب پر مضاف الیہ کے مبنی ہونے کی وجہ سے بناء کا حکم جاری ہوتا ہے۔

(۱) مضاف اسم معرب متوغل فی الابھام ہو اور اسم زمان نہ ہو۔ جیسے: غیر، مثل، شبہ۔ جیسے: "جاء زید غیرہ"

(۲) مضاف زمانہ مبہم اصلاً معرب ہو اور مضاف الیہ مفرد مبنی ہو۔ جیسے: "إذ" ﴿یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ﴾[الآیة](المعارج:۱۱)

مجرور یا مبنی بر فتحہ محل جر میں دونوں اعراب درست ہیں۔

(۳) مضاف زمانہ مبہم اصلاً معرب ہو اور مضاف الیہ جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: شعر "علی حین عاقبت المشیب علی الصبا" "حین" کو مجرور اور مبنی بر فتحہ دونوں پڑھنا جائز ہیں، اسی طرح اگر مضاف الیہ جملہ اسمیہ یا جملہ مضارعیہ ہو تو بھی دونوں وجہیں جائز ہیں۔ جیسے: ﴿یوم ینفع الصادقین صدقهم﴾ [الآیة] (المائدة:۱۱۹)

(موسوعۃ النحو، ص/۱۰۰، النحو القرآنی، ص/۴۳۳، معجم، ص/۳۶، عدۃ السالک، ج/۳، ص/۱۰۲، مغنی اللبیب، ج/۲، ص/۲۲۶، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۲۵۶)

فائدہ

اگر مصدر یا اسم تفضیل مضاف ہوں تو یہ اضافت معنوی ہوگی۔ جیسے: ﴿ویتفکرون فی خلق السموات والارض﴾ [الآیة] (آل عمران:۱۹۱) ﴿تبارک اللہ احسن الخالقین﴾ [الآیة] (المومنون:۱۴)

(النحو القرآنی، ص/۴۲۹، شرح رضی، ج/۳، ص/۲۶۳، الاشمونی، ج/۲، ص/۱۲۶)

قاعدہ

جب اسم فاعل مضاف ماضی کے لئے ہو تو اضافت اضافتِ معنوی ہوگی جیسے: ﴿الحمد للہ فاطر السموات والارض جاعل الملائکة رسلاً﴾ [الآیة] (فاطر:۱)

اسی طرح اگر اسم فاعل مضاف ہو اور مقصود استمرار اور ثبوت ہو تو بھی اضافت معنوی ہوگی جیسے: ﴿غافر الذنب وقابل التوب﴾ [الآیة] (غافر:۲)

(النحو القرآنی، ص/۴۲۹، شرح رضی، ج/۲، ص/۲۵۲، حاشیۃ الصبان، ج/۱/۲، ص/۲۳۹، النحو الوافی، ج/۲، ص/۳۰)

قاعدہ

ایسا اسمِ مضاف جو مضاف الیہ کے ساتھ معنی میں متحد ہو۔ جیسے: مترادف یا موصوف صفت۔ تو اس میں جمہور کے نزدیک تاویل کی جائے گی، کیونکہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف یا بالعکس درست نہیں اور کوفیین کے نزدیک بغیر کسی تأویل کے جائز

ہے بشرطیکہ مضاف مضاف الیہ سے لفظاً مختلف ہو۔

اضافت الصفۃ الی الموصوف کی مثال:﴿یعلم خائنة الاعین﴾[الآیة](غافر :۱۹)ای "یعلم الاعین الخائنة"

اضافت الموصوف الی الصفۃ کی مثال:﴿ولدار الآخرة خیر﴾[الآیة](یوسف :۱۰۹)ای: "الدار الاخرة"

اضافت المتر ادفین کی مثال:﴿ان هذا لهو حق الیقین﴾[الآیة](الواقعۃ:۹۵)

(النحو القرآنی ،ص۴۳۲،معجم النحو،ص۳۴۲،توضیح المسالک ،ج۲،ص۷۰۱،الاشمونی ،ج۲،ص۱۴۱،رضی ،ج۳،ص۲۷۳)

فائدہ

اسم کی باعتبار اضافت کے تین قسمیں ہیں۔

(۱)اضافت درست ہو۔جیسے:"ورق،قلم"یہ کثیر الاستعمال ہے

(۲)اضافت ممنوع ہو۔جیسے:"مضمرات ،اسماء اشارات، موصولات (سوی ای)اعلام،اسماء شرط اور اسماء استفہام۔

(۳)اضافت واجب ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)مفرد کی طرف اضافت واجب ہو۔

(۲)جملوں کی طرف اضافت واجب ہو۔

(معجم النحو،ص۳۵۸،موسوعۃ ،ص۱۰۲،توضیح المسالک ،ج۳،ص۱۱۰،النحو الوافی ،ج۳،ص۱۷۱،الاشمونی ،ج۲،ص۱۴۱)

قاعدہ

جس اسم کی مفرد کی طرف اضافت واجب ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)مضاف الیہ سے لفظاً قطعیت درست ہو۔جیسے:ای،بعض اور کل بشرطیکہ "کل "صفتیہ یا تاکیدیہ نہ ہو۔جیسے:﴿کل فی فلک یسبحون﴾[الآیة](الانبیاء:۳۳)

(۲)لفظاً اضافت لازمی ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کبھی ظاہر کی طرف اور کبھی مضمر کی طرف مضاف ہوتے ہوں اور یہ کلا و کلتا، عند اور لدی ہیں

(۲) صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتے ہوں اور یہ اولـــــو، اولات، ذو، ذات اور ان کے فروع ہیں جیسے: ﴿نحن اولوقوة﴾ [الآیة] (النمل:۳۳) ﴿واولات الاحمال﴾ [الآیة] (طلاق:۴)

(۳) جو صرف ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہوں۔ جیسے: وحده، لبیک، سعدیک وغیرہ

(معجم النحو، ص ر۳۵، النحو القرآنی، ص ر۳۳۴، موسوعۃ النحو، ص ر۱۰۳، اوضح المسالک، ج ر۳، ص ر۱۱۰، النحو الوافی، ج ر۳، ص ر۱۷، الاشمونی، ج ر۳، ص ر۴۲)

فائدہ

لازم الاضافۃ الی المفرد کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

عند، لدی، لدن، بین، وسط، شبه، قاب، کلا، کلتا، سوی، ذو، ذات، ذوا، ذواتا، ذوو، ذوات، اولو، اولات، قصاری، سبحان، معاذ، سائر، وحد، لبیک، سعدیک، حنانیک، دواليک، (مذکورہ الفاظ میں قطعیت عن الاضافۃ جائز ہے) اول، دون، فوق، تحت، یمین، شمال، امام، قدام، خلف، وراء، تلقاء، تجاه، اذا، حذاء، قبل، بعد، مع، کل، بعض، غیر، جمیع، حسب اور أیّ۔

(جامع الدروس، ج ر۳، ص ر۱۶۵، الاشباہ والنظائر، ج ر۱/۲، ص ر۹۰)

فائدہ

جس اسم کی اضافت جملہ کی طرف واجب ہو، اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جو مطلقاً جملوں کی طرف مضاف ہوتے ہوں، اور یہ "اذ" اور "حیـــث" ہیں جیسے: ﴿واذکروا اذانتم قلیل﴾ [الآیة] (الانفال:۲۶) "اجلس حیث جلس صاحبک"

(۲) جو صرف جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہو، اور یہ "لمّا" ہے جیسے: "لماجاء

نی علی اکرمه"۔

(معجم النحو،ص ر۳۶۲،النحو القرآنی،ص ر۴۴۰،موسوعۃ النحو،ص ر۱۰۳،اوضح المسالک ،ج ر۳،ص ر۱۲۵،جامع الدروس،ج ر۳،ص ر۱۶۷،اشمونی،ج ر۲،ص ر۱۵۳/۱۶۱)

قاعدہ

کبھی مضاف الیہ میں عمومیت کی وجہ سے مضاف میں عمومیت پیدا ہو جاتی ہے ،جیسے:"ماقرعت حلقة باب دار أحدٍ" اور کبھی مضاف مضاف الیہ سے ظرفیت کا معنی لیتا ہے بشرطیکہ مضاف "کل" یا "بعض" ہو یا جو کلیت یا جزئیت پر دلالت کرتا ہو، جیسے:﴿توتی اکلها کل حین﴾ [الآیة](ابراہیم:۲۵)اور کبھی مصدریت کا معنی لیتا ہے، جیسے:﴿وسیعلم الذین ظلموا أیّ منقلب ینقلبون﴾[الآیة](الشعراء:۲۲۷)

(موسوعۃ النحو،ص ر۱۰۱،النحو الوافی،ج ر۳،ص ر۶۱،شرح المفصل،ج ر۱،۳،ص ر۲۸)

قاعدہ

کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے اور اس کو مضاف والا اعراب دیا جاتا ہے، جیسے:﴿وجاء ربک﴾ (الفجر:۲۲)ای "امر ربک"اور کبھی مضاف الیہ کا اعراب ہی جاری ہوتا ہے۔جیسے"یکفیک الوجه والکفین" [الحدیث](بخاری شریف)ای "مسح الکفین ""﴿والله یرید الاخرة﴾[الآیة](الانفال:۶۷) ای عمل الاخرة.

(معجم النحو،ص ر۳۷،موسوعۃ النحو،ص ر۱۰۴،النحو القرآنی،ص ر۴۵۲،اوضح المسالک ،ج ر۳،ص ر۱۶۷،رضی ،ج ر۲،ص ر۲۸۳،اشمونی،ج ر۲،ص ر۶۸،شرح مفصل،ج ر۱،۳،ص ر۲۶)

قاعدہ

جہاں مضاف الیہ مضاف محذوف کا قائم مقام ہو اور اس کی طرف مضاف محذوف کے عامل کی نسبت درست نہ ہو، اُدھر مضاف محذوف ہوگا۔

(عدۃ السالک،ج ر۳،ص ر۱۴)

قاعدہ

مضاف الیہ کو حذف کر دینے کی صورت میں مضاف کی تین صورتیں ہو سکتیں ہیں۔

(۱) مبنی بر ضم ہو۔ جیسے: ﴿للہ الأمر من قبل ومن بعد﴾ [الآیۃ] (الروم :۴) (۲) معرب ہو تنوین کے ساتھ اور یہ اغلب ہے۔ جیسے: ﴿وکلا ضربنا له الامثال﴾ [الآیۃ] (الفرقان:۳۹) ای کل قوم (۳) اپنی حالت پر رہے جیسا کہ مضاف الیہ تھا۔ جیسے: "اکلت ربع ونصف مالدم لی"۔

(موسوعۃ النحو، ص ر۱۰۵، معجم النحو، ص ر۳۷، اوضح المسالک، ج ر۳، ص ر۱۷۱، النحو الوافی، ج ر۳، ص ر۱۶۵)

فائدہ

اسماءِ زمان میں اصل یہ ہے کہ جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہو، ظروف مکان میں سے صرف "حیث" جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

(عدۃ السالک الی اوضح المسالک، ج ر۱، ص ر۲۸۹، الاشباہ والنظائر، ج ر۱ر۲، ص ر۹۰، ۹۱، شرح مفصل، ج ر۱ر۲، ص ر۱۵، النحو الوافی، ج ر۳، ص ر۷۸)

فائدہ

اکثر نحاۃ کے نزدیک مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصل لانا جائز نہیں ہے سوائے ضرورت شعری کے اور کوفیین کے نزدیک مندرجہ ذیل سات مقامات میں جائز ہے۔

(۱) جب مضاف مصدر اور مضاف الیہ اس کا فاعل ہو، فاصل مفعول ہو۔ جیسے: ﴿وکذالک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاءِ ھم﴾ [الآیۃ] (الانعام:۱۳۷) "علی قراءۃ ابن عامر" یا ظرف ہو۔ جیسے: شعر

"فسقناهم سوق البغاث الاجادلِ"

(۲) مضاف وصف اور مضاف الیہ اس کا مفعول اول ہو اور فاصل مفعول ثانی ہو۔ جیسے: بعض قراء کی قراءت میں "﴿فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ

﴿الآیة﴾(ابراہیم:۴۷)"رسله" کے کسرہ کے ساتھ

(۳)فاصل قسم ہو۔جیسے:"هذا غلام والله زيد" باقی چار مقامات (جو کہ شعر سے متعلق ہیں) کی تفصیل "معجم النحو" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(معجم النحو،ص۳۹۹،موسوعۃ النحو،ص۵۰۱،النحو القرآنی،ص۴۵۲،متن تمرین ،ص۱۵۷،النحو الوافی،ج۳،ص۵۲۳،شرح رضی،ج۲،ص۲۸۸،شرح مفصل،ج۱/۲،ص۱۹،اوضح المسالک،ج۳،ص۱۷۷،اشمونی،ج۲،ص۱۷۹)

قاعدہ

جب اسم صحیح یاء متکلم کی طرف مضاف ہوتو اس مضاف اور یاء کے لئے تین احکام ہیں

(۱)مضاف کا آخر مکسور ہو۔جیسے:"زرت امي"۔

(۲)یاء ساکن ہو۔جیسے:﴿قل إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين﴾[الآیة(الانعام:۱۶۲)

(۳)یا مفتوح ہو۔جیسے:"غلامي لاتوذِاخاک"۔

(موسوعۃ النحو،ص۱۰۶،النحو القرآنی،ص۴۵۵،ھدایۃ النحو،ص۴۹،کافیہ،ص۵۵)

قاعدہ

جب اسم مقصور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو،تو اس کا آخر ساکن اور یاء مفتوح ہوگی۔جیسے:﴿هي عصاي اتوكأعليها﴾[الآیة](طٰہٰ:۱۸)اور کبھی الف کو یاء سے تبدیل کر کے یاء متکلم میں مدغم کیا جاتا ہے۔

(موسوعۃ النحو،ص۱۰۶،النحو القرآنی،ص۴۵۵،کافیہ،ص۵۶،شرح مفصل،ج۱/۲،ص۳۱،اوضح المسالک،ج۳،ص۱۹۶،النحو الوافی،ج۳،ص۱۷۷)

قاعدہ

جب اسم منقوص یاء متکلم کی طرف مضاف ہوتو اس کی یاء کو یاء متکلم میں مدغم کیا جاتا ہے اور یاء متکلم مبنی بر فتحہ ہوتی ہے:"یاقاضیَّ"

(موسوعۃ النحو،ص۱۰۶،اوضح المسالک،ج۳،ص۱۹۶،النحو الوافی،ج۳،ص۱۷۷،شرح مفصل،ج۱/۲،ص۳۱)

قاعدہ

جب تثنیہ کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف ہوتو نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر جاتا ہے اور یاء تثنیہ کو یاءِ متکلم میں مدغم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "رایت ابنیّ" البتہ الف تثنیہ حالت رفعی میں باقی رہتا ہے۔ جیسے: "انما معلمای"

اور جب جمع مذکر سالم کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف ہوتو نون گر جاتا ہے اور اس کی یاء کو (حالت نصبی اور جری میں) یاءِ متکلم میں مدغم کر دیا جاتا ہے اور حالت رفعی میں اس کے واؤ کو یاء سے تبدیل کر کے یاءِ متکلم میں مدغم کر دیا جاتا ہے، جیسے: ﴿وما انتم بمصرخيّ﴾ [الآیۃ]

(موسوعۃ النحو، ص ۱۰۷/۱، النحو القرآنی، ص ۴۵۶/۱، جمع الجوامع، ج ۵۲/۱، ص ۵۲/۱، شرح مفصل، ج ۳۶/۱، ص ۳۶/۱)

قاعدہ

لفظ "ذو" ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسمِ جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اس کی قطعیت عن الاضافۃ ناجائز ہے۔

(ھدایۃ النحو، ص ۵۰/۱، کافیہ، ص ۵۷/۱، متن متین، ص ۱۵۹/۱، شرح مفصل، ج ۳۷/۳، ص ۳۷/۳)

فائدہ

کلا اور کلتا کی اضافت کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) اضافت الی المعرفۃ ہو، لہٰذا کلا رجلین کہنا درست نہیں۔

(۲) تثنیہ حقیقی کی طرف ہو۔ جیسے: "کلتا الجنتین"۔

(۳) کلمہ واحد ہو، لہٰذا "کلا زید و عمر" کہنا غلط ہے۔

(اوضح المسالک، ج ۱۳۷/۳، معجم النحو، ص ۲۸۵/۱، جامع الدروس، ج ۱۶۵/۳، ص ۱۶۵/۳، شرح مفصل، ج ۳/۲، ص ۳/۲، اشمونی، ج ۱۵۴/۲، ص ۱۵۴/۲، النحو الوافی، ج ۹۹/۳، ص ۹۹/۳)

قاعدہ

لفظ "کل" اگر نکرہ کی طرف مضاف ہوتو مضاف الیہ کے معنیٰ کا اعتبار کرنا واجب ہے

،جیسے:﴿وکل شیئ فعلوہ فی الزبر﴾ [الآیۃ](القمر:۵۲)﴿کل نفس بما کسبت رھینۃ﴾[الآیۃ](المدثر:۳۸)

﴿کل حزب بمالدیھم فرحون﴾ [الآیۃ](المؤمنون:۵۳)اوراگرمعرفہ کی طرف مضاف ہوتولفظ کل کااعتبار کرناواجب ہے۔جیسے:﴿وکلھم اتیہ یوم القیٰمۃ فردًا﴾[الآیۃ](مریم:۹۵) (موسوعۃ النحو،ص۵۵/،معجم النحو،ص۲۸۴/)

فائدہ

جب وصف (خواہ مقرون بالام ہویا نہ ہو)ضمیر کی طرف مضاف ہوجیسے:"ضاربک "اور"الضاربک " توضمیرمضاف الیہ کے اعراب میں نحاۃ کااختلاف ہے۔

(۱)ضمیر اضافت کی وجہ سے محل جرمیں مجرور ہوگی خواہ مضاف وصف مقرون باللام ہویانہ ہویہ مذہب مبرد،مازنی،اوررمانی کا ہے۔

(۲)اخفش اورہشام کے نزدیک ضمیرمحل نصب میں منصوب ہوگی۔

(۳)امام سیبویہ کے نزدیک ضمیراسم ظاہرکی طرح ہے پس اگرمضاف وصف مقرون باللام ہوتومحل نصب میں منصوب ہوگی،وگرنہ محل جرمیں مجرور ہوگی۔

(اوضح المسالک مع عدۃ السالک ،ج/۳،ص/۱۰۰،شرح رضی ،ج/۲،ص/۲۶۳،الاشمونی ،ج/۲،ص/۱۳۴)

فائدہ

جب اسم زمان مبہم ماضی کے ساتھ ہوتواضافت میں"إذا"اور"اذ" کی طرح ہوگا۔جیسے:"جئتک زمنَ الحجاجُ امیرٌ"یا"زمنَ کان الحجاج امیراً"

(اوضح المسالک ،ج/۳،ص/۱۳۱،معجم النحو،ص/۳۶۸،جامع الدروس ،ج/۳،ص/۱۶۸،النحو الوافی ،ج/۳،ص/۸۹،اشمونی ،ج/۲،ص/۱۲۷،مغنی اللبیب ،ج/۲،ص/۷۵)

فائدہ

"ایٌّ"لازم الاضافۃ اسماء میں سے ہےاس کی پانچ قسمیں ہیں۔وصفیہ،حالیہ

،موصولہ،شرطیہ،استفہامیہ۔

وصفیہ اور حالیہ کی اضافت لفظاً واجب ہے"۔ یہ دونوں نکرہ ہی کی طرف مضاف ہوتے ہیں: وصفیہ کی مثال: "مررت برجلٍ ایِّ فارس "۔اور حالیہ کی مثال: "مررت بخالد ای فارس"۔

موصولہ ،استفہامیہ اور شرطیہ میں قطعیت عن الاضافۃ جائز ہے ،پس "موصولہ معرفہ کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے، جیسے: "ایھم اشد " قطعیت عن الاضافۃ کی مثال: "إضرب ایاًھو أفضل"

استفہامیہ اور شرطیہ معرفہ اور نکرہ دونوں کی طرف مضاف ہوسکتے ہیں ،قطعیت عن الاضافۃ استفہامیہ کی مثال: جیسے آپ کہے کہ "ضربت رجلاً" اور جواب میں کہا جائے "ایا یا فتاً" قطعیت عن الاضافۃ شرطیہ کی مثال: ﴿ایاماتدعوفله الاسماء الحسنی﴾

(عدۃ االسالک مع اوضح المسالک ،ج ۳/ص ۱۴۴/، جامع الدروس ،ج ۳/ص ۱۶۵/، النحو الوافی ،ج ۳/ص ۱۰۴/، اشمونی ،ج ۲/ص ۱۵۹/، شرح المفصل ،ج ۲/ص ۱۳۱/)

قاعدہ

مضاف الیہ اور اس کے کسی معمول کو مضاف پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

(شرح الاشمونی ،ج ۲/ص ۱۹۰/، شرح رضی ،ج ۲/ص ۲۴۱/، ھمع الھوامع ،ج ۱/۲/ص ۴۹/، النحو الوافی ،ج ۳/ص ۶۰/)

قاعدہ

"غیر" میں توغل فی الابہام کی وجہ سے اضافت سے تعریف یا تخصیص پیدا نہیں ہوتی ۔جیسے: ﴿نعمل صالحاً غیر الذی کنا نعمل﴾ [الآیۃ] (فاطر: ۳۷) البتہ اگر اس کی اضافت ایسے اسم کی طرف ہو جس کی ایک ضد ہو تو تعریف کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: "علیک بالحرکۃ غیر السکون "" ﴿غیر المغضوب علیھم﴾ [الآیۃ] (الفاتحہ) "الّذین انعمت علیھم " کے لئے صفت ہے جو کہ حالت جری میں ہے۔

(شرح رضی ،ج ۲/ص ۲۴۰/، شرح اشمونی ،ج ۲/ص ۱۳۱/)

فائدہ

ابن کیسان کے نزدیک اگر اضافت معنوی سے انفصال کا قصد کیا جائے تو مضاف نکرہ ہی ہوگا۔ جیسے: "ماجاء نی غلام زید ظریف "ای:" غلام لزید "۔

(شرح رضی، ج ۳/، ص ۳۴۴/)

فائدہ

بعض اسماء اگرچہ اسم فاعل نہیں ہوتے لیکن اسم فاعل کی تاویل میں لینے کی وجہ سے اضافت لفظی کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جیسے: "هذه ناقة عبر الهواجر "ای :"عابرة الهواجر "۔ (رضی، ج ۳/، ص ۲۵۱/)

فائدہ

کبھی مجاورت کی وجہ سے اسم مجرور ہوتا ہے اور یہ صفت اور تاکید میں ہوتا ہے ۔صفت کی مثال: هذه حجر ضبٍّ خربٍ" "خرب "مجاورتِ "ضبٍّ" کی وجہ سے مجرور ہے حالانکہ "حجر" کی صفت ہے۔

تاکید کی مثال: شعر "یاصاح بلّغ ذوی الزوجات کلهم" پس "کلّهم" مجاورت کی وجہ سے مجرور ہے حالانکہ یہ "ذوی" مفعول بہ کے لئے تاکید ہے۔

(شرح شذور الذهب، ص ۳۰۴/، همع الهوامع، ج ۱/۲، ص ۵۵/)

فائدہ

اضافت کی وجہ سے دس فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) تعریف۔ جیسے: "غلام زید"

(۲) تخصیص۔ جیسے: "غلام رجل"

(۳) تخفیف۔ جیسے: "ضارب زید"

(۴) ازالۂ قبح یا تجوز۔ جیسے: "مررت بالرجل الحسن الوجه" اگر "الوجه" کو مرفوع پڑھا جائے تو کلام قبیح ہو جاتا ہے اس لئے کہ صفت موصوف کی ضمیر سے خالی ہوگی اور اگر منصوب پڑھا جائے تو تجوز لازم آئے گا، یعنی وصف قاصر کو متعدی کی جگہ

ذکر کرنا لازم آئے گا۔

(۵) تذکیر المؤنث۔ جیسے:﴿ان رحمة اللّٰه قریب﴾[الآیة](الاعراف:۵۶)

(۶) تانیث المذکر۔ جیسے:"قطعت بعض اصابعه"

(۷) حصول ظرفیۃ۔ جیسے:﴿تؤتی اکلها کل حین باذن ربها﴾[الآیة](ابراہیم:۲۵)

(۸) حصول مصدر۔ جیسے:"﴿ای منقلب ینقلبون﴾[الآیة](الشعراء:۲۲۷)

(۹) حصول وجوب صدارت کلام۔ جیسے:"غلام من عندک"

(۱۰) بناء فی المبہم۔ جیسے: غیر، مثل، دون، اور زمانہ مبہم جو "اذ" یا فعل مبنی کی طرف مضاف ہو۔

(الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۹۱، مغنی اللبیب، ج۲/، ص۲۱۸/)

فائدہ

جملہ کی طرف آٹھ اسماء مضاف ہوتے ہیں۔

(۱) اسماء زمان۔ جیسے:﴿والسلام علیّ یوم ولدت﴾[الآیة](مریم:۳۳) اور اذ، اذا اور لما کی اضافت (اسماء زمان میں سے) جملہ کی طرف واجب ہے۔

(۲) حیث مکانیہ۔

(۳) آیۃ بمعنی "علامة"

(۴) ذو۔ جیسے:"اذهب بذي تسلم"

(۵) لدن۔

(۶) "ریث" یہ دونوں جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں، بشرطیکہ فعل مثبت ہو۔

(۷) لفظ قول: جیسے: شعر "قول یاللرجال ینهض منّا"

(۸) لفظ قائل۔ جیسے: شعر "واجبتْ قائل کیف انت بصالح"

(مغنی اللبیب، ج۲/، ص۷۵/)

فائدہ

منادیٰ یاء متکلم کی طرف مضاف اسم سے "یا" کو اکثر حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے:﴿رب

اغفرلی ﴾ [الآیة](الاعراف:۱۵۱)غایات میں بھی، اکثر مضاف الیہ حذف ہوتا ہے۔جیسے:﴿للہ الامر من قبل ومن بعد﴾[الآیة]

(مغنی اللبیب، ج ۲،ص ۳۹۲، جمع الجوامع، ج ۱/۲،ص ۵۴)

فائدہ

کبھی کبھی ''دو مضاف اسم سے حذف ہوتے ہیں۔جیسے:﴿قبضة من اثر الرسول﴾[الآیة](طٰہٰ:۹۶)ای: "من اثر حافر فرس الرسول" اور کبھی تین مضاف حذف ہوتے ہیں۔جیسے:﴿فکان قاب قوسین﴾[الآیة](النجم:۹)ای: فکان مقدار مسافة قربة مثل قاب قوسین"

(مغنی اللبیب، ج ۲،ص ۶۳، جمع الجوامع، ج ۱/۲،ص ۵۱، النحو الوافی، ج ۳،ص ۶۳)

قاعدہ

اگر مرکب اضافی کے بعد کوئی صفت واقع ہو،تو صفت کے اعراب کی مطابقت مضاف کے ساتھ ضروری ہوگی۔

مرکب اضافی کی مثال:"جاء نی عبدالعزیز شمس الدین" البتہ اگر اس بات پر کوئی قرینہ موجود ہو کہ یہاں مضاف الیہ مقصود ہے تب مضاف الیہ کے اعراب کا اعتبار ہوگا۔جیسے:''اسرع الی معاونة الصارخ الملهوف" یا مضاف لفظ''کل ''ہو جیسے: کل فتاة مهذبة۔ (النحو الوافی، ج ۳،ص ۱۶۸)

تتمّہ در بیان التوابع

یہاں تک اسمائے معربہ کا ذکر تھا جن کا اعراب بالاصالہ تھا اب ان اسماء کے فوائد اور قواعد ذکر کیے جائیں گے جن کا اعراب بالتبع ہے ان کو توابع کہا جاتا ہے۔

فائدہ

توابع کی پانچ قسمیں ہیں۔(۱)نعت (۲)عطف بالحرف (۳)تاکید

(۴)بدل (۵)عطف بیان۔

(النحو القرآنی،ص/۴۵۸،معجم النحو،ص/۱۱۸،موسوعۃ النحو،ص/۲۱۳،جامع الدروس،ج/۳،ص/۱۶۹)

وجہ حصر

تابع بواسطۂ حرف ہوگا یا نہیں اگر ہو تو عطف بالحرف،اگر نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں،اس کے لئے مشہور الفاظ ہوں گے یا نہیں اگر ہیں تو تاکید اگر نہیں تو مشتق ہوگا یا جامد اگر مشتق ہو تو صفت ورنہ عطف بیان ہوگا۔

(عدۃ السالک الی الفیہ ابن مالک،ج/۳،ص/۲۹۹،ھمع الھوامع،ج/۲/۲،ص/۱۱۵)

تابع کی تعریف

تابع (خواہ اسم ہو یا فعل) وہ ہے جو پہلے لفظ کے لحاظ سے دوسرا ہو اور جہتِ اعراب ایک ہو (اعراب خواہ لفظی ہو یا تقدیری،محلی ہو یا حقیقی)

(موسوعۃ النحو،ص/۲۱۳،معجم النحو،ص/۱۱۹)

فائدہ

جب توابع جمع ہو جائیں تو ترتیب یوں ہوگی،نعت،عطف بیان،تاکید،بدل عطف بالحرف۔جیسے:"اقبل الرجل العالم محمد،نفسہ اخوک وابراھیم"

(معجم النحو،ص/۱۱۹،موسوعۃ النحو،ص/۲۱۳،ھمع الھوامع،ج/۲/۲،ص/۱۱۵،النحو الوافی،ج/۳،ص/۴۳۵،الاشمونی،ج/۲،ص/۳۱۶)

قاعدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک تابع اور متبوع دونوں کا عامل ایک ہی ہوا کرتا ہے۔

(عدۃ السالک الی الفیہ ابن مالک،ج/۳،ص/۲۹۹،شرح الاشمونی،ج/۲،ص/۳۱۶،شرح رضی،ج/۲،ص/۳۰۹)

بحث در بیان صفت

صفت کو نعت بھی کہا جاتا ہے اور علم الصرف میں اس کو وصف سے تعبیر کیا جاتا ہے ،ابوحیان نے کہا ہے کہ نعت نحاۃ کی اصطلاح ہے اگر چہ صرفی بھی کبھی کبھی اس کو استعمال کرتے ہیں لیکن اکثر ان کے نزدیک وصف اور صفت کی اصطلاح مستعمل ہے۔

(موسوعۃ النحو،ص۴۱۸،جمع الجوامع ،ج۱/۲،ص۱۱۶،النحو الوافی ،ج۳/،ص۴۳۴،حاشیۃ الصبان،ج۳/،ص۵۶)

صفت کی تعریف

ہر وہ تابع ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں یا اس کے متعلق میں موجود ہو۔جیسے:﴿ولعبد مؤمن خير من مشرك﴾ [الآية]﴿ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها﴾[الآية] پہلے کو صفت حقیقی اور دوسرے کو صفت سببی کہتے ہیں۔

(ھدایۃ النحو،ص۵۱/،کافیہ،ص۵۷/،النحو الکافی،ص۳۱۹/)

فائدہ

موصوف اور صفت کی پہچان:

جب اردو میں معنیٰ کیا جائے تو لفظ (ایسا،ایسی،ایسے) اور یا محاورہ ترجمہ میں لفظ "جو" آئے گا۔

صفت کے مختلف فوائد اور اغراض ہوتے ہیں۔

(۱) توضیح: جب موصوف معرفہ ہو۔جیسے:﴿وينشئ السحاب الثقال﴾[الآية](الرعد:۱۲)

(۲) تخصیص: جب موصوف نکرہ ہو۔جیسے:﴿قال انه يقول انها بقرة صفراء﴾[الآية](البقرۃ:۶۹)

(۳) مدح۔جیسے:﴿الحمدلله رب العالمين﴾[الآية](الفاتحہ:۱)

(۴)ذم۔جیسے:﴿فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم﴾[الآية](النحل:۹۸)

(۵)تاکید۔جیسے:﴿فاذا نفخ في الصور نفخة واحدة﴾(الحاقۃ:۱۳)

(النحو القرآنی،ص/۴۵۸،موسوعۃ النحو،ص/۶۸۸،معجم النحو،ص/۲۰۴،شرح قطر الندی،ص/۳۸۱،عدۃ السالک،ج/۳،ص/۳۰۰،شرح شذور الذہب،ص/۳۹۱،جامع الدروس،ج/۳،ص/۱۷۶،ہمع الھوامع،ج/۱/۲،ص/۱۱۶)

فائدہ

صفت کی دو قسمیں ہیں۔حقیقی (نعت بحالہ) سببی (نعت بحال متعلقہ)

(۱)حقیقی وہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں موجود ہو،اس کا حکم یہ ہے کہ یہ اپنے متبوع کے ساتھ مندرجہ ذیل دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافق ہوگی۔

(۱)اعراب (۲)تعریف وتنکیر (۳)افراد،تثنیہ،جمع (۴)تذکیر وتانیث

جیسے:﴿عن النباء العظيم﴾[الآية](النبأ:۲)﴿فيهما عينان نضاختان﴾[الآية](الرحمٰن:۶۶)﴿بل عباد مكرمون﴾[الآية](الانبیاء:۲۶)﴿ونساء مومنات﴾[الآية](الفتح:۲۵)

(۲)سببی:وہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں موجود ہو اور اس متعلق کو رفع دیا ہو،یہ صفت اپنے متبوع کے موافق ہوگی پانچ چیزوں میں سے بیک وقت دو چیزوں میں (۱)اعراب (۲)تعریف وتنکیر۔جیسے:﴿ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها﴾[الآية](النساء:۷۵)﴿حمر مختلف الوانها﴾[الآية](فاطر:۲۷)۔

(النحو القرآنی،ص/۴۵۸،موسوعۃ النحو،ص/۶۸۸،شرح قطر الندی،ص/۳۸۲،شرح شذور الذہب،جامع الدروس،ج/۳،ص/۱۷۱،النحو الوافی،ج/۳،ص/۴۴۵)

فائدہ

اس مطابقت کے حکم سے مندرجہ ذیل صفات مستثنیٰ ہیں (۱)وہ کلمات جن میں تذکیر وتانیث برابر ہوں۔جیسے:فعول بمعنی فاعل،فعیل بمعنی مفعول۔جیسے:"رجل غیور"،امراۃ غیور (۲)صفت

مصدر واقع ہو۔ جیسے: "رجل عدل، امراءۃ عدل، رجلان عدل، امراتان عدل"۔

(۳) غیر ذوالعقول جمع صفت واقع ہو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ (۱) جمع لائی جائے۔ جیسے: "عندی خیول سابقات" (۲) مفرد مؤنث لائی جائے۔ جیسے: "عندی خیول سابقۃ"

(۴) اسم جمع کی صفت ہو، باعتبار لفظ مفرد اور باعتبار معنی جمع لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے: "إنّ بنی فلان قوم صالح وقوم صالحون"

(جامع الدروس، ص ۱۷۳/۱، جہد تعبیر، ص ۹۴/، النحو الوافی، ج ۳/، ص ۴۴۵/)

فائدہ

کلام عرب میں بعض الفاظ ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو موصوف صفت واقع ہونے کی صورت میں ان کے درمیان افراد اور جمع کے اعتبار سے مطابقت نہیں پائی جاتی۔ جیسے: "هذا ثوب اخلاق، وبرمة اعشار، ونطفة امشاج"

(النحو الوافی، ج ۳/، ص ۴۴۵/)

قاعدہ

نعت حقیقی میں اگر موصوف مؤنث سے مذکر مراد ہو تو صفت کو مذکر لایا جائے گا جیسے: ﴿لنحيي به بلدة ميتاً﴾ [الآية] (الفرقان: ۴۹) ای: "بلداً ميتاً"

(النحو القرآنی، ص ۴۶/)

قاعدہ

نعت حقیقی میں اگر صفت مثل ہو تو افراد، تثنیہ اور جمع میں مطابقت ضروری نہیں ہے۔ مفرد کی صفت ہو۔ جیسے: ﴿فليأتوا بحديث مثله﴾ [الآية] (الطور: ۳۴)

تثنیہ کی صفت واقع ہو۔ جیسے: ﴿فقالوا انؤمن لبشرين مثلنا وقومهما لنا عبدون﴾ [الآية] (المؤمنون: ۴۷)

جمع کی صفت واقع ہو۔ جیسے: ﴿فأتوا بعشر سور مثله مفتريات﴾ [الآية] (هود: ۱۳)

(النحو القرآنی، ص ۴۶۱/)

فائدہ

مندرجہ ذیل الفاظ کے ذریعے سے صفت لائی جاسکتی ہے۔

(۱) مشتق، مثلاً اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور افعل التفضیل

اسم فاعل کی مثال: ﴿ولما جاء هم رسول من عند الله مصدق لما معهم﴾ [الآية] (البقرة:۱۰۰)

اسم مفعول کی مثال: ﴿هذا كتاب انزلناه مبرك مصدق الذى بين يديه﴾ [الآية] (انعام:۹۱)

صفت مشبہ کی مثال: ﴿الم تر كيف ضرب الله مثلاً كلمة طيبة كشجرة طيبة﴾ [الآية] (ابراہیم:۲۴)

اسم تفضیل کی مثال: ﴿فتبارك الله احسن الخالقين﴾ [الآية] (المؤمنون:۱۴)

(۲) جامد: جو معنی میں مشتق کے ساتھ مشابہ ہو۔ مثلاً: اسم اشارہ اور ذو بمعنی صاحب۔ جیسے: ﴿فذوقوا بما نسيتم لقاء يومكم هذا﴾ [الآية] (السجدۃ:۱۴) بمعنی لقاء يومكم، المشار اليه، ذو بمعنی صاحب کی مثال: ﴿كذبت قبلهم قوم نوح وعاد وفرعون ذو الاوتاد﴾ [الآية] (ص:۱۲) ذات بمعنی صاحبۃ کی مثال ﴿فانبتنا به حدائق ذات بهجة﴾ [الآية] (النمل:۶۰)

(۳) جامد: جو معنی میں مشتق کے مشابہ نہ ہو۔ جیسے: ﴿اكل خمط﴾ [الآية] (سبا:۱۶)

(۴) جملہ۔ جیسے: ﴿الله الذى رفع السموات بغير عمد ترونها﴾ [الآية] (الرعد:۲)

(۵) مصدر ہو۔ جیسے: "جاء رجل عدل" ای: عادل"

(۶) اسم منسوب ہو۔ جیسے: "شاهدت رجلاً مشقياً"

(۷) عدد ہو۔ جیسے: "رايت رجالاً ثلاثة"

(۸) شبہ جملہ ہو۔ جیسے: "شاهدت تلميذا امام المدرج"

(النحو القرآنی، ص۴۶۴، موسوعۃ النحو، ص۶۸۸، معجم النحو، ص۲۰۵، الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۹۴، عدۃ السالک، ج۳، ص۳۰۴)

فائدہ

جب جملہ صفت واقع ہو تو اس کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) موصوف نکرہ ہو یا نکرہ کے حکم میں ہو۔ جیسے: ﴿اللہ الذی رفع السموات بغیر عمدترونھا﴾[الآیۃ](الرعد:۲)

(۲) صفت جملہ خبریہ ہو۔ جیسے: ﴿واتقوا یوماً ترجعون فیہ إلی اللّٰہ﴾[الآیۃ](البقرۃ:۲۸۱)

(۳) جملہ میں ایک ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو۔ جیسے: ﴿فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا إلا قوم یونس﴾[الآیۃ](یونس:۹۸)

(اخوا القرآنی، ص/۳۶۵، موسوعۃ النحو، ص/۶۸۸، معجم النحو، ص/۴۰۶، اشمونی، ج/۲، ص/۲۲۶، کافیہ، ص/۵۸، جامع، ج/۳، ص/۱۷۳، اوضح المسالک، ج/۳، ص/۳۰۹)

فائدہ

مندرجہ ذیل اشیاء کے ذریعے موصوف اور صفت کے درمیان فصل لانا جائز ہے۔

(۱) فاعل ہو۔ جیسے: ﴿لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل﴾[الآیۃ](انعام:۱۵۸)

(۲) مبتدا ہو۔ جیسے: ﴿قالت رسلھم إفی اللّٰہ شک فاطر السموات والارض﴾[الآیۃ](ابراہیم:۱۰)

(۳) خبر ہو۔ جیسے: ﴿اللّٰہ لا الہ إلا ھو الحی القیوم﴾[الآیۃ](البقرۃ:۲۵۵)

(۴) مفعول ہو۔ جیسے: ﴿یومئذ یوفیھم اللّٰہ دینھم الحق﴾[الآیۃ](النور:۲۵)

"برفع" "الحق" علی قراءۃ شاذۃ

(۵) صفت کا معمول ہو۔ جیسے: ﴿ذلک حشر علینا یسیر﴾[الآیۃ](ق:۴۴)

(۶) استثناء ہو۔ جیسے: ﴿احلت لکم بھیمۃ الانعام إلا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم﴾[الآیۃ](المائدۃ:۱) علی قراءۃ بالرفع۔

(۷) جملہ معترضہ فصل واقع ہو۔ جیسے: ﴿وانہ لقسم لو تعلمون عظیم

﴾[الآیة](الواقعۃ:۷۶)

(النحو القرآنی،ص/۴۶۷،جمع الجوامع ،ج/۲،ص/۱۱۶،النحو الوافی ،ج/۳،ص/۴۳۵،حاشیۃ الصبان،ج/۳،ص/۵۷)

فائدہ

کبھی مضاف سے صفت واقع ہوتی ہے۔جیسے:﴿ونادیناہ من جانب الطور الأیمن﴾[الآیة](مریم:۵۲)

اور کبھی مضاف الیہ سے۔جیسے:﴿تبارک اسم ربک ذی الجلال والإکرام﴾[الآیة](الرحمٰن:۷۸)

کبھی مضاف اور مضاف الیہ دونوں کا احتمال ہوتا ہے جیسے:﴿فسبح باسم ربک العظیم﴾[الآیة](الواقعۃ:۹۶) (النحو القرآنی،ص/۴۶۸)

فائدہ

ایک موصوف کی کئی صفات بھی واقع ہوسکتی ہیں۔جیسے:﴿عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات وابکاراً﴾ [الآیة](التحریم:۵)یہ بھی جائز ہے کہ صفت ایک ہو اور موصوف زیادہ ہوں۔جیسے:﴿ویعذب المنفقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات الظانین باللّٰہ ظن السوء﴾[الآیة](الفتح:۶)

(النحو القرآنی،ص/۴۶۶،معجم النحو،ص/۲۰۸،موسوعۃ النحو،ص/۶۹۱)

فائدہ

کبھی کبھار موصوف کو حذف کیا جاتا ہے۔جیسے ﴿أن اعمل سابغات﴾[الآیة](سبا:۱۱)ای:"دروع سابغات" اور کبھی صفت حذف ہوتی ہے۔جیسے:﴿یاخذ کل سفینۃ غصباً﴾[الآیة](الکہف:۷۹)ای:" کل سفینۃ صالحۃ"

(معجم النحو،ص/۲۰۹،النحو القرآنی،ص/۴۷۴،جامع الدروس ،ج/۳،ص/۱۷۵،اوضح المسالک ،ج/۳،ص/۳۲۲،النحو الوافی،ج/۳،ص/۳۹۲)

قاعدہ

اگر نکرہ کے بعد جار مجرور آ جائیں تو یہ ماقبل کے لئے صفت بنتے ہیں بشرطیکہ یہ جار مجرور ماقبل اس نکرہ یا کسی اور لفظ کے ساتھ متعلق نہ ہو

فائدہ

کبھی کبھی موصوف اور صفت دونوں کو حذف کیا جاتا ہے جیسے: ﴿لایموت فیھا ولا یحیی﴾[الآیة](طہ:۷۴)ای: " حیاۃ نافعة "

(معجم النحو،ص۲۰۹/،النحو القرآنی،ص۴۷۳/،النحو الوافی،ج۳/،ص۴۹۲/)

قاعدہ

جب کسی موصوف کی صفت، مفرد، ظرف، جملہ، تینوں ایک جگہ واقع ہوں تو اکثر جملہ کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿وقال رجل مؤمن من ال فرعون یکتم ایمانه﴾[الآیة](المؤمن:۲۸) اور کبھی مقدم بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿فسوف یأتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین﴾[الآیة](المائدۃ: ۵۴)

(معجم النحو،ص۲۱۰/،جامع الدروس،ج۳/،ص۱۷۳/،جمع الجوامع،ج۱/۲/،ص۱۲۰/،اشمونی،ج۲/،ص۳۳۳/،النحو الوافی،ج۳/،ص۴۹۶/)

قاعدہ

اگر صفت کے بعد "لا" یا "إما" آ جائے تو واؤ کے ساتھ ان کا تکرار واجب ہے۔ جیسے: "اشتریت صوفاً لاجیداً ولا ردیاً"، "أتنی قطنا إما مصریا وإما سوریا"

(معجم النحو،ص۲۱۰/،موسوعۃ النحو،ص۶۹۱/،النحو الوافی،ج۳/،ص۵۰۰/،شرح الاشمونی،ج۲/،ص۳۳۳/)

قاعدہ

بعض صفات کا عطف (جن کے معنی مختلف ہوں) دوسری صفات پر جائز ہے۔ جیسے: "لبست ثوباً جمیلاً ومطین الصنع"

(معجم النحو،ص۲۱۵/،شرح الاشمونی،ج۲/،ص۳۳۳/)

قاعدہ

مسئلہ توصیف میں اسماء کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) صفت اور موصوف دونوں واقع ہوتے ہوں۔ مثلاً: "هذا" "مررت بهذا العالم" ﴿لقد لقينامن سفرنا هذا نصبا﴾[الآية](الكهف)

(۲) صرف موصوف واقع ہوسکتا ہو۔ جیسے: "علم"

(۳) صرف صفت واقع ہوسکتا ہو۔ جیسے: ای: "مررت بفارسٍ ای فارسٍ"

(۴) موصوف اور صفت دونوں واقع نہیں ہوتے۔ جیسے: "ضمائر"

(معجم النحو، ص/۲۱۰، جمع الجوامع، ص/۱۸۸، جہد قصیر، ص/۹۴، الاشباہ والنظائر، ج/۱/۲، ص/۹۵، عدۃ السالک، ج/۳، ص/۳۰۹، النحو الوافی، ج/۳، ص/۴۶۷، اشمونی، ج/۲، ص/۳۳۳)

قاعدہ

صفت میں اصل یہ ہے کہ اسم مشتق ہو، کبھی کبھی اسم جامد مؤول بمشتق بھی آتی ہے، اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اسم اشارہ ہو۔ جیسے: "اكرم علياً هذا"، ای: المشار اليه

(۲) ذو بمعنیٰ صاحب اور "ذات" بمعنیٰ صاحبۃ ہو۔ جیسے: "جاء رجل ذوعلم" "جاء ت امراء ة ذات فضل" ای: "صاحب علم وصاحبة فضل"

(۳) مصدر ہو۔ جیسے: "هورجل ثقة" ای: موثوق به۔

(۴) اسم موصول ہو۔ جیسے: "جاء الرجل الذی اجتهد" ای: "المجتهد"

(۵) موصوف کی تعداد پر دلالت کرتی ہو۔ جیسے: جاء رجال اربعة، ای معدودون بهذالعدد

(۶) وہ اسم جس کے ساتھ یاء نسبتیہ لاحق ہو۔ جیسے: "رايت رجلادمشقياً" ای: منسوباً الى دمشق

(۷) تشبیہ پر دلالت کرتی ہو۔ جیسے: "رايت رجلاً اسداً" ای: شجاعاً

(۸)''ما'' نکرہ جس سے ابہام مراد ہو۔جیسے:''اکرم رجلاً ما''ای: رجلاً مطلقا غیر مقید بصفة مّا۔

(۹)''کـــل ''اور''ای'' کلمے ہوں جو موصوف کے کامل ہونے پر دال ہوں ۔جیسے:''انت رجل کل الرجل'' ای: الکامل فی الرجولیة ''جاء نی رجل ای رجل'' ای: کامل فی الرجولیه۔ (جامع الدروس العربیہ،ج ۳/ص ۱۷۰)

فائدہ

اگر متعدد اسماء معرّف باللام آ جائیں تو پہلے کو موصوف بنا کر باقی کو صفات قرار دیئے جائیں گی۔جیسے:﴿هو اللّٰه الخالق البارى المصور﴾[الآیة](الحشر)

(شرح شرح مائۃ عامل)

قاعدہ

عام طور پر نکرہ کے بعد آنے والا فعل ماقبل کے لئے صفت بنتا ہے بشرطیکہ وہ فعل جزاء کے محل میں واقع نہ ہو۔جیسے:''حروف تجر الاسم'' (شرح شرح مائۃ عامل)

قاعدہ

جملہ اسم معرفہ کے لئے صفت واقع نہیں ہوسکتا بلکہ نکرہ کے لئے صفت واقع ہوگا،اگر معرفہ کے بعد ہو تو یہ ماقبل سے حال بنے گا۔جیسے:''جاء علی یحمل کتاباً'' ،البتہ اگر معرفہ معرف باللام الجنسیۃ ہو تو باعتبار معنی کے اس سے صفت بن سکتا ہے اور باعتبار لفظ کے حال بنانا بھی درست ہے۔جیسے:شعر:

''ولقد امرّ علی اللئیم یسبنی فمضیت ثم قلت لایعنینی''

(جامع الدروس العربیہ،ج ۳/ص ۱۷۲،شرح الاشمونی،ج ۲/ص ۳۲۰)

فائدہ

اسم اشارہ اور''ای'' کی صفت معرف باللام اسم آتی ہے۔جیسے:''جاء ھذاالرجل''''یأیھاالانسان'' (جامع الدروس،ج ۳/ص ۱۷۵)

فائدہ

اسم اشارہ علم (جبکہ ضمیر کی طرف مضاف ہو) اور مضاف الی العلم اور مضاف الی اسم اشارہ کے لئے صفت بن سکتا ہے، مذکورہ مقامات کے علاوہ اسم اشارہ کسی کے لئے صفت نہیں بن سکتا۔ (عبدالغفور، ص۲۲۳، ہندی شرح الکافیہ، شرح رضی، ج۲، ص۳۱۷)

قاعدہ

ضمیر نہ موصوف واقع ہوتی ہے اور نہ صفت البتہ امام کسائی کے نزدیک ضمیر غائب موصوف بن سکتی ہے۔ جیسے: "اللهم صل عليه الرؤف الرحيم"

(جمع الجوامع، ج۲، ص۱۱۷، متن متین، ص۱۶۸، ہدایۃ النحو، ص۵۲، کافیہ، ص۵۸، شرح مفصل، ج۱/۳، ص۵۶)

فائدہ

موصوف صفت اور مبتدا خبر میں لفظی فرق یہ ہے کہ مبتدا خبر میں اکثر ایک اسم معرفہ اور دوسرا نکرہ ہوتا ہے جب کہ موصوف صفت میں دونوں اسم معرفہ یا دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔ جیسے: ﴿والله عزيز حكيم﴾ ﴿إنا انزلناه في ليلة مبركة﴾ [الآية]

معنوی فرق یہ ہے کہ مبتدا اور خبر کے ترجمے میں (ہے یا ہیں یا ہوں) کا لفظ آتا ہے، جب کہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں (ایسا یا ایسی یا ایسے اور جو) کا لفظ آتا ہے۔

قاعدہ

موصوف کے لئے صفت سے اعرف یا اس کا مساوی (برابر) ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ معرف باللام کی صفت معرف باللام (یا جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو) واقع ہوتی ہے، البتہ متأخرین کے نزدیک معرفہ کی صفت ہر معرفہ آسکتی ہے۔ جیسے: "قام الرجل العالم" "مررت بالرجل صاحب لجام الفرس"

(کافیہ، ص۵۸، شرح الاشمونی، ج۲، ص۳۱۹، شرح مفصل، ج۱/۳، ص۵۸)

فائد

جب تثنیہ یا جمع یا اسم جمع موصوف واقع ہو جائیں، پس اگر صفت متحد فی المعنیٰ ہو تو اپنے موصوف کے ساتھ تثنیہ یا جمع ہونے میں برابر ہوگی۔ جیسے: ''رایت طالبین مجتهدین'''' وطالبات مهذبات''

اور اگر صفت متحد فی المعنیٰ نہ ہو تو صفت کو جدا اور عطف کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: ''رایت الطالبتین المؤدبة والمجتهدة'''' مررت برجال فقیهٍ و کاتب وشاعرٍ''

البتہ اس حکم سے اسم اشارہ کی صفت مستثنیٰ ہے، ہاں تثنیہ اور جمع کی صورت میں بطور تغلیب لایا جا سکتا ہے۔ جیسے: ایک مجتہد اور بہادر کے بارے میں کہا جائے ''جاء هذان المجتهدان'' اسی طرح مجتہد، فقیر اور غنی کے بارے میں کہا جائے۔ ''هؤلاء الاغنياء''

(موسوعۃ النحو، ص/۶۹۰، اوضح المسالک، ج/۳، ص/۳۱۳، النحو الوافی، ج/۳، ص/۴۸۱)

قاعدہ

صفت کی تقدیم موصوف پر جائز نہیں ہے اگر مقدم کیا جائے تو ان کو موصوف صفت نہیں کہا جاتا۔ (النحو الوافی، ج/۳، ص/۴۹۸)

فائدہ

جب صفت مصدر واقع ہو تو اس کے لئے مندرجہ ذیل دو شرائط ہیں۔

(۱) فعل ثلاثی کا مصدر ہو یا مصدر ثلاثی کے وزن پر ہو۔ جیسے: عدل، رضا

(۲) ''مصدر میمی'' نہ ہو۔ جیسے: مضرب، منصر

(عدۃ السالک، ج/۳، ص/۳۱۲، النحو الوافی، ج/۳، ص/۴۶۲، الاشمونی، ج/۳، ص/۴۲۳)

فائدہ

صفت (اعراب میں موصوف کے ساتھ مطابقت کے اعتبار سے) تین قسم پر ہے۔

(۱) صرف موصوف کے لفظ کا تابع ہو، یہ ہر وہ معرب ہے، جس کے لئے

ایسا محل اعراب نہ ہو جو موصوف کے لفظ کی مخالفت کرے۔

(۲) موصوف کے محل کے تابع ہو، یہ تمام مبنیات اور مشابہہ مبنیات اور غیر منصرف ہیں۔

(۳) موصوف کے لفظ اور محل دونوں سے تابع بن سکتی ہو، اور یہ "لا" کا اسم "منادی" اسم فاعل اور ہر وہ اسم ہے، جس کی طرف مصدر کی اضافت کی گئی ہو۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۹۶)

فائدہ

کبھی صفت مجاورت (قربت) کی وجہ سے لفظاً مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: "هذا جحرُ ضبٍّ خربٍ" (النحو الوافی، ج ۳، ص ۴۵۰)

فائدہ

جملہ جب صفت واقع ہو تو ربط کے لئے ضمیر یا اس کا قائم مقام یعنی الف لام آئے گا اور اگر "واؤ" آجائے تو "واؤ" زائد ہوگا اس واؤ کو واؤ لصوق کہا جاتا ہے جیسے: ﴿وما اهلكنا من قرية إلا ولها كتاب معلوم﴾ [الآية] ای "إلا لها كتاب معلوم"

(النحو الوافی، ج ۳، ص ۴۷۹، الاشمونی، ج ۲، ص ۳۲۲)

بحث عطف بالحرف

اس کو عطف نسق اور معطوف بالحرف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، امام سیبویہ اور اکثر بصریین "عطف" سے تعبیر کرتے ہیں۔

(الحاشیہ علی النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۵۵، موسوعۃ النحو، ص ۴۵۳، معجم النحو، ص ۲۴۳، النحو الکافی ص ۳۲۳، النحو القرآنی، ص ۴۷۴)

تابع کو معطوف اور متبوع کو معطوف علیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تعریف

ہر وہ تابع ہے کہ حرف عطف کے واسطے اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو۔

(النحو الکافی ،ص ۳۲۳، معجم النحو ،ص ۲۴۳، موسوعۃ النحو ،ص ۴۵۳، النحو القرآنی ،ص ۴۷۴، کافیہ ،ص ۵۹)

فائدہ

معطوف کی پہچان یہ ہے کہ حرف عطف کے بعد ہو اور معطوف علیہ کی پہچان یہ ہے کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ ٹھرانے سے صحیح رہے پس اگر صحیح رہے، تو عطف درست ہوگا اور اگر صحیح نہ ہو تو درست نہیں ہوگا۔ جیسے: ''قام زید و بکر''

فائدہ

حروف عطف کل (نو) ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) واؤ (۲) فاء (۳) ثم (۴) حتیٰ (۵) ام (۶) بل (۷) لا (۸) لکن (۹) او ۔ یاد رہے کہ جملوں میں جب عطف ہو تو وہاں تابعیت و متبوعیت کا معنی نہیں ہوگا۔

(موسوعۃ النحو ،ص ۴۵۴، معجم النحو ،ص ۲۴۳، النحو الکافی ،ص ۳۲۳، حاشیۃ الصبان ، ج ۳، ص ۹۰)

﴿نوٹ﴾ ہر ایک کی تفصیل انشاء اللہ حروف کی بحث میں آئے گی۔

فائدہ

حروف عطف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) معطوف اور معطوف علیہ کی شرکت صرف اعراب (لفظ) میں چاہتی ہو، نہ کہ حکم (معنی) میں، اس کے لئے تین حروف (لا، بل، لکن) استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) معطوف اور معطوف علیہ کی شرکت حکم اور اعراب (معنیٰ ولفظ) دونوں میں چاہتی ہو، اس کے لئے (واؤ) (فاء) (ام) (حتیٰ) اور (او) استعمال ہوتے ہیں۔

(موسوعۃ النحو ،ص ۴۵۴، معجم النحو ،ص ۲۴۴، جامع الدروس ، ج ۳، ص ۱۸۵، حاشیۃ الصبان ، ج ۳، ص ۹۰)

فائدہ

کبھی تین حروف عاطفہ (واؤ، فاء، ام متصلہ) کو معطوف کے ساتھ حذف کیا تا ہے، بشرطیکہ التباس کا خدشہ نہ ہو۔

حذف واؤ مع المعطوف کی مثال: شعر

"فما کان بین الخیر لو جاء سالما" ای بین الخیر وبینی

حذف فاء کی مثال: ﴿واذاستسقیٰ موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتاعشرة عیناً﴾ [الآیة] (البقرة:۶۰) ای: فضرب فانبجست

حذف ام متصلہ کی مثال شعر: سمیعٌ فمادری ارُشدطلابها" ای: ارشد طلابها أم غیٌ"

(موسوعۃ النحو، ص ر۴۵۴، معجم النحو، ص ر۲۴۴، جامع الدروس، ج ر۳، ص ر۱۹۰، رضی، ج ر۳، ص ر۳۷۰، النحو الوافی، ج ر۳، ص ر۵تا۶، اوضح المسالک، ج ر۳، ص ر۳۹۵)

فائدہ

کبھی صرف معطوف کو حذف کیا جاتا ہے جیسا کہ عرب کا قول ہے "ما کل سوداء فحمة ولا بیضاء شحمة" ای ولا کل بیضاء شحمة"

(موسوعۃ النحو، ص ر۴۵۴، متن متین، ص ر۱۸۳، اوضح المسالک، ج ر۳، ص ر۳۹۷، ہمع الھوامع، ج ر۲، ص ر۱۴۱)

فائدہ

کبھی معطوف علیہ کو واؤ یا فاء، یا ام متصلہ یا لا عاطفہ کے ساتھ حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: "مرحبابک، کے جواب میں کہا جائے "وبک واھلاً وسھلاً" ای: ومرحباً بک واھلاً وسھلاً ﴿افلم یسیر وافی الارض﴾ [الآیة] (یوسف:۱۰۹) ای: "امکثوافلم یسیروا"، "ام" کے ساتھ حذف ہونے کی مثال: ﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنة﴾ [الآیة] (آل عمران:۱۴۲) ای: اعلمتم ان دخول الجنة یسیرام حسبتم۔

"لا" کے ساتھ حذف ہونے کی مثال، احب ان اعمل لاقلیلاً، ای: کثیراً لاقلیلاً۔
(موسوعۃ النحو، ص۴۵۵/، معجم النحو، ص۲۴۴/، متن متین، ص۱۸۳/، اوضح المسالک، ج۳/، ص۳۹۸/)

فائدہ

کبھی کبھی حرف عاطف کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: شعر

"کیف اصبحت کیف امسیت ممّا" ای: "و کیف امسیت"

(حاشیۃ الصبان، ج۳/، ص۹۰/، معجم النحو، ص۲۴۶/، موسوعۃ النحو، ص۴۵۵/، متن متین، ص۱۸۳/)

فائدہ

کبھی کبھی فصل کے باوجود بھی ضمیر منفصل تاکید کے لئے ذکر کی جاتی ہے۔
جیسے: ﴿فکبکبوا فیھاھم و الغاؤن﴾ [الآیۃ] (الشعراء:۹۴) (رضی، ص۳۵۷/)

فائدہ

ضمیر مرفوع منفصل، منصوب منفصل یا متصل پر عطف (بغیر کسی شرط کے) جائز ہے۔ جیسے: "انت وزید تسرعان" "وایاک والکذب" ﴿وجمعناکم والاولین﴾ [الآیۃ] (المرسلات:۳۷)

ضمیر مرفوع متصل (بارز ہو یا مستتر) پر عطف درست ہے۔ بشرطیکہ تاکید کے لئے ضمیر منفصل لائی جائے، یا کوئی فاصل موجود ہو۔ جیسے: ﴿لقد کنتم انتم وابائکم فی ضلال مبین﴾ [الآیۃ] (الانبیاء:۵۴) ﴿اسکن انت وزوجک الجنۃ﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۳۵)

فاصل کی مثال: ﴿جنّٰت عدن یدخلونھا ومن صلح﴾ [الآیۃ] (الرعد:۲۳)

"لا" فاصل کی مثال: ﴿ما اشرکنا ولا آباء نا﴾ [الآیۃ] (الانعام:۱۴۸)

(معجم النحو، ص۲۴۵/، موسوعۃ النحو، ص۴۵۷/، جامع الدروس، ج۳/، ص۱۸۹/، کافیہ، ص۵۳/، ہمع الھوامع، ج۲/، ص۱۳۸/، اوضح المسالک، ج۳/، ص۳۸۹/)

فائدہ

اکثر ضمیر مجرور پر عطف اعادہ حرف جار کے ذریعے ہوتا ہے (خواہ اسم

ہو یا حرف) حرف کی مثال: ﴿فقال لها وللارض﴾[الآیة](السجدہ:)

اسم کی مثال: ﴿قالوا نعبد إلهک وإله ابائک﴾[الآیة](البقرۃ:۱۳۳)

اور کبھی بغیر اعادہ جار کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ابن عباس کی قراءۃ میں ﴿تساء لون به والأرحام﴾[الآیة]میں "الأرحام" کو ضمیر مجرور متصل پر عطف کر کے مجرور پڑھا گیا ہے۔ پہلا مذہب کوفیین اور دوسرا مذہب بصریین کا ہے۔

(معجم النحو،ص۲۴۵/،موسوعۃ النحو،ص۴۵۷/،جامع الدروس ،ج۳/،ص۱۸۹/،شرح رضی ،ج۳/،ص۳۵۹/،متن متین،ص۱۸۰/،اوضح المسالک،ج۳/،ص۳۹۲/)

قاعدہ

فعل کا عطف فعل پر جائز ہے بشرطیکہ دونوں کا زمانہ ایک ہو خواہ دونوں کی نوع متحد ہو یا مختلف۔ جیسے: ﴿لنحی به بلدة میتاً ونسقیه﴾[الآیة](الفرقان:۴۹)﴿یقدم قومه یوم القیامة فاوردهم النار﴾[الآیة](ھود:۹۷)

(معجم النحو،ص۲۴۶/،موسوعۃ النحو،ص۴۵۵/،جامع الدروس ،ج۳/،ص۱۸۹/،النحو القرآنی ،ص۴۹۰/،اوضح المسالک،ج۳/،ص۳۹۵/)

قاعدہ

فعل کا عطف ایسے اسم پر (جو معنیٰ میں فعل کے ساتھ مشابہ ہو) درست ہے۔ جیسے: ﴿فالمغیرات صبحاً فاثرن به نقعاً﴾[الآیة](العادیات) اسی طرح اس کا عکس بھی جائز ہے۔ جیسے: ﴿یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی﴾[الآیة](الانعام: ۹۵)

(معجم النحو،ص۲۴۶/،موسوعۃ النحو،ص۴۵۵/،النحو القرآنی ،ص۴۹۱/،رضی ،ج۳/،ص۳۷۴/،متن ص۱۸۲/،اشمونی ج۲/،ص۴۰۳/)

فائدہ

کبھی معطوف کو معطوف علیہ پر مقدم کیا جاتا ہے اور یہ بہت کم ہوتا ہے۔ جیسے: شعر:

"ایانخلة لی ذات عرق علیک رحمة الله والسلام"

ای: علیک السلام ورحمة الله

(موسوعۃ النحو، ص۴۵۵/، شرح رضی، ج۲/، ص۳۷۱/، متن متین، ص۱۸۲/، الاشمونی، ج۲/، ص۴۵۵/، النحو الوافی، ج۳/، ص۶۵۴/)

فائدہ

جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر جائز ہے۔ جیسے: "الاجتهاد ضروری والصبر مفید"

جملہ فعلیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر بھی جائز ہے بشرطیکہ دونوں خبریہ یا دونوں انشائیہ ہوں۔ (خواہ زمانہ متحد ہو یا مختلف) جیسے: ﴿والذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عندالله﴾[الآیة](التوبہ:۲۰) "جاء سلیم ویسافر غداً"

(موسوعۃ النحو، ص۴۵۶/، شرح رضی، ج۳/، ص۳۷۵/، مغنی اللبیب، ج۲/، ص۱۸۳/)

فائدہ

جملہ خبریہ کا عطف انشائیہ پر یا انشائیہ کا عطف خبریہ پر صحیح قول کے مطابق درست نہیں ہے اور اسمیہ کا عطف فعلیہ پر یا فعلیہ کا عطف اسمیہ پر صحیح قول کے مطابق جائز ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص۴۵۶/، مغنی اللبیب، ج۲/، ص۱۷۹/، النحو الوافی، ج۳/، ص۶۳۵/)

فائدہ

جملہ کا عطف مفرد پر یا مفرد کا عطف جملہ پر درست ہے بشرطیکہ جملہ کو مفرد کی تاویل میں لینا درست ہو۔ جیسے: ﴿وکم من قریة اهلکنا هافجاء هابأسنا بیاتاً اوهم قائلون﴾[الآیة](الاعراف:۴)

"الفیت الکریم یعطی الفقراء ومساعدهم"

(موسوعۃ النحو، ص۴۵۶/، شرح رضی، ج۲/، ص۳۷۵/، النحو الوافی، ج۳/، ص۶۶۹/)

فائدہ

شبہ جملہ کا عطف مفرد پر یا مفرد کا شبہ جملہ پر جائز ہے بشرطیکہ شبہ جملہ کو مفرد کی تاویل میں لینا جائز ہو۔ جیسے: ﴿اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا

او قائماً﴾[الآیة](یونس:۱۲)

"لاتصبحو مخالفة القاعدة المطر دة إلاشذو ذاًاوفی ضرورة"

(موسوعۃ النحو،ص۴۵۷/)

قاعدہ

جس جگہ معطوف اپنے معطوف علیہ کی جگہ ٹھہر سکتا ہو وہاں عطف بھی جائز ہوگا۔اور جہاں معطوف اپنے معطوف علیہ کی جگہ آنا درست نہ ہو تو وہاں عطف جائز نہیں ہوگا۔

(ھدایۃ النحو،ص۵۳/،کافیہ،ص۶۰/،شرح الاشمونی،ج۲/،ص۴۰۵/،النحو الوافی،ج۳/،ص۶۵۵/)

قاعدہ

ایک حرف عطف کے ذریعے دو عاملین مختلفین کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف جمہور نحاۃ کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ معطوف علیہ مجرور، مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو۔جیسے:"في الدار زید والحجرة عمرو"

جب کہ فرّاء کے نزدیک مطلقا جائز اور سیبویہ کے نزدیک مطلقا ناجائز ہے

(ھدایۃ النحو،ص۵۴/،کافیہ،ص۶۰/،رضی،ص۳۶۸/،عبدالغفور،ص۴۳۱/،جمع الھوامع ،ج۲/،ص۱۳۹/،مغنی اللبیب،ج۲/،ص۱۸۵/)

قاعدہ

حرف عطف اور معطوف کے درمیان شرط کے ذریعے فصل لانا جائز ہے۔

جیسے:"اکرم زیداًإنّ اکرمتنی عمراً"

(شرح رضی،ج۲/،ص۳۶۸/)

فائدہ

"وحتی" کے عاطفہ بننے کے لئے تین شرائط ہیں۔(۱)اسم ظاہر ہو(۲)معطوف معطوف علیہ کا بعض ہو(۳)ماقبل سے زیادتی ہو۔جیسے:"مات الناس حتیٰ الانبیاء"

(النحو القرآنی،ص۴۸۱/)

یا ماقبل سے نقص ہو۔جیسے:"زارک الناس حتی الحجامون" یاد رہے کہ

قرآن مجید میں حتیٰ عاطفہ مستعمل نہیں ہے۔

(معجم النحو، ص ۱۷۳، موسوعۃ النحو، ص ۳۴۳، جامع، ج ۳، ص ۱۸۵، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۳۶۴)

فائدہ

''لکن'' عاطفہ کے لئے تین شرائط ہیں۔(۱) معطوف مفرد ہو (۲) مقرون بالواؤ نہ ہو (۳) نفی یا نہی کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ''ماکلت لحماً لکن خُبزاً'' یاد رہے کہ لکن عاطفہ بھی قرآن پاک میں مذکور نہیں۔

(معجم النحو، ص ۳۰۲، عدۃ السالک، ج ۳، ص ۳۵۴، موسوعۃ النحو، ص ۵۸۰، جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۸۸، النحو القرآنی، ص ۴۸۶)

فائدہ

''بل'' عاطفہ کے لئے دو شرطیں ہیں۔(۱) معطوف مفرد ہو (۲) اثبات یا نفی یا امر یا نہی کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ''قرء بکر بل عمرو، لیکتب صالح بل محمد'' قرآن مجید میں ''بل'' عاطفہ مذکور نہیں ہے۔

(معجم النحو، ص ۸۹، النحو القرآنی، ص ۴۸۶، موسوعۃ النحو، ص ۲۰۱، جامع، ج ۳، ص ۱۸۷، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۳۸۶)

فائدہ

''لا'' عاطفہ کے لئے چار شرائط ہیں۔(۱) معطوف مفرد ہو یا ایسا جملہ ہو جو محل اعراب میں واقع ہو۔(۲) اثبات یا امر یا دعا یا تخصیص کے بعد ہو۔(۳) حرف عطف متصل نہ ہو۔(۴) معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان عناد ہو۔ جیسے: ''اشتریت ضیعۃً لا داراً''

(معجم النحو، ص ۲۹۲، موسوعۃ النحو، ص ۵۶۶، جامع، ص ۱۸۸، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۳۸۸)

فائدہ

''ام'' عاطفہ کے لئے یہ شرط ہے کہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہو۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۰۱)

فائدہ

عطف کی تین قسمیں ہیں۔(۱) عطف علی اللفظ، اور یہی اصل ہے۔جیسے: "لیس زید بقائم ولا قاعدٍ"

(۲) عطف علی المحل۔جیسے: "لیس زید بقائم ولاقاعداً" اور محققین کے نزدیک اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔

(۳) عطف علی التوھم۔جیسے: "لیس زید قائماً ولا قاعدًا" "قاعدٍ" کو خبر پر دخولِ "با" کے توھم کی وجہ سے مجرور پڑھا جائے۔

(مغنی اللبیب، ج۲/ص۱۶۵، ھمع الھوامع، ج۲/ص۱۴۱، الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۹۲)

فائدہ

توابع میں سے صرف معطوف بالواؤ ہی اپنے متبوع پر مقدم ہوسکتا ہے اور کوئی تابع اپنے متبوع پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ (الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۱۰۱)

فائدہ

قسم یا ظرف کے ذریعے حرفِ عطف اور معطوف (خواہ اسم ہو یا فعل) کے درمیان فصل لانا جائز ہے۔جیسے: "قام زید ثم واللہ عمرو، ماضربت زید الکن فی الدار عمراً"

معطوف جب فعل ہو اس کی مثال: "قام زید ثم فی الدار قعد"

(ھمع الھوامع، ج۲/ص۱۴۱، حاشیۃ الصبان، ج۳، ص۱۱۸)

فائدہ

"لا" عاطفہ کے ذریعے عطف سے مقصود حکم کو ماقبل میں منحصر کرنا ہوتا ہے۔خواہ قصر افراد ہو۔جیسے: "زید کاتب لاشاعر" یہ جملہ اس شخص کو کہا جائے جو زید کے بارے میں کاتب اور شاعر ہونے کا گمان رکھتا ہو، یا قصر قلب ہوں۔جیسے: "زید عالم لاجاھل" ، یہ جملہ اس شخص کو کہا جائے جو زید کو جاہل سمجھتا ہو۔ (شرح الاشمونی، ج۲/ص۳۸۹)

فائدہ

کبھی "لا" عاطفہ کے ذریعے معطوف علیہ کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: "اعطیتک لالتظلم" ای: لتعدل لالتظلم (شرح الاشمونی، ج ۲، ص ۳۸۹)

فائدہ

راجح قول کے مطابق زمان کا عطف مکان پر یا بالعکس جائز ہے بشرطیکہ التباس لازم نہ آتا ہو۔ جیسے: (قابلتک امام بیتک هذا ویوم الخمیس) (قابلتک یوم الخمیس و امام بیتک) (النحو الوافی، ج ۳، ص ۶۶۱)

قاعدہ

جب حرف جارہ مکرر آجائے تو یہ جار مجرور ماقبل جار مجرور پر عطف کرنا درست ہے۔

جیسے: ﴿یاایها الذین امنو استجیبو الله و للرسول إذا دعاکم﴾ [الآیة] (الانفال ۲۴)

فائدہ

بعض عبارات میں عطف کی پہچان اور آسانی کے لئے عطف کو تخفیف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جس کی نشانیاں مندرجہ ذیل ہیں۔ (عط، عف)

بحث تاکید

تعریف

ہر وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کو پختہ کرے تاکہ مجاز، سہو اور غفلت کا احتمال نہ رہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۲۷۷، معجم النحو، ص ۱۱۹)

اس کو توکید، تاکید (بالهمزة) اور مؤکد (بکسر الکاف) اور تابع مخصوص سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس کے متبوع کو مؤکد کہا جاتا ہے۔

(النحو الوافی، ص ۴۰۵، النحو الکافی، ص ۳۷۷، موسوعۃ النحو، ص ۲۷۷، حاشیۃ الصبان، ج ۲، ص ۲۷۳، الاشمونی، ج ۲، ص ۳۴۴)

فائدہ

تاکید لفظی کی پہچان یہ ہے کہ ایک لفظ دومرتبہ ذکر کیا گیا ہواور تاکید معنوی کی پہچان یہ ہے کہ سات الفاظ میں سے کسی لفظ کے ساتھ مستعمل ہو۔

فائدہ

تاکید کی دو قسمیں ہیں (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی: وہ تابع ہے جو تکرار کے ساتھ ہو خواہ فعل ہو یا اسم حرف ہو یا جملہ

فعل کی مثال: "حضر حضر القاضی"

اسم کی مثال: "ایما امراۃ نکحت نفسھا بغیر ولي فنکاحھا باطل باطل باطل" (رواہ الترمذی)

اسم ضمیر کی مثال: شعر:

"فایاک وایاک المراء فانه إلی الشر دعاء وللشر جالب"

حرف کی مثال: "نعم، نعم"

تاکید معنوی: یہ چند مخصوص الفاظ کے ذریعے سے ہوتی ہے اور وہ آٹھ ہیں۔ نفس، عین، کلا، کلتا، اجمع، اکتع، ابتع، ابصع، اور کل۔

(معجم النحو، ص/۱۱۹، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۸۶)

فائدہ

اگر تاکید معنوی کے الفاظ ایک جگہ جمع ہوں تو ان کی ترتیب یوں ہوگی۔ نفس، عین، کل، اجمعین اور پھر اس کے فروع۔

(رضی، ج/۲، ص/۳۴۹، الاشباہ، ج/۱/۲، ص/۹۶، النحو الوافی، ج/۳، ص/۵۱۲)

فائدہ

تاکید معنوی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ذات سے مجاز کے توہم کو دور کرے اس کے لئے "نفس" اور "عین" استعمال ہوتے ہیں، اور یہ دونوں اس ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جو مؤکد کے مطابق

ہو۔جیسے:''جاء زید نفسه ''''جاء ت هند عینها''

(۲)عدم ارادۂ شمول کے توہم کو دور کرے اس کے لئے "کل ، کلا، کلتا، جمیع اور عامه"استعمال ہوتے ہیں۔

(معجم النحو، ص ۱۲۰/، موسوعۃ النحو، ص ۲۷۷/، جامع الدروس، ج ۳/، ص ۱۷۸/)

فائدہ

نفس، عین، پر''باء''زائدہ کا دخول جائز ہے۔جیسے:''جاء زید بنفسه''

(معجم النحو، ص ۱۲۰/) قرآن مجید میں نفس، اور عین کے ذریعے تاکید مذکور نہیں ہے ۔(النحو القرآنی، ص ۴۹۳/)

فائدہ

''نفس''اور''عین'' کی جمع ''افعُل'' کے وزن پر آتی ہے، جب کہ مؤکد جمع یا تثنیہ ہو۔جیسے:''قام الزیدون انفسهم او اعینهم ''''جاء ت الهندات انفسهن او اعینهن''، ''حضر المعلمان انفسهما ''تثنیہ کی صورت میں افراد اور تثنیہ بھی جائز ہیں، البتہ افراد راجح ہے۔

(معجم النحو، ص ۱۲۱/، جامع الدروس، ج ۳/، ص ۱۷۸/، شرح قطر الندی، ص ۳۹۲/)

فائدہ

کلا، تثنیہ مذکر، کلتا، تثنیہ مؤنث، کل ، اجمع اور عامه تینوں جمع کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اور مفرد کے لئے بھی، بشرطیکہ مؤکدٌ کے لئے اجزاء ہوں (مثالیں واضح ہیں) یاد رہے کہ''کلا''اور''کلتا'' کے ذریعے تاکید قرآن میں مذکور نہیں۔

(معجم النحو، ص ۱۲۱/، النحو القرآنی، ص ۴۹۴/، النحو الکافی، ص ۳۲۷/)

فائدہ

ان الفاظ کے ساتھ مؤکد کی ضمیر کا اتصال ضروری ہے تاکہ مؤکد اور مؤکد کے درمیان ربط رہے، البتہ کبھی ضمیر کے بجائے مؤکد کے مثل کی طرف مضاف ہوتا ہے اس صورت میں''کل''اپنے مضاف الیہ کے ساتھ ماقبل کے لئے صفت ہوگا۔جیسے:''یا اشبه

الناس كل الناس بالقمر"

(معجم النحو، ص ۱۳۱، النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۱۳، شرح الاشمونی، ج ۲، ص ۳۳۸)

فائدہ

تاکید لفظی اسم، فعل، حرف، جار مجرور اور جملہ سب کی آسکتی ہے۔

اسم کی مثال: "ذهب المعلم المعلم"

فعل کی مثال: "نجح نجح الطالب"

حرف کی مثال: "نعم نعم درست درسی"

جار مجرور کی مثال: "جلست فی الدار فی الدار"

جملہ کی مثال: ﴿كلا سيعلمون ثم كلا سيعلمون﴾ [الآية] (النباء: ۴، ۵)

(موسوعۃ النحو، ص ۱۲۷۸، النحو القرآنی، ص ۳۹۶، النحو الکافی، ص ۲۲۷، رضی، ج ۲، ص ۳۸۲، النحو الوافی، ج ۲، ص ۵۲۵)

فائدہ

اکثر "اجمع" اور اس کے فروع کے ذریعے تاکید "کل" کے بعد استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: "جاء الطلاب كلهم اجمعون" قرآن مجید میں اجمع "کل" کے بغیر بھی مستعمل ہے۔ جیسے: ﴿ان جهنم لموعدهم اجمعين﴾ [الآية] (الحجر: ۴۳)

(موسوعۃ النحو، ص ۱۲۷۸، معجم النحو، ص ۱۳۱، جامع الدروس، ص ۱۷۷، النحو القرآنی، ص ۳۹۴، النحو الکافی، ص ۲۳۰، ہمع الہوامع، ج ۲، ص ۱۲۳)

قاعدہ

جب ضمیر مرفوع کی تاکید "نفس یا عین" کے ذریعے سے مقصود ہو تو ضمیر منفصل کے ذریعے سے پہلے تاکید لانا ضروری ہے۔ جیسے: "قوموا انتم انفسكم" اگر مؤکد ظاہر ہو تو ضمیر منفصل لانا ممنوع ہے۔ جیسے: "سافر المحمدون انفسهم" اگر ضمیر مرفوع کی تاکید (سوائے "نفس اور عین کے) ذریعے ہو تو ضمیر لانا جائز ہے واجب نہیں

جیسے: "قاموا کلهم"

(معجم النحو، ص ۱۱۲، موسوعۃ النحو، ص ۲۷۹، جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۷۸، ھدایۃ النحو، ص ۵۵، توضیح المسالک، ج ۲، ص ۳۳۵، الاشباہ، ج ۱، ۲، ص ۳۳۱)

قاعدہ

جب تاکید کے الفاظ زیادہ ہوں تو یہ سب مؤکد کے لئے تاکید ہوں گے اور دوسری تاکید پہلے کے لئے تاکید نہیں ہوگی۔

(معجم النحو، ص ۱۱۲، موسوعۃ النحو، ص ۲۷۸، النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۳۰، الشمونی، ج ۲، ص ۳۳۰)

فائدہ

تاکید کے تمام الفاظ وجوباً مؤکد کے تابع ہوں گے اور تاکید کی قطعیت رفع یا نصب کی طرف جائز نہیں، جیسا کہ نعت میں جائز تھی۔

(موسوعۃ النحو، ص ۲۷۸، معجم النحو، ص ۱۱۲، النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۱۶، الشمونی، ج ۲، ص ۳۳۰)

قاعدہ

تاکید کے بعض الفاظ کا عطف بعض پر جائز نہیں اگر حرف عطف ساتھ آجائے تو زائد ہوگا۔ جیسے: ﴿اولی لک فأولی ثم اولی لک فأولی﴾ الآیۃ (القیامۃ: ۳۴، ۳۵)

(جمع الجوامع، ج ۲، ص ۱۲۳، الاشمونی، ج ۲، ص ۳۳۰، النحو الوافی، ج ۲، ص ۵۲۰)

فائدہ

نکرہ کی تاکید بصریین کے نزدیک جائز نہیں ہے جب کہ کوفیین کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ مفید ہو، یعنی نکرہ محدودہ ہو۔ جیسے: "اسبوع شهر سنة" یا ایسے الفاظ ہوں، جو احاطہ یا شمول پر دلالت کر رہے ہوں۔ جیسے: "صمت يوماً كله"

(موسوعۃ النحو، ص ۲۷۸، معجم النحو، ص ۱۱۲، جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۷۷، رضی، ج ۲، ص ۳۱۱، رضی، ج ۲، ص ۳۹۷، جمع الجوامع، ج ۲، ص ۱۲۳، النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۱۲)

قاعدہ

مؤکد کو حذف کرنا جائز نہیں ہے پس "جاء نفسه" کہنا درست نہیں ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۲۷۹، معجم النحو، ص/۱۲۲، النحو الوافی، ج/۳، ص/۵۲۲، اشمونی، ج/۲، ص/۳۵۲)

فائدہ

جب ضمیر منصوب متصل یا مجرور متصل کی تاکید لفظی کا ارادہ ہو تو اس کا اعادہ متصل لفظ کے ساتھ ضروری ہے۔ جیسے: "مررت بک بک"

(موسوعۃ النحو، ص/۲۷۹، عبد الغفور، ص/۴۳۵)

فائدہ

اگر "کل" کامل کے معنی میں ہو تو یہ ماقبل کے لئے صفت ہوگا تاکید نہیں ہوگا۔ جیسے: "زرت الصديق كل الصديق"۔

(معجم النحو، ص/۱۲۲، جہد قصیر، ص/۹۶، النحو الوافی، ج/۳، ص/۵۱۴، اشمونی، ج/۲، ص/۳۵۴)

فائدہ

اگر "جمیع" اپنے مؤکد کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی طرف مضاف نہ ہو تو نصب کی صورت میں حال بنے گا۔ جیسے: ﴿قل يا أيها الناس إني رسول الله اليكم جميعاً﴾ [الآية] (الاعراف:۱۵۸)

(النحو القرآنی، ص/۴۹۶، شرح رضی، ج/۲، ص/۳۸۱، النحو الوافی، ج/۳، ص/۵۱۳)

فائدہ

کبھی اسم ظاہر کے ذریعے بھی تاکید لائی جاتی ہے۔ جیسے: "﴿القارعة ما القارعة﴾ [الآية] (القارعۃ:۱:۲) "على نصب القارعة في قراءة" اور "ما" زائدہ ہو ﴿كلا اذا دكت الارض دكاً دكاً﴾ [الآية] (الفجر:۲۱)

(النحو القرآنی، ص/۴۹۶، النحو الکافی، ص/۳۲۷)

قاعدہ

تاکید لفظی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) پہلے لفظ کو مکرر ذکر کیا جائے۔ (۲) کسی ہم

وزن لفظ کے ذریعے تاکید لائی جائے بشرطیکہ حرف اخیر مؤکد کے ساتھ موافق ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مؤکد کے لئے ظاہری معنیٰ ہو۔ جیسے: "هنيئامريئاً"

(۲) اصل میں کوئی معنی نہ ہو بلکہ تزئین کلام کے لئے ذکر کیا جائے۔ جیسے: "حسن لسن مَسَن"

(۳) معنی غیر ظاہر ہو۔ جیسے: "خبيث لبيث"۔

(عبدالغفور علی شرح جامی، ص ۲۳۶/، شرح رضی، ج ۲/، ص ۲۸۷/)

قاعدہ

جب ایک اسم دوسرے اسم پر عطف ہو تو معطوف یا معطوف علیہ یا دونوں کی تاکید ابن ہشام کے نزدیک درست نہیں ہے، جب کہ رضی کے نزدیک جائز ہے اور یہی راجح ہے۔ جیسے: "جاء زيد نفسه وخالد" "جاء زيد وخالد نفسه"، "جاء زيد وخالد انفسهما" (عدۃ السالک، ج ۳/، ص ۲۲۹/)

جب ضمیر کی تاکید ضمیر کے ذریعے کی جائے تو ضمیر مؤکد حالت رفع ہی میں ہوگی خواہ ضمیر مؤکد مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور۔ جیسے: "قمت انا"، "ورايتك انت"، "ومررت به هو" (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲/، ص ۹۶/)

فائدہ

"احذر الاسد" میں تاکید لفظی جائز نہیں ہے یعنی اسم محذر منہ کی تاکید درست نہیں ہے تاکہ بدل اور مبدل جمع نہ ہوں۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲/، ص ۹۷/)

فائدہ

تاکید لفظی تاکید معنوی سے زیادہ وسیع ہے اس لئے کہ تاکید لفظی اسم، فعل، حرف، جملہ، ضمیر، ظاہر، معرفہ، اور نکرہ میں آسکتی ہے بخلاف تاکید معنوی کے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲/، ص ۹۷/، النحو الوافی، ج ۲/، ص ۵۲۷/)

فائدہ

اسم تاکید کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) موصوف اور مؤکد دونوں بن سکتا ہو۔ جیسے: "زید"

(۲) موصوف بن سکتا ہو لیکن مؤکد نہیں۔ جیسے: "رجل"

(۳) مؤکد بن سکتا ہو لیکن موصوف نہیں۔ جیسے: "ضمیر"

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۹۷)

فائدہ

مؤکد اور مؤکد کے درمیان غیر اجنبی لفظ کے ذریعے فصل لانا جائز ہے۔

جیسے: ﴿ولا یحزنّ ویرضین بما اٰتیتھنّ کلّھن﴾ [الآیۃ] (الاحزاب ۵۱)

"بما" حرف کے ذریعے راجح قول کے مطابق فصل لانا بھی جائز ہے۔ "سأسعد بالقوم بما کلھم ولما بعضھم"

(النحو الوافی، ص ۳/۵۶۱۔ الاشمونی، ج ۲/۳، ص ۳۵۳)

فائدہ

تاکید معنوی کے تمام الفاظ اضافت الی الضمیر کی وجہ سے معرفہ ہیں، اور ملحق الفاظ (یعنی اجمع، جمعاء، اجمعون، اجمع جن کی اضافت ممنوع ہے)۔ علم جنس ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں اور سیبویہ کے نزدیک اضافت کی وجہ سے معرفہ ہیں یعنی نیت میں مضاف ہیں۔

(النحو القرآنی، ج ۳/۵۱۹، شرح الاشمونی، ج ۲/۳، ص ۳۴۰، ہمع الھوامع، ج ۲/۳، ص ۱۲۶)

فائدہ

تاکید لفظی کے الفاظ میں نہ عوامل عمل کرتے ہیں اور نہ یہ دوسروں میں عمل کرتے ہیں، پس ترکیب میں ان کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا بلکہ ترکیب میں یوں کہا جائے گا کہ یہ فلاں لفظ کے لئے تاکید لفظی ہے۔ (النحو الوافی، ج ۳/۵۲۷)

قاعدہ

اگر مؤکد فعل ہو (خواہ ماضی ہو یا مضارع) تو تاکید لفظی صرف تکرار فعل کے ساتھ ہوگی اور فعل مؤکد کے لئے فاعل نہیں ہوگا بلکہ فاعل پہلے فعل مؤکد کے لئے ہوگا۔ جیسے: ایک اعرابی سے کسی نے پوچھا "اتقول الحق ؟ تو اس نے کہا "وهل يقول يقول غيري الحق ؟ وانا من معشر ولد ولد الحق معهم ولم يفارقهم"

(النحو الوافی، ص ۵۳۱)

قاعدہ

تاکید کے باب میں "لفظ عامہ" کا حکم "کل" کی طرح ہے۔ جیسے: "جاء الجيش عامته" "جاءت القبيلة عامتها" البتہ مبرد کے نزدیک عامۃ "اکثرھم" کے معنی میں ہے۔ (شرح الاشمونی، ج ۲، ص ۳۳۸)

تاکید لفظی اکثر جملوں میں آتی ہے اور اکثر حرف عطف کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے: ﴿كلا سيعلمون ثم كلا سيعلمون﴾ الآية (التباء ۴) ﴿اولى لك فاولى﴾ (القیامۃ ۳۴) اور کبھی حرف عطف کے بغیر بھی آتی ہے۔ جیسے: "والله لأغزون قريشاً" الحدیث تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(شرح الاشمونی، ج ۲، ص ۳۳۷)

فائدہ

جب ضمیر منصوب متصل کی تاکید ضمیر منصوب منفصل سے کی جائے۔ جیسے: "رايتك إياك" تو بصریین کے نزدیک بدل جبکہ کوفیین کے نزدیک تاکید ہوگی، صاحب شرح الاشمونی نے کوفیین کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے۔

(الاشمونی، ج ۲، ص ۳۵۲)

فائدہ

ضمیر فصل اور تاکید کے درمیان فرق یہ ہے کہ تاکید جب ضمیر ہو تو صرف ضمیر سے تاکید آئے گی بخلاف ضمیر فصل کے، پس "كان زيد هو القائم" میں ضمیر فصل ہے تاکید

نہیں اور ''کنت انت القائم'' میں دونوں احتمال موجود ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ ضمیر برائے تاکید اپنی اسمیت پر برقرار رہتی ہے اور اس کا محل اعراب ماقبل کا اعراب ہوتا ہے اور ضمیر فصل ایسی نہیں ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۱۷۴)

بحث بدل

تعریف

بدل وہ تابع ہے جو واسطۂ حرف عطف کے بغیر حکم سے مقصود بالذات ہو، اور متبوع کا ذکر بطور توطیہ اور تمہید کے ہو۔ جیسے: ''کان الخلیفة عمر عادلاً''

(موسوعۃ النحو، ج۲، ص۱۹۳)

بدل بصریین کی اصطلاح ہے جب کہ کوفیین اس کو ''ترجمہ'' اور ''تبیین'' اور ابن کیسان ''تکریر'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

(ھمع الھوامع، ص۲/۱۲۵، عدۃ السالک، ص۳، ص۳۹۶/، جہد قصیر، ص۹۶/، اشمونی، ج۳، ص۴/)

فائدہ

بدل کی پہچان یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں لفظ (یعنی) آتا ہے۔

بدل کی چار اقسام کی پہچان

اگر بدل اور مبدل منہ کا مصداق ایک ہو تو بدل الکل ہوگا، اور اگر بدل جزء ہو تو بدل البعض ہوگا، اور اگر بدل اور مبدل منہ کے درمیان جزء اور کل کے علاوہ کوئی تعلق ہو تو بدل الاشتمال ہوگا، اور اگر مغایرت ہو تو بدل الغلط ہوگا۔

فائدہ

چار اقسام میں وجہ حصر:

بدل دو حال سے خالی نہیں بدل اور مبدل منہ کا مدلول ایک ہوگا یا نہیں اگر ایک ہو تو بدل الکل، ورنہ بدل کا مدلول مبدل منہ کا بعض ہوگا یا نہیں اگر بعض ہو تو بدل البعض اگر بعض نہ ہو، پس اگر بدل اور مبدل منہ کے درمیان کلیت اور جزئیت کے علاوہ کوئی تعلق ہو تو بدل الاشتمال ہوگا، اگر کوئی تعلق نہ ہو تو بدل الغلط ہوگا۔

(شرح رضی، ج ۲/ص ۴۰۳، شرح المفصل، ۱/۲، ص ۶۴)

فائدہ

بدل کی چار اقسام ہیں۔

(۱) بدل الکل (اس کو بدل مطابقی بھی کہا جاتا ہے) وہ ہے جس کا مصداق مبدل منہ کا مصداق ہو، مفہوم اگر چہ مختلف کیوں نہ ہو۔ جیسے: ﴿اهدنا الصراط المستقيم ،صراط الذين انعمت عليهم﴾[الآية] (الفاتحہ: ۶، ۷)

(۲) بدل البعض وہ ہے جو مبدل منہ کا جزء ہو (جزء خواہ قلیل ہو یا مساوی یا اکثر)

(۳) بدل الاشتمال وہ ہے جو نہ مبدل کا کل ہوا اور نہ جزء، بلکہ کلیۃ جزئیہ کے سوا مبدل منہ اور بدل کے درمیان تعلق ہو۔ جیسے: ﴿ويسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه﴾[الآية] (البقرۃ)

(۴) بدل مباین وہ ہے جو مبدل کا مخالف ہو یعنی نہ اس کا مطابق ہو اور نہ اس کا بعض، اور نہ مبدل منہ اس پر مشتمل ہو۔

(معجم النحو، ص ۸۴، موسوعۃ النحو ۱/۱۹۲، اوضح المسالک، ج ۳/ص ۴۰۱، جامع، ج ۳/ص ۱۷۹)

فائدہ

بدل البعض کے ساتھ ضمیر متصل کا موجود ہونا لازمی ہے جو کہ مبدل منہ کی طرف راجع ہو، خواہ مذکور ہو۔ جیسے: ''اكلت التفاحة نصفها''، مقدر ہو۔ جیسے: ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع سبيلاً﴾[آل عمران: ۹۷) ای: ''استطاع منهم''

(معجم النحو، ص ۸۴، موسوعۃ النحو، ص ۱۹۳، النحو القرآنی، ص ۵۰۲، جامع، ج ۳/ص ۱۷۹، اوضح المسالک، ج ۳/ص ۴۰۲)

فائدہ

بدل الاشتمال میں بھی بدل البعض کی طرح ضمیر کا اتصال ضروری ہے خواہ مذکور ہو۔ جیسے: ﴿ویسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه﴾ الآیة (البقرة)

خواہ مقدر ہو۔ جیسے: ﴿قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود﴾ الآیة (البروج ۵،۴) ای: "النار فیه"

(موسوعۃ النحو، ص ۱۹۳، معجم النحو، ص ۸۵، النحو القرآنی، ص ۵۰۳، جامع، ج ۳، ص ۱۷۹، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۴۰۳)

فائدہ

بدل مباین کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) بدل الغلط (جو سبقتِ لسانی کی وجہ سے ہوتا ہے)۔ جیسے: کوئی "اکلت تفاحا" کے بجائے "اکلت برتقالا" کہے

(۲) بدل نسیان: وہ ہے جب متکلم بھول جانے کی وجہ سے متبوع کا قصد کرے پھر یاد آجانے کی وجہ سے تابع کو ذکر کرے، بدل نسیان کا تعلق دل سے ہوتا ہے جب کہ بدل الغلط کا تعلق زبان سے ہوتا ہے۔

(۳) بدل اضراب: (اس کو بدل البداء بھی کہا جاتا ہے) متکلم قصداً مبدل منہ کو ذکر کرے پھر غلطی کے وہم کی وجہ سے چھوڑ کر بدل کو ذکر کرے۔ جیسے: "اعطنی اکلاً" کہنے کے بجائے "اعطنی مالاً اکلاً" کہا جائے، مندرجہ بالا تینوں اقسام قرآن پاک میں مستعمل نہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص ۱۹۴، معجم النحو، ص ۸۵، جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۸۰، شرح شذور الذهب ص ۳۹۹، شرح قطر الندی، ص ۲۶۶)

فائدہ

علماء بلاغت کے کلام میں بدل مباین اپنے اقسام کے ساتھ واقع ہوتا ہے پس اگر کوئی بلیغ ذکر کرے گا تو مبدل منہ اور بدل کے درمیان "بل" لائے گا۔

(النحو الکافی، ص ۳۲۴، شرح رضی، ج ۳، ص ۴۰۴)

فائدہ

بدل اور مبدل منہ کی موافقت تعریف و تنکیر کے اعتبار سے ضروری نہیں ہے، خواہ دونوں معرفہ ہوں۔ جیسے: ﴿اهدنا الصراط المستقيم ،صراط الذين انعمت عليهم ﴾[الآية](الفاتحہ:۶،۷)

یا دونوں نکرہ ہوں۔ جیسے: ﴿قد انزل الله اليكم ذكراً رسولاً ﴾[الآية](الطلاق:۱۰)

یا بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو۔ جیسے: ﴿حتى تاتيهم البينة،رسول من الله ﴾[الآية](البینہ:۱،۲)

یا بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿انا اخلصنهم بخالصة ذكرى الدار﴾[الآية](جن:ص ۴۶)

• (معجم النحو،ص ۸۵،النحو القرآنی،ص ۵۰۰،موسوعۃ النحو،ص ۱۹۴،جامع،ج ۳،ص ۱۸۰،رضی،ج ۲،ص ۴۰۴،جمع الجوامع،ج ۳،ص ۱۴۵)

فائدہ

بدل الکل میں مبدل منہ اور بدل کے درمیان افراد، تذکیر و تانیث کے اعتبار سے موافقت ضروری ہے، البتہ اگر ایک مصدر ہو یا تفصیل کا ارادہ ہو تو پھر توافق ضروری نہیں۔ جیسے: ﴿مفازاً حدائق ﴾[الآية](النباء:۳۱) شعر:

"وكنت كذي رجلين رجلٍ صحيحة ورجل رمى فيها الزمان فشلّت"

البتہ اگر بدل الکل نہ ہو تو توافق ضروری نہیں ہے۔ جیسے: "سرني العلماء كتابهم"۔

(معجم النحو،ص ۸۵،موسوعۃ النحو،ص ۱۹۵)

فائدہ

بدل الکل میں کبھی کبھی مبدل منہ اور بدل دونوں اسم موصول ہوتے ہیں۔

جیسے: ﴿ان يوم الفصل ميقاتهم اجمعين،يوم لايغني مولاً عن مولىً شيئاً ﴾[الآية](الدخان:۴۰،۴۱)

اور کبھی جار مجرور ہوتے ہیں۔ جیسے: ﴿فاستجاب لهم ربهم انی لااضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ﴾[الآیة](آل عمران:۱۹۵)

اور کبھی بدل تفصیلی واقع ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وإله ابائک ابراهیم و اسماعیل و اسحاق الهاً واحداً﴾[الآیة](البقرة:۱۳۳)

(النحو القرآنی،ص/۵۰۱)

قاعدہ

ضمیر سے ضمیر بدل لانا جائز نہیں ہے اور نہ اسم ظاہر سے ضمیر بدل لانا جائز ہے البتہ ضمیر سے اسم ظاہر بدل لانا مطلقاً درست ہے جب کہ ضمیر غائب ہو۔ جیسے: ﴿واسروا النجوی الذین ظلموا﴾[الآیة](الانبیاء:۳)

نیز ضمیرِ حاضر سے اسم ظاہر بدل لانا تین حالتوں میں جائز ہے۔

(۱) بدل البعض ہو۔ جیسے: ﴿لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجو الله والیوم الآخر﴾[الآیة](الاحزاب:۲۱)

(۲) بدل الاشتمال ہو۔ جیسے: شعر "بلغنا السماء مجد نا و نساء نا"

(۳) بدل الکل ہو اور احاطہ اور شمول کا فائدہ دیتا ہو۔ جیسے: ﴿تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا﴾[الآیة](المائدة:۱۱۷)

(معجم النحو،ص/۸۶، موسوعۃ النحو،ص/۱۹۵، جامع ،ج/۳،ص/۱۸۰، شرح شذور الذهب ،ص/۳۹۹، همع الهوامع ،ج/۲،ص/۱۲۵)

قاعدہ

بدل الکل میں جب لفظ سے بدل لانا متعذر ہو، تو محل سے بدل لانا ہوگا۔ جیسے: ﴿وما من الاالله واحد﴾[الآیة](المائدة:۷۳) (النحو القرآنی،ص/۵۰۲)

،نزدیک "بدل الکل من البعض" درست ہے، جب کہ جمہور نحاۃ

کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص۱۹۴/، عدۃ السالک، ج۳/، ص۳۹۹/، جمع الھوامع، ج۲/، ص۱۲۷/، اشمونی، ج۳/، ص۵۸/)

فائدہ

اکثر بدل جامد ہوتا ہے کبھی کبھار مشتق بھی آتا ہے۔ جیسے: ﴿قل اغیر اللہ اتخذ ولیاً فاطر السمٰوات والارض﴾ [الآیۃ] (الانعام:۱۴)

(النحو الوافی، ج۳/، ص۶۶۴/)

قاعدہ

اگر ایسے اسم سے بدل واقع ہو جو معنی ہمزۂ استفہام یا "إن" شرطیہ کو متضمن ہو تو بدل میں استفہام کے لئے "ہمزۂ اور "إن" شرطیہ لایا جائے گا۔ جیسے: "من عندک اسعید ام علی"، "کم مالک اعشرون ام ثلاثون"

شرط کی مثال: "من یسافر إن خالد وان بکر اسافر معه"

(معجم النحو، ص۸۶/، موسوعۃ النحو، ص۱۹۶/، متن متین، ص۱۷۷/، جمع الھوامع، ج۲/، ص۱۲۸/، اشمونی، ج۳/، ص۱۰/)

قاعدہ

فعل سے فعل بدل لانا جائز ہے، جب کہ دوسرے فعل میں زیادہ بیان پایا جاتا ہو۔ جیسے: ﴿ومن یفعل ذلک یلق اثاماً، یضاعف له العذاب یوم القیٰمة﴾ [الآیۃ] (الفرقان ۶۸-۶۹)

البتہ فعل بدل البعض اور بدل الغلط واقع نہیں ہوتا اگرچہ بعض نحاۃ کے نزدیک جائز ہے۔

(معجم النحو، ص۸۷/، النحو القرآنی، ص۵۰۴/، موسوعۃ النحو، ص۱۹۵/، جامع، ص۸۱/، شرح قطر الندی، ص۴۰۴/، اوضح المسالک، ج۳/، ص۴۰۷/، جمع الھوامع، ج۲/، ص۱۲۸/)

قاعدہ

جملے کا جملے سے بدل اور جملے کا مفرد سے بدل لانا درست ہے۔ جیسے: ﴿امدکم بما تعلمون، امدکم بانعام وبنین﴾ [الآیۃ] (الشعراء:۱۳۲،۱۳۳)

جملے کا مفرد سے بدل کی مثال۔ جیسے: ﴿وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیراً للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ﴾ [الآیۃ] (النحل:۳۰) ﴿افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت﴾ [الآیۃ] (الغاشیۃ)

(معجم النحو، ص ر۸۷، النحو القرآنی، ص ر۵۰۴، موسوعۃ النحو، ص ر۱۹۵، اوضح المسالک، ج ر۳، ص ر۴۰۷، جمع الجوامع، ج ر۳، ص ر۱۲۸)

فائدہ

امام اخفشؒ اور ابن مالکؒ کے نزدیک مبدل منہ کا حذف جائز ہے۔ جیسے: ﴿ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب﴾ [الآیۃ] (النحل:۱۱۶) ای: "لما تصفہ السنتکم الکذب" یہاں ضمیر منصوب محذوف مبدل منہ واقع ہے۔

(النحو القرآنی، ص ر۵۰۵، مغنی اللبیب، ج ر۲، ص ر۴۰۱، جمع الجوامع، ج ر۲، ص ر۱۲۸)

فائدہ

اکثر دلالت علی المعنیٰ میں بدل پر اعتماد کیا جاتا ہے یعنی بدل کے حذف کرنے سے معنیٰ میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی بدل زائد معنیٰ کے حکم میں بھی آتا ہے۔ جیسے: شعر: "إن السیوف غدوّھا ورواحھا" مذکورہ جملے میں "غدوھا ورواحھا" دونوں زائد ہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص ر۱۹۶، شرح رضی، ج ر۲، ص ر۴۱۰، اشمونی، ج ر۳، ص ر۱۳)

قاعدہ

جب مبدل منہ مجمل ہو، اور بدل مبدل منہ کے اقسام ہو، بدل میں قطعیت إلی الرفع، والنصب وعدم قطعیت دونوں جائز ہیں، مثالیں مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

"مررت برجال طوالٍ وقصارٍ وربعةٍ" (جر کے ساتھ)

"مررت برجال طوال وقصار وربعة" (رفع کے ساتھ)

"مررت برجال طوال وقصارو ربعة" (نصب کے ساتھ)

ہاں اگر مبدل منہ مجمل ہو اور بدل تفصیل کرنے والا مبدل منہ کے تمام اقسام کو پورا کرنے والا نہ ہو، تو قطع واجب ہے۔ جیسے: "مررت برجال طوالا وقصارا او طوال وقصار"

اور اگر بدل تفصیل سے خالی ہو تو اس میں دونوں وجہیں جائز ہیں۔

(موسوعۃ النحو میں ۱۹۶/، جمع الجوامع، ج ۲/، ص ۱۲۸۳، اشمونی، ج ۳/، ص ۱۳۲)

فائدہ

بدل الکل میں بدل کو مبدل منہ پر مقدم کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے البتہ بدل البعض میں جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ اضافت کے ساتھ ہو جیسے "اکلت ثلثة الرغیف"

(جمع الجوامع، ج ۲/، ص ۱۲۸/)

فائدہ

بدل اور عوض میں فرق یہ ہے کہ عوض معوض عنہ کی جگہ نہیں آسکتا، بخلاف بدل کے کہ یہ مبدل منہ کی جگہ آسکتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/، ص ۹۶/)

فائدہ

ضمیر فصل، تاکید اور بدل کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضمیر فصل پر لام تاکید کا دخول جائز ہے بخلاف تاکید اور بدل کے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/، ص ۱۷۴/)

فائدہ

کبھی بدل اور مبدل منہ لفظاً متحد ہوتے ہیں لیکن بدل میں زیادہ وضاحت ہوتی ہے جیسے ﴿وتری کل امة جاثیة، کل امة تدعی إلی کتابها﴾ الآیة (الجاثیہ ۲۸ کی قرۃ یعقوب)

فائدہ

حرف بدل واقع نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ حرف میں عمل کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

(عامۃ الکتب)

بحث عطف بیان

تعریف

وہ تابع جامد ہے جو باوجود صفت نہ ہونے کے صفت کی طرح اپنے متبوع کی وضاحت کرے، جیسے: "اقسم بالله ابو حفص عمر"

(موسوعۃ النحو، ص/۴۵۲، معجم النحو، ص/۲۴۲، النحو القرآنی، ص/۵۰۶، متن متین، ص/۱۷۱، جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۸۳)

قاعدہ

اگر متبوع معرفہ ہو، تو عطف بیان اپنے متبوع کی وضاحت کرے گا۔ جیسے: "اقسم بالله ابو حفص عمر"، اور تخصیص کا فائدہ دے گا جب کہ متبوع نکرہ ہو۔ جیسے: "اشتریت حلیاسواراً" (موسوعۃ النحو، ص/۵۲، معجم النحو، ص/۲۴۲، النحو القرآنی، ص/۵۰۶)

فائدہ

عطف بیان کی اپنے متبوع کے ساتھ اعراب، تعریف و تنکیر، تذکیر و تانیث، افراد تثنیہ و جمع میں مطابقت ضروری ہے۔

(موسوعۃ، ص/۴۵۲، شرح شذور الذهب، ص/۳۹۴، جامع، ج/۳، ص/۱۸۲، شرح قطر الندی، ص/۳۹۹)

فائدہ

جمہور نحاۃ کے نزدیک عطف بیان مستقل تابع ہے جب کہ رضی کے نزدیک عطف بیان بدل الکل ہی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اب تک مجھے بدل الکل اور عطف بیان کے درمیان کوئی واضح فرق معلوم نہیں ہوا، بلکہ میں عطف بیان کو بدل الکل ہی سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ جمہور کے نزدیک کل توابع پانچ ہیں جب کہ رضی کے نزدیک چار ہیں۔

(شرح رضی ج/۳، ص/۳۹۴، حاشیۃ الصبان، ج/۲، ص/۸۸)

فائدہ

عطف بیان کے مندرجہ ذیل پانچ ہی مقامات ہیں اور یہی ان کی پہچان بھی ہے۔

(۱) اسم کے بعد لقب ہو۔ جیسے: ''جاءَ علی زین العابدین''

(۲) کنیت کے بعد اسم ہو۔ جیسے: ''اقسم باالله ابو حفص عمر''

(۳) اسم اشارہ کے بعد اسم ظاہر معرف باللام ہو۔ جیسے: ''﴿ذلک الکتاب لاریب فیه﴾ [الآیة] (البقرة:۲)

(۴) صفت کے بعد موصوف ہو۔ جیسے: ''اُرسل الکلیم موسی''

(۵) مفسر کے بعد تفسیر ہو۔ جیسے: ''العسجد، ای: الذهب''۔

(معجم النحو، ص/۲۴۲، النحو القرآنی، ص/۵۰۶)

فائدہ

مشہور یہ ہے کہ عطف بیان جامد ہی آتا ہے۔ جیسے: ﴿یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لاشرقیة ولاغربیة﴾ [الآیة] (النور:۳۵) اور علامہ زمخشری کے نزدیک اسم مشتق بھی آسکتا ہے۔ جیسے: ﴿قل اعوذ برب الناس، ملک الناس، اله الناس﴾ [الآیة] (الناس :۱،۲،۳) اس میں، ملک اور اله ''رب'' سے بدل واقع ہیں۔

(النحو القرآنی، ص/۵۰۶، حاشیة الصبان، ج/۳، ص/۸۶)

فائدہ

بصریین کے نزدیک عطف بیان صرف معرفہ ہی آسکتا ہے جب کہ کوفیین کے نزدیک معرفہ اور نکرہ دونوں میں آسکتا ہے اور یہی مذہب راجح ہے۔ جیسے: ﴿من وراءه جهنم ویسقی من ماء صدید﴾ [الآیة] (ابراہیم:۱۶) یہاں ''صدید'' ماء سے بدل واقع ہے

(النحو القرآنی، ص/۵۰۶، شرح قطر الندی، ص/۳۹۹، ھمع الھوامع، ج/۲، ص/۱۲۱)

قاعدہ

ہر عطف بیان بدل الکل بن سکتا ہے مگر دو صورتوں میں عطف بیان ہی بن سکتا ہے۔

(۱) ''ھند قام زیداخوھا'' جیسی عبارت میں، کیونکہ یہاں ''اخوھا'' کا عطف

بیان بننا متعین ہے۔

(۳) تابع میں متبوع کے محل میں واقع ہونے کی صلاحیت نہ ہو، اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) عطف بیان مفرد معرفہ معرب ہو، اور متبوع منادیٰ ہو۔ جیسے: ''یاولد سعیداً''

(۲) عطف بیان معرف باللام ہو اور متبوع منادیٰ ہو اور الف ولام سے خالی ہو۔ جیسے: ''یامحمد المهدی''

(۳) عطف بیان بغیر الف لام کے ہو جب کہ متبوع الف لام کے ساتھ ہو، اور اس کی طرف معرف باللام اسم مضاف ہو۔ جیسے: ''اناالناصح الرجل محمد''

مشہور مثال: انا ابن التارک البشری بکر علیه الطیر ترقبه وقوعاً

(۴) عطف بیان کی طرف اسم تفضیل مضاف ہو اور اس کے بعد اس کی دو قسمیں مذکور ہوں۔ جیسے: ''محمد افضل الناس الرجال والنساء''

(معجم النحو، ص ۲۴۲، موسوعۃ النحو، ص ۴۵۲، شرح شذور الذهب، ص ۳۹۴، جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۸۳، اوضح المسالک، ج ۳، ص ۳۴۹، النحو الوافی، ج ۳، ص ۵۴۷)

فائدہ

عطف بیان اور صفت کے لئے متبوع کی اسمیت ضروری ہے جب کہ دوسرے توابع کے لئے ضروری نہیں ہے۔ (جہد تصیر، ص ۹۹)

فائدہ

عطف بیان اور بدل میں آٹھ فرق ہیں۔

(۱) عطف بیان تعریف وتنکیر میں اپنے متبوع کا مخالف نہیں آ سکتا بخلاف بدل کے۔

(۲) عطف بیان جملہ واقع نہیں ہوتا جب کہ بدل واقع ہوتا ہے۔

(۳) عطف بیان تابع جملہ واقع نہیں ہوتا جب کہ بدل واقع ہوتا ہے۔

(۴) عطف بیان فعل اور تابع فعل واقع نہیں ہوتا جب کہ بدل واقع ہوتا ہے۔

(۵) عطف بیان بغیر لفظ متبوع کے واقع نہیں ہوتا جب کہ بدل واقع ہوتا ہے

بشرطیکہ تابع میں زیادہ بیان ہو۔

(۶) عطف بیان میں متبوع سے نیابت مراد ہوتی ہے بخلاف بدل کے۔

(۷) عطف بیان تقدیر اُدوسرے جملے سے واقع نہیں ہوتا بخلاف بدل کے۔

(۸) عطف بیان ضمیر اور تابع ضمیر واقع نہیں ہوتا جب کہ بدل واقع ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۴۵۳، معجم النحو، ص/۸۷، مغنی اللبیب، ج/۲، ص/۱۳۱، ہمع الھوامع، ج/۲، ص/۱۲۱، شرح المفصل، ج/۱، ۲، ص/۷۲، اشمونی، ج/۲، ص/۳۸۶)

فائدہ

عطف بیان اور بدل کے درمیان معنوی فرق یہ ہے کہ بدل مقصود بالحکم ہوتا ہے مبدل منہ نہیں ہوتا جب کہ عطف بیان مقصود نہیں ہوتا بلکہ مقصود متبوع ہوتا ہے اور عطف بیان وضاحت اور کشف کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

(جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۸۳)

فائدہ

عطف بیان کبھی کبھی متبوع کی مدح کے لئے آتا ہے۔ جیسے ﴿جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام﴾ [الآیۃ] (المائدۃ)۔

(متن متین، ص/۱۷۱، حاشیۃ الصبان، ج/۳، ص/۹۵)

قاعدہ

"ای" تفسیریہ (خواہ مفردات کی تفسیر کے لئے ہو یا جملوں کی) اور "ان" تفسیریہ (جس کے ذریعے ان جملوں کی تفسیر ہوتی ہے جو کہ قول کے معنی میں ہو) کے بعد واقع ہونے والا کلمہ یا جملہ ترکیب میں عطف بیان واقع ہوگا۔ جیسے: "رایت لیثاً ای اسدا"

(جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۸۳، النحو الوافی، ج/۳، ص/۳۴۵)

قاعدہ

اگر "اذا" "ای" تفسیریہ کے معنی کو متضمن ہو تو "اذا" حرف تفسیر کی طرح ہوگا۔ جیسے: "امطیت الفرس اذا رکبتہ" (جامع الدروس، ج/۳، ص/۱۸۳)

قاعدہ

عطف بیان جملہ بھی واقع ہوسکتا ہے۔

جیسے: ﴿ونودوان تلکم الجنة﴾ [الآیة] (الاعراف:۴۳) اور یہی علماء معانی کا مذہب ہے۔

جب کہ نحاۃ کے نزدیک جملہ عطف بیان واقع نہیں ہوسکتا اور وہ اس کو بدل قرار دیتے ہیں لیکن پہلا مذہب راجح ہے۔ (جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۸۴)

قاعدہ

ضمیر عطف بیان واقع نہیں ہوسکتی، جیسا کہ صفت واقع نہیں ہوسکتی اور نہ متبوع واقع ہوسکتی ہے۔ (حاشیۃ الصبان، ج ۳، ص ۸۸)

باب دوم در بیان اسماء مبنیہ

اسم کی دو قسمیں ہیں۔ معرب، مبنی

پہلا باب: اسم معرب کے بارے میں تھا اب دوسرا باب اسماء مبنیہ کے بارے میں ہوگا۔

باب دو مقدموں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہوگا

مقصد اوّل: در بیان اسماء غیر متمکنہ

اسم مبنی

وہ اسم ہے جو مرکب نہ ہو یا مرکب تو ہو لیکن مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو۔ جیسے: ''ھؤلاء'' (کافیہ، ص ۶۴، ہدایۃ النحو، ص ۵۸، الاشمونی، ج ۱، ص ۴۳)

حکم

عامل کے بدلنے سے آخر نہ بدلے۔ (ہدایۃ النحو، ص ۵۸، کافیہ، ص ۴)

فائدہ

مبنی کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) تمام حروف (۲) فعل ماضی معروف ومجہول (۳) فعل امر حاضر معلوم (ان تینوں کو مبنی الاصل کہا جاتا ہے) (۴) فعل مضارع جس کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ یا نون جمع مؤنث کا ہو۔ (۵) اسم متمکن جب کہ تنہا ہو، ترکیب میں واقع نہ ہو (۶) اسم غیر متمکن

حاصل یہ ہے کہ کلامِ عرب میں معرب کی دو قسموں (یعنی اسم متمکن جب کہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع جب کہ نون تاکید اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو) کے علاوہ سب مبنی ہیں۔ (نحو میر، ص/۱۸، جہد تصیر، ص/۱۷، موسوعۃ النحو، ص/۲۴)

فائدہ

اسم غیر متمکن وہ ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) مضمرات (۲) اشارات (۳) موصولات (۴) اسماء افعال (۵) بعض ظروف (۶) اسماء اصوات (۷) اسماء کنایات (۸) مرکب بنائی (ہر ایک کی تفصیل بعد میں ذکر کی جائے گی۔ (نحو میر، ص/۱۸، معجم النحو، ص/۹۰، موسوعۃ النحو، ص/۷۳)

اسماء کی مشابہت مبنی الاصل کے ساتھ پانچ قسموں پر ہے۔

(۱) شبہ وضعی

اسم کی وضع (بناوٹ) تین حروف سے کم ہو۔ جیسے: "من" اور "ت" "قمت" میں۔

(۲) شبہ معنوی

اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے: "احدعشر" کہ اصل میں "احدو عشر" تھا۔

(۳) شبہ استعمالی

اسم استعمال میں حرف عامل کے مشابہ ہو، یعنی عامل بنتا ہو لیکن معمول نہ بنتا ہو۔ جیسے: اسماء افعال

(۴) شبہ افتقاری

اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے: اسماء اشارات اور اسماء موصولات۔

(۵) شبہ اہمالی

اسم حرف کی طرح مہمل واقع ہو، یعنی نہ عامل بنے اور نہ معمول۔ جیسے: اسماء اصوات۔

(شرح الاشمونی، ج ۱/۲، ص ۴۲، النحو القرآنی، ص ۸۱، النحو الوافی، ج ۱، ص ۸۵، ہمع الھوامع، ج ۱، ص ۱۶، جامع الدروس، ج ۳، ص ۴۴۱، اوضح المسالک، ج ۱، ص ۴۶)

فائدہ

بناء کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) سکون (یہی بناء میں اصل ہے) خواہ حرف میں ہو۔ جیسے: ''ھل'' یا ''فعل'' میں ہو۔ جیسے: ''قم'' یا اسم میں ہو۔ جیسے: ''کم''

(۲) فتح: حرف کی مثال: سوف، فعل کی مثال: ''قام''

اسم کی مثال: این

(۳) کسر: اسم کی مثال: ''امس''، حرف کی مثال: ''با'' حرف جارہ

(۴) ضم: اسم اور حرف کی مثال: ''منذ'' ایک لغت میں حرف ہے جب کہ دوسری لغت میں اسم بھی ہے۔

(معجم النحو، ص ۹۰، موسوعۃ النحو، ص ۲۰۴، شرح قطر الندی، ص ۴۵، النحو الوافی، ج ۱، ص ۹۴، اوضح المسالک، ج ۱، ص ۲۸، شذور الذھب، ص ۱۱۷)

فائدہ

یاد رہے کہ ''ای'' (شرطیہ ہو یا استفہامیہ یا موصولہ) لزوم اضافت کی وجہ سے معرب ہے اور ''ذان، تان، اللذان اور اللتان صورۃً تثنیہ (جو کہ اسم کے خواص میں سے ہے) کی وجہ سے معرب ہیں۔ (اشمونی، ج ۱/۱، ص ۴۳، اوضح المسالک، ج ۱، ص ۳۰)

فائدہ

اکثر اسماء مبنیہ مضاف نہیں ہوتے جب کہ بعض مضاف بھی ہوتے ہیں۔
جیسے: ''حیث، کم خبریہ'' اور ''اذا شرطیہ'' (الھامش علی النحو الوافی، ج ۱، ص ۷۳)

فائدہ

امام سیبویہ اور بصریین مبنی پر داخل ہونے والی حرکات کو ضم، فتح، کسر، اور وقف کا نام دیتے ہیں معرب پر جاری ہونے والی حرکات کے نام رفع، نصب، اور جر رکھتے ہیں جب کہ کوفیین یہ فرق نہیں کرتے۔

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۹۸، شرح رضی، ج ۳، ص ۵، شرح المفصل، ج ۱/۳، ص ۸۴، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۶۹)

فائدہ

اسماء منبیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جو ہمیشہ مبنی ہو۔ جیسے: اقسام ثمانیہ، حیث، اذ، اذا اور مذ، منذ (جب کہ دونوں ظرف کے لئے ہوں)

(۲) بعض احوال میں مبنی ہو۔ جیسے: قبل، بعد، اول، اور جہات ستہ۔

(شرح المفصل، ج ۱/۳، ص ۸۲)

فائدہ

حروف اور افعال میں اصل بناء ہے جب کہ اسماء میں اعراب (معرب ہونا) اصل ہے چنانچہ حرف یا فعل کی بناء کی علت تلاش نہیں کی جاتی البتہ اسم کی بناء کی علت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

(عدۃ السالک، ج ۱، ص ۳۸، الاشباہ والنظائر فی النحو، ص ۱/۳، ص ۳۰)

قاعدہ

بناء میں اصل سکون ہے جب کہ اعراب میں اصل حرکت ہے۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۳، ص ۲۴)

قاعدہ

ہر وہ اسم جس کی اضافت جملہ کی طرف واجب ہو مبنی ہوگا۔

فائدہ

بعض اسماء کی بناء کے لئے قطعیت عن الاضافۃ شرط قرار دی گئی ہے۔ جیسے: قبل اور بعد جب کہ بعض اسماء کی بناء کے لئے انسافت شرط ہے۔ جیسے "ای" ہے کہ اضافت کی صورت میں مبنی ہوتا ہے بشرطیکہ صدر صلہ مذکور نہ ہو۔ (مغنی اللبیب، ج ۲/، ص ۳۴۷/)

بحث ضمائر (مضمرات)

بصریین کی اصطلاح میں ضمیر کو مضمر بھی کہا جاتا ہے جب کہ کوفیین کے ہاں "کنایہ" اور "مکنیہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(اشمونی، ج ۱/، ص ۸۷/، ہمع الھوامع، ج ۱/، ص ۵۶/)

ضمیر کی تعریف

وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لئے موضوع ہو جس کا ذکر پہلے لفظاً یا معناً یا حکماً گزر چکا ہو۔

(موسوعۃ النحو، ص ۴۲۲۵/، کافیہ، ص ۶۴/، ھدایۃ النحو، معجم النحو، ص ۳۱۵/)

فائدہ

مرجع کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مرجع لفظی: جس کا ذکر لفظوں میں موجود ہو، خواہ حقیقۃً ہو۔ جیسے: "ضرب زید غلامہ" یا تقدیراً ہو۔ جیسے: "ضرب غلامہ زید"

(۲) مرجع معنوی۔ جیسے: ﴿اعدلوا ھو اقرب للتقوی﴾ (المائدۃ الایۃ)

(۳) مرجع حکمی وہ ہے جو لفظاً اور معناً مقدم نہ ہو، بلکہ اس کے بعد مفرد ہو جو اس کی تفسیر کر رہا ہو۔ جیسے: ﴿وساءت مصیرا﴾ الآیۃ (رضی، ج ۳/، ص ۷/، کافیہ، ص ۱۴/)

مضمرات کی وجہ بناء

مضمرات حروف کے ساتھ شبہ جمودی یا شبہ وضعی یا شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں (رضی، ص/۳، ص/۶، شرح ابن عقیل، ج/۱، ص/۹۳، عدۃ السالک، ج/۱، ص/۸۷، اشمونی، ج/۱، ص/۸۸)

فائدہ

اکثر ضمائر میں شبہ وضعی ہوتی ہے باقی ضمائر کو طرداً للباب اس میں داخل کردیا جاتا ہے۔ (جہد قصیر، ص۳۰)

فائدہ

ضمیر کی دو قسمیں ہیں۔(۱) بارز (۲) مستتر

(۱) بارز

وہ ہے جو لفظ میں موجود ہو۔ جیسے: تاء "قمت" میں

(۲) مستتر

وہ ہے جو لفظ میں موجود نہ ہو۔ جیسے: "ضرب" میں ھو ضمیر مستتر ہے۔

(معجم النحو، ص/۲۱۵، شرح قطر الندی، ص/۳۹، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۸۳، النحو القرآنی، ص/۸۳، النحو الوافی، ج/۱، ص/۱۹۷)

فائدہ

ضمیر باعتبار اتصال اور عدم اتصال کے دو قسم پر ہے۔(۱) متصل اور (۲) منفصل

(۱) ضمیر متصل

وہ ہے جو ابتداء کلام اور الا استثنائیہ کے بعد واقع نہ ہو سکے۔ جیسے: یاء "ابی" میں اور کاف "اکرمک" میں البتہ ضرورت شعری اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(۲) ضمیر منفصل

وہ ہے جو ابتداء کلام اور الا استثنائیہ کے بعد واقع ہو سکے۔ جیسے: "انا مؤمن"

"،"مانهض الاانت" (معجم النحو،ص۲۱۵/،کافیہ،ص۶۴/،شرح قطر الندیٰ،ص۱۳۹/)

فائدہ

ضمیر متصل باعتبار اعراب کے تین قسم پر ہے۔

(۱)ضمیر مرفوع متصل۔جیسے:ضربت سے ضربنا تک۔

(۲)ضمیر منصوب متصل۔جیسے:ضربنی سے ضربهن تک۔

(۳)ضمیر مجرور متصل۔جیسے:غلامی اور لی تک۔

ضمیر منفصل دو قسم پر ہے۔

(۱)مرفوع منفصل۔جیسے:انا،نحن سے انتن تک۔

(۲)منصوب منفصل۔جیسے:ایای سے ایاهن تک۔

(کافیہ،ص۶۵/،موسوعۃ النحو،ص۴۳۵/،اوضح المسالک،ج۱/،ص۸۶/،النحو الوافی،ج۱/،ص۱۹۹/)

فائدہ

ضمیر باعتبار ذات کے تین قسم پر ہے متکلم،غائب،مخاطب۔

اور محل کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے۔

(۱)مختص بالرفع ہو جو کہ پانچ ہیں۔(۱)"تا"۔جیسے:"قمت"میں(۲)الف۔جیسے:"قاما"(۳)واؤ۔جیسے:"قاموا"(۴)نون۔جیسے:"قمن"(۵)یا ضمیر مخاطبہ۔جیسے:"تضربین"

(۲)مشترک بین النصب والکسر ہو،اس کی تین قسمیں ہیں،(۱)یاء متکلم۔جیسے:اکیر ملنی غلامی (۲)کاف خطابی۔جیسے:ایاک نعبد (۳)یاء غائب۔جیسے:﴿قال له صاحبه وهو یحاوره﴾[الآیة](الکہف)

(۳)مشترک بین الثلثۃ،اور یہ ایک حرف ہے جو کہ"نا"ہے۔

(معجم النحو،ص۴۱۶/،شرح ابن عقیل،ج۱/،ص۹۳/،اوضح المسالک،ج۱/،ص۸۹/،النحو القرآنی ص۸۶/،النحو الوافی،ج۱/،ص۱۹۷/)

فائدہ

خلاصہ یہ ہے کہ ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مندرجہ ذیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل

وہ ہے جو فعل سے ملی ہوئی ہو، اور ترکیب میں فاعل یا نائب فاعل واقع ہو۔ جیسے: ''ضربت''

(۲) ضمیر مرفوع منفصل

وہ ہے جو فعل سے علیحدہ ہو، اور ترکیب میں فاعل یا مبتدا یا خبر واقع ہو۔ جیسے: ''انامؤمن''، ''ماقام إلاانا، اراغب انت''

(۳) ضمیر منصوب متصل

وہ ہے جو فعل سے ملی ہوئی ہو، اور مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے: ''ضربک'' یا حرف مشبہ بالفعل سے ملی ہو، اور ترکیب میں ان کے لیے اسم واقع ہو۔ جیسے: ﴿انک انت السمیع العلیم﴾ [الآیة]

(۴) ضمیر منصوب منفصل

وہ ہے جو فعل سے علیحدہ ہو، اور مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے: ﴿ایاک نعبدو ایاک نستعین﴾ [الآیة]

(۵) ضمیر مجرور متصل

جو حرف جر یا مضاف سے ملی ہوئی ہو۔ جیسے: لی، غلامی، ان پانچ انواع کے لئے چودہ چودہ صیغے آتے ہیں جو کہ ضرب دینے سے ستر بنتے ہیں۔

(عامۃ الکتب النحویہ، رضی، ج ۲، ص ۳، النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۱۱)

قاعدہ

مذکورہ پانچ اقسام میں صرف ضمیر مرفوع متصل مستتر ہو سکتی ہے اور وہ بھی تمام صیغوں میں نہیں بلکہ ماضی کے صرف دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ) میں اور مضارع کے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر

مخاطب، واحد متکلم، جمع متکلم) میں مستتر کی جاتی ہے۔

(اوضح المسالک، ج ۱/ص ۸۷/، شرح رضی، ج ۳/ص ۳۸/)

فائدہ

ضمیر مستتر باعتبار استتار کے دو قسم پر ہے۔

(۱) جائز الاستتار: یہ فعل مضارع اور ماضی میں صرف واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ میں ہوتی ہے جب کہ صیغہ صفت میں مطلقاً جائز ہے۔

(۲) واجب الاستتار پانچ مقامات میں ہوتی ہے۔

(۱) واحد متکلم میں (۲) جمع متکلم مضارع میں (۳) فعل مضارع واحد مذکر مخاطب میں (۴) امر حاضر معلوم واحد مذکر مخاطب میں (۵) اسماء افعال بمعنیٰ امر میں۔

(شرح رضی، ج ۳/ص ۳۸/، النحو القرآنی، ص ۸۳/)

فائدہ

اگر ضمیر "کان" یا اس کے اخوات کی خبر واقع ہو تو منفصل لانا راجح ہے اور "لولا" کے بعد واقع ہونے والی ضمیر کا مرفوع منفصل لانا بھی اولی ہے البتہ "عسی" کے بعد واقع ہونے والی ضمیر کا مرفوع متصل ہونا راجح ہے۔

(کافیہ، ص ۶۷/، رضی، ج ۳/ص ۴۳/، النحو الوافی، ج ۱/ص ۴۱۸/، شرح مفصل، ج ۱/۴/ص ۱۱۹/)

فائدہ

مندرجہ ذیل ضمائر کا مستتر ہونا لازمی ہے۔

(۱) امر واحد کی مرفوع ضمیر۔ جیسے: "قم"

(۲) فعل مضارع کی مرفوع ضمیر (جو کہ تاء خطاب واحد سے شروع ہو) جیسے: "انت تفهم، تستخرج" یا جس کی ابتداء میں ہمزۂ متکلم ہو جیسے: اذهب یا نون ہو۔ جیسے: "نسافر"

(۳) فعل استثناء کی ضمیر مرفوع۔ جیسے: "فاز القوم ماعدا خالداً"

(۴) "افعل" تعجب کی ضمیر۔ جیسے: "ما احسن الصدیق"

(۵) افعل تفضیل کی ضمیر۔ جیسے: ﴿هم احسن اثاثا﴾[الآیة](مریم:۷۴)

(۶) اسم فعل (سوائے ماضی کے) کی ضمیر۔ جیسے: اوہ بمعنیٰ اتوجع اور نزال بمعنی انزل۔

(۷) مصدر (جو کہ اپنے فعل سے نائب ہو) کی ضمیر۔ جیسے: ﴿فضرب الرقاب﴾[الآیة] اور مندرجہ ذیل مقامات میں جائز الاستتار ہیں۔

(۱) فعل غائب کی ضمیر۔ جیسے: "علی اجتهد" "فاطمة فهمت"

(۲) اسم فعل ماضی کی ضمیر۔ جیسے: "شتان اورهیهات"

(۳) صفات محضہ کی ضمیر۔ جیسے: "الکتاب مفهوم"

(معجم النحو، ص/۳۱۷، موسوعۃ النحو، ص/۴۳، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۸۷، ہمع الھوامع، ج/۱، ص/۶۳، جامع، ج/۱، ص/۹۳، النحو القرآنی، ص/۸۴، النحو الوافی، ج/۱، ص/۱۸۲)

فائدہ

جب ضمیر کا اتصال ممکن ہو تو انفصال کی طرف جانا جائز نہیں ہے چنانچہ "قمت" اور "اکرمته" کے بجائے "قام انا" اور "اکرمت ایاه" کہنا درست نہیں ہے۔ البتہ ضرورت شعری میں اس کی گنجائش ہے۔

(معجم النحو، ص/۳۱۸، موسوعۃ النحو، ص/۴۲۸، شرح قطر الندی، ص/۱۳۰، النحو الوافی، ج/۲۰۵، النحو القرآنی، ص/۹۱، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۹۴، جامع الدروس، ج/۱، ص/۱۲۸۲)

فائدہ

مندرجہ بالا قاعدہ سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں یعنی اتصال کے جواز کے باوجود انفصال جائز ہے۔

(۱) ضمیر ایسی دوسری ضمیر میں عامل ہو جو کہ اس ضمیر سے اعرف بھی ہو اور مقدم بھی، بشرطیکہ مرفوع نہ ہو تو ضمیر ثانی میں اتصال اور انفصال دونوں جائز ہیں۔ البتہ اگر عامل فعل غیر ناسخ ہو، مثلاً باب "اعطی" ہو تو اتصال راجح ہے۔ جیسے: "سلنیه" کہنا راجح ہے اگرچہ انفصال (سلنی ایاه) بھی جائز ہے۔ قرآن مجید سے وصل کی مثال: ﴿فسیکفیکهم

الله﴾[الآیة](البقرۃ:۱۳۷) حدیث مبارک سے فصل کی مثال: ان الله ملكهم اياهم "اوراگر عامل فعل ناسخ باب ظن میں سے ہوتو فصل راجح ہے جیسے: "خلتنيه"

(۲) ضمیر "کان" یا اس کے اخوات کی خبر محل نصب میں واقع ہو۔ وصل کی مثال :"إن يكنه فلن تسلط عليه "(الحدیث)

فصل کی مثال: جیسے: عمر ابن ابی ربیعہ کا قول ہے شعر:

"إن كان اياه لقد حال عن الههم والانسان لايتغير"

(معجم النحو،ص۲۱۹، موسوعۃ النحو،ص۴۲۸، کافیہ،ص۱۶۶، النحو الوافی ،ج۱،ص۲۳۵، اوضح المسالک،ج۱،ص۹۷، قطر الندی،ص۱۳۱، رضی،ج۳،ص۹۳)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر کا انفصال واجب ہے۔

(۱) جب حصر مقصود ہو، مثلاً ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہو۔ جیسے: "ایاک نعبد" یا "الا" کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿امر الاتعبدوا إلاإياه﴾[الآیة] یا "إنما" کے بعد واقع ہو۔ جیسے: شعر:

"اناالذائد الحامي الذمار وانما يدافع عن احسابهم انا اومثلي"

(۲) جب ضمیر کا عامل محذوف ہو۔ جیسے: تحذیر میں "اياک والكذب"

(۳) جب ضمیر کا عامل معنوی ہو۔ جیسے: "أنا مؤمن"

(۴) جب ضمیر کا عامل حرف نفی ہو۔ جیسے: ﴿ماهن امهاتهم﴾[الآیة](المجادلۃ:۲)

(۵) ضمیر کے متبوع کے ذریعے فصل موجود ہو۔ جیسے: ﴿يخرجون الرسول وإياكم﴾[الآیة](الممتحنۃ:۱)

(۶) مصدر اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور ضمیر کو رفع دیا ہو۔ جیسے: "بنصرکم نحن كنتم ظافرين"

(۷) مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو اور ضمیر کو رفع دیا ہو۔ جیسے: "سرني

اکرام الامیر ایاک"

(معجم النحو، ص۲۲/، موسوعۃ، ص۴۲۸/، اوضح المسالک، ج۱/، ص۶۴/، النحو الوافی، ج۱/، ص۳۴۸/، شرح مفصل، ص۱۰۳/، ابن عقیل، ج۱/، ص۱۰۰/)

قاعدہ

ضمیر (جو کہ لفظاً اور رتبۃً مؤخر ہو) مابعد کی طرف نہیں لوٹتی، البتہ بعض مقامات میں لوٹ سکتی ہے بشرطیکہ ضمیر مبہم ہو اور تفسیر کی طرف محتاج ہو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) بدل سے تفسیر کی گئی ہو۔ جیسے: "اکرمته ضیفی"

(۲) تمیز کے ذریعہ تفسیر کی گئی ہو۔ جیسے: "نعم رجلاً"

(۳) مفرد خبر کے ذریعے تفسیر کی گئی ہو۔ جیسے: ﴿ان هی الا حیاتنا الدنیا﴾[الآیة](الانعام: ۲۹)

(۴) خبر کے ذریعہ تفسیر کی گئی ہو جب کہ جملہ ہو اور یہ ضمیر شان اور قصہ میں ہوتا ہے۔

(۵) ضمیر "رب" کی وجہ سے مجرور ہو اور اس کی تفسیر کی گئی ہو۔ جیسے: "ربه رجلاً لقیت"

(معجم النحو، ص۳۲۱/، موسوعۃ النحو، ص۴۲۸/، النحو الوافی، ج۱/، ص۳۳۴/، مغنی اللبیب، ج۲/، ص۱۸۸/، جامع، ج۱/، ص۹۵/، الاشباہ والنظائر، ج۱/۲، ص۳۸/)

قاعدہ

ضمیر کے لئے مرجع کا ہونا ضروری ہے جس کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہو، اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) ملفوظ ہو اور اس کے مطابق بھی ہو۔ جیسے: ﴿إذا اخرج یده لم یکد یراها﴾[الآیة](النور)

(۲) مرجع کو متضمن ہو۔ جیسے: ﴿اعدلوا هو اقرب للتقوی﴾[الآیة](المائدة: ۸)

(۳) مرجع پر التزاماً دال ہو۔ جیسے: ﴿انا انزلناه فی لیلة القدر﴾[الآیة](القدر: ۱)

یہاں انزال، ضمیر مذکور پر دلالت کر رہا ہے۔

(۴) سیاق وسباق مرجع پر دلالت کر رہا ہو۔ جیسے: ﴿کل من علیها فان﴾ (الرحمٰن:۲۶)

(۵) مرجع لفظاً مذکور ہو معناً نہ ہو۔ جیسے: ﴿وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمره﴾ [الآیة] (الفاطر:۱۱) ای: عمر معمّر اخر

(۶) مرجع ضمیر کا بعض ہو۔ جیسے: ﴿وبعولتهن احق بردهن فی ذالک﴾ [الآیة] (البقرة:۲۲۸)

"هن" کی ضمیر "المطلقات" کی طرف راجع ہے حالانکہ آیت صرف رجعیات کے ساتھ خاص ہے۔

(۷) مرجع معنوی ہو۔ جیسے: ﴿فان کانتا اثنتین فلهما الثلثان مماترک﴾ حالانکہ لفظ ثنی کا ذکر آیات میں نہیں۔

(۸) مرجع لفظ شئی ہو اور مراد اس سے جنس ہو۔ جیسے: ﴿ان یکن غنیا او فقیراً فالله اولی بهما﴾ ای: "بجنس الفقیر والغنی"

(۹) مرجع دو چیزیں ہوں اور ضمیر ایک کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے: ﴿والله ورسوله احق ان یرضوه ان کانو مؤمنین﴾ [الآیة] (التوبۃ:۶۲)

(۱۰) مرجع ایک مراد ہو اور ضمیر تثنیہ ہو۔ جیسے: ﴿یخرج منهما اللؤ والمرجان﴾ [الآیة] (الرحمٰن:۲۲) ای: یخرج من احدهما۔

(۱۱) ضمیر کسی چیز کے ساتھ متصل ہو اور ہو غیر کے لئے۔ جیسے: ﴿ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین﴾ [الآیة] (المؤمنون:۱۳) یہاں ماقبل میں الانسان مذکور ہے جس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور ضمیر سے عام انسان مراد ہے۔

(النحو القرآنی، ص/۹۵، النحو الوافی، ج/۱، ص/۳۳۲، جامع، ج/۱، ص/۹۵)

فائدہ

ضمیر شان اس ضمیرِ غائب کو کہا جاتا ہے کہ اس کا مرجع لفظاً اور معنیً موجود نہ ہو اور بعد میں آنے والا جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہو، اور اس سے مقصود کسی چیز کی عظمت کو بیان کرنا ہو۔

ضمیر قصہ کی تعریف بھی یہی ہے البتہ ضمیر شان مذکر کے لئے ہوتا ہے [illegible]

ضمیر قصہ مؤنث کے لئے ہوتی ہے۔ (النحو القرآنی ص ۹۹، معجم النحو ص ۳۳۱)

قاعدہ

ضمیر شان "کاد" کے باب میں مستتر ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منهم﴾ [الآیة] (التوبۃ: ۱۱۷) اور "ان" کے باب میں بارز متصل ہوتی ہے جیسے: ﴿انه من یتق ویصبر﴾ [الآیة] (یوسف: ۹۰) اور بارز منفصل ہوتی ہے جب کہ اس عامل معنوی ہو۔ جیسے: ﴿قل هو الله احد﴾ [الآیة] ضمیر شان اور ضمیر قصہ کو "ضمیر الامر" اور "ضمیر الحدیث" بھی کہا جاتا ہے۔ (معجم النحو، ص ۳۳۱، النحو القرآنی، ص ۹۹۔ کافیہ، ص ۱۸۸)

قاعدہ

ضمیر شان اور قصہ کے لیے مفرد غائب ہونا لازمی ہے خواہ بالفعل مبتدا واقع ہو جیسے شعر:

"هو الحب فاسلم بالحشا مایهوی سهل"

یا اس کی اصل مبتدا ہو۔ جیسے: ﴿انه لایفلح الظالمون﴾ [الآیة] (الانعام: ۲۱)

(موسوعۃ النحو، ص ۴۲۷)

قاعدہ

ان "مفتوحۃ الهمزۃ مخففہ" سے ضمیر شان کا حذف واجب ہے۔ جیسے: ﴿واخر دعوانهم ان الحمد لله رب العالمین﴾ [الآیة] (یونس: ۱۰) ای: "انه الحمد لله رب العالمین" (معجم النحو، ص ۳۳۲، موسوعۃ النحو، ص ۴۳۹، النحو القرآنی، ص ۱۰۰)

فائدہ

کبھی کبھی ضمیر مرفوع منفصل مبتدا اور خبر کے درمیان لائی جاتی ہے جو مبتدا کے موافق ہوتی ہے بشرطیکہ خبر معرفہ یا "افعل" "من" کے ساتھ مستعمل ہو اس کو ضمیر فصل ضمیر عماد بھی کہا جاتا ہے۔

خواہ مبتدا اور خبر کے درمیان فصل ہو۔ جیسے: "زید ھو القائم "یا اس مبتدا اور خبر کے درمیان فصل واقع ہو جو اصلاً مبتدا اور خبر ہوں۔ جیسے: ﴿إن كان هذا هو الحق ﴾[الآیة](الانفال:۳۲)﴿كنت انت الرقيب﴾ [الآیة](المائدۃ:۱۱۷)﴿تجدوه عند الله هو خيراً﴾[الآیة](المزمل: ۲۰)

(موسوعۃ النحو، ص۴۳۷/۲، ھدایۃ النحو، ص۵۹/۱، رضی، ج۳/۱، ص۶۹/۱، النحو القرآنی، ص۹۶/۱)

فائدہ

ضمیر فصل کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) ضمیر منفصل ہو (۲) اسم سابق کے مطابق ہو (۳) ماقبل معرفہ ہو (۴) ماقبل اسم مبتدا ہو یا اس کی اصل مبتدا ہو۔ جیسے: کان کا اسم وغیرہ (۵) مابعد والا اسم خبر ہو یا اس کی اصل خبر ہو (۶) مابعد والا اسم معرفہ ہو یا تعریف میں معرفہ کے قریب ہو۔

(النحو الوافی، ص۲۲۱/۱، مغنی اللبیب، ص۱۹۶/۱، شرح مفصل، ج۱/۲، ص۱۱۱/۱)

فائدہ

کبھی کبھی ضمیر فصل عدم التباس کی صورت میں بھی لائی جاتی ہے، مثلاً مبتدا ضمیر ہو۔ جیسے: ﴿انّی انا الغفور الرحيم ﴾[الآیة](الحجر:۴۹)

(رضی، ج۳/۱، ص۶۳/۱، النحو الوافی، ج۱/۱، ص۳۳/۱)

فائدہ

ضمیر فصل کی پہچان یہ ہے کہ (۱) اسم ظاہر کے بعد واقع ہو اور اس کے بعد والا اسم منصوب ہو۔ جیسے: "كان زيد هو المنطلق "(۲) ضمیر پر لام ابتداء داخل ہوا اور مابعد والا اسم منصوب ہو، اگرچہ ضمیر کے بعد ہو۔ جیسے: "ان كنت لانت الكريم "۔

(رضی، ج۳/۱، ص۶۶/۱)

فائدہ

ضمیر شان اور ضمیر قصہ مندرجہ ذیل امور میں دوسری ضمائر سے ممتاز ہیں۔

(۱) معطوف علیہ نہیں بنتی (۲) ان کی تاکید نہیں آتی (۳) اور نہ بدل آتا ہے

(۴)ان پر خبر مقدم نہیں ہوسکتی (۵)ان کی تفسیر فقط جملہ اسمیہ خبریہ سے ہوتی ہے (۶)اسم ظاہر ان کی جگہ نہیں آ سکتا (۷)اس کے جملہ تفسیر یہ کے لئے محل اعراب نہیں ہوتا (۸)یہ ضمیر صرف غائب کی ہوتی ہے۔

(الحاشیٰ علی موسوعۃ النحو ،ص ۴۲۷/۲، النحو الوافی ،ج ۱/۱،ص ۲۲۸، الاشباہ والنظائر ،ج ۱/۲،ص ۱۷۳/۲، مغنی اللبیب ،ج ۳/۲،ص ۱۹۰/۲)

قاعدہ

اگر ''فعل'' یا ''اسم فعل'' یا ''لیت'' نے یاء متکلم ضمیر کو نصب دیا ہو، تو یاء سے پہلے نون وقایہ لانا واجب ہے۔

فعل کی مثال: دعانی ،یکرمنی ،اعطنی۔

اسم فعل کی مثال: ردا کِنی، تراکنی، علیکنی، بمعنی ادرکنی، واترکنی ،الزمنی۔

لیت کی مثال: ﴿یالیتنی قدمت لحیاتی﴾ الآیۃ (الفجر:۲۴)

البتہ فرّاء کے نزدیک بغیر نون کے بھی جائز ہے۔

(اوضح المسالک ،ج ۱/۱،ص ۱۰۶/۲، کافیہ ،ص ۶۷/۲، رضی ،ج ۳/۲،ص ۵۳/۲، جامع ،ج ۱/۱،ص ۹۰، النحو الوافی، ج ۱/۱،ص ۳۵۳/۲، اشمونی، ج ۱/۱،ص ۱۰۳/۲)

فائدہ

اگر ضمیر یاء متکلم کو ''لعل'' نے نصب دیا ہو تو نون وقایہ کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: ﴿لعلی ابلغ الاسباب﴾ الآیۃ اور کبھی ثابت بھی رکھا جاتا ہے۔ البتہ اگر ان ،انّ ،لکن ،اور کان نے نصب دیا ہو تو دونوں وجہیں جائز اور یکساں ہیں۔

(اوضح المسالک، ج ۱/۱،ص ۱۱۲/۲، کافیہ، ص ۶۷/۲، رضی، ص ۵۳/۲)

فائدہ

اگر فعل مضارع کے بعد نون وقایہ ہو بشرطیکہ واو کو رفع دیا ہو، اس میں تین لغات استعمال ہوتی ہیں۔

(۱)دونوں نون اپنی حالت پر رہیں۔جیسے:''تضربونني''
(۲)ایک دوسرے میں مدغم کیا جائے۔جیسے:﴿أتأمروني اعبدأيها الجاهلون﴾[الآية]
(۳)ایک نون کوذکر کرکے دوسرے کوحذف کیا جائے۔جیسے:(تامروني) (علی قراءة)
(عدۃ السالک،ج ۱/ص ۱۰۹/،رضی،ج ۳/ص ۵۵/،النحو الوافی،ج ۱/ص ۳۵۵/)

فائدہ

کبھی یاء متکلم کوحذف کردیا جاتا ہے حالانکہ وہ مقصود ہوتی ہے اورنون کوکسرہ دیا جاتا ہے تاکہ یاء''محذوفہ''پردلالت کرے۔جیسے:﴿فبم تبشرون﴾ای: تبشرونني
(عدۃ السالک،ج ۱/ص ۱۰۶/)

قاعدہ

اگرحرف جارہ یاء متکلم پرداخل ہوتواگرحرف''من''یا''عن''ہوتونون وقایہ لانا واجب ہے سوائے ضرورت شعری کے،اوراگر ان دونوں کے علاوہ ہوتونون وقایہ لانا ممنوع ہے۔جیسے:''لی،بی،فی،خلای،عدای اور حاشای''
(اوضح المسالک،ج ۱/ص ۱۱۸/،شرح رضی،ج ۳/ص ۹۱/،النحو الوافی،ج ۱/ص ۲۵۳/)

قاعدہ

اگر''لدن''یا''قط''یا''قد''یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تواکثرنون وقایہ لایا جاتا ہے اورکبھی حذف بھی کیا جاتا ہے،لدن کی مثال:﴿قدبلغت من لدنّی عذراً﴾[الآية]
قط کی مثال:''قطني قطني'' [الحديث]
قد کی مثال:''قدني درهم''
اگران کے علاوہ ہوتونون وقایہ لانا ممنوع ہوگا۔جیسے:''ابی''اور''اخی''
(اوضح المسالک،ج ۱/ص ۱۳۰/،کافیہ،ص ۶۷/،رضی،ج ۳/ص ۵۹/،النحو الوافی،ج ۱/ص ۲۵۳/)

فائدہ

ضمیراوراسم ظاہرتقدیم وتاخیر کے اعتبار سے چارقسم پر ہیں۔
(۱)اسم ظاہرلفظاورتبۃً ضمیر پرمقدم ہو۔جیسے:''ضرب زيد غلامه''

(۲) اسم ظاہر لفظاً ضمیر پر مقدم ہو نہ کہ رتبۃ۔ جیسے: ''ضرب زیداً غلامه''

(۳) اسم ظاہر ضمیر پر صرف رتبۃ مقدم ہو۔ جیسے: ''ضرب غلامَه زید''۔ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔

(۴) اسم ظاہر لفظاً ورتبۃً مؤخر ہو اکثر نحاۃ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۳، ص ۶۸)

قاعدہ

کبھی ضمیر کے بعد ایسا اسم ذکر کیا جاتا ہے، جو ضمیر کے مرجع پر التزاماً دلالت کر رہا ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿فلولا اذا بلغت الحلقوم﴾ [الآیة] (الواقعۃ) ﴿کلا اذا بلغت التراقی﴾ [الآیة] (القیامۃ) پس بلغت میں ضمیر ہے جو ''روح'' کی طرف لوٹ رہی ہے جس پر حلقوم اور تراقی دلالت کر رہے ہیں۔ (النحو القرآنی، ص ۹۶)

قاعدہ

کبھی ایسی ضمیر لائی جاتی ہے جس میں ابتداء اور تاکید دونوں کا احتمال ہوتا ہے، بشرطیکہ اس ضمیر کے بعد فعل ہو اور پہلے ایسی ضمیر ہو جس پر لام ابتداء داخل نہ ہو۔ جیسے: ﴿انا نحن نزلنا الذکر﴾ [الآیة] (الحجر: ۹)

(النحو القرآنی، ص ۹۷، مغنی اللبیب، ج ۳، ص ۱۹۹، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۷۳)

قاعدہ

کبھی ایک ضمیر میں ضمیر فصل، ابتداء اور تاکید تینوں کا احتمال ہوتا ہے بشرطیکہ ضمیر کے بعد اسم مرفوع اور پہلے ایسی ضمیر ہو جس پر لام ابتداء داخل نہ ہو۔ جیسے: ﴿انک انت العلیم الحکیم﴾ [الآیة] (البقرۃ: ۳۲)

تاکید کی صورت میں محل نصب اور ابتداء کی صورت میں محل رفع میں ہوگی جب کہ فصل کی صورت میں لامحل لہ من الاعراب ہوگی۔

(النحو القرآنی، ص ۹۸، مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۳۰۰، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۷۳)

فائدہ

جب کاف خطابی فعل (رأی) کے آخر میں متصل ہو، تو اس کے لئے کوئی محل اعراب نہیں ہوتا بشرطیکہ فعل کی ابتداء میں ہمزۂ استفہام ہو اور کاف خطابی کے بعد اسم منصوب ہو پھر بعد میں جملہ استفہامیہ ہو اور وہ بھی ایسا فعل ماضی جس کے آخر میں تاء متصلہ فاعل ہو جو کہ ہمیشہ مبنی برفتحہ ہو پس اس کاف خطابی میں مخاطبین کے اعتبار سے تصرف کیا جائے گا۔ ''ارایتک، ارایتکما، ارایتکن''

قاعدہ

ضمیر اور مرجع کے درمیان مطابقت ضروری ہے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں

(۱) اگر مرجع مفرد مذکر یا مؤنث ہو، تو ضمیر بھی اصح قول کے مطابق مفرد مذکر یا مؤنث لانا واجب ہے۔

(۲) اگر مرجع جمع مذکر سالم ہو تو ضمیر واؤ جمع کے ساتھ غالب رائے کے مطابق لانا ضروری ہے۔ جیسے: ''المخلصون انتصروا''

(۳) اگر مرجع جمع مؤنث سالم غیر ذوی العقول ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کی ضمیر مفرد مؤنث ہو۔ جیسے: ''الشجرات ارتفعت'' اگر چہ ضمیر جمع مؤنث بھی لانا جائز ہے۔ جیسے: ''الشجرات سقيتهن''

(۴) اگر مرجع جمع مؤنث للعاقل ہو، تو ضمیر نون جمع مؤنث تمام حالات میں لانا افضل ہے خواہ مرجع جمع مؤنث سالم ہو۔ جیسے: ''الطالبات حضرن'' ''واكرمهن العلماء'' یا مؤنث مکسر ہو۔ جیسے: ''الغوانی تعلمن، فزادهن العلم جلالاً''، البتہ مفرد مؤنث ضمیر بھی جائز ہے لیکن غیر اولیٰ ہے۔ جیسے: ''الطالبات حضرت''

(۵) اگر مرجع ایسی جمع مکسر ہو جس کا مفرد مذکر عاقل ہو تو ضمیر کو لفظ کی رعایت کر کے ''واؤ'' جمع کے ساتھ لانا درست ہے اور مفرد مؤنث لانا جائز ہے۔ جیسے: ''الرجال حضروا'' ''والرجال حضرت''

(۶) اگر مرجع اسم جنس جمع ہو تو ضمیر کو مفرد مذکر یا مؤنث لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: ﴿اعجاز

نخل منقعر﴾[الآیة]﴿اعجاز نخل خاویة﴾ای:ھی

(۷) اگر مرجع اسم جمع ہو اور نساء کے ساتھ خاص نہ ہو تو ضمیر ''واؤ'' جمع کے ساتھ اور مفرد مذکر لانا بھی درست ہے۔ جیسے: ''رکبٌ وقوم سافروا'' ''والرکب مسافر'' اور اگر نساء کے ساتھ خاص ہو تو وہ حکم ہوگا جو نمبر ۳ میں گزر چکا۔

(۸) اگر مرجع لفظ ''کم'' ہو تو ضمیر میں لفظ کی رعایت کرنا جائز ہے جب کہ معنی کی رعایت بھی درست ہے۔

(۹) ''او'' (خواہ شک کے لئے ہو یا ابہام کے لئے) کے بعد والی ضمیر اکثر مفرد ہوتی ہے۔ جیسے: ''شاھدت المریخ والقمر یتحرک''، البتہ ''او'' تنویعیہ کے بعد واقع ہونے والی ضمیر میں مطابقت ضروری ہے۔ جیسے: ﴿ان یکن غنیاً او فقیرا فاللہ اولی بھما﴾[الآیة] (النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۳۸، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۵۹)

فائدہ

ھاء ضمیر غائب میں اصل ضمہ ہے۔ جیسے: ''لـــہ'' عندہ، البتہ اگر کسرہ یا یائے ساکن کے بعد واقع ہو تو مکسور ہوگی۔ جیسے: بہ اعطہ، علیہ، یرمیہ اور اگر آخر میں دوسری ضمیر متصل ہو تو مرفوع ہوگا۔ جیسے: ''یعطیھموہ'' مذکورہ بالا دونوں صورتیں غیر حجازیین کی لغت ہے اور حجازیین کے نزدیک ''ھا'' ضمیر غائب مطلق مضموم ہوتی ہے۔ جیسے: ''ومانسانیہ'' ''بماعاھدعلیہُ اللّٰہ''

(ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۵۸)

قاعدہ

ضمائر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹاتی ہیں، پس اگر ''لم یک'' اور ''لد'' کے آخر میں ضمیر متصل ہو جائے تو نون محذوفہ واپس لوٹ آئے گا پس کہا جائے گا۔ ''لـم یـکـنـہ'' ''من لدنہ'' (الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۲۴)

قاعدہ

افعال میں کسی فعل کے لئے فاعل اور مفعول دونوں ضمیر ایک چیز کے لئے واقع نہیں ہو سکتی، سوائے افعال قلوب کے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۳۸)

بحث اسماء اشارات

تعریف

اسم اشارہ وہ اسم ہے جو کہ مشارالیہ (جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو) کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ (معجم النحو، ص ۱۰۷، شرح الاشمونی، ج ۱، ص ۱۱۹، کافیہ، ص ۶۹)

وجہ بناء

اسماء اشارہ اس لئے مبنی ہیں کہ ان کے معنی حرف کو متضمن ہیں پس ان میں شبہ افتقاری پائی جاتی ہے۔

(رضی، ص ۷۴، شرح مفصل، ج ۱، ۲، ص ۳۶، الاشباہ والنظائر، ج ۳، ص ۵۷)

فائدہ

اسماء اشارہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"ذا" مفرد مذکر کے لئے آتا ہے۔

"ذی، تی، ذہ، تہ، ذہ، تہ، ذہ، ذات، تا" یہ دس کلمات مفرد مؤنث کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

"ذان" تثنیہ مذکر کے لئے حالت رفعی میں، عندالجمہور

"تان" تثنیہ مؤنث کے لئے حالت رفعی میں، عندالجمہور

"ذین تین" تثنیہ مذکر اور مؤنث کے لئے حالت نصبی اور جری میں عندالجمہور۔

یاد رہے کہ یہ اختلاف وضع کی وجہ سے ہے عامل کی وجہ سے نہیں۔

"اولاء" جمع ذوی العقول کے لئے خواہ مذکر ہو یا مؤنث، اور کبھی غیر ذوی العقول کے لئے بھی آتا ہے۔

پس اسماء اشارات کے پانچ الفاظ چھ معنوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(معجم النحو، ص ۱۰۷، کافیہ، ص ۶۹، موسوعۃ، ص ۵۵، اشمونی، ج ۱، ص ۱۹۹)

فائدہ

کبھی کبھی اسماء اشارات کے آخر میں مخاطب کے مفرد، تثنیہ اور جمع، مذکر اور مؤنث پر دلالت کرنے کے لئے حروف خطاب لاحق ہوتے ہیں یہ حروف خطاب پانچ ہیں چھ معنوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں، تمام اسماء اشارات کی حروف خطاب کے ساتھ ضرب دینے سے ۲۵ صورتیں بنتی ہیں۔ جیسے: ذاک، ذاکما ... الخ

(کافیہ، ص/۶۹، ھدایۃ النحو، ص/۶۰، معجم النحو، ص/۱۰، حاشیۃ الصبان، ج/۱، ص/۱۴۱)

فائدہ

مشار الیہ کے تین مراتب ہیں۔ (۱) قریب (۲) بعید (۳) متوسط

اگر مشار الیہ قریب ہو تو بغیر کاف اور لام کے اسم اشارہ ذکر کیا جاتا ہے اگر متوسط ہو تو کاف کے ساتھ اگر بعید ہو، تو کاف اور لام دونوں کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(ھدایۃ النحو، ص/۶۱، موسوعۃ، ص/۵۸، اشمونی، ص/۱۲۰، جامع، ج/۱، ص/۹۷)

فائدہ

کبھی کبھار اسم اشارہ پر "ھاء" تنبیہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے: "ھذا، ھؤلاء"

(ھدایۃ النحو، ص/۶۰، موسوعۃ النحو، ص/۵۸، جامع، ج/۱، ص/۹۷، النحو القرآنی، ص/۲۰۱)

قاعدہ

اسم اشارہ کو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث مشار الیہ کو دیکھ کر لایا جاتا ہے جب کہ کاف خطابی میں افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث مخاطب کو دیکھ کر لایا جاتا ہے۔

(عامۃ الکتب، موسوعۃ النحو، ص/۵۸)

قاعدہ

جب مکان مشار الیہ قریب ہو تو اس کے لئے "ھنا" یا "ھھنا" دونوں لانا جائز ہیں۔ جیسے: ﴿انا ھھنا قاعدون﴾ الآیۃ (المائدۃ: ۲۴) اور جب بعید ہو تو "ھناک" یا "ھھناک" یا "ھنالک" یا "ھنا" یا "ھنت" یا "ثم" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وازلفنا ثم الآخرین﴾ الآیۃ (الشعراء: ۶۴) ﴿ھنالک

ابتلی المؤمنون ﴾[الآیة](الاحزاب:۱۱)

(معجم النحو،ص۱۱/،اشمونی،ص۱۲۳/،رضی،ج۳/ص۸۶/،اوضح المسالک،ج۱/ص۱۳۷/،النحو القرآنی،ص۱۰۶/)

فائدہ

اسماءِ اشارہ اسماءِ معربہ کی جگہ آتے ہیں پس یہ اسماءِ معربہ کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱)''ندا میں''اسم اشارہ کو اسم مقرون باللام کے لئے وصیلہ بنایا جاتا ہے۔ جیسے:''یاھذا القادم''اوراس کے وصف کوحذف کرنا بھی جائز ہے۔جیسے:''یاھذا''

(۲)صفت میں۔جیسے:''مررت بزید ھذا'' (موسوعۃ النحو،ص۵۵/)

قاعدہ

جب اسم اشارہ کے ساتھ کافِ خطابی ہو،تو ایسے اسم اشارہ کومنادی بنانا جائز نہیں ہے پس ''یاذاک''کہنا درست نہیں ہے۔ (موسوعۃ النحو،ص۵۶/)

فائدہ

بعض نحاۃ کے نزدیک اسم اشارہ میں حرف ندا کوحذف کرنا جائز نہیں ہے جب کہ بعض کے ہاں جائز ہے۔جیسے:﴿ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم﴾[الآیۃ](البقرۃ:۸۵)ای:''یاھؤلاء''

(موسوعۃ النحو،ص۵۶/)

قاعدہ

اسم اشارہ کوموصوف بنانا درست نہیں خواہ صفت جامد ہو۔جیسے:''ھذا الرجل جمیل''یا مشتق ہوجیسے:''ھذا الطالب مجتھد''یا اسم موصول ہو۔جیسے:''ھذا الذی نجح''

قاعدہ

اسماءاشارات تمام مقامات (نصب،رفع،جر) میں واقع ہوسکتے ہیں،البتہ ان کی اضافت درست نہیں ہے۔ (موسوعۃ النحو،ص۵۶/)

فائدہ

کبھی "ھاءِ" تنبیہ کو فصل کے بعد دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ھاانتم ھؤلاء﴾[الآیۃ] (اشمونی، ج۱/ص۱۳۵/، النحو الوافی، ص۳۰۴/)

قاعدہ

"ھاءِ" تنبیہ اور اسم اشارہ کے درمیان مشارالیہ کی ضمیر کے ذریعہ فصل لانا جائز ہے۔ جیسے: "ھاانا ذا، ھاانت ذا، ھانحن ھؤلاء"

(جامع، ج۱/ص۹۷/، اشمونی، ج۱/ص۱۲۵/، النحو الوافی، ج۱/ص۳۰۴/، النحو القرآنی، ص۱۰۷/)

فائدہ

اسم اشارہ کے آخر میں لاحق ہونے والا کافِ خطابی حرف ہے، اسم نہیں جو کہ مخاطب کی حالت بتاتا ہے کہ مفرد ہے یا مثنی یا جمع۔

فائدہ

"اولاء" کا استعمال غیر ذوی العقول میں قلیل ہے۔ جیسے: ﴿ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلا﴾[الآیۃ] (الاسراء)

(شرح الاشمونی مع حاشیۃ الصبان، ج۱/ص۱۳۹/، النحو القرآنی، ص۱۰۵/)

قاعدہ

کبھی کبھار ایسے اسم اشارہ (جس کو مفرد مذکر کے لئے وضع کیا گیا ہو) کے ذریعہ سے تثنیہ اور جمع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

تثنیہ کے مشارالیہ ہونے کی مثال ﴿عوان بین ذالک﴾[الآیۃ] (البقرۃ:۶۸) حالانکہ ذالک کا مشارالیہ "الفارض والبکر" ہے۔ جمع کے مشارالیہ ہونے کی مثال: ﴿کل ذالک کان سیئہ عند ربک مکروھاً﴾[الآیۃ] (الاسراء:۳۸) حالانکہ مشارالیہ "مجموع النواھی" ہے۔

(النحو القرآنی، ص۱۵/، الھامش علی شرح قطر الندی، ص۱۳۴/)

قاعدہ

کبھی مشارالیہ (جو کہ بعید کے لئے ہو) قریب کے لئے استعمال ہونے والے

اسم کا قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ذالک الکتاب لاریب فیه﴾[الآیة] (البقرة:۳)
(النحو القرآنی:۱۰۶)

قاعدہ

اسماء اشارہ کے تین مقامات میں لام کو لانا جائز نہیں ہے۔
(۱) مثنی کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے: "ذانک، تانک"
(۲) اشارہ جمع (مدہ کی صورت میں)۔ جیسے: "اولئک"
(۳) ہر اسم اشارہ جس کی ابتداء میں ھاء تنبیہ ہو۔ جیسے: "ھذاک، ھاتاک، ھاتیک"
(شرح شذور الذھب، ص/۱۳۸)

فائدہ

اگر اسم اشارہ کے بعد اسم معرف باللام یا اسم موصول ہو، تو عموماً چار تراکیب ہو سکتی ہیں۔
(۱) موصوف، صفت (۲) عطف بیان (۳) مبدل منہ اور بدل (۴) مبتدا اور خبر چوتھی ترکیب قلیل الاستعمال ہے۔ (عامہ الکتب)

فائدہ

اسماء اشارہ میں سے بعض اسم اشارہ "ھاءِ" تنبیہ یا کاف خطابی کے بغیر استعمال نہیں ہوتے اور وہ لفظ "تی" ہے اور "ثم" بغیر "ھا" اور کاف کے استعمال ہوتا ہے جب کہ "ذی" کاف خطابی کے ساتھ درست نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۴۱)

قاعدہ

اسم اشارہ کی جمع "اولی" میں ہمزہ کے بعد واؤ لکھا جاتا ہے تاکہ اسم اشارہ اور حرف جر "الی" میں فرق ہو جائے ورنہ یہ واؤ پڑھنے میں نہیں آتا۔
(حاشیۃ الصبان، ج/۱، ص/۱۴۸)

بحث اسماء موصولات

تعریف

اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ یا قائم مقام جملہ (ظرف وجار مجرور) ہو، اور عائد یا قائم مقام عائد کا محتاج ہو۔ (معجم النحو، ص/۳۸۰، ھدایۃ النحو، ص/۶۱، اشمونی، ج/۱، ص/۱۳۶)

وجہ بناء

اسماء موصولہ شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہوتے ہیں کیونکہ یہ صلہ کے محتاج ہوتے ہیں یا شبہ وضعی کی وجہ سے مبنی ہیں۔ جیسے: ''ما'' اور ''من'' کی وضع حرف کی طرح ہے۔

(رضی، ج/۳، ص/۸۹)

فائدہ

موصول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرفی (۲) اسمی

(۱) حرفی ہر وہ ہے جو اپنے صلہ کے ساتھ ملکر مصدر کی تأویل میں لیا جاتا ہے اور یہ کل چھ ہیں۔ ''انْ، انَّ، ما، کی، لو، الذی''، یہاں موصول اسمی کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔ (اوضح المسالک، ص/۱۳۷، اشمونی، ص/۱۶۴، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۸۱)

فائدہ

اسم موصول کی دو قسمیں ہیں (۱) اسم موصولہ خاصہ، اس میں مقتضی کلام کے مطابق مفرد، تثنیہ، جمع مذکر اور مونث لائے جاتے ہیں اور یہ آٹھ ہیں۔ ''الذی، التی، اللذان، اللتان، الالی، الذین، اللاتی، اللائی''

(۲) اسم موصولہ مشترکہ:۔ وہ ہے جو واحد، جمع کے لئے آتا ہے جس میں مفرد، تثنیہ جمع مذکر، مؤنث سب شریک ہوں اور یہ چھ ہیں۔ ''من، ما، ای، ال، ذو، ذا''

(معجم النحو، ص/۳۸۰، موسوعۃ النحو، ص/۷۷، النحو القرآنی، ص/۱۰۷، شرح قطر الندی، ص/۱۳۹، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۱۳۹، اشمونی، ج/۱، ص/۱۲۷)

فائدہ

اسماء موصولہ کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱)"الذی" مفرد مذکر کے لئے (خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل) جیسے: ﴿والذی جاء بالصدق﴾ [الآیة] (الزمر:۳۳) ﴿هذا یومکم الذی کنتم توعدون﴾ [الآیة] (الانبیاء:۱۰۳)

(۲)"التی" مفرد مؤنث کے لئے (خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل)۔ جیسے: ﴿قد سمع الله قول التی تجادلک فی زوجها﴾ [الآیة] (المجادلہ:۱)

(۳)"اللذان" تثنی مذکر کے لئے حالت رفعی میں اور اللذین حالت جری اور نصبی میں۔

(۴)"اللتان" حالت رفعی میں تثنی مؤنث کے لئے اور اللتین حالت جری اور نصبی میں۔

(۵)"الألی" جمع مذکر کے لئے۔

(۶)"اللاتی" اور "اللاتی"۔ جیسے: ﴿واللاتی یئسن﴾ [الآیة] (الطلاق:۴) ﴿واللاتی یاتین الفاحشة﴾ [الآیة] (النساء:۱۵) جمع مؤنث کے لئے۔

(شرح شذور الذهب، ص/۱۴۱، همع الهوامع، ج/۱، ص/۸۲)

قاعدہ

موصول کا صلہ یا جملہ ہوگا یا شبہ جملہ، پس اگر جملہ ہو تو اس کے لئے خبر یہ ہونا ضروری ہے کیونکہ جملہ انشائیہ صلہ نہیں آ سکتا اور اگر شبہ جملہ ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) صلہ ظرف مکانی ہو۔ جیسے: "جاء الذی عندک" ای: استقر عندک

(۲) صلہ جار مجرور ہو۔ جیسے: "جاء الذی فی المدرسة" ای: استقر فی المدرسة

(۳) صلہ صفت صریحہ ہو، اور الف ولام کے ساتھ مختص ہو۔ جیسے: "جاء المسافر" "هذا المغلوب علی امرہ"

(معجم النحو، ص/۳۸۱، موسوعة النحو، ص/۷۸، النحو القرآنی، ص/۱۱۴، شرح شذور الذهب، ص/۱۳۹، قطر الندی، ص/۱۴۴، اوضح المسالک، ج/۱، ص/۱۶۴)

قاعدہ

جب جملہ صلہ واقع ہوتو جملہ میں تین شرائط ضروری ہیں۔

(۱) جملہ خبریہ ہو، انشائیہ نہ ہو (۲) پہلے کلام کا تقاضہ نہ کرتا ہو پس ''جاء الذی لکنه قائم'' کہنا درست نہیں۔

(۳) ہر ایک کو معلوم نہ ہو پس ''جاء الذی حاجباہ فوق عینیه'' کہنا درست نہیں ہے۔ (شرح اشمونی، ج ۱/ص ۱۶۴، النحو الوافی، ج ۱/ص ۳۴۱)

قاعدہ

تمام اسماءِ موصولہ حرکت پر مبنی ہیں سوائے ''ای'' کے (جو کہ تین حالتوں میں معرب ہے) (موسوعۃ النحو، ص ۷۷)

قاعدہ

اگر اسم موصول سے ماقبل اسم ظاہر معرفہ ہو، تو یہ ماقبل کے لئے صفت بنے گا۔ جیسے: ''حضر الطالب الذی فاز بالجائزة'' اگر ماقبل اسم نکرہ ہو، تو یہ ماقبل کے لئے مضاف الیہ ہوگا۔ جیسے: ''هذا اجمل من شاهدت'' پہلی مثال میں ''الذی'' محل رفع میں صفت ہے جب کہ دوسری مثال میں محل میں مضاف الیہ واقع ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۷۷)

قاعدہ

صلہ کو موصول پر مقدم کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی صلہ کا کوئی جزء موصول پر مقدم کرنا جائز ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۷۸، اشمونی، ج ۱/ص ۱۶۰، حاشیۃ الصبان، ص ۱۶۰، النحو الوافی، ج ۱/ص ۳۴۱، رضی، ج ۳/ص ۱۵۱)

فائدہ

صلہ کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ قرینہ موجود ہو، اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) قرینہ موجود ہو۔ جیسے: ''نحن الالی'' ای: نحن الالی عُرِفوا بالشجاعة''

(۲) ابہام مقصود ہو۔ جیسے: "بعد التی"، ای: "بعد الخطة التی من فظاعة شانها کیت و کیت"

(موسوعۃ النحو، ج ۱/، ص ۷/، معجم النحو، ص ۳۷۲/، شرح قطر الندی، ص ۱۲۵/، اشمونی، ج ۱/، ص ۱۴۷/)

قاعدہ

اگر صلہ میں مبتدا کی ضمیر واقع ہو تو اس کو تین شرائط کے ساتھ حذف کرنا درست ہے۔

(۱) معطوف نہ ہو۔ جیسے: "جاء الذی زید وهو فاضلان"

(۲) معطوف علیہ نہ ہو۔ جیسے: "جاء الذی هو وزید قائمان"

(۳) لولا کے بعد واقع نہ ہو۔ جیسے: "جاء الذی لولاه لأکرمتک"

(اشمونی، ج ۱/، ص ۱۵۶/)

قاعدہ

الف و لام کی ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ مفعول بہ کیوں نہ ہو۔

(رضی، ج ۳/، ص ۱۰۹/)

قاعدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر عائد مجرور کا حذف ممتنع ہے۔

(۱) ضمیر عائد محصور ہو۔ جیسے: "مررت بالذی مامررت الابه"

(۲) ضمیر جار مجرور نائب فاعل واقع ہو۔ جیسے: "مررت بالذی مربه"

(۳) حذف کی وجہ سے التباس لازم آتا ہو۔ جیسے: "رغبت فی الذی رغبت فیه" پس اگر "فیه" حذف کیا جائے تو پتہ نہیں چلے گا کہ "فیه" محذوف ہے یا "عنه" حالانکہ دونوں کے معانی میں فرق ہے۔

(۴) کلام میں دو ضمیریں ہوں اور ان میں سے کوئی ایک ربط کے لئے متعین نہ ہو۔ جیسے: "مررت بالذی مررت به فی داره"

(۵) حرف نفی کے بعد نہ ہو۔ جیسے: "جاء الذی ماهو قائم"

(۶) حصر کے بعد نہ ہو۔ جیسے: "جاء الذی مافی الدار إلّاهو"

(عدۃ السالک، ص۱۷۸/۱، اشمونی، ج۱/۱۶۰، حاشیہ الصبان، ج۱/ص۱۶۹، جمع الجوامع، ج۱/ص۹۰)

قاعدہ

ضمیر غائب کو تین شرائط کے ساتھ حذف کرنا جائز ہے۔

(۱) ضمیر منصوب ہو، مرفوع یا مجرور نہ ہو۔

(۲) ضمیر عائد متصل ہو، منفصل نہ ہو۔

(۳) حذف پر کوئی دلیل موجود ہو۔ (شرح مفصل، ج۱/۳، ص۱۵۲)

قاعدہ

جب جملہ صلہ واقع ہو، تو اس میں موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے، خواہ ضمیر بارز ہو۔ جیسے: "تعلم ماتنفع به" یا ضمیر مستتر ہو۔ جیسے: "اقرأ ماینفعک"

(موسوعۃ النحو، ص۷۸/، اوضح المسالک، ج۱/ص۱۶۴)

فائدہ

موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی (افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر، تانیث کے اعتبار سے) مطابقت ضروری ہے البتہ "ما" اور "من" میں دو وجہیں جائز ہیں، لفظ کی رعایت کی جائے۔ جیسے: ﴿ومنهم من يستمع اليک﴾ [الآية] یا معنی کی رعایت کی جائے ﴿ومنهم من يستمعون اليک﴾ [الآية]

(موسوعۃ النحو، ص۷۸/، النحو القرآنی، ص۱۱۴/، معجم النحو، ص۳۸۱/)

قاعدہ

کبھی "الف ولام موصولہ" مضارع پر ضرورت شعری کی وجہ سے داخل ہوتا ہے جیسے: شعر: "ماانت بالحكم الترضى حكومته" ولاالأصل ولاذى الراى والجدال" (معجم النحو، ص۳۸۲/، شرح ابن عقیل، ج۱/ص۱۵۶)

قاعدہ

موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ التباس لازم نہ آتا ہو۔ جیسے: ﴿ذرنی ومن خلقت وحیداً﴾ الآیۃ (المدثر:۱۱) ای: "خلقته" ﴿فاقض ماانت قاض﴾ الآیۃ (طٰہٰ:۷۲) ای: قاضیه

(موسوعۃ النحو، ص۷۸/، معجم النحو، ص۳۸۴/، اوضح المسالک، ج۱/، ص۱۷۳/)

فائدہ

"ذا" اسماء موصولہ میں سے ہے مگر تین شرطوں کے ساتھ۔

(۱) اس سے پہلے "ما" استفہامیہ ہو۔ جیسے: ﴿ماذا انزل ربکم﴾ الآیۃ (النحل:۳۰) یا "من" استفہامیہ ہو۔ جیسے: "من ذالقیت"؟

(۲) اشارہ کے لئے نہ ہو۔

(۳) ذا ملغی نہ ہو یعنی "ما" کے ساتھ مل کر ایک اسم نہ بنے یا "ذا" کو زائد قرار دے کر "ما" کو استفہامیہ بنایا جائے۔ مثلاً: "ماذاصنعت"؟ کو بمنزلہ "ای شی صنعت" قرار دیا جائے۔

(شرح شذور الذهب، ص۱۴۲/، شرح قطر الندی، ص۱۴۱/، اشمونی، ج۱/، ص۱۴۷/، شرح ابن عقیل، ج۱/، ص۱۵۳/، النحو الوافی، ج۱/، ص۳۲۲/)

قاعدہ

ضمیر عائد کو لفظ سے حذف کرنا جائز ہے جب کہ مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے: ﴿یعلم مایسرون ومایعلنون﴾ الآیۃ (النحل ۲۶) ای: مایسرونه ومایعلنونه

(ھدایۃ النحو، ص۶۲/، معجم النحو، ص۳۸۳/، کافیہ، ص۱۷/، اوضح المسالک، ج۱/، ص۱۶۹/)

فائدہ

"ای" اور "ایۃ" کی چار حالتیں ہیں ایک حالت میں مبنی اور تین حالتوں میں معرب۔

(۱) مفرد ہو، مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے: "ای هو قائم"

(۲) نہ خود مضاف ہو اور نہ ہی صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے: "ای قائم"

(۳) خود مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے: ''ایهم هو قائم''

(۴) خود مضاف ہو لیکن صدر صلہ محذوف ہو۔ جیسے: ''ایهم قائم''

پہلی تین صورتوں میں معرب ہیں اور چوتھی صورت میں مبنی ہیں۔

(شرح ابن عقیل، ج ۱/، ص ۱۶۱، هدایۃ النحو، ص ۶۲/، اشمونی، ج ۱/، ص ۱۵۲/، همع الهوامع، ج ۱/، ص ۹۱/)

فائدہ

قبیلہ بنو طے کی لغت میں ''ذو'' بمعنی ''الذی'' کے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی موصول ہے۔ جیسے: شعر: ''فان الماء ماء ابی و جدی: وبیری ذو حفرت وذو طویت''، ای: الذی حفرتة والذی طویتة۔

بقول علامہ کشمیریؒ کے ''ذو'' ضمیر کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

(هدایۃ النحو، ص ۶۳/، شرح قطر الندی، ص ۱۴۰/، اوضح المسالک، ج ۱/، ص ۱۵۳/، رضی، ج ۳/، ص ۱۰۷/)

قاعدہ

اسم فاعل، اسم مفعول پر داخل ہونے والے ''الف ولام'' بمعنی ''الذی'' اسم موصول کے ہیں (بشرطیکہ ان دونوں میں حدوث کا معنی پایا جائے ورنہ ثبوت کی صورت میں یہ حرف ہوگا) اور اسم جامد یا وصف (جو اسماء جامدہ کے مشابہہ ہو) پر داخل ہونے والے الف ولام حرف تعریف ہوتے ہیں۔

(شرح قطر الندی، ص ۱۴۰/، اوضح المسالک، ج ۱/، ص ۱۶۵/، متن متین، ج ۵/، ص ۱۹۶/، اشمونی، ج ۱/، ص ۱۵۰/، همع الهوامع، ص ۸۵/)

فائدہ

اسماء موصولہ کی قرآن مجید سے مثالیں:

(۱) ''الذی'' مفرد مذکر (عاقل کے لئے)۔ جیسے: ﴿وقال الذی نجا منهما﴾ [الآیة] (یوسف: ۴۵) غیر عاقل کے لئے۔ ﴿هذا یومکم الذی کنتم توعدون﴾ [الآیة] (انبیاء: ۱۰۳)

(۲)"التی" مفرد مؤنث (عاقل کے لئے)۔جیسے:﴿قد سمع الله قول التی تجادلک﴾[الآیة](المجادلة:۱)(غیر عاقل کے لئے)۔جیسے:﴿ماولّهم عن قبلتهم التی کانوا علیها﴾[الآیة](البقرة:۱۴۲)

(۳)"اللذان" مثنی مذکر کے لئے (حالت رفعی میں)۔جیسے:﴿واللذان یأتیانها منکم فآذوهما﴾[الآیة](النساء:۱۶)

(۴)"اللذین" مثنی مذکر کے لئے (حالت نصبی میں)۔جیسے:﴿قال الذین کفروا ربنا أرنا اللذین اضلانا﴾[الآیة](فصلت:۲۹)

(۵)"اللتان" مثنی مؤنث (حالت رفعی)

(۶)"اللتین" مثنی مؤنث (حالت نصبی جری) یہ دونوں قرآن میں استعمال نہیں۔

(۷)"الألی" جمع مذکر (عاقل ہو یا غیر عاقل) یہ قرآن میں مستعمل نہیں۔

(۸)"الذین" جمع مذکر عاقل کے لئے۔جیسے:﴿قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون﴾[الآیة](المؤمنون:۱:۲)

(۹)"واللاتی"،"واللائی" جمع مؤنث کے لئے۔جیسے:﴿واللاتی یاتین الفاحشة﴾[الآیة]﴿واللائی ینسن من المحیض﴾[الآیة]

(النحو القرآنی،ص/۱۰۷)

قاعدہ

کبھی"الذی""الذین" کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے:﴿وخضتم کالذی خاضوا﴾[الآیة](التوبۃ:۶۹)ای:"کالذین خاضوا" اگرچہ مذکورہ آیت میں اور تاویلات بھی ہیں۔ (النحو القرآنی،ص/۱۰۹)

قاعدہ

کبھی"الذین""الذی" کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے،جب کہ"الذی" سے جنس مراد لی جائے۔جیسے:﴿والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون﴾[الآیة](الزمر:۳۳) (النحو القرآنی،ص/۱۰۹)

تنبیہ

من ،ما ،ال ،ذا ،ذو کی تفصیل حروف بحث میں آئے گی۔

فائدہ

صحیح قول کے مطابق اسماء موصولہ صلہ کی وجہ سے معرفہ ہیں۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۴۲)

فائدہ

جملہ تعجبیہ کا صلہ واقع ہونا درست ہے یا نہیں، بعض کے نزدیک جملہ انشائیہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور بعض کے نزدیک یہ جملہ خبریہ ہے لیکن پھر بھی بعض کے ہاں جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۵۳، اشمونی، ج ۱، ص ۱۵۰، النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۳۸، شرح ابن عقیل، ج ۱، ص ۱۵۵)

قاعدہ

صفت موصوف کے قائم مقام ہو سکتی ہے لیکن صلہ موصول کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ اپنے صلہ سے مل کر معناً اسم معرف بنتا ہے۔ پس اگر موصول کو حذف کر دے تو جملہ نکرہ باقی رہیگا، اور معنی میں خلل اور فساد واقع ہوگا۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۱۴۰)

قاعدہ

موصول اور صلہ کے درمیان جملہ قسمیہ یا ندائیہ یا اعتراضیہ کے ذریعے فصل جائز ہے۔ (حاشیۃ الصبان، ج ۱، ص ۱۶۰، ہمع الہوامع، ج ۱، ص ۸۷، النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۴۱)

فائدہ

قرآن مجید میں صرف تین مقامات میں بالاتفاق موصول کی ضمیر عائد مذکور ہے۔

(۱) ﴿کالذی یتخبطه الشیطان من المس﴾ [الآیة] (البقرة)

(۲) ﴿کالذی استهوته الشیاطین﴾ [الآیة]

(۳)﴿واتل علیهم نبا الذی اتیناه﴾[الآیة](الاعراف)

(حاشیۃ الصبان، ج۱/ص۱۷۰)

قاعدہ

جب ظرف صلہ واقع ہوجائے تو یہ فعل محذوف سے متعلق ہوگا۔مثلاً "استقر" یا "حلّ" وغیرہ سے،اور اسم فاعل سے متعلق نہیں ہوگا۔کیونکہ صلہ مفرد نہیں ہوتا بلکہ جملہ ہی ہوتا ہے اکثر نحویین اس جملہ کو صلہ کہتے ہیں۔جب کہ سیبویہ نے اس کا نام "حشوا" رکھا ہے۔ (شرح المفصل، ج۱/۳،ص۱۵۱)

قاعدہ

اگر "الف ولام" اسم موصول ہوں،تو ضمیر عائد کی مطابقت صرف معناً ضروری ہے۔ (النحو الوافی، ج۱/ص۳۴۰)

قاعدہ

کبھی ضمیر عائد کے بجائے اسم ظاہر ذکر کیا جاتا ہے جو ضمیر عائد کے قائم مقام ہوتا ہے۔جیسے:"اشکر علیاالذی نفعک علم علی"ای علمه۔

شعر:"وانت الذی فی رحمة الله اطمع"،ای: فی رحمته اطمع

(النحو الوافی،ج۱/ص۳۴۰،ھمع الھوامع،ج۱/ص۸۷)

قاعدہ

کبھی متعدد موصول بغیر صلہ کے آتے ہیں پس دو موصول یا اکثر موصول ایک صلہ کے لئے کافی ہوتے ہیں بشرطیکہ صلہ کا معنی ان موصولات متعددہ کے درمیان مشترک ہو بایں طور کہ ایک موصول کے ساتھ ذکر کرنا درست نہ ہو اور ضمیر رابط باعتبار تعدد کے مطابق ہوگی۔جیسے:شعر "فاز بالمحنة الذی و التی اجادا"

"اخفق الذین واللاتی اهملوا"۔ (النحو الوافی، ج۱/ص۳۵۳)

قاعدہ

کبھی قرینہ لفظیہ کی وجہ سے صلہ کو حذف کردیا جاتا ہے بغیر تعدد موصول کے

۔جیسے: کوئی کہے "من رایته فی المکتبة" اور آپ جواب میں کہے محمد الذی ..... او سعاد التی.....

اور کبھی قرینہ معنویہ کی وجہ سے حذف ہوتا ہے۔ جیسے فخر کے موقع پر کہا جائے: "انا الذی ..... ای: "انا الذی هز متک"

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۵۴، مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۳۹۵)

قاعدہ

کبھی موصول کو (سوائے الف ولام کے) حذف کر دیا جاتا ہے جب اپنے ہم مثل پر عطف ہو بشرطیکہ حذف کی وجہ سے التباس لازم نہ آئے۔ جیسے حسان ابن ثابتؓ کا قول ہے!

"فمن یهجو رسول الله منکم: ویمدحه وینصره سواء" ای: من یهجو رسول الله ومن یمدحه ومَن ینصره۔ (النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۵۵)

قاعدہ

صلہ کا معمول اگر ظرف یا جار مجرور ہو، تو عدم التباس کے وقت تقدیم جائز ہے عند الکوفیین" جب کہ بصریین عدم جواز کے قائل ہیں۔ جیسے: ﴿وکانوا فیه من الزاهدین﴾ [الآیة] (یوسف) ﴿وانا معکم من الشاهدین﴾ [الآیة]

(النحو الوافی، ج ۱، ص ۳۴۳، ھمع الھوامع، ج ۱، ص ۸۸)

بحث اسماء افعال

تعریف

اسم فعل وہ ہے جو معنی اور استعمال میں فعل کے قائم مقام ہو (استعمال سے مراد یہ ہے کہ عامل تو بنے لیکن معمول نہ بن سکے) جیسے: شتان، صہ اور اوہ۔

(معجم النحو، ص/۲۰، موسوعۃ النحو، ص/۷۰، اشمونی، ج/۳، ص/۹۱، حاشیۃ الصبان، ج/۳، ص/۱۹۴، جامع الدروس، ج/۱، ص/۱۱۹، النحو الکافی، ص/۳۴۲)

وجہ بناء

اسماء افعال شبہ استعمالی کی وجہ سے مبنی ہیں، یعنی فعل کی طرح عامل بنتے ہیں اور معمول نہیں بنتے۔

(شرح رضی، ج/۳، ص/۱۶۵، جہد تصیر، ص/۲۳، النحو القرآنی، ص/۱۳۱، شرح المفصل، ج/۱/۴، ص/۳۱)

فائدہ

جمہور بصریین کے نزدیک اسماء افعال حقیقۃً اسماء ہیں اور بعض بصریین کے نزدیک افعال ہیں لیکن یہ اسماء کی طرح استعمال ہوتے ہیں جب کہ کوفیین کے ہاں یہ حقیقۃً افعال ہیں راجح قول کے مطابق انکا مدلول لفظ فعل ہے، حدث اور زمان نہیں ہے یعنی لفظ فعل اس اعتبار سے مدلول ہے کہ وہ فعل معنی موضوع پر دلالت کر رہا ہے۔

(اشمونی، ج/۱، ص/۹۲، حاشیۃ الصبان، ج/۳، ص/۱۹۵، ہمع الھوامع، ج/۳، ص/۱۰۵)

فائدہ

اسماء افعال کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مرتجل، (۲) منقول۔

(۱) مرتجل

وہ ہے جو ابتداء ہی سے اسم فعل کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: ''ھیھات'' بمعنی

بعد ،اوّہ بمعنی اتوجع ،اف بمعنی اتضجر ،اور "وی" بمعنی اعجب جیسے: ﴿ویکانه لایفلح الکافرون﴾[الآیة](القصص:۸۲)ای :اعجب لعدم فلاح الکافرین ۔

(۲)منقول

وہ ہے کہ ابتداء میں اسم فعل نہ ہو، بلکہ منتقل کر کے اسم فعل بنادیا گیا ہو، پھر اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)ظرف سے منقول ہو۔جیسے :"وراءَک بمعنیٰ تأخر ،امامک بمعنی تقدم ،دونک بمعنی خذ ،مکانک بمعنی اثبت۔

(۲)جار مجرور سے منقول ہو۔جیسے :"علیک بمعنی الزم،الیک بمعنی "تنح"

(۳)مصدر سے منقول ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ایسا مصدر ہو جس کا فعل مستعمل ہو۔جیسے :"رویدابکراً" ای: امهله رویداً کا فعل "أرود ،إرواداً" بمعنی "امهله" آتا ہے پھر زوائد کو حذف کر کے مصدر کو مصغر بنادیا گیا (۲) ایسا مصدر ہو جس کا فعل مستعمل نہ ہو۔جیسے :"بله" بمعنی "دع"

(معجم النحو،ص ۲۰،النحو القرآنی ،ص ۱۳۰،شمونی ،ج ۳،ص ۹۷،جامع ،ج ۱،ص ۱۱۹،النحو الکافی ،ص ۴۳۵)

فائدہ

اسم فعل امر کے معنی میں اکثر آتا ہے اور ماضی اور مضارع کے معنی میں کم آتا ہے۔ جیسے: "ھه" بمعنی "أکفف ،شتان" بمعنی "بعد،وی" بمعنی "اعجب"

(معجم النحو ،ص ۲۰،جامع ،ج ۱،ص ۱۲۱،النحو الکافی ،ص ۴۳۴،شرح شذور الذهب ،ص ۴۶۵،رضی ،ج ۳،ص ۱۷۰)

قاعدہ

اسم فعل مرتجل کے ساتھ ضمیر مرفوع کی علامت متصل نہیں ہوتی بلکہ مفرد مذکر وغیرہ سب کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

(معجم النحو ،ص ۲۰،النحو الوافی ،ج ۴،ص ۱۵)

فائدہ

اسماء افعال کی وضع کا فائدہ قصدِ مبالغہ ہے گویا کہ "هيهات" یا "اف" یا "صه" کے کہنے والے کا مقصد "بعد كثيراً" "اتضجر كثيراً" اور "اسكت اسكت" ہے۔

(معجم النحو، ص ۳۰، موسوعۃ، ص ۱۷، حاشیۃ الصبان، ج ۳، ص ۱۹۴، متن متین، ص ۱۹۸)

قاعدہ

ظرف یا جار مجرور سے منقول اسم فعل پر اور ظروف قیاس نہیں کیے جاسکتے ،اوران کے ساتھ صرف ضمیر مخاطب متصل ہوتی ہے (یہ ضمیر مخاطب کو دیکھ کر مفرد، مثنی، جمع ،مذکر اور مؤنث لائی جاتی ہے) پس ظرف میں یہ ضمیر اضافت کی وجہ سے محل جر میں ہوگی اور جار مجرور میں حرف جر کی وجہ سے محل جر میں ہوگی۔

پس "عليكم كلكم انفسكم" میں "کل" کو ضمیر مستتر سے تاکید مان کر مرفوع پڑھا جائے یا ضمیر مجرور سے تاکید مان کر مجرور پڑھا جائے۔

(معجم النحو، ص ۲۱، شرح الاشمونی، ج ۳، ص ۹۷، حاشیۃ الصبان، ج ۳ ص ۳۰۳، النحو الکافی ص ۴۳۵، النحو الوافی، ج ۴، ص ۱۴۷)

قاعدہ

منقول عن المصدر (جس کا فعل مستعمل ہو) اسم فعل کو کبھی اپنے مفعول کی طرف مضاف کیا جاتا ہے۔ جیسے: "رويد محمد"

اور کبھی اسم فعل کو منون کر کے مفعول بہ کو نصب دیا جاتا ہے۔ جیسے: "رويد علياً" ان دونوں کو مصدریت کے معنی سے منقول کر کے فعل کا نام دیا گیا ہے پس "رويد علیا" پڑھا جاتا ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۱)

فائدہ

کبھی "بَلْهَ" اسم فعل "کیف" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پس یہ خبر مقدم ہوگا اور اس کے مابعد کو مبتدا بنا دیا جائے گا۔

(معجم النحو، ص ۳۱، اشمونی، ص ۳، ص ۹۹، رضی، ج ۳، ص ۱۷۴، النحو الوافی، ج ۴ ص ۱۴۶)

فائدہ

اسماء افعال باعتبار دلالت کے تین قسم پر ہیں۔

(۱) اسماء افعال بمعنی امر حاضر، اور یہ اکثر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ''آمین'' بمعنی ''استجب، صہ'' بمعنی ''اسکت، حیَّ'' بمعنی ''عجل'' یا ''اقبل''

(۲) اسماء افعال بمعنی فعل مضارع۔ جیسے: ''اف'' بمعنی ''اتضجر وی'' بمعنی ''اعجب''

(۳) اسماء افعال بمعنی ماضی۔ جیسے: ''هیهات'' بمعنی ''بعد، شتان'' بمعنی ''افترق'' صرف اسم فعل بمعنی ماضی قرآن مجید میں (یعنی ''هیهات'') ہی مستعمل ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۷۰/، النحو القرآنی، ص ۱۳۱/، جامع، ج ۱/، ص ۱۱۹/، النحو الکافی، ص ۴۳۴/)

قاعدہ

جو اسم فعل ''فَعَالِ'' کے وزن پر ہو جیسے: ''حَذَارِ، نَوَالِ'' تو یہ ہمیشہ مبنی ہوتا ہے اور اس میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جو کہ مخاطب کے اعتبار سے مقدر مانی جاتی ہے یہ کبھی متعدی ہوتا ہے اور فعل کے اعتبار سے اکثر لازم ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۷۰/، عامۃ الکتب)

قاعدہ

اسماء افعال کے ساتھ نونِ تاکید مطلقاً ملحق نہیں ہوتا۔

(موسوعۃ النحو، ص ۷۱/، رضی، ج ۳۱/، ص ۱۷۱/، النحو الوافی، ج ۴/، ص ۱۵۳/)

قاعدہ

اسم فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ پس اس کے احکام جملہ فعلیہ کے احکام ہوں گے۔ (موسوعۃ النحو، ص ۷۱/، النحو الوافی، ج ۴/، ص ۱۵۳/)

قاعدہ

جو اسماء افعال منون (تنوین کے ساتھ) استعمال ہوتے ہیں۔ وہ نکرہ ہوتے ہیں اور جو غیر منون استعمال ہوتے ہیں۔ وہ معرفہ ہوتے ہیں البتہ ''واهاً'' میں تنکیر اور ''نزال

"تراک" میں تعریف لازم ہے۔

(معجم النحو، ص ۳۳۲، اشمونی، ج ۳، ص ۱۰۲، النحو الوافی، ج ۴، ص ۱۴۹)

قاعدہ

اسماء افعال میں سے "فعال" کا وزن امر کے لئے آتا ہے (جبکہ ثلاثی فعل تام متصرف سے لیا جاتا ہے) جیسے: "نزال" اور "اکال" بمعنی "انزل" اور "کل" اس پر اور اسماء پر قیاس کئے جاسکتے ہیں باقی اوزان پر قیاس کرنا درست نہیں بلکہ وہ سماع پر موقوف ہیں۔

(معجم النحو، ص ۲۲، النحو الوافی، ج ۴، ص ۱۴۷)

فائدہ

فعال کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) فعال بمعنی امر، جو ثلاثی مجرد سے قیاساً مشتق ہو۔ جیسے: "نزال" بمعنی "انزل"

(۲) بمعنی مصدر ہو۔ جیسے: "فجار" بمعنی "الفجور"

(۳) صفتی ہو۔ جیسے: "فساق" بمعنی "الفاسقة"

(۴) اعیان مؤنثہ میں سے کسی کا علم ہو۔ جیسے: "قطام" بمعنی "فاطمہ"

(متن متین، ص ۲۰۲، ہدایۃ النحو، ص ۱۴۳، رضی، ج ۳، ص ۱۶۸، شرح مفصل، ج ۱، ص ۴۹)

قاعدہ

اسم فعل کا مسمی اگر لازمی ہو، تو اسم فعل بھی لازمی ہوگا۔ جیسے: "هيهات مكة" اگر متعدی ہو تو اسم فعل بھی متعدی ہوگا۔ جیسے: "تراک الفاسق" جیسا کہ "اترک الفاسق" بولا جاتا ہے۔ البتہ بعض الفاظ مذکورہ قاعدہ کے خلاف ہیں۔ جیسے: "امين" لازمی ہے اور اس کا فعل مسمی "استجب" متعدی ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۲، النحو القرآنی، ص ۱۳۱، اشمونی، ج ۳، ص ۲۰۰، النحو الکافی، ص ۴۳۷، رضی، ج ۱، ص ۱۶۹، ہمع الہوامع، ج ۳، ص ۱۰۵)

قاعدہ

اسم فعل پر اس کا معمول مقدم نہیں ہوسکتا، پس "عليا زيدا" کہنا درست نہیں ہے۔

﴿كتاب الله عليكم﴾ [الآية] (النساء، ۲۴) میں "کتاب" فعل محذوف کے لئے مفعول ہے پس "علیکم" مؤخر کے لئے معمول نہیں ہے، البتہ کوفیین کے نزدیک "علیک بعندک" اور "دونک" کے معمول کو مقدم کرنا جائز ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۲۲، اشمونی، ج ۳، ص ۱۰۱، متن متین، ص ۳۰۱، النحو الکافی، ص ۴۳۷، رضی، ج ۳، ص ۱۸۹)

فائدہ

قرآن پاک میں ﴿هيهات هيهات لما توعدون﴾ [الآية] (المؤمنون: ۳۶) کی ترکیب کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

(۱) ابن ہشام کے نزدیک لام جارہ زائد ہے اور "ما" اپنے صلہ کے ساتھ مل کر فاعل۔

(۲) علی بن ابی طالب کے ہاں "هيهات" محل نصب میں ہے یعنی محل مصدر میں واقع ہے۔ ای: "بعد أبعداً لما توعدون"

(۳) بعض کے نزدیک محل رفع میں ہے گویا کہا گیا ہے "البعد البعد لما توعدون" اور "هيهات" مکرر استعمال ہوا ہے جو کہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

(النحو القرآنی، ص ۱۳۱، حاشیۃ الصبان، ج ۳، ص ۱۹۷، شرح مفصل، ج ۴، ص ۳۶)

فائدہ

"هلم" فعل متعدی اور لازم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

متعدی کی مثال: ﴿قل هلم شهداءكم﴾ [الآية] (الانعام ۱۵۰)

لازمی کی مثال: ﴿قد يعلم الله المعوقين منكم والقائلين لإخوانهم هلم إلينا﴾ [الآية] (الأحزاب)

(النحو القرآنی، ص ۱۳۳، رضی، ج ۲، ص ۱۸۴، جمع الجوامع، ج ۳، ص ۱۰۷)

قاعدہ

اسماءافعال کے صلہ میں اکثر "با" جارہ زائد ہوتی ہے۔جیسے: "علیک بذات الدین" ای: الزم ذات الدین

(حاشیۃ الصبان، ج ۳، ص ۳۰۰، رضی، ج ۳، ص ۱۶۹)

فائدہ

"حیھل" علی، لام، با کے ساتھ مرکب متعدی بنفسہ آتا ہے، "حتی" بمعنی "أقبل" اور "ھلا" اُبھارنے اور عجلت کے معنی میں آتا ہے پھر الف گرا کر "حیھل" بلاتنوین اور مع التنوین پڑھا جاتا ہے۔

(شرح رضی ج ۳، ص ۱۸۱، ھمع الھوامع ج ۲، ص ۱۰۶، شرح مفصل ج ۴، ص ۴۵)

فائدہ

اسماءافعال کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

(۱) یہ مضاف نہیں ہوتے اگر بعد والا اسم مجرور بالاضافہ ہو تو پھر یہ مصادر ہوں گے۔جیسے: "بله زید"، "رویدزید" اگر منصوب ہو تو اسماءافعال ہوں گے۔

(۲) ان کا معمول ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) جواب طلبی میں بعد والا فعل مضارع منصوب نہیں ہوتا پس "صه فانخذک" کہنا درست نہیں۔

(۴) جو منون ہوں وہ نکرہ اور جو غیر منون ہوں وہ معرفہ ہوتے ہیں۔

(۵) ان میں ضمیر ہمیشہ مستتر ہوتی ہے۔

(شرح شذور الذھب، ص ۴۳۷، شرح قطر الندی، ص ۳۴۹، ھمع الھوامع، ج ۲، ص ۱۰۵)

قاعدہ

ہر اسم فعل خبر کے معنی میں ہوتا ہے لیکن اس میں تعجب کا معنی ہوتا ہے۔جیسے: "ھیھات" ای: مابعدہ، "شتان" ای: ماشد الافتراق۔ (رضی، ج ۳، ص ۱۷۱)

فائدہ

اسماءافعال کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) صرف لازمی استعمال ہوتے ہوں۔ جیسے: "صہ، مہ"

(۲) صرف متعدی ہی استعمال ہوتے ہوں۔ جیسے: "علیک زیداً، دونک بکراً"

(۳) کبھی لازمی کبھی متعدی استعمال ہوتے ہوں۔ جیسے: "رویدٍ، هلم، حیهل"

(الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۱۲۳)

فائدہ

"رویدٍ" کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) اسم فعل ہو اور ایک مفعول کی طرف متعدی ہو۔ جیسے: "رویدٍ زیداً"

(۲) صفت ہو۔ جیسے: "سارو اسیراً رویداً" اس صورت میں مصدر معرب ہے۔ "رجل عدل" کی طرح

(۳) حال ہو اس صورت میں بھی معرب ہوگا۔ جیسے: "سارو ارویداً" ای: مارّین

(۴) مصدر بمعنی "ارواد" اس صورت میں بھی معرب ہوگا۔ جیسے: "رویدزیدٍ" بمعنی "ارواد زیدٍ" فعل کو حذف کر کے مصدر کو "سقیا" اور "رعیا" کی طرح قائم مقام بنادیا گیا۔ (شرح مفصل، ج ۱/۴، ص ۴۱)

قاعدہ

تمام اسماءافعال کا محل اعراب مطلقاً نہیں ہوتا باوجود اس کے کہ یہ اسماء مبنیہ عامل ہیں پس یہ مبتدا، خبر، فاعل، مفعول بہ، مضاف اور مضاف الیہ وغیرہ واقع نہیں ہوسکتے۔

(النحو الوافی، ج ۴، ص ۱۵۲)

بحث اسماء اصوات

تعریف

اسم صوت وہ لفظ ہے جس میں انسان کسی غیر ذوی العقول یا چھوٹے بچے کی آواز کو نقل کرے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۶۵، معجم النحو، ص/۲۵، کافیہ، ص/۳۷، النحو الوافی، ج/۴، ص/۱۵۶، اشمونی، ج/۳، ص/۱۰۳)

وجہ بناء

اسماء اصوات شبہ اھمالی کی وجہ سے مبنی ہیں، کیونکہ یہ نہ عامل بنتے ہیں اور نہ معمول، اس لئے کہ یہ ایسے کلمات نہیں جن سے کلام میں استعمال کا قصد کیا جائے۔

(معجم النحو، ص/۲۵، رضی، ج/۳، ص/۳۰۴، ابن عقیل، ج/۲، ص/۳۰۷، اشمونی، ج/۳، ص/۱۰۵)

فائدہ

اسماء اصوات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جن کے ذریعہ غیر ذوی العقول کو یا چھوٹے بچے کو آواز دی جائے یا ڈانٹا جائے۔ جیسے: "ھلا" گھوڑے کو سستی کی وجہ سے زجر دینے کے لئے

یا "جئی جئی" اونٹ کو پانی پلانے کے لئے آواز دی جاتی ہے۔ یا "کخ کخ" چھوٹے بچے کو روکنے کے لئے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "کخ کخ فانھا من الصدقۃ" [الحدیث] یا طلب ہو۔ جیسے: "او" گھوڑے کے لئے "دح" مرغ کے لئے۔

(۲) کسی کی آواز کو نقل کیا جائے۔ جیسے: "غاق غاق" کوے کی آواز کو کہتے ہیں۔ "طاق طاق" ضرب کی آواز کو "طاق طاق" پتھر گرنے کی آواز کو اور "بخ" خوشی کی آواز کو کہا جاتا ہے۔ (معجم النحو، ص/۲۵، موسوعۃ، ص/۶۹، رضی، ج/۳، ص/۲۰۳)

قاعدہ

اسماء اصوات میں ضمیر نہیں ہوتی۔ (معجم النحو، ص/۲۵، اشمونی، ج/۳، ص/۱۰۵)

قاعدہ

اگر یہ الفاظ اپنے معنیٰ اصلی (صوت محض) سے نکل جائیں اور اسم متمکن بن جائیں تو ان سے صاحب صوت (آواز والا) یا جس کی طرف آواز متوجہ ہو، مراد ہوگا۔ پس اس وقت اعراب واجب ہوگا۔ جیسے: ''از عجنا غاق اسود'' یہاں غاق سے غراب (کوا) مراد ہے اس کی آواز مراد نہیں۔

اور اگر اسم صوت سے ان کا لفظ مراد لیا جائے تو بناء اور اعراب دونوں جائز ہیں

(موسوعۃ النحو، ص/۶۶، النحو الوافی، ج/۴، ص/۱۵۸، اشمونی، ج/۳، ص/۱۰۶)

فائدہ

یہ اسماء مفردات کے قبیل سے ہیں جب کہ اسماء افعال مرکبات کے قبیل سے ہیں۔ (جہد قصیر، ص/۲۴، اشمونی، ج/۳، ص/۱۰۵)

بحث مرکبات

مرکب کی پانچ قسمیں ہیں۔ یہاں صرف مرکب بنائی کا ذکر ہوگا۔ جو کہ مبنی ہے کیونکہ بحث مبنیات کی چل رہی ہے۔

تعریف

دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا جائے بغیر اضافت اور اسناد کے، جب کہ حرف ثانی بمنزلہ تاء تانیث ہو اور حرف کو متضمن بھی ہو۔ جیسے: ''احد عشر''

(معجم النحو، ص/۱۰۱، کافیہ، ھدایۃ النحو، جامع، ج/۱، ص/۱۳)

وجہ بناء

یہ دونوں اسم مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں پہلا اسم شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہے اس لئے کہ یہ دوسرے اسم کی طرف محتاج ہے اور دوسرا اسم حرف کو متضمن ہے لہٰذا وہ بھی مبنی

ہے۔اور تخفیف کی وجہ سے دونوں مبنی برفتحہ ہوتے ہیں۔

(رضی ،ج ر۳،ص ر۲۲۰،شرح مفصل ،ج ر۱،۴،ص ر۱۱۳،النحو القرآنی ،ج ر۱،ص ر۲۸۱،الاشباہ والنظائر،ج ر۱،ص ر۱۰۰)

فائدہ

مرکب مبنی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)دونوں اسم مبنی ہوں۔جیسے:"احدعشر"

(۲)پہلا جز مبنی ہو جب کہ دوسرا جز معرب ہو۔جیسے:"حضرموت"

(شرح مفصل،ج ر۱،۴،ص ر۱۱۳،الاشباہ والنظائر،ج ر۱،ص ر۱۰۴)

فائدہ

مرکب بنائی کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)مرکب من العدد:یعنی دونوں اسم عدد ہوں۔جیسے:"احدعشر" سے "تسعة عشر" تک۔

یہ دونوں اسم مبنی برفتحہ ہوتے ہیں۔

(۲)مرکب من الظروف:یعنی دونوں اسم ظرف ہوں۔جیسے:"صباح مساء"

(۳)مرکب من الاحوال:یعنی دونوں اسم حال ہوں۔جیسے:"تساقطوا احول احول"ای: متفرقین

قرآن مجید میں صرف پہلی صورت مستعمل ہے باقی نہیں۔

(جہد تصیر،ص ر۱۵،اشمونی،ج ر۳،ص ر۱۵۲،شذور الذہب،ص ر۸۱،النحو الوافی،ص ر۳۸۱)

فائدہ

"حادی عشر" تا"تاسع عشر" خمسہ عشر کی طرح مبنی ہیں اس لئے کہ"حادی عشر" اصل میں حادی وعشر ہے جو کہ حرف کو متضمن ہے اگر پہلے جز کے آخر میں"ی" ہو تو پہلا جز مبنی برسکون ہوگا۔ (رضی،ج ر۳،ص ر۲۲۰،جامع،ج ر۱،ص ر۱۳)

قاعدہ

"اثناعشر" کا پہلا جزء معرب ہے اس لئے کہ یہ اصل میں اثنان تھا جو کہ تثنیہ ہے پس نون کے حذف ہونے میں مضاف کے مشابہ ہو گیا اس لئے پہلا جزء معرب اور دوسرا جزء مبنی ہے۔ (شرح المفصل، ج ۱/ص ۱۱۱، شذور الذهب، ص ۷۸/، الاشباہ، ج ۱/ص ۱۰۵)

قاعدہ

مرکب عددی پر جب الف لام داخل کیا جائے یا اس کی اضافت کی جائے تو یہ معرفہ ہو گا لیکن پھر بھی دونوں جز مبنی ہوں گے۔ جیسے: "الخمسة عشر"

(شرح مفصل، ج ۱/۳/ص ۱۱۴)

فائدہ

مبنیات میں سے مرکب کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) اسم دوسرے اسم کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: "خمسة عشر" وغیرہ

(۲) اسم اسم صوت کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: سیبویہ

(۳) فعل اسم کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: "حبذا"۔

(۴) حرف اسم کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: "لا رجل"

(۵) حرف فعل کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: "هلمّ"

(۶) اسم صوت، صوت کے ساتھ مل کر مبنی بنا ہو۔ جیسے: "حی هلاً"

(۷) حرف، حرف کے ساتھ مل کر مبنی بنے جیسے: هلاً۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۳/ص ۳۶)

قاعدہ

کلام عرب میں جب مبنی پر الف ولام داخل ہو جائیں تو معرب بن جاتا ہے سوائے "خمسة عشر" کے کہ دخول لام کے بعد بھی مبنی ہوتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۲/ص ۳۷)

بحث اسماء کنایات

اسماء کنایہ کل پانچ ہیں۔ کم ، کذا ، کایِّ، کیت ،ذیت۔

(متن متین،ص/۲۰۳،النحو الوافی،ج/۴،ص/۵۳۸)

تعریف

وہ اسم ہے جو عددِ مبہم یا مبہم بات پر دلالت کرے۔جیسے:"کم و کذا" عدد سے،"کیت وذیت" مبہم (پوشیدہ) بات سے کنایہ ہیں مختصر یہ کہ اسم کنایہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کنایہ از عدد (۲) کنایہ از حدیث۔

(ھدایۃ النحو،ص/۶۴، جامع،ج/۱،ص/۱۱۱، عامۃ الکتب النحویہ)

وجہ بناء

کم خبریہ کم استفہامیہ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور یہ ہمزۂ استفہام کو متضمن ہے یا شبہ وضعی کی وجہ سے مبنی ہے، کذا، اپنی اصل کی وجہ سے مبنی ہے کیونکہ یہ کاف اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے۔

"کیت وذیت" شبہ وقوعی کی وجہ سے مبنی ہیں کیونکہ یہ جملہ کے قائم مقام واقع ہوتے ہیں۔

(رضی،ج/۳،ص/۲۳۴، جہد قصیر،ص/۲۲۵)

فائدہ

یاد رہے کہ تمام اسماءِ کنایات مبنی نہیں ہیں اس لئے کہ "فلاں" "فلانۃ" بالاتفاق معرب ہیں جب کہ کم، کذا، کاین ،اور ذیت بالاتفاق مبنی ہیں پس یہ ظروف کی طرح بعض مبنی ہیں اور بعض معرب۔ (رضی،ج/۳،ص/۳۳۴)

فائدہ

"کم" کی دو قسمیں ہیں۔(۱) استفہامیہ بمعنی "ای عدد" (۲) خبریہ بمعنی "عدد کثیر"

(ھمع الھوامع ،ج/۳،ص/۷۵،معجم النحو،ص/۳۸۷،موسوعۃ النحو،ص/۵۵۳،قطر الندا، ص/۳۲۳،النحو الکافی،ص/۲۹۷)

فائدہ

''کم'' استفہامیہ'' ''کم'' خبریہ کے ساتھ چھ امور میں مشترک ہے۔

(۱) دونوں جنس مجہول یا مقدار مجہول سے کنایہ ہیں۔

(۲) دونوں مبنی بر سکون ہیں۔

(۳) دونوں تمیز کی طرف محتاج ہیں۔

(۴) دونوں کی تمیز کا حذف جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔

(۵) دونوں صدارت کلام چاہتے ہیں پس ان میں سوائے مضاف اور حرف جارہ کے اور کوئی عامل عمل نہیں کر سکتا۔

(۶) وجوہ اعراب (رفع، نصب، جر) میں دونوں متحد ہیں۔

(معجم النحو، ص/۲۸۷، لھامش علی الموسوعۃ، ص/۵۵۳، جامع، ج/۳، ص/۸۶، النحو الوافی، ج/۴، ص/۵۳۵)

فائدہ

پانچ امور میں کم استفہامیہ کم خبریہ سے جدا ہے۔

(۱) ''کم'' استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: ''کم بیتاً حفظت'' اور ''من'' جارہ مضمر کے ذریعہ مجرور بھی ہوتی ہے بشرطیکہ ''کم'' پر حرف جارہ داخل ہو۔ جیسے: ''بکم قرش اشتریت عباء تک ''؟ جب کہ ''کم'' خبریہ کی تمیز مجرور مفرد یا جمع ہوتی ہے۔ جیسے: ''کم مصائب اقتحمتها'' ''کم فارس غلبت'' البتہ افراد اکثر اور اغلب ہے۔

(۲) کم خبریہ رب کی طرح ماضی کے ساتھ مختص ہے جب کہ استفہامیہ مختص نہیں ہے۔

(۳) کم خبریہ کے ذریعہ مخاطب سے جواب طلب نہیں کیا جاتا بخلاف استفہامیہ کے۔

(۴) کم خبریہ کا متکلم تکذیب یا تصدیق کے ساتھ متصف کیا جا سکتا ہے بخلاف استفہامیہ کے۔

(۴) کم خبریہ کا بدل ہمزۂ استفہام کے ساتھ مقترن نہیں کیا جاتا جب کہ استفہامیہ کا بدل مقترن کیا جا سکتا ہے۔ جیسے: ''کم رجال فی الدار عشرون بل ثلاثون''

استفہامیہ کی مثال: "کم مالک اعشرون الفاً ام ثلاثون؟"

(معجم النحو، ص/۳۸۷، جامع، ج/۳، ص/۸۶، الاشباہ والنظائر، ج/۱/۴، ص/۲۲۳، النحو الوافی، ج/۴، ص/۵۳۳، اشمونی، ج/۳، ص/۳۳۸)

فائدہ

کذا کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کنایہ از عدد ہو۔ جیسے: "جاء کذا معلما"

(۲) کنایہ از حدیث (بات)۔ جیسے: "قال المعلم کذا"

(۳) عمل سے کنایہ ہو۔ جیسے: "عمل کذا"

یہ مبنی بر سکون ہوتا ہے اور جملہ میں اعراب کے اعتبار سے واقع ہوتا ہے۔

مثلاً: پہلی مثال میں محلِ رفع میں فاعل ہے۔ دوسری اور تیسری مثال میں محلِ نصب میں مفعول بہ واقع ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۵۴۷، شرح رضی، ج/۳، ص/۲۵۱، جامع، ج/۳، ص/۸۹، المنہاج، ص/۳۸۰، جامع، ج/۳، ص/۹۱)

قاعدہ

جب "کذا" پر ہاءِ تنبیہ داخل ہو تو کسی خاص کیفیت پر تنبیہ مقصود ہوتی ہے۔ جیسے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ھکذا نبعث یوم القیامۃ" (المشکوٰۃ) جب کہ دائیں طرف ابوبکرؓ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروقؓ تھے۔

(اشمونی، ج/۳، ص/۳۴۳۔ النحو الوافی، ج/۴، ص/۵۳۹)

قاعدہ

"کذا" اکثر تکرار کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور بغیر واؤ کے بھی مکرر استعمال ہوتا ہے۔

(رضی، ج/۳، ص/۳۵۱، جامع، ج/۱، ص/۱۱۳)

فائدہ

"کذا، کأیّ" کے ساتھ ترکیب، بناء، ابہام اور افتقار الی التمیز بمفرد میں مشترک

ہے جب کہ مندرجہ ذیل امور میں مختلف ہے۔

(۱) کذا کی تمیز کا نصب واجب ہے۔

(۲) کذا صدارت کلام نہیں چاہتا۔

(۳) کذا، اکثر معطوف علیہ میں استعمال ہوتا ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۸۷، جامع، ج ۲، ص ۹۰، اشمونی، ج ۳، ص ۳۳۱، ملا شاہ، ج ۳، ص ۲۳۳، نحو الوافی، ج ۲، ص ۳۳۶)

فائدہ

کم (خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ) کا اعراب جملہ کے اعتبار سے ہوگا یعنی اس کا اعراب محلاً ہوگا۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں مبتدا ہوگا۔

(۱) جب اس کے بعد فعل لازمی ہو۔ جیسے: "کم تلمیذا نجح"، "کم تلمیذ نجح" پہلی مثال میں استفہامیہ اور دوسری میں خبریہ ہے، باقی مثالوں میں بھی یہ ترتیب ملحوظ رکھیں۔

(۲) اس کے بعد فعل متعدی ہو لیکن مفعول بہ بھی ساتھ مذکور ہو۔ جیسے: "کم معلما صحح المسابقات" "کم معلمین صححوا مسابقاتهم"

(۳) بعد میں ظرف یا جار مجرور ہو۔ جیسے: "کم طالبا امامک؟"

جب اس کے بعد فعل متعدی ہو لیکن مفعول بہ مذکور نہ ہو تو مفعول بہ ہوگا۔ جیسے: "کم قلماً اشتریت؟" "کم طالب کافات" اور مفعول مطلق ہوگا جب ان دونوں کی تمیز بعد والے فعل کا مصدر یا ہم معنی ہو۔ جیسے: "کم مکافاة کافات طلابک؟" "کم تکریم اکرمت معلمی"

اور جب ان دونوں کی تمیز ظرف ہو۔ جیسے: "کم یوماً سافرت؟" "کم سنة قضیت فی غربتک" اور فعل ناقص کے لئے خبر ہوگا جب بعد میں فعل ناقص بغیر خبر کے مذکور ہو۔ جیسے: "کم شخصاً کان الحاضرون؟" "کم تلمیذ کان اصدقائی"

مبتدا ہو خر کے لئے خبر مقدم بھی واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے: "کم شخصاً طلابک"، "کم شخص طلابی" اور مجرور ہوگا جب کہ پہلا اسم مضاف ہو۔ جیسے: "کتاب کم شاعراً قرأ

ت؟"" "کتاب کم شاعر قرأت"

(موسوعۃ النحو، ص/۵۵۳، ھدایۃ النحو، ص/۶۴، ھمع الھوامع، ج/۳، ص/۷۵، متن متین، ص/۳۰۵، کافیہ، ص/۷۵، رضی، ج/۳، ص/۲۴۲)

یہی اعراب "کأیّ" بمعنی کم خبریہ کا بھی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۵۴۵)

قاعدہ

"کم" مفعول معہ واقع نہیں ہوسکتا، کیونکہ مفعول معہ کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

(ھمع الھوامع، ج/۳، ص/۷۵)

قاعدہ

"کیت وذیت" کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے اور یہ جملہ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ جیسے: حدیث شریف میں ہے "فقلت انه بلغنی انک لعنت کیت و کیت"

(صحیح البخاری، ج/۲، ص/۷۲۵)

"وقالوا ذیت وذیت" ان دونوں کو مبنی بر فتحہ اور مبنی بر کسرہ دونوں طرح پڑھنا جائز ہیں۔

(معجم النحو، ص/۲۸۹، موسوعۃ النحو، ص/۳۷۸، جامع، ج/۱، ص/۱۱۳، اشمونی، ج/۳، ص/۳۴۳)

قاعدہ

"کیت" جملہ سے کنایہ ہوتا ہے۔ جیسے: "قال المعلم کیت" یا فعل سے۔ جیسے: "فعل کیت" اور "کیت" مکرر بغیر واؤ آتا ہے۔ جیسے: "قال کیت کیت" اور یہ جملہ میں اعراب کے اعتبار سے استعمال ہوگا۔ مثلاً: پہلی اور دوسری مثال میں محل نصب میں مفعول بہ واقع ہے۔ (موسوعۃ النحو، ص/۵۵۷)

فائدہ

"کأیّ" "کم" کے معنی میں ہوتا ہے اور پانچ امور میں اس کے ساتھ موافق ہوتا ہے۔ (۱) دونوں مبہم ہیں (۲) تمیز کی طرف دونوں محتاج ہیں (۳) دونوں مبنی ہیں

(۴) دونوں صدارت کلام چاہتے ہیں (۵) دونوں تکثیر کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے: ﴿و کای من نبی قاتل معه ربیون کثیر﴾ [الآیة] (آل عمران:۱۴۶) اور پانچ امور میں کم سے مختلف ہے۔

(۱) کایّ مرکب ہے جب کہ کم بسیط ہے۔

(۲) کایّ کی تمیز اکثر "من" جارہ کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے بخلاف "کم" کے۔

(۳) کایّ جمہور کے نزدیک استفہامیہ واقع نہیں ہوتا۔

(۴) کایّ مجرور واقع نہیں ہوتا۔

(۵) اس کی خبر مفرد واقع نہیں ہوتی بلکہ جملہ ہوتی ہے۔

(معجم النحو، ص/۳۸۱، اشمونی، ج/۳، ص/۳۴۰)

قاعدہ

اکثر عرب "کایّ" کو "من" جارہ کے ساتھ ہی استعمال کرتے ہیں، اس لئے رضی نے کہا ہے کہ مجھے "کایّ" کے بعد اسم منصوب کلام عرب میں نہیں ملا البتہ "الکتاب" میں نصب کی مثال دی ہے۔ جیسے: "کایّ رجلاً قد رأیت" اور قرآن مجید میں "من" ہی کے ساتھ استعمال ہے۔ (رضی مع الحاشیہ، ج/۳، ص/۲۵۰)

فائدہ

"کایّ" استفہام کے لئے بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

(رضی، ج/۳، ص/۲۵۱۔ ھمع الھوامع، ج/۲، ص/۷۶)

قاعدہ

"کم" استفہامیہ کی تمیز اکثر حذف ہوتی ہے۔ (رضی، ج/۳، ص/۳۳۹)

قاعدہ

"کم" استفہامیہ کی تمیز مجرور نہیں آتی، البتہ اگر یہ خود مجرور بحرف جر واقع ہو تو پھر مجرور آسکتی ہے۔ جیسے: "علی کم جذع بنی بیتک؟" اور کم خبریہ کی تمیز پر اکثر "من" حرف جارہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿و کم من قریة﴾ [الآیة] (الاعراف:۴)

(رضی، ج/۳، ص/۲۳۹، ھمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۵۴)

قاعدہ

اگر "کم" (خواہ خبریہ ہو یا استفہامیہ) اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی کا فاصلہ آجائے تو پھر "کم" کی تمیز پر "من" کو داخل کرنا واجب ہے تاکہ اسم کی تمیز کو اس فعل متعدی کے مفعول کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔ جیسے: ﴿کم ترکوا من جنات﴾ [الآیة] (الدخان:۲۵) ﴿کم اهلکنا من قریة﴾ [الآیة] (القصص:۵۸)

قاعدہ

کم (خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ) کی تمیز نکرہ ہی ہوتی ہے۔

(رضی، ج۲، ص۳۴۹)

مذکورہ بالا قاعدہ رضی نے ذکر کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں معرفہ تمیز بھی مذکور ہے۔ جیسے: ﴿و کم اهلکنا من القرون من بعد نوح﴾ [الآیة] (الاسراء:۱۷)

(النحو القرآنی، ص۱۵)

فائدہ

کم (استفہامیہ ہو یا خبریہ) کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں کم کے لفظ کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے۔ جیسے: "کم رجلاً جاءک" مسئول منہ دو ہوں یا جمع، اور معنی پر بھی حمل کیا جا سکتا ہے اور یہی اولیٰ ہے۔ کیونکہ قرآن میں یہی مستعمل ہے۔ جیسے: ﴿و کم من ملک فی السموات لاتغنی شفاعتهم شیئاً الا من بعد ان یأذن الله لمن یشاء ویرضی﴾ [الآیة] (النجم:۲۶)

(النحو القرآنی، ص۵۱، شرح مفصل، ج۱/۴، ص۱۳۳، النحو الوافی، ج۴، ص۵۳۳)

قاعدہ

"کأیّ" جب مبتدا واقع ہو، تو اس کی خبر جملہ ہی ہوگی جملہ فعلیہ (جس کا فعل ماضی ہو) کی مثال۔ جیسے: ﴿و کای من نبی قاتل معه ربیون کثیر﴾ [الآیة] (آل عمران:۱۴۶) یہاں "قاتل" خبر واقع ہے، جملہ فعلیہ (جس کا فعل مضارع ہو) کی مثال: ﴿و کای من اٰیة فی السموات والارض یمرون علیها وهم

عنها معرضون ﴾ [الآیۃ] (یوسف:۱۰۵) یہاں "یمرون" خبر واقع ہے، جملہ اسمیہ اس کی خبر نہیں آتا۔

علامہ سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مجھے "کای" کی خبر مفرد اور جملہ اسمیہ نہیں ملی ہے۔

(النحو القرآنی، ص/۱۵۳، المنہاج، ص/۲۷۹، ہمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۵۶)

قاعدہ

کم خبریہ کی تمیز جب "من" جارہ کی وجہ سے مجرور ہو تو یہ جار مجرور حال محذوف سے مل کر "کم" سے حال بنا دیا جائے گا۔ جیسے: "کم من صدیق لی"

ای: "عدد کثیر حال کونہ من الاصدقاء کائن لی" بعض نے "من" کو زائد قرار دیا ہے حالانکہ یہ خطا ہے اس لئے کہ "من" تمیز پر زائد نہیں آتا جیسا کہ ابوحیان نے زائد قرار دیا ہے۔ (المنہاج ص/۲۸۰، ہمع الھوامع ج/۲، ص/۲۵۵)

قاعدہ

کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ لانا درست ہے اور اکثر ظرف اور جار مجرور کے ذریعہ فصل لائی جاتی ہے جیسے: "کم عندک کتابا" "کم فی الدار رجلاً" (ہمع الھوامع، ج/۱، ص/۲۵۴، جامع، ج/۳، ص/۱۷۱، مفصل، ج/۱/۴، ص/۱۳۰)

قاعدہ

کم خبریہ کی تمیز مجرور ہوتی ہے البتہ اگر "کم" خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ آجائے تو تمیز منصوب یا "من" جارہ کی وجہ سے مجرور پڑھنا درست ہے۔ جیسے: "کم عندک درھماً" اور "کم عندک من درھم"

(جامع، ج/۳، ص/۸۹، متن متین، ص/۲۰۳)

فائدہ

کم (استفہامیہ ہو یا خبریہ) کی تمیز منفی نہیں آسکتی، پس "کم لا رجلاً جاءک لا کم رجل صحبت" کہنا درست نہیں ہے اگرچہ بعض نحاۃ کے نزدیک درست ہے۔ البتہ

تمیز معطوف منفی ہونے کی صورت میں بالاتفاق جائز ہے۔ جیسے: "کم فرس رکبت لافرساً ولافرسین" ای: "کثیر اًمن الافراس رکبت لاقلیلاً"

(ہمع الھوامع، ج ۲/ص ۲۵۵، حاشیۃ الصبان، ج ۴/ص ۸۳)

بحث اسماء ظروف

واضح رہے کہ تمام ظروف مبنی نہیں ہیں بلکہ بعض معرب ہیں اور بعض مبنی ہیں۔

(رضی، ج ۳/ص ۳۳۴)

فائدہ

ظروف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظروف زمان۔ جیسے: "اذ، اذا، متی، کیف، ایان، امس، مُذ، منذ، قط، عوض، قبل، اور بعدُ" جب کہ ان دونوں کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

(۲) ظروف مکان۔ جیسے: "حیث، قدام، تحت، فوق، بشرطیکہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔ (نحو میر: ۳۴)

وجہ بناء

ظروف اس لئے مبنی ہیں کہ ان میں شبہ نیابتی پائی جاتی ہے کہ بعض ظروف حرف کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے: "این، اذ" یا شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں کہ ان میں سے بعض مضاف الیہ کی طرف محتاج ہوتے ہیں۔ جیسے: "اذا"

یا شبہ جمودی کی وجہ سے مبنی ہیں یعنی جس طرح حرف کا تثنیہ وجمع نہیں آتا اسی طرح ظرف کا بھی تثنیہ جمع نہیں آتا، یا حرف کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں۔ جیسے: "امس" کہ اصل میں "الامس" تھا، یا مضاف الیہ سے بناء حاصل کرنے کی وجہ سے مبنی ہیں۔ جیسے: "یومئذٍ حینئذٍ" (جہد تصیر، ص ۳۵)

فائدہ

ظروف (خواہ مکانیہ ہوں یا زمانیہ) کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ہر حال میں مبنی ہوں، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ "اذا، اذ، متی، کیف، ایان، امس، مذ، منذ، حیث، الان، اور "مع" لغت ربیعہ اور غنم میں۔

(۲) کبھی معرب کبھی مبنی ہوں، وہ "قبل، بعد، قدام، تحت، فوق" وغیرہ ہیں یہ تین حالات میں معرب اور ایک میں مبنی ہوتے ہیں۔

تین حالات یہ ہیں۔

(۱) مضاف الیہ مذکور ہو (۲) مضاف الیہ نسیا منسیا ہو۔

(۳) مضاف الیہ معناً مذکور ہو یعنی اس کا لفظ نیت میں ہو، ان تین حالات میں معرب ہیں۔

چوتھی حالت یہ ہے کہ مضاف الیہ محذوف منوی ہو، یعنی نیت میں معنی ہو ان ظروف کو ظروف غایات کہا جاتا ہے، اسی حالت میں مبنی ہیں۔

(۳) مبنی کے ساتھ مل کر مبنی ہوں۔ جیسے: لفظ "یوم، حین" یعنی یومئذ، حینئذ

(۴) مرکب بنائی ہوں۔ جیسے: "بین بین" "بعض القوم یسقط بین بین"

(جہد تصیر، ص ۳۴۴)

تنبیہ

اسماء ظروف مبنیہ میں سے ہر ایک کی مکمل تفصیل انشاء اللہ حروف کی بحث میں آئے گی۔

مقصد دوم در ابحاث بقیہ احکامِ اسم

بحث تعریف و تنکیر

فائدہ

اسم باعتبار عموم وخصوص کے دو قسم پر ہے۔

(۱) معرفہ (۲) نکرہ

معرفہ

وہ اسم ہے جو کسی شئی معین کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

نکرہ

وہ اسم ہے جو کسی غیر معین شئی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) مضمرات (۲) اعلام (۳) اسماء اشارات (۴) اسماء موصولات (۵) معرف باللام (۶) کوئی اسم جو ان پانچ میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو، (۷) معرفہ بنداء۔

(ھدایۃ النحو، ص/۶۹، کافیہ، ص/۷۷، النحو الکافی، ص/۷۰، شرح شذور الذھب، ص/۱۶۹)

مذکورہ اقسام میں سے پانچ کا ذکر تفصیلاً گذر چکا، اب یہاں صرف علم اور معرف باللام کا ذکر ہوگا۔

فائدہ

معرفہ کی سات اقسام ہیں۔

جن کی دلیلِ حصر یہ ہے کہ لفظ بنفسہ تعریف پہ دلالت کرتا ہوگا یا کسی قرینہ زائدہ کی وجہ سے دلالت کرے گا پہلے کو علم کہتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں قرینہ زائدہ مقدم ہوگا۔ یا مؤخر ہوگا۔ اگر مقدم ہو تو متصلہ ہوگا یا منفصلہ ہوگا اگر متصلہ ہو تو لام تعریف، اگر منفصلہ

ہوتو یا بالقصد ہوگا جیسے حروف نداء یا بلاقصد اور یہ ضمائر ہیں اور متاخر ہونے کی صورت میں منفصلہ ہوگا یا متصلہ، یہی متصلہ اضافۃ ہے اور منفصلہ اگر جنس ہوتو اسم اشارہ اگر ایک جگہ ہوتو موصول صلہ۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۳۷)

قاعدہ

نکرہ کی علامت یہ ہے کہ دخول "رب" کو قبول کرے۔ جیسے: "رب رجل، رب غلام" اسی طرح "مـن" "مـا" نکرہ واقع ہوتے ہیں کیونکہ بعض اشعار میں ان پر "رب" کا دخول ثابت ہے، "ربه رجلاً" میں ضمیر چونکہ بعد والے نکرہ کی طرف راجع ہے اس لئے یہ نکرہ ہے معرفہ نہیں ہے۔ (شرح شذور الذهب، ص ۱۶۹)

علم

تعریف

علم وہ اسم ہے جو شئی معین کے لئے وضع کیا گیا ہو، ایسی وضع واحد کے ساتھ کہ اس کے غیر کو شامل نہ ہو خواہ انسان کے لئے علم ہو جیسے: ابراہیم، محمد، یا حیوان کے لئے۔ جیسے: "القصواء" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے) یا شہروں کے علم ہوں۔ جیسے: مکہ، مدینہ یا قبائل کے علم ہوں جیسے: قریش اور تمیم وغیرہ۔

(النحو الکافی، ص ۷۲، شرح قطر الندی، ص ۱۳۲، جامع، ج ۱، ص ۸۴، معجم النحو، ص ۱۴۸، موسوعۃ النحو، ص ۴۶۳)

فائدہ

علم کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اسم (۲) کنیت (۳) لقب

اسم

وہ ہے جو کہ ذات پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ کنیت اور لقب نہ ہو۔ جیسے: ﴿محمد رسول الله ۰ الآية (الفتح: ۲۹)﴾ ﴿وابراهيم الذى وفى ۰ الآية (النجم: ۳۷)﴾

کنیت

ہر وہ اسم مرکب اضافی ہے جس کی ابتداء اب، اُم سے کی گئی ہو۔ جیسے: ابوالحسن ،اورام کلثوم۔

لقب

وہ ہے جو انسان پر تسمیہ کے بعد بولا جائے اور مدح یا ذم کے ساتھ مشہور ہو۔ جیسے: "عمر الفاروق، احمد المتنبیٔ"

(النحو الکافی، ص ر۷۲، شرح قطر الندی، ص ر۱۳۳، معجم النحو، ص ر۲۴۹، النحو القرآنی، ص ر۱۸۷، شرح مفصل، ج ر۱، ص ر۱۱۰، رضی، ج ر۳، ص ر۲۴۲، شرح شذور الذهب، ص ر۱۲۶، الاشمونی، ج ر۱، ص ر۱۱۰)

قاعدہ

اسم اور لقب جب دونوں جمع ہوں تو لقب کو مؤخر کرنا واجب ہے۔ جیسے: "عمر الفاروق"

البتہ اگر لقب مشہور ہو تو اس کی تقدیم جائز ہے۔ جیسے: ﴿انما المسیح عیسی ابن مریم﴾[الآیة](النساء:۱۷۱)

اور اگر اسم اور کنیت جمع ہوں تو کنیت کی تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہیں۔ جیسے: "اشتهر بالعدل عمر ابو حفص' یا اشتهر بالعدل ابو حفص عمر"

(النحو الکافی، ص ر۷۲، شرح قطر الندی، ص ر۱۳۳، معجم النحو، ص ر۲۵۰، رضی، ج ر۳، ص ر۳۴۳، شرح الاشمونی، ج ر۱، ص ر۱۱۰، شرح شذور الذهب، ص ر۱۳۷)

قاعدہ

جب کسی کلمہ سے لفظ مراد لیا جائے اس کا معنی مراد نہ لیا جائے تو یہ علم ہوگا۔ جیسے: "ابن" کلمة الاستفهام، "ضَرَبَ" فعل ماضی" (شرح رضی، ج ر۳، ص ر۳۳۴)

قاعدہ

جب اسمِ لقب اور کنیت جمع ہو جائیں، تو تیسرا اسم (کنیت) اعراب میں پہلے اسم کا تابع ہوگا۔ (موسوعۃ النحو، ص ر۴۶۵)

فائدہ

بعض اعلام اتفاقی ہوتے ہیں یعنی کسی واضع معین کی وضع کے بغیر علم بن جاتا ہے۔جیسے:"ابن عباس،ابن عمر،ابن مالک"

(رضی،ج۴/ص۳۳۴/،جامع الدروس،ج۲/ص۸۷/،موسوعۃ النحو،ص۴۶۴/)

قاعدہ

کبھی علم کو نکرہ بنایا جاتا ہے۔جیسے:"رب زید لقیتہ" اور ابوسفیان کا قول ہے "لاقریش بعد الیوم" "لکل فرعون موسی" اس لئے کہ "رب" اور "کل" اور "لائے نفی جنس" نکرہ پر داخل ہوتے ہیں لہٰذا "زید" "فرعون" اور "قریش" نکرہ ہیں،اور کبھی معرفہ بنایا جاتا ہے یعنی ایک سے جماعت مسمی مراد لی جائے اور اس پر الف لام داخل کیا جائے۔جیسے:شعر"رایت الولیدبن الیزید مبارکاً۔یہاں "الولید بن الیزید" سے جماعت مسمیٰ مراد ہے۔

(شرح رضی،ج۳/ص۳۳۵/،ھمع الھوامع،ج۱/ص۷۳/)

فائدہ

کنیت کا اعراب لقب والا اعراب ہوتا ہے البتہ اضافت والا اعراب اس میں جائز نہ ہوگا۔ (معجم النحو،ص۲۵۰/)

فائدہ

علم جنس اسم کنیت بھی بن سکتا ہے۔جیسے:"ثعالۃ" "ثعلب" (گیدڑ) کے لئے کنیت بھی ہوسکتا ہے۔ (جامع الدروس،ج۱/ص۱۸۶/)

فائدہ

علم جنس معنی کے اعتبار سے نکرہ ہے کیونکہ یہ ایک فرد کے ساتھ مختص نہیں ہے اور لفظ کے اعتبار سے معرفہ ہے پس لفظ کے اعتبار سے علم مشخص کی طرح ہے۔

(جامع الدروس،ج۱/ص۸۶/،شرح الاشمونی،ج۱/ص۱۱۶/)

فائدہ

علم کی (باعتبار اصالت اور عدم اصالت کے) دو قسمیں ہیں، اگرچہ سیبویہ کے نزدیک تمام اُعلام منقول ہیں، جبکہ زجاج کے نزدیک تمام اعلام مرتجل ہوتے ہیں۔

(۱) علم مرتجل

وہ اسم ہے جو اول سے علم ہو۔ جیسے: "سعاد، عمر"

(۲) علم منقول

وہ اسم ہے جو اول سے علم نہ ہو بلکہ بعد میں علم بنایا گیا ہو اور یہی قسم غالب ہے اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) مصدر سے منقول ہو۔ جیسے: "فضل"

(۲) اسم عین کے لئے اسم جامد سے منقول ہو۔ جیسے: "اسد" (جب کسی انسان کا نام رکھا جائے)

(۳) فاعل کے لئے وصف سے منقول ہو۔ جیسے: "حارث" کیونکہ یہ "حوث یحوِث" منقول ہے۔

(۴) مفعول کے لئے وصف سے منقول ہو۔ جیسے: "منصور" (اس کی اصل اسم مفعول "نصر" ہے) "محمد" (اس کی اصل اسم مفعول "حمد" ہے)۔

(۵) فعل ماضی سے منقول ہو۔ جیسے: "شمّر" (اسم فرس)

(۶) فعل مضارع سے منقول ہو۔ جیسے: "یشکر"

(۷) جملہ فعلیہ سے منقول ہو۔ جیسے: "جاد الحق"

(معجم النحو، ص ۲۷۸، جامع الدروس، ج ۱، ص ۸۶، رضی، ج ۳، ص ۳۴۱، شرح الاشمونی، ج ۱، ص ۱۱۳، موسوعۃ النحو، ص ۴۶۴)

قاعدہ

مرکب مضاف ہو اور ماقبل اسم بھی مضاف ہو۔ جیسے: "عبدالله زین العابدین" یا ماقبل

اسم مفرد ہو اور یہ لقب مضاف ہو۔ جیسے: "علی زین العابدین" یا بالعکس ہو۔ جیسے: "عبدالعزیز المهدی"، تو ان تینوں صورتوں میں لقب ماقبل سے بدل یا عطف بیان ہوگا۔

اور مرفوع یا منصوب بنا بر قطعیت عن التبعیہ پڑھنا بھی جائز ہیں۔

اور جب لقب اور ماقبل اسم دونوں مفرد ہوں۔ جیسے: "عمر والجاحظ" تو مندرجہ بالا وجوہ اعراب کے ساتھ ساتھ اضافت بھی جائز ہے، البتہ جمہور بصریین کے نزدیک اضافت واجب ہے۔

(معجم النحو، ص ر ۳۵۰، شرح قطر الندا، ص ر ۱۳۴، رضی، ج ر ۳، ص ر ۳۴۳، الاشمونی، ج ر ۱، ص ر ۱۱۳)

فائدہ

کبھی علم معرفہ ہونے کے باوجود مضاف کیا جاتا ہے۔ جیسے: "زید الخیل، انمار الشاء"۔ (رضی، ج ر ۳، ص ر ۳۳۵)

قاعدہ

جب علم کا تثنیہ یا جمع لائی جائے تو علم نکرہ بن جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس پر الف لام داخل کیا جاتا ہے۔ جیسے: "الزیدان، الزیدون"

(رضی، ج ر ۳، ص ر ۳۳۵، متن متین، ص ر ۲۲۲، شرح المفصل، ج ر ۱، ص ر ۴۶۰)

فائدہ

علم باعتبار لفظ کے دو قسم پر ہے۔

(۱) علم مفرد۔ جیسے: "علی، فاطمہ"

(۲) علم مرکب: اور اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) مرکب اسنادی

یعنی ایک کلمہ کی دوسرے کلمہ کی طرف اضافت ہو اور کسی کے لئے علم بن گیا ہو، جیسے: تابط شراً۔

(۲) مرکب مزجی

دو کلموں کو اکٹھا کیا گیا ہو اور دوسرے کلمے کو بمنزلہ "تا" قرار دیا گیا ہو اس کا پہلا جزء مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔ جیسے: "حضرموت"، البتہ اگر "یا" ہو تو اس کو ساکن کیا جاتا ہے۔ جیسے: "معدیکرب" اور دوسرا جزء غیر منصرف کے حکم میں ہوگا اور اگر جزء ثانی کلمہ "ویہ" ہو تو مبنی بر کسرہ ہوگا۔ جیسے: "سیبویہ"

(۳) مرکب اضافی

دو اسموں کو اکٹھا کیا گیا ہو اور دوسرے کلمہ کو بمنزلہ تنوین قرار دیا گیا ہو۔ جیسے: "عبداللہ، ابوبکر" اور اعلام مرکبہ میں یہی غالب اور اکثر ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۴۸، شرح قطر الندی، ص ۱۳۳، موسوعۃ النحو، ص ۴۶۳)

قاعدہ

جب علم کے بعد صفت واقع ہو تو اسمیں تین ترکیبیں جائز ہیں۔

(۱) موصوف صفت ہو (۲) صفت کو رفع دے کر مبتدا محذوف کے لئے) خبر قرار دی جائے۔ جیسے: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ای: ھو الرحمن

(۳) منصوب ہو کر فعل محذوف کے لئے مفعول بنا دی جائے۔ جیسے: "بسم اللہ الرحمنَ الرحیمَ" ای: اعنی الرحمن۔ (شروح شرح مائۃ عامل)

قاعدہ

جب تثنیہ یا جمع کسی کا علم رکھ دیا جائے تو اکثر ان پر اعراب قبل التسمیہ والا جاری ہوتا ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اس پر مفرد منصرف والا اعراب پڑھا جائے بغیر تنوین کے بشرطیکہ آٹھ حروف سے کم ہو ورنہ اعراب حکائی کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اور جمع مؤنث سالم اگر کسی کا علم رکھ دیا جائے تو اس پر اعراب حکائی بھی جائز ہے اور مفرد منصرف والا اعراب بھی تنوین کے ساتھ اور بلا تنوین کے بھی جائز ہے۔

(رضی، ج ۲، ص ۳۴۵، ۳۴۷، متن متین، ص ۳۲۳)

فائدہ

اعرف المعارف لفظ "اللہ" ہے پھر ضمیر متکلم پھر ضمیر مخاطب پھر ضمیر غائب پھر علم مشخص پھر اسم اشارہ پھر اسم موصول پھر معرف باللام پھر وہ معرفہ جو اضافت کی وجہ سے معرفہ بنا ہو۔ (جہد قصیر، ص ۲۵/)

فائدہ

جن اعلام پر لام تعریف داخل کیا جاتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں (۱) لام تعریف کا دخول لازم ہو۔ جیسے: "النجم" اور "الصعق"

(۲) دخول لام وعدم دخول لام برابر ہوں۔ جیسے: "الحادی، العباس، المظفر، الفضل"

(شرح المفصل، ج ۱/، ص ۴۱/)

قاعدہ

کبھی علم کو جنس منکر بنا دیا جاتا ہے اور یہ "لا" کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: "لابصرة لکم ولابصر" "ولااباحسن لها" (الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۴۰/)

فائدہ

علم کی باعتبار تشخص اور عدم تشخص کے دو قسمیں ہیں۔ (۱) علم مشخص (۲) علم جنس

(۱) علم مشخص

وہ اسم ہے جو اصل وضع میں ایک شخص کے ساتھ مختص ہو۔ جیسے: "خالد، سعید"

(۲) علم جنس

وہ اسم ہے جو جنس کے تمام افراد کو شامل ہو۔ جیسے: "اُسامہ" (جبکہ اسد کا علم ہو) "نجاشی" (بادشاہِ حبشہ کو کہا جاتا تھا)

(جامع ج ۱/، ص ۸۶/، النحو القرآنی ص ۱۵۵/، شرح قطر الندی ص ۱۳۲/، شرح شذور الذہب ص ۱۳۰/)

فائدہ

علم منقول کی تیرہ اقسام ہیں۔

(۱) مرکب سے منقول ہو۔ جیسے: "تابط شرا، شاب قرناها"

(۲) جمع سے منقول ہو۔ جیسے: "کلاب، أثمار"

(۳) تثنیہ سے منقول ہو۔ جیسے: "ظبیان"

(۴) مصغّر سے منقول ہو۔ جیسے: "عمیر، سهیل"

(۵) اسم منسوب سے منقول ہو۔ جیسے: "ربعیّ، صفیّ"

(۶) اسم عین سے منقول ہو۔ جیسے: "ثور، اسد" (حیوان کے نام ہیں)

(۷) اسم معنی سے منقول ہو۔ جیسے: "زید، ایاس، زار"

(۸) اسم فاعل سے منقول ہو۔ جیسے: "مالک، حارث، عائشه"

(۹) اسم مفعول سے منقول ہو۔ جیسے: "مسعود، مظفر"

(۱۰) صوت سے منقول ہو۔ جیسے: "غاق"

(۱۱) فعل ماضی سے منقول ہو۔ جیسے: "شمر، بذّر"

(۱۲) فعل مضارع سے منقول ہو۔ جیسے: "یزید، یشکر"

(۱۳) امر سے منقول ہو۔ جیسے: "اصمت" (ایک آدمی کا نام ہو) اور "أطرِق" (ایک معین جگہ کا نام ہے)

(۱۴) صفت مشبہ سے منقول ہو۔ جیسے: "خدیج، شیخ"

(۱۵) اسم تفضیل سے منقول ہو۔ جیسے: "احمد"

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۱، ۲/۲، ص ۳۹/۳۹)۔

بحث معرفہ باللام

فائدہ

معرفہ بالالف واللام کے معرّف (حرف تعریف) کے بارے میں چار مذاہب ہیں۔

(۱) الف ولام دونوں معرف ہیں، البتہ الف اصلی ہے اور لام زائد۔

(۲) الف ولام دونوں معرّف ہیں، لیکن "الف" زائد ہے۔

(۳) صرف لام معرف ہے۔

(۴) صرف الف معرف ہے اور لام ہمزہ استفہام اور ہمزہ معرفہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے بڑھایا گیا ہے۔

(عدۃ السالک، ص/۱۷۹، موسوعۃ النحو، ج/۱، ص/۱۳۱، الاشمونی، ص/۱۶۵، شرح رضی، ج/۳، ص/۳۲۲، حاشیۃ الصبان، ج/۱، ص/۱۷۷)

فائدہ

"ال" کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) حرف تعریف (۲) زائد (۳) اسم موصول۔

پہلی قسم زیادہ مشہور اور کثیر الاستعمال ہے جب "ال" مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد یہی قسم ہوگی۔ (موسوعۃ النحو، ص/۱۳۱)

فائدہ

الف لام معرّف (حرف تعریف) کی چار قسمیں ہیں

(۱) جنسیہ (۲) عہدیہ، خارجیہ ہو یا ذہنیہ (۳) موصولہ (۴) زائدہ

(معجم النحو، ص/۴۹)

فائدہ

اصل اسماء میں تنکیر ہے اور تعریف اس کی فرع ہے اس لئے معرفہ کے لئے علامتِ تعریف ضروری ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج/۱/۲، ص/۳۴)

فائدہ

الف لام عہدی کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) عہد ذکری: یعنی جس کا معہود صراحۃً مذکور ہو۔ جیسے: ﴿کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول﴾[الآیۃ]

(۲) عہد علمی: یعنی جس کا معہود مخاطب کے علم میں ہو۔ جیسے: ﴿اذھما فی الغار﴾[الآیۃ]

(۳) عہد ذہنی حضوری: جس کا معہود متکلم اور مخاطب کے سامنے ہو۔ جیسے: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾[الآیۃ]

(جامع الدروس ج ۱/ص ۱۱۳، معجم النحو، ص ۵۱، اوضح المسالک، ج ۱/ص ۱۷۹، ج ۱/ص ۱۷۹، ج ۱/ص ۱۶۷، موسوعۃ النحو، ص ۱۳۱)

فائدہ

الف لام جنسی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) بیانِ حقیقت کے لئے ہو، اس کا مدخول علم جنس کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وجعلنا من الماء کل شئی حیّ﴾[الآیۃ](الأنبیاء)

(۲) استغراقیہ: وہ ہے جو جنس کے تمام افراد کے استغراق کے لئے آئے یعنی جنس کے تمام افراد کو شامل ہو۔ جیسے: ﴿خلق الانسان ضعیفاً﴾[الآیۃ](الرعد:۲۸)

(۳) تمام خصائص (خصوصیات) کے استغراق کے لئے ہو۔ جیسے: "انت الرجل" ای: اجتمعت فیک کل صفات الرجل، اور استغراق کی علامت یہ ہے کہ اس پر "کل" کا دخول درست ہو۔

(جامع الدروس، ج ۱/ص ۱۱۳، النحو القرآنی، ص ۱۵۸، موسوعۃ النحو، ص ۱۳۲)

قاعدہ

اسم اشارہ اور منادی کی صفت میں الف ولام حاضر تعریف کے لئے آتے ہیں جب کہ ان دونوں کے علاوہ غائب کی تعریف کے لئے آتے ہیں۔

(رضی، ج ۲/ص ۳۲۵)

فائدہ

لام جنسی کی وجہ سے معرفہ معنی کے اعتبار سے نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اور اس کی تعریف لفظی ہوتی ہے معنوی نہیں یہ علم جنس کے حکم میں ہوتا ہے جب کہ معرفہ بلام العہد میں معنی اور لفظاً تعریف ہوتی ہے۔ (جامع الدروس، ج ۱/ص ۳۱۱)

قاعدہ

اگر معرف بلام الجنس کے بعد ایسا جملہ واقع ہو جس کا مضمون اس کے لئے وصف ہو تو معناً نکرہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے صفت بنانا درست ہے اور لفظاً معرفہ ہونے کی وجہ سے ماقبل سے حال بنانا بھی جائز ہے۔

جیسے شعر: "ولقد امر علی اللئیم یسبنی"

پس یہاں "یسبنی" جملہ کو "اللئیم" سے صفت یا حال بنانا درست ہے۔

(جامع الدروس، ج ۱/ص ۱۱۴)

فائدہ

الف لام زائدہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) الف لام زائد لازمی ہوں۔ جیسے: بعض اعلام جو کہ علم استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ معرف باللام بھی ہیں۔ جیسے: "الیسع، الات" اور بعض حروف جو کہ منقول باللام ہوں۔ مثلاً: "الان"، اور بعض اسماء موصولہ

(۲) زائد ہونا غیر لازمی (عارضی) ہوں۔ جیسے: "الحارث" وغیرہ۔

(الاشمونی، ج ۱/ص ۱۶۹، جامع الدروس ج ۱/ص ۱۱۶، النحو الوافی، ج ۱/ص ۳۸۹)

فائدہ

الف لام موصولی ایک ہی لفظ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں خواہ موصول مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع ہو، مذکر ہو، یا مؤنث، اور یہ اسم فاعل یا اسم مفعول پر داخل ہوتے ہیں بشرطیکہ ان سے عہد یا جنس مراد نہ لیا جائے۔ جیسے: "اکرم المکرم ضیفه" ای: الذی یکرم ضیفه

اگران سے معہود مراد لیا جائے تو یہ حرف تعریف ہوگا اسم موصول نہیں ہوگا۔

(جامع الدروس، ج ۱، ص ۱۱۷)

فائدہ

صفت مشبہ، اسم تفضیل اور صیغۂ مبالغہ پر داخل ہونے والے الف لام اسم موصول نہیں بلکہ حرف تعریف ہوتے ہیں۔ (جامع الدروس، ج ۱، ص ۱۱۸)

قاعدہ

اگر عدد مفرد ہو، تو یہ اور اسماء کی طرح معرف باللام بنایا جاسکتا ہے۔ جیسے: "الواحد والاثنان والثلاثة"

اور اگر مرکب عددی ہو تو جزء اول معرف باللام ہوگا۔ جیسے: "الاحد عشر" اور اگر مرکب اضافی ہو تو جز ثانی معرف باللام ہوگا۔ جیسے: "ثلاثة الاقسام، ستة الكتب"

اگر معطوف، معطوف علیہ ہوں تو دونوں کو معرف باللام بنایا جائے گا۔ جیسے: "الخمسة والخمسين رجلاً" بعض علماء کے نزدیک مرکب اضافی کے دونوں جزائین کو معرف باللام بنانا جائز ہے۔ جیسے: "الثلاثة الرجال"

(جامع الدروس، ج ۱، ص ۱۱۸، الاشمونی، ج ۱، ص ۱۷۴، الاشباہ والنظائر، ج ۱، ۲، ص ۱۰۷)

فائدہ

کبھی کبھی الف ولام کو اضافت سے بدل (عوض) میں لایا جاتا ہے کیونکہ دونوں اسم کی علامات میں سے ہیں۔ جیسے: ﴿ونهى النفس عن الهوى﴾ [الآية] (النازعات: ۴۰) ای: "هواها" (معجم النحو، ص ۱۵۱)

فائدہ

لغت حمیریہ میں الف ولام کو میم سے تبدیل کیا جاتا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ان کی لغت کے مطابق فرمایا ہے۔ "ليس من امبر اصيام فی مسفر" (رواہ احمد فی مسندہ) (شرح قطر الندی، ص ۱۵۲)

قاعدہ

حرف تعریف کو دو صورتوں میں ذکر کرنا واجب ہے۔

(۱) ''نعم'' یا ''بئس'' کا فاعل اسم ظاہر واقع ہو۔ جیسے: ﴿نعم العبد﴾[الآیة](ص:۳۰)﴿بئس الشراب﴾[الآیة](الکہف)

(۲) اسم اشارہ یا نداء میں ''ای'' کی صفت واقع ہو۔ جیسے: ﴿مالهذا الرسول﴾ [الآیة] (الفرقان:۷)﴿یاایها الانسان﴾[الایة](الانفطار:۶)

(شرح شذور الذهب، ص ۱۴۷، الاشباہ والنظائر، ج ۱/۲، ص ۳۰)

قاعدہ

دو صورتوں میں اسم سے حرف تعریف کو حذف کرنا واجب ہے۔

(۱) اسم منادیٰ واقع ہو۔ جیسے: ''الغلام، الرجل، الانسان'' کیونکہ نداء کے وقت ''یاغلام، یارجل، یاانسان'' پڑھا جائے گا۔

(۲) اسم مضاف ہو۔ جیسے: ''الغلام، الدار'' کو اضافت کی صورت میں ''داری، غلامی'' پڑھا جائے گا، دو صورتیں اس صورت سے مستثنیٰ ہیں جن کا ذکر اضافت کی بحث میں گزر چکا ہے۔ (شرح شذور الذهب، ص ۱۵۰)

فائدہ

مذکورہ بالا قاعدے سے لفظ ''الله'' مستثنیٰ ہے کیونکہ یہاں ''یا'' اور الف لام'' کو جمع کرنا جائز ہے۔ (شرح شذور الذهب، ص ۱۵۰)

فائدہ

نکرہ کی علامت دخول لام تعریف ہے۔ جیسے: ''رجل'' سے ''الرجل'' اور دخول ''رب'' بھی ہے۔ جیسے: ''رب رجل''

(الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۳۶)

قاعدہ

تمام افعال نکرہ ہیں اس لئے تو فعل کی اضافت نہیں ہوتی، جو کہ تعریف کے لئے آتی ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۱/ص ۹۱)

فائدہ

الف ولام کی سات اقسام ہیں۔

(۱) تعریف جنس کے لئے ہوں۔ جیسے: "الرجل خير من المرأة"

(۲) تعریف عہد کے لئے ہوں جو کہ متکلم اور مخاطب کو معلوم ہو۔ جیسے: ﴿فعصىٰ فرعون الرسول﴾ [الآية] (المزمل:۱۶)

(۳) تعریف عہد ذہنی کے لئے ہوں۔ جیسے: "اكلت الخبز"، "شربت الماء"

(۴) تعریف حاضر کے لئے ہوں۔ جیسے: "هذا الرجل"

(۵) بمعنی "الذی" ہوں جبکہ اسم فاعل یا اسم مفعول کے ساتھ متصل ہوں۔

(۶) زائدہ ہوں اور یہ اعلام میں ہوتا ہے۔

(۷) تحسین کلام کے لئے ہوں اور تعریف دوسری چیز کے ذریعے ہو۔ جیسے: "الذی، التي"

مندرجہ بالا اقسام میں تعریف کے اعتبار سے سب سے زیادہ قوی حضوری پھر عہدی پھر جنسی ہیں۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو، ج ۱/۲، ص ۴۴)

قاعدہ

کسی عجمی لفظ پر جب الف ولام داخل ہو جائیں تو اس کو عربی کے ساتھ ملحق کر دیتے ہیں۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۳۳)

بحث اسماء عدد

یہاں عدد سے مراد وہ الفاظ ہیں جو [illegible] دود پر دلالت کرتے ہوں۔

(حاشیۃ الصبان، ج ۴، ص ۶۰)

تعریف اسماء عدد

اسماء عدد وہ اسماء ہیں جو معدودات کی مقدار پر دلالت کریں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۴۴۳، ہدایۃ النحوص/۷۰، متن متین، ص/۲۲۴، رضی، ج/۳، ص/۳۵۷)

فائدہ

اسماء عدد کے اصلی کلمات بارہ ہیں۔

ایک (واحد) سے لیکر دس (عشر) تک "مائة" اور "الف"، ان کے علاوہ سب فروع ہیں۔ فرع ہونے کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔

(۱) تثنیہ۔ جیسے: "مائتین، الفین"

(۲) علامت جمع کا الحاق۔ جیسے: "عشرون" سے "تسعون" تک۔

(۳) عطف۔ جیسے: "احد و مائة، مائة و الف" اور "احد عشر" سے "تسعة عشر" تک کیونکہ یہ اصل میں "احد و عشر" تھا۔

(۴) اضافت۔ جیسے: "ثلاث مائة، عشرہ آلاف"

(معجم النحو، ص/۲۳۲، متن متین، ص/۲۲۴، رضی، ج/۲، ص/۲۵۸)

فائدہ

الفاظ عدد تین قسم پر ہیں۔

(۱) ہمیشہ تذکیر و تانیث میں قیاس کے مطابق استعمال ہوتے ہوں، یعنی مذکر کے ساتھ مذکر اور مؤنث کے ساتھ مؤنث اور یہ "واحد" "اثنان" اور جو "فاعل" کے وزن پر ہو۔ جیسے: "واحد، ثان الخ" مذکر کے لئے، واحدة۔ اثنتان الخ مؤنث کے لئے۔

(۲) قیاس کے مخالف ہوں، یعنی مذکر کے ساتھ مؤنث، مؤنث کے ساتھ مذکر ہو اور یہ "ثلاثة" سے لیکر "تسعة" تک ہیں۔ جیسے: "ثلاثة رجال، ثلاث نسوة"

﴿سخرها عليهم سبع ليالٍ وثمانية ايام حسوماً﴾ [الآية] (الحاقۃ: ۷)

(۳) تیسری قسم میں "عشرة" ہے پس اگر مرکب مستعمل ہو تو قیاس کے مطابق ہوگا۔ جیسے: "ثلاثة عشر عبداً، ثلاث عشرة امة" اور اگر مرکب نہ ہو تو خلاف القیاس

مستعمل ہوگا۔جیسے:"عشرة رجال، عشر اماءٍ"

(شرح قطر الندا، ص۴۰۷/۲، ہدایۃ النحو، ص۷۰/۲، النحو الکافی، ص۳۶۱/۲، النحو الوافی، ص۷۸۹/۲، شرح شذور الذہب، ص۴۱۵/۲)

فائدہ

جو اسماء عدد "فاعل" کے وزن پر ہوں ان کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) إفراد۔جیسے:"ثان، ثالث، رابع، خامس"

(۲) اپنے مشتق منہ کی طرف مضاف ہو۔جیسے:"ثانی إثنین، ثالث ثلاثة" معنی ہیں "واحد من إثنین، واحد من ثلاثة"۔جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿إذ اخرجه الذین کفروا ثانی إثنین﴾[الآیة](التوبۃ:۹)

(۳) اپنے "مادون" (کم) کی طرف مضاف ہو۔جیسے:"ثالث إثنین، رابع ثلاثة" اس کا معنی ہے "إثنین" (دو) کو بنفسہ تین بنانے والا "ثلاثة" کو بنفسہ "اربع" (چار) بنانے والا۔

(۴) اپنے مادون کو نصب دیا ہو۔جیسے:"رابع ثلاثة"

(شرح قطر الندا، ص۴۱۷/۲، معجم النحو، ص۱۳۷/۲، النحو الکافی، ص۳۷۸/۲، شرح ابن عقیل، ص۴۱۸/۲، اشمونی، ج۳/۲، ص۳۲۸/۲)

قاعدہ

عقود ثمانیہ یعنی عشرون سے تسعون تک اور لفظ "مائة" اور "الف" مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

(ہدایۃ النحو، ص۷۱/۲، شرح رضی، ج۳/۲، ص۳۶۷/۲، النحو الوافی، ج۴/۲، ص۵۱۱/۲)

قاعدہ

لفظ واحد یا واحدۃ اور اثنان یا اثنتان کے لئے تمیز نہیں آتی، باقی اسماء عدد کی باعتبار تمیز کے تین قسمیں ہیں۔

(۱) عددِ ادنیٰ: یعنی تین سے دس تک اس کی تمیز جمع مجرور آتی ہے۔ جیسے: "ثلاثة رجال، ثلاث نسوة"

(۲) عددِ اوسط: یعنی گیارہ سے ننانوے تک، اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: "احدعشر رجلاً، یااحدیٰ عشرة إمراة"

(۳) عددِ اعلیٰ: یعنی "مائة" اور لفظ "الف" اور ان کے تثنیہ اور جمع، اس کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے، جیسے: "مائة رجلٍ"، "مائة إمراة"، "الف رجلٍ"، "الف إمراة"

(ھدایۃ النحو، ص ۷۲، معجم النحو، ص ۲۳۷، موسوعۃ النحو، ص ۴۴۳، کافیہ، ص ۸۰)

قاعدہ

واحد اور اثنان کے ساتھ معدود ذکر کرنا درست نہیں ہے پس "واحد رجل" یا "اثنان رجلین" کہنا درست نہیں ہے۔

(معجم النحو، ص ۳۴۲، النحو الکافی، ص ۳۷۳، النحو القرآنی ص ۳۷۸، شرح شذور الذھب، ص ۴۱۶)

قاعدہ

ثلاثة سے عشرة تک کی تمیز اگر اسم معنی یا اسم جمع ہو، تو "من" جارہ کے ساتھ مجرور ہوگی۔ جیسے: "ثلاثة من الشجر غرستها. عشرة من القوم لقيتهم" ﴿فخذ اربعة من الطير﴾ [الآية] (البقرة:۲۶۰)

اور کبھی اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿وكان في المدينه تسعة رهط﴾ [الآية] (النمل:۴۸)

(معجم النحو، ص ۲۳۷، موسوعۃ النحو، ص ۴۴۳، النحو القرآنی، ص ۳۸۱)

فائدہ

ثلاثة سے عشرة تک کی افراد اور ترکیب کے اعتبار سے تین حالتیں ہیں۔

(۱) عددِ مطلق مقصود ہو، اس صورت میں "تاء" تمام حالات میں مقترن ہوگی علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہوگی۔ جیسے: "ثلاثة، نصف، ستة"

(۲) عدد مطلق مقصود ہو، لیکن مذکور نہ ہو پس صحیح قول کے مطابق مذکر کے لئے تاء کے ساتھ اور مؤنث کے لئے بغیر "تاء" کے استعمال ہوگا۔ جیسے: "صمت خمسة" یعنی "ایام" اور مذکر کے لئے بغیر "تاء" کے بھی استعمال جائز ہے۔ جیسے حدیث میں ہے "ثم تبعه بستٍ من شوال" (الحدیث)

(۳) معدود مقصود مذکور ہو، اس صورت کی تفصیل ماقبل فائدے میں ذکر ہو چکی ہے۔

(معجم النحو، ص ۳۳۲، النحو القرآنی، ص ۳۸۰)

فائدہ

الفاظ عدد چار قسم پر ہیں۔

(۱) مفرد: اور یہ دس الفاظ ہیں، یعنی واحد، اثنان اور عشرون سے تسعون تک۔

(۲) مرکب: اور یہ نو الفاظ ہیں۔ یعنی "احد عشر تا تسعة عشر"

(۳) معطوف: "احد و عشرون تا تسعة و تسعون"

(۴) مضاف: یہ بھی دس الفاظ ہیں۔ یعنی "مائة، الف، ثلاثة تا عشرة"

(معجم النحو، ص ۲۳۴، موسوعۃ النحو، ص ۴۴۳)

قاعدہ

اگر معدود موصوف محذوف کے لئے صفت ہو، تو عدد میں موصوف معنوی کا اعتبار ہوگا نہ کہ صفت کا۔ جیسے: ﴿فله عشر امثالها﴾ [الآیة] (الانعام ۱۶۰) ای: "عشر حسنات امثالها" پس اگر موصوف محذوف کا اعتبار نہ ہو تو عشرة کہنا چاہیے اس لئے کہ مثل مذکر ہے۔

(معجم النحو، ص ۲۳۵، النحو القرآنی، ص ۳۸۳، شرح الاشمونی، ج ۳، ص ۳۱۷، شرح رضی، ج ۳، ص ۳۷۸، النحو الوافی، ج ۴، ص ۴۹۴)

قاعدہ

اگر کسی عدد کی تمیز دو چیزیں ہوں تو حالت ترکیب میں مذکر کا اعتبار ہوگا خواہ مقدم ہو یا مؤخر، بشرطیکہ عاقل کے لئے ہو۔ جیسے: "عندی خمسة عشر رجلاً و امراة" اور اگر غیر عاقل ہو تو سابق (پہلے) کا اعتبار ہوگا، بشرطیکہ متصل ہو۔ جیسے: "عندی خمسة عشر جملاً

وناقة، وعندی خمس عشرة ناقة وجملاً"

اور انفصال کی صورت میں مؤنث کا اعتبار ہوگا۔ جیسے: "عندی ست عشرة مابین ناقة وجمل، یا مابین جمل وناقة"

اور حالتِ اضافت میں پہلے کا اعتبار ہوگا۔ جیسے: "عندی ثمانیة رجال ونساء ،یاثمان نساء ورجال"

(معجم النحو، ص/۲۳۵، موسوعۃ النحو، ص/۴۴۴، شرح الاشمونی، ج/۳، ص/۳۴۳، النحو الوافی، ج/۴، ص/۴۰۳)

فائدہ

مائۃ اور الف مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جیسے: ﴿مائة جلدة﴾ (النور:۲) اور ﴿الف سنة﴾[الآیة](الم سجدہ:۵)

اور کبھی لفظ مائۃ جمع کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے جیسا کہ حمزہ اور کسائی کی قراءۃ میں ہے ﴿ثلاث مائة سنين﴾[الآیة](الکہف:۲۵)

اور کبھی اس کی تمیز مفرد منصوب آتی ہے۔ جیسے شعر: "إذاعاش الفتی مئتین عاماً فقد ذهب المسرة والفتاء" لیکن یہ شاذ ہے۔

(معجم النحو، ص/۲۳۷، النحو الکافی، ص/۳۶۹، الاشمونی، ج/۳، ص/۳۲۰، النحو الوافی، ج/۴، ص/۴۹۷)

قاعدہ

عدد مرکب میں (سوائے عشر اور اثنیٰ عشر کے) معدود کی طرف اضافت جائز ہے اور تمیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسے: "هذه احد عشر خالد"۔

(معجم النحو، ص/۲۳۷، موسوعۃ النحو، ص/۴۴۶، الاشمونی، ج/۳، ص/۳۲۳)

قاعدہ

عدد کی تمیز مذکر کے ساتھ یا بالعکس اس وقت ہوتی ہے جب کہ عدد معدود پر مقدم ہو، ورنہ مؤخر ہونے کی صورت میں دونوں جائز ہیں۔ جیسے: "شاهدت تلميذات

ثلاثاً او ثلاثة" البتہ قاعدہ کی رعایت کرنا اولیٰ ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص ۴۴۴/، النحو القرآنی، ص ۳۷۸/، النحو الوافی، ص ۴۴۶/)

قاعدہ

جب معدود علم مذکر ہو، لیکن لفظاً مؤنث ہو تو عدد کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہیں۔ جیسے: "جاء ثلاث حمزات، او ثلاثة حمزات" البتہ بہتر یہ ہے کہ عدد کو مذکر لایا جائے۔ (موسوعۃ النحو، ص ۴۴۴/، متن متین، ص ۳۳۵/)

قاعدہ

جب معدود مذکر اور مؤنث استعمال ہوتا ہو تو عدد کو مذکر اور مؤنث لانا درست ہے جیسے: "شاهدت ثلاثة من البقر، او ثلاثا من البقر"

(موسوعۃ النحو، ص ۴۴۵/، الاشمونی، ج ۳/، ص ۳۰۸/)

قاعدہ

عدد مرکب کی تمیز کی صفت میں دو وجہیں جائز ہیں۔

(۱) لفظِ موصوف کی رعایت کرتے ہوئے مفرد ذکر کیا جائے۔

(۲) معنیٰ کی رعایت کرکے جمع ذکر کیا جائے۔ جیسے: "كافات أربعة عشر تلميذاً مجتهداً، يا مجتهدين" (موسوعۃ النحو، ص ۴۴۵/، الاشمونی. ج ۳/، ص ۳۲۳/)

قاعدہ

عدد ترتیبی کی چار اقسام ہیں۔

(۱) مفرد: اول سے عاشر تک، مذکر کے ساتھ مذکر، اور مؤنث کے ساتھ مؤنث۔ جیسے: "التلميذ الاول، التلميذ الثاني"، "التلميذة الاولى"، "التلميذة الثانية"

(۲) مرکب: حادی عشر سے تاسع عشر تک پہلے کی طرح ہیں۔ جیسے: "المعلم الحادي عشر"، "المعلمة الرابعة عشرة"

(۳) معطوف: "حادی وعشرین سے، تاسع وتسعین" تک پہلے کی طرح

ہیں ۔جیسے :"الطالب الحادی والعشرون"،"الطالبة الحادیة والعشرون"

(۴)عقود:"عشرون تاتسعون ،مائة"اورالف،تذکیروتانیث میں ایک ہی لفظ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔جیسے:"الطالبة المائة ،الطالب المائة"

(موسوعۃ النحو،ص۴۴۷/)

قاعدہ

جب"واحد تاعشرة"میں سے "فعال"اور"مفعل "کاوزن لیاجائے،اورواؤ کے ذریعہ معطوف ہوں تو افرادمرادلیاجاتاہے،اجتماع مرادنہیں ہوتا۔جیسے:﴿فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع﴾[الآیة]البتہ ان کے اصول کاحکم ایسانہیں ہے ۔جیسے:﴿ثلثة ایام فی الحج وسبعة إذا رجعتم﴾[الآیة](البقرة:۱۹۶)

(متن متین،ص۳۳۸/)

قاعدہ

"عشرة"اور"عشر" کی"شین" کومفتوح پڑھاجائے گاجب کہ معدودمذکر ہواوراگرمعدودمؤنث ہوتوشین کوساکن پڑھاجائے گا۔جیسے:"عشرة رجال"،"احدعشر رجلا"،"عشر نساء"،"احدی عشرة إمرأة"

(جامع الدروس،ج۱/،ص۱۴/،شرح الاشمونی،ج۳/،ص۳۳/،النحو الوافی،ج۴/،ص۴۸۴/)

قاعدہ

واحد سے عشر تک کی تمیز کلام فصیح میں جمع تکسیرآتی ہے۔مگرتین صورتوں میں جمع تصحیح بھی آسکتی ہے۔

(۱)جب کلمہ(معدود) کے لئے جمع تکسیر مستعمل نہ ہو۔جیسے:﴿سبع سموات﴾[الآیة](یوسف:۴۶)﴿سبع بقراتٍ﴾[الآیة](یوسف:۴۶)

(۲)جمع تکثیر ہولیکن جمع تصحیح کی مجاورت کی وجہ سے جمع تصحیح مستعمل ہو۔جیسے:﴿سبع سنبلات﴾[الآیة](سورۃ الملک) کیونکہ یہ سبع بقرات کا مجاور ہے۔

(۳)جمع تکسیر ہولیکن کم مستعمل ہواورجمع تصحیح زیادہ مستعمل ہو۔جیسے:"ثلاث

سعادات" (شرح الاشمونی، ج ۳، ص ۳۱۶، النحو الوافی، ج ۴، ص ۳۹۱، معجم النحو، ص ۲۳۶)

قاعدہ

عدد اور اس کی تمیز کے درمیان فصل لانا سوائے ضرورت شعری کے جائز نہیں ہے۔
(النحو الوافی، ج ۴، ص ۴۹۹)

قاعدہ

عشرون تا تسعون کے عقود کو "واحد تا تسعة" پر عطف کیا جاتا ہے جب تعیین مقصود ہو۔ جیسے: "واحد وعشرون، اثنان وعشرون" مذکر کیلئے "واحدة وعشرون، اثنتان وعشرون" مؤنث کے لئے، اور اگر تعیین مقصود نہ ہو تو "بضع" پر عطف کئے جائیں گے۔ جیسے: مذکر کے لئے "بضعة وعشرون رجلا"، اور مؤنث کے لئے "بضع وعشرون امرأة" (جمع الھوامع، ج ۲، ص ۱۴۹)

بحث تذکیر وتانیث

اسم باعتبار جنس کے دو قسم پر ہے، مذکر، مؤنث۔

(۱) مذکر

وہ اسم ہے جس کی طرف "ھذا" کے ذریعے اشارہ درست ہو، حقیقی مذکر ہو۔ جیسے: "اسد، صبی، رجل" یا مجازی مذکر ہو۔ جیسے: "بدر، لیل، باب"

(۲) مؤنث

وہ اسم ہے جس کی طرف "ھذہ" کے ذریعے اشارہ درست ہو۔ جیسے: "امراءة، ناقة، شمس، دار"

(جامع الدروس، ج ۱، ص ۷۷، موسوعۃ النحو، ص ۶۰۰/۶۲۰، النحو الکافی، ص ۶۹)

فائدہ

مذکر ومؤنث کی مشہور تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

مؤنث

وہ ہے جس کے آخر میں علامت تانیث موجود ہو، خواہ لفظی ہو۔ جیسے: "فاطمة" یا مقدر ہو۔ جیسے: "ارض"

مذکر

وہ ہے جس میں علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے: "رجل"

(ھدایۃ النحو، نحو میر، ص ۳۶/، کافیہ)

فائدہ

مؤنث کی سات قسمیں ہیں

(۱) مؤنث حقیقی

وہ ہے جو مؤنث پر دلالت کرے خواہ انسانوں میں سے ہو یا حیوانوں میں سے۔

جیسے: "امرأة، غلامة، ناقة، اتان"

رضی نے لکھا ہے کہ حقیقی "ذات الفرج من الحیوان" کو کہا جاتا ہے۔

(۲) مؤنث مجازی

وہ ہے جس کے ساتھ مؤنث حقیقی جیسا معاملہ کیا جائے۔ جیسے: "شمس، دار، عین"

(۳) مونث لفظی فقط

وہ ہے جس کے ساتھ ظاہری علامت تانیث ہو، اور معنیً مذکر ہو۔ جیسے: "حمزة، زکریا"

(۴) مؤنث معنوی فقط

جو ظاہری علامت تانیث سے خالی ہو اور معناً مؤنث ہو، خواہ مؤنث حقیقی ہو، یا مجازی۔ جیسے: "ھند، سعاد، بیر، عین"

(۵)مؤنث لفظی ومعنوی

جوظاہری علامت تانیث پر مشتمل ہواور وہ خود بھی مؤنث ہو۔جیسے: "فاطمة ،سعدة،علیا،شجرة"

(۶)مؤنث تاویلی

وہ ہے جواصلی لغت میں مذکر صیغہ ہو،لیکن مؤنث کلمہ سے اس کی تاویل کی جائے۔ جیسے:عرب کاقول ہے"اتتنی کتابک فسررت بها" کتاب سے "رسالہ" مراد لے کرفعل کومؤنث لایا گیاہے۔

(۷)مؤنث حکمی

وہ ہے جس کا صیغہ مذکر ہو،لیکن مؤنث کی طرف مضاف ہو،اضافت کی وجہ سے اس میں تانیث آ گئی ہو۔جیسے:﴿وجاءت كل نفس معها سائق وشهيد﴾[الآية](ق:۲۱)

(موسوعۃ النحو،ص/۶۰۱،جامع،ج/۱،ص/۷۷،معجم النحو،ص/۹۶،النحو الوافی،ج/۴،ص/۵۴۲)

فائدہ

مندرجہ ذیل امور اسم کی تانیث کی علامات ہیں جن کی پہچان عقل سے ہوتی ہے

(۱)ضمیر مؤنث کااس کی طرف راجع ہونا۔جیسے:﴿النار وعدها الله الذين كفروا﴾[الآية](الحج:۷۲)

(۲)اشارہ مؤنث کاہونا۔جیسے:﴿هذه جهنم﴾[الآية](یس:۶۳)

(۳)تصغیر میں مصغّر تاء کے ساتھ ہونا۔جیسے:"عينة،عين" کی تصغیر ہے۔

(۴)فعل میں "تا" کاہونا۔جیسے:﴿ولما فصلت العير﴾[الآية](یوسف ۹۴)

(معجم النحو،ص/۹۵،اشمونی،ج/۳،ص/۳۵۵،رضی،ص/۱،شرح ابن عقیل ج/۲،ص/۴۲۹)

فائدہ

اسم متمکن میں تانیث کی تین علامات ہیں۔

(۱)تائے مربوطہ (۲)الف مقصورہ (۳)الف ممدودۃ۔

یاد رہے کہ اصل میں تاء کا استعمال مذکر ومؤنث کے درمیان فرق کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے: ''قائم،قائمة''، اور کبھی واحد اور جنس میں فرق کرنے کے لئے آتی ہے۔ جیسے: ''تمرة'' سے ''تمر''، ''کلمة'' سے ''کلم''، ''بقرة'' سے ''بقر'' اور کبھی اس کے برعکس۔ جیسے: ''کمئة'' سے ''کمء''، ''حباة'' سے ''حبء'' اور کبھی حرف محذوف کے عوض میں لائی جاتی ہے۔ جیسے: ''عدة اقامة'' کہ دراصل ''وِعْدٌ'' اور ''إقوامٌ'' تھا۔

کبھی یائے نسبت کے عوض لائی جاتی ہے جیسے: حنبلیّ سے حنابلة، منطقیّ سے مناطقة

کبھی مبالغے کے لئے آتی ہے۔ جیسے: ''روایة'' بمعنیٰ ''کثیر الروایة'' کبھی تاکید مبالغے کے لئے آتی ہے۔ جیسے: ''علامة''

اور کبھی تاکید تانیث کے لئے آتی ہے۔ جیسے: ''نعجة'' اور کبھی تاء زائد لائی جاتی ہے جس میں معنی مقصود نہیں ہوتا۔ جیسے: ''زندیق'' سے ''زنادقة''

(موسوعۃ النحو، ص/۶۵۱، الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۱۲۴، جامع، ج/۱، ص/۷۸، الاشمونی، ج/۲، ص/۲۵۷، ہمع الھوامع، ج/۲، ص/۱۴۵)

فائدہ

الف مقصورہ دو شرطوں کے ساتھ تانیث کی علامت بن سکتی ہے۔

(۱) زائد ہو، پس ''عصا'' میں الف اصلی ہے تانیث کا نہیں۔

(۲) تاء کو قبول نہ کرے، پس ''ارطیٰ'' میں الف زائد تو ہے لیکن تاء تانیث کو قبول کرتا ہے لہٰذا یہ علامت، تانیث کی نہیں ہے۔ (جہد قصیر، ص/۲۷، رضی، ج/۳، ص/۴۰۱)

فائدہ

الف ممدودہ میں بھی دو شرطیں ہیں (۱) زائد ہو، پس ''قراء'' میں الف زائد نہیں ہے

(۲) تانیث کو قبول نہ کرتا ہو۔ جیسے: ''حمراء'' پس علباء سے احتراز ہے۔

(جہد قصیر، ص/۲۷، رضی، ج/۳، ص/۴۰۱)

فائدہ

وہ اوصاف جو عورتوں کے ساتھ مختص ہوتے ہیں ان کے ساتھ تاء کا الحاق سماعی ہے۔ پس "حائضة، طالقة، ثيبة" نہیں کہا جاسکتا، بلکہ "حائض"، "طالق"، "ثیب" کہا جائے گا، البتہ "مرضعة" مستعمل ہے۔ جیسے ﴿يوم ترونها تذهل كل مرضعة عما ارضعت﴾ [الآية] (الحج: ۲)

(جامع الدروس، ج ۱/ص ۷۷۔ الاشمونی، ج ۳/ص ۳۵۲)

فائدہ

بعض اوزان ایسے ہیں، جن میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں۔ اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فعول بمعنی فاعل۔ جیسے: "صبور، شكور، غيور"، کہا جاتا ہے "رجل صبور"، "امراءة صبور"

البتہ اگر موصوف معلوم نہ ہو تو پھر تاء کے ذریعے تفریق ہوگی۔ جیسے: "شاهدت رحوما ورحومة"

(۲) فعيل بمعنی مفعول ہو۔ جیسے: "قتيل، جريح، ذبيح"

(۳) مفعال۔ جیسے: "معطار" (كثير العطر والتطيب)

(۴) مفعيل۔ جیسے: "معطير" (زیادہ عطر والا)

(۵) فعل بمعنی مفعول ہو۔ جیسے: "ذبح"

(موسوعۃ النحو، ص ۵۳، جامع، ج ۱/ص ۳۵۱، رضی، ج ۳/ص ۴۰۰، شرح ابن عقیل، ج ۲/ص ۴۳۶)

فائدہ

جس کلمہ میں تاء مقدر ہو، اسے مؤنث سماعی کہا جاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) واجب التانیث۔ جیسے: ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ [الآية]

(۲) جائز التانیث۔ جیسے: ﴿اذا السماء انشقت﴾ [الآية] ﴿السماء منفطر به﴾ [الآية] (جہد قصیر، ص ۳۷، متن متین، ص ۳۱۸)

قاعدہ

انسان کے مکررہ اعضاء مثلاً "اذن" (کان) "یـــد" (ہاتھ) وغیرہ، (سوائے "خد" اور "حـاجب" کے) مؤنث سماعی ہیں، اور شراب اور جہنم کے تمام نام بھی مؤنث سماعی میں داخل ہیں۔ (جہد قصیر ہیں ر۳۷، متن متین ہیں ر۳۱۸)

قاعدہ

کلماتِ عرب میں اگر کسی کلمہ کو بتاویل "لفظ" مراد لیا جائے تو مذکر ہوگا، اور اگر بتاویل "کلمہ" لیا جائے تو مؤنث ہوگا، یہ حکم تمام حروف تہجی، افعال، اسماء اور جگہوں کے ناموں شامل ہے۔

فائدہ

کبھی مؤنث کو مذکر، یا مذکر کو مؤنث معنی پر حمل کرنے کی صورت میں بنایا جاتا ہے۔

جیسے: "ثلاثة انفس" بمعنی "اشخاص" "جاء ته کتابی" کتاب بمعنی "رسالہ"

(حاشیۃ الصبان، ج۴، ص۳۹۰)

قاعدہ

علاماتِ تانیث میں سے صرف "تا" ہی مقدرہ مانی جاتی ہے۔

(شرح رضی، ج۳، ص۳۹۰)

فائدہ

بعض اسم جمع واجب التانیث ہیں۔ جیسے: "ابـل، غـنـم، خیـل"، پس انکی طرف جمع تکسیر کی ضمیر لوٹائی جائے گی۔

اور بعض اسم جمع میں تذکیر وتانیث دونوں جائز ہیں۔ جیسے: "الرکب" کہا جاتا ہے۔ "مضی الرکب" "مضت الرکب" (شرح رضی، ج۳، ص۳۱۲، النحو الوافی، ج۴، ص۵۵۳)

فائدہ

اسم جنس کا حکم ظاہر اور ضمیر ہونے کی حالت میں مذکر ومؤنث کے حکم جیسا ہے۔جیسے: "انقعرا النخل،انقعرت النخل،النخل انقعر،النخل انقعرت"۔ (شرح رضی، ج۳/ص۴۱۳)

فائدہ

مذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) مجازی

(۱) حقیقی

وہ ہے جو مذکر (خواہ انسانوں میں سے ہو یا حیوانات میں سے) پر دلالت کرے۔جیسے: "رجل،صبی،اسد"

(۲) مجازی

وہ ہے جس کے ساتھ مذکر جیسا معاملہ کیا جائے، مذکر خواہ انسانوں میں سے ہو یا حیوانات میں سے۔جیسے: "حجر،ثوب،باب" (موسوعۃ النحو،ص۶۳۰/)

قاعدہ

ہر جمع (سوائے جمع مذکر سالم کے) مؤنث غیر حقیقی ہے، اگر چہ جمع حقیقی کیوں نہ ہو۔ (متن متین،ص۲۱۸/)

قاعدہ

ایسا اسم جمع جو آدمیوں کی جمع ہو، اور اس کا واحد (مفرد) نہ ہو، مؤنث کا حکم رکھتا ہے۔ (متن متین،ص۲۱۸/)

قاعدہ

جب مؤنث لفظی حقیقی مذکر ہو اور علم نہ ہو۔جیسے: "شاۃ" تو معنی کا اعتبار کرتے ہوئے مذکر اور لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے مؤنث دونوں طرح استعمال کرنا جائز ہے، اور اگر "علم" ہو تو یہ غیر میں

اثر نہیں کرے گا بلکہ بنفسہ مؤنث ہی رہے گا پس "قامت طلحة" کہنا درست نہیں۔
(متن متین، ص/۲۳، رضی، ج/۳، ص/۴۰۶)

فائدہ

مؤنثِ سماعی مندرجہ ذیل ہیں جن کی تعداد ساٹھ تک پہنچتی ہے۔

(۱) عین	(۱۳) عضدان	(۲۵) ذراع	(۳۷) تبر	(۴۹) سقر
(۲) اذنان	(۱۴) جحیم	(۲۶) ثعلب	(۳۸) عین	(۵۰) ثدیان
(۳) نفس	(۱۵) نار	(۲۷) ملح	(۳۹) ینبوع	(۵۱) عنکبوت
(۴) دار	(۱۶) عصی	(۲۸) فاس	(۴۰) درع	(۵۲) موسی
(۵) دلو	(۱۷) ساقان	(۲۹) ورکان	(۴۱) قدمان	(۵۳) یمین
(۶) سنّ	(۱۸) ریح	(۳۰) قوس	(۴۲) کبد	(۵۴) اصبع
(۷) کفان	(۱۹) لظی	(۳۱) منجنیق	(۴۳) کرش	(۵۵) رجل
(۸) جهنم	(۲۰) یدان	(۳۲) ارنب	(۴۴) افعی	(۵۶) سراویل
(۹) سعیر	(۲۱) غول	(۳۳) حمر	(۴۵) شمس	(۵۷) شمال
(۱۰) عقرب	(۲۲) فردوس	(۳۴) بئر	(۴۶) عقبان	(۵۸) ضبع
(۱۱) ارض	(۲۳) فلک	(۳۵) خدان	(۴۷) فرس	(۵۹) کتف
(۱۲) إست	(۲۴) عروض شعر	(۳۶) ذهب	(۴۸) کاس	(۶۰) حرب

(قصیدۂ ابن حاجب کافیہ، ص/۱۳۶، متن متین، ص/۳۱۸)

فائدہ

وہ مؤنثات سماعیہ جن میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں، مندرجہ ذیل ہیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

(۱)سلم(۲)قدر(۳)مسک (۴)حال (۵)بیت (۶)طریق (۷)شری (۸)عنق (۹)لسان (۱۰)سماء (۱۱)سبیل (۱۲)ضحی (۱۳)صلاح (۱۴)قفا(۱۵)رحم (۱۶)سکین (۱۷)سرطان

(قصیدۂ ابن حاجب کافیہ،ص/۱۲۸،متن متین،ص/۲۱۹)

نوٹ الف مقصورہ اور ممدودہ کے مشہور اوزان کے لئے

(شرح الاشمونی ،ج/۳،ص/۳۵۳،شرح ابن عقیل ،ج/۲،ص/۴۳۳،ھمع الھوامع ،ج/۳،ص/۱۷۱،النحو الوافی،ج/۴،ص/۵۵۳ ملاحظہ فرمائیں)

قاعدہ

تمام افعال مذکر ہوا کرتے ہیں اس لئے کہ تانیث حقیقی،مجازی اور علامات تانیث ان میں نہیں پائی جاتی۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو،ج/۱،ص/۹۱،ج/۲،ص/۱۲۶)

قاعدہ

کلام عرب میں کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے جو دو حرفوں کے ذریعے مؤنث ہو۔

(الاشباہ والنظائر،ج/۱/۲،ص/۱۲۴)

فائدہ

مؤنث کی پندرہ علامات ہیں آٹھ اسماء میں،تین حروف میں،جبکہ چار افعال میں پائی جاتی ہیں۔

اسماء میں علامات تانیث مندرجہ ذیل ہیں۔

"ھا" والف مقصورہ،الف ممدودہ،تاء جمع ھنذات میں،انت میں کسرہ،انتن اور ھن میں نون اخت اور بنت میں تاء "ھذی" میں "یا" افعال میں علامات تانیث مندرجہ ذیل ہیں۔

"قامت" میں تائے ساکنہ،"تفعلین" میں یاء "قمت" میں کسرہ،فعلن میں

نون، حروف میں استعمال ہونے والی علامات تانیث "ربّتْ" میں تا، اور "لات" میں تاء "ھیھات" میں "ھاء"، ھا اور الف "انھاھند قائمۃ" میں۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۱۲۶)

قاعدہ

"مؤنث بالتاء" سے تثنیہ بناتے وقت "تاء" کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے: "تمرتان، ضاربتان" تاکہ تثنیہ مذکر کے ساتھ التباس لازم نہ آجائے البتہ اس سے دو لفظ مستثنیٰ ہیں "الیان" اور "خصیان" اور یہی فصیح اور مشہور لغت ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۱۲۷)

قاعدہ

جمع مکسر کی صورت میں فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح سے پڑھنا جائز ہے جیسے: قام الرجال، قامت الرجال۔ (شرح مفصل، ج ۱/۵، ص ۱۰۳)

(۵) بحث تثنیہ و جمع

اسم کی باعتبار تعداد کے تین قسمیں ہیں۔ (۱) مفرد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

(۱) مفرد: جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے: "رجل، فرس"

(۲) تثنیہ: وہ اسم ہے جو الف اور نون مکسورہ "حالت رفعی" میں یا "یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ" حالت نصبی و جری میں" ملحق ہونے کی وجہ سے دو چیزوں پر دلالت کرے۔

(۳) جمع: وہ اسم ہے جو دو سے زائد پر اس کے واحد میں تبدیلی اور تغییر کی وجہ سے دلالت کرے، خواہ تغییر لفظی ہو۔ جیسے: "رجل" سے "رجال" یا تقدیری ہو۔ جیسے: "فلک" بروزن قفل مفرد ہے اور بروزن اسد، جمع ہے۔

(نحو میر، ص ۳۹، ھدایۃ النحو، ص ۷۷، جامع الدروس، ج ۲، ص ۹، شرح مفصل، ج ۱/۴، ص ۱۳۷)

قاعدہ

اگر کوئی لفظ بغیر زیادتی کے دو چیزوں پر دلالت کرے تو وہ تثنیہ نہیں ہوگا۔ جیسے: "شفع، زوج"
اسی طرح جو لفظ دو چیزوں پر زیادتی کے ساتھ دلالت کرے لیکن وہ زیادتی اس سے کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی ہو، تب بھی تثنیہ نہیں ہوگا۔ جیسے: "اثنان، اثنتان، کلا، کلتا" تثنیہ نہیں ہیں۔ (جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۰، النحو الوافی، ج ۱/ص ۱۱۱)

فائدہ

"مثنیٰ" (تثنیہ) کے لئے آٹھ شرائط ہیں۔
(۱) مفرد ہونا، پس جمع مذکر سالم، جمع مؤنث، اسم جنس اور اسم جمع کا تثنیہ نہیں آتا۔
(۲) معرب ہونا، پس اصح قول کے مطابق مبنی کا تثنیہ نہیں آتا۔
(۳) عدم ترکیب ہونا، پس مرکب اسنادی اور امتزاجی کا تثنیہ نہیں آتا، البتہ مرکب اضافی میں صرف مضاف کا تثنیہ آتا ہے۔ جیسے: "عبدالرحمٰن" کا تثنیہ (عبدا الرحمٰن) ہے۔
(۴) نکرہ ہونا، پس علم کا تثنیہ نہیں آتا مگر قصدِ تنکیر کے وقت آسکتا ہے۔
(۵) معنی کا متفق ہونا، پس مشترک لفظ کا تثنیہ نہیں آتا مثلاً "عین" کا تثنیہ جبکہ آنکھ یا چشمہ کے معنی مقصود ہوں اور نہ اس لفظ کا تثنیہ لانا درست ہے جس کے حقیقی اور مجازی معنی مراد لئے جائیں۔
(۶) لفظ کا متفق ہونا، پس "کتاب اور قلم" کا تثنیہ ایک لفظ کے ساتھ لانا جائز نہیں ہے، "اب" اور "ام" کا تثنیہ "ابوان" بابِ تغلیب میں سے ہے۔
(۷) ایسا لفظ نہ ہو جس کے غیر نے اس کے تثنیہ سے مستغنی کر دیا ہو پس "سواء" کا تثنیہ نہیں آتا۔ اس لئے کہ "سیّ" کا تثنیہ "سیّان" آتا ہے اور "سواء ان" نہیں کہا جاتا۔
(۸) ایسا لفظ ہو کہ وجود میں اس کا دوسرا نہ ہو، پس "الشمس" اور "القمر" کا تثنیہ نہیں آتا۔ (معجم النحو، ص ۳۳۵/، جامع، ج ۲/ص ۱۰، موسوعۃ النحو، ص ۶۱۱/)

فائدہ

جن اسماء کا تثنیہ آسکتا ہے ان کی پانچ قسمیں ہیں۔

تین میں تثنیہ بناتے وقت تغیر وتبدیلی نہیں آتی اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) صحیح۔ جیسے: "اسد، حمامة" کا تثنیہ "اسدان، حمامتان" ہیں۔

(۲) جاری مجرائی صحیح۔ جیسے: "ظبی" اور "دلو" کا تثنیہ "ظبیان" اور "دلوان" ہیں۔

(۳) ناقص۔ جیسے: "قاضی" اور "ساعی" کا تثنیہ "قاضیان" اور "ساعیان" ہیں اور اسم منقوص محذوف الیاء کی "یا" تثنیہ بناتے وقت واپس آتی ہے۔ جیسے "داع" کا تثنیہ "داعیان" ہے۔

باقی دو (مقصور اور ممدودہ) کے مختلف احوال ہیں۔

(معجم النحو، ص ۳۳۶، جامع، ج ۲، ص ۱۱، شرح مفصل، ج ۱، ص ۱۴۳)

فائدہ

اسم مقصورہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جس کا الف تثنیہ میں "یاء" سے تبدیل ہو جاتا ہو۔

(۲) جس کا الف تثنیہ میں "واؤ" سے تبدیل ہو جاتا ہو پہلی قسم کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اسم مقصورہ کا الف تین حروف کے بعد ہو۔ جیسے: "ملهی، مصطفی" کا تثنیہ "ملهیان، مصطفیان" ہے، البتہ "قهقری، خوزلی" کا تثنیہ قهقران اور "خوزلان" شاذ ہے۔

(۲) "الف" تیسری جگہ واقع ہو، اور "یا" سے مبدل ہو۔ جیسے: "فتیٰ، رحیٰ" کا "تثنیہ" "فتیان" اور "رحیان" آتا ہے "حمیٰ" کا "حموان" تثنیہ شاذ ہے۔

(۳) الف غیر مبدل مجہولۃ الاصل ہو (یعنی اس کی اصل معلوم نہ ہو) خواہ الف حرف میں ہو یا اسم میں۔ جیسے: متی، بلیٰ جب کسی کا نام رکھا جائے تو ان کا تثنیہ، متیان اور بلیان ہے اور اسماء عجمیہ بھی اسی باب سے ہیں۔

دوسری قسم کی دوصورتیں ہیں

(۱) الف، واؤ سے بدل میں آیا ہو۔ جیسے: "عصا، قضا"، اور "مثنا" کا تثنیہ "عصوان، قضوان" اور "منوان" آتا ہے۔

(۲) غیر مبدل ہو، جیسے: "لدی" کا تثنیہ "لدوان" ہے جب کہ علم مان لیا جائے۔

(معجم النحو ص ۳۳۷، ہدایۃ النحو ج ۴ ص ۴۷، جامع ج ۳ ص ۱۱، موسوعۃ النحو ص ۶۱۳، شرح ابن عقیل، ج ۲ ص ۴۴۳)

فائدہ

اسم ممدودہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ہمزہ اصلی ہو پس تثنیہ بناتے وقت ہمزہ کو سالم رکھنا واجب ہے۔ جیسے: "قراء، وضاء" کا تثنیہ "قراءان" اور "وضاءان" آتا ہے۔

(۲) ہمزہ الف تانیث سے بدل میں آیا ہو، پس تثنیہ کے وقت ہمزہ "واؤ" سے تبدیل کیا جائے گا، حمراء، صحراء، کا تثنیہ "حمراوان، صحراوان" آتا ہے۔

(۳) ہمزہ واؤ سے بدل میں آیا ہو تو تثنیہ کے وقت اپنی اصل کی طرف لوٹے گا، "کساء" اصل میں "کساو" تھا اس کا تثنیہ "کساوان" ہوگا۔

(۴) ہمزہ حرف الحاق سے بدل میں آیا ہو۔ جیسے: "علباء" دراصل "علبای" یا زائدہ تھی تثنیہ "علبایان" آئے گا۔

(معجم النحو ص ۳۳۸، ہدایۃ النحو ص ۸۴، موسوعۃ النحو ص ۶۱۳، ۱۱، شوفی، ج ۳ ص ۳۸۰، شرح ابن عقیل، ج ۲ ص ۴۴۶)

فائدہ

مثنی کے ساتھ اعراب میں چار الفاظ ملحق ہوتے ہیں۔

یعنی "اثنان، واثنتان (فی لغة الحجازیین)

"کلا و کلتا" بشرطیکہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

(معجم النحو ص ۳۳۸، جامع، ج ۲ ص ۲۱۰، موسوعۃ النحو، ج ۱، ص ۱۳۳)

قاعدہ

تثنیہ یا ملحق بہ تثنیہ کا نون ہمیشہ کے لئے مکسور ہوتا ہے۔

(معجم النحو، ص/۳۳۹، شرح مفصل، ج/۱، ص/۱۴۱، النحو الوافی، ج/۱، ص/۱۴۱)

قاعدہ

تثنیہ کا نون اضافت کے وقت حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے: "مسلما مصر"

(جہد تصیر، ص/۲۸، ھدایۃ النحو، ص/۷۴۔ رضی، ج/۳، ص/۴۲۶، شرح مفصل، ج/۱، ص/۱۴۵، النحو الوافی، ج/۱، ص/۲۳۷/۱۴۲)

فائدہ

تثنیہ کے نون کی طرح "خصیۃ" اور "الیتۃ" کی تاء تانیث تثنیہ میں حذف کردی جاتی ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں تو گویا کہ یہ بمنزلہ شئی واحد ہیں۔ یہ صرف "خصیۃ" اور "الیۃ" کے ساتھ مختص ہے۔

(ھدایۃ النحو، ص/۷۵، رضی، ج/۳، ص/۴۲۶، الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۱۲۷، شرح مفصل، ج/۱/۲، ص/۱۴۳)

قاعدہ

جب کسی تثنیہ کو تثنیہ کی ضمیر کی طرف مضاف کردیا جائے خواہ مذکر ہو یا مؤنث تو پہلے تثنیہ مضاف کو جمع سے تعبیر کیا جائے گا، لیکن تثنیہ لانا درست نہیں ہے۔ جیسے: ﴿فقد صغت قلوبکما﴾[الآیۃ] ﴿فاقطعوا ایدیھما﴾[الآیۃ]

(ھدایۃ النحو، ص/۷۵، جامع الدروس، ج/۲، ص/۱۱، رضی، ج/۳، ص/۴۲۹، شرح مفصل، ج/۱/۴، ص/۱۵۵)

قاعدہ

جس لفظ کا آخر محذوف ہو تثنیہ کے وقت واپس آئے گا، بشرطیکہ یہ اضافت میں بھی لوٹ آتا ہو۔ جیسے: "داع، قاض" اور "اب" کا تثنیہ، "داعیان، قاضیان، ابوان" آتا ہے

،اور جو اضافت کے وقت لوٹ نہیں آتا تو تثنیہ کے وقت بھی واپس نہیں آتا۔ جیسے: "ید، دم، فم" ان کی اصل "یدی، دمو، فوہ" ہے اور ان کا تثنیہ "یدان، دمان"، اور "فمان" ہے۔

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۲، الاشمونی، ج ۳/ص ۲۷۴، شرح مفصل، ج ۱/۴، ص ۱۴۱، النحو الوافی، ج ۱/ص ۱۲۴)

فائدہ

کبھی مفرد، مثنی کی جگہ واقع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ دونوں چیزیں ایسی ہوں جو جدا نہ ہوتی ہوں۔ جیسے: "رجلان، عینان" مثلاً "عینی لا تنام"، ای: عیناي لا تنامان

(رضی، ج ۳/ص ۴۳۰)

فائدہ

کبھی "افعلا" تثنیہ "افعل" (مفرد) کی جگہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿القیافی جهنم﴾ [الآیة] (ق: ۲۴) ای: الق، الق (رضی، ج ۳/ص ۴۳۳)

فائدہ

تثنیہ اسماء کو ان کی اصل کی طرف لوٹاتا ہے۔ جیسے: "اب" سے "ابوان" "اخ" سے "اخوان" (الاشباہ والنظائر، ج ۱/ص ۹۸)

فائدہ

کبھی تثنیہ جمع کے معنی میں آتا ہے جبکہ جماعتیں یا نوعین کی تاویل میں لیا جائے۔ جیسے: "مثل المنافق کالشاة العائرة بین الغنمین" (الحدیث)

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۰)

بحث جمع

تعریف

جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے معمولی تغیر کے ساتھ خواہ تغیر لفظی ہو۔ جیسے: "رجل" سے "رجال" یا تقدیری ہو۔ جیسے: "فلک" بروزن "قفل" مفرد ہے اور بروزن "اسد" جمع ہے۔

(معجم النحو، ص/۱۳۲، جامع الدروس، ج/۲، ص/۱۲، ھدایۃ النحو، ص/۷۵، متن متین، ص/۲۲۲)

فائدہ

ظاہری تغیر (تغیر لفظی) کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) تغیر بالزیادۃ: یعنی جمع میں لفظ کا اضافہ ہونے کے ساتھ مفرد کی شکل برقرار ہو۔ جیسے: "صنو" سے "صنوان"

(۲) تغیر بالنقصان: یعنی جمع میں لفظ کم ہونے سے مفرد کی شکل تبدیل نہ ہو۔ جیسے: "تخمة" سے "تخم" ہے۔

(۳) تغیر بتبدیل شکل: یعنی شکل مفرد کی تبدیل ہو اور کوئی نقصان زیادتی نہ ہو۔ جیسے: "أسَدٌ" سے "أُسْدٌ"

(۴) تغیر بالزیادہ وتبدیل شکل: جمع میں کوئی لفظ زائد ہو اور مفرد کی شکل بھی تبدیل ہو۔ جیسے: "رجل" سے "رجال"

(۵) تغیر بالنقصان وتبدیل شکل: جمع میں کوئی لفظ کم ہو اور مفرد کی شکل بھی تبدیل ہو۔ جیسے: "رسول" سے "رسل"

(۶) تغیر بالزیادۃ والنقصان وتبدیل شکل۔ جیسے: "غلام" سے "غلمان"

(معجم النحو، ص/۱۳۲، شرح الاشمونی، ج/۳، ص/۳۷۸، الوافی، ج/۴، ص/۵۷۸، الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۱۲۷)

فائدہ

جمع کی باعتبار لفظ کے دو قسمیں ہیں۔(۱) جمع سالم (۲) جمع مکسر۔

(۱) جمع سالم

وہ ہے جس میں واحد کا وزن بعینہٖ موجود ہو۔جیسے: "ضارب" سے "ضاربون" "ضاربة" سے "ضاربات"

(۲) جمع مکسر

وہ ہے جس میں واحد کا وزن ٹوٹ جائے۔جیسے: "رجل" سے "رجال"

(ھدایۃ النحو ،ص/۷۵، معجم النحو ،نحو میر ،ص/۳۸)

فائدہ

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں (۱) مذکر سالم (۲) مؤنث سالم

مذکر سالم

وہ ہے جو حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح کے ساتھ ہو جب کہ حالت نصبی وجری میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ کے ساتھ ہو۔جیسے: حالت رفعی میں "مسلمون" اور حالت نصبی وجری میں "مسلمین"

مؤنث سالم

وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہوں۔جیسے: "مسلمة" سے مسلمات۔

(ھدایۃ النحو ،ص/۷۵، معجم النحو ،ص/۱۲۹، ص/۱۴۹، نحو میر ،ص/۲۹)

فائدہ

اگر "جمع مذکر سالم" اسم میں ہو۔جیسے: "زیدون" تو اس کے لئے مندرجہ ذیل چھ شرائط ہیں۔

(۱) مذکر ہو (۲) عاقل کے لئے ہو (۳) علم ہو (۴) تاء تانیث نہ ہو (۵) ترکیب سے خالی ہو (۶) دو حروف کے ساتھ معرب ہو، پس "انسان" کی (علم کی شرط مفقود ہونے کی

وجہ سے) جمع مذکر سالم نہیں آتی، "زینب" میں پہلی شرط نہیں ہے" لاحق" (گھوڑے کے علم) میں دوسری شرط نہیں پائی جاتی، اور "طلحة" میں چوتھی، جب کہ "بختنصر" اور "جاء المولی" (مرکب اسنادی) میں پانچویں شرط نہیں پائی جاتی، اور "حسنین" اور "محمدین" میں آخر شرط نہ ہونے کی وجہ سے ان کا جمع مذکر سالم لانا درست نہیں ہے۔

اور اگر صفت میں ہو تو اس کے لئے بھی چھ شرائط ہیں۔

(۱) مذکر کے لئے صفت ہو، احترازی مثال "طالق" (۲) عاقل کے لئے ہو احترازی مثال: سابق (گھوڑے کی صفت)

(۳) تاء تانیث سے خالی ہو، احترازی مثال: "نسابة"

(۴) "افعل، فعلاء" کے باب سے نہ ہو، احترازی مثال: "اسود، سوداء"

(۵) اور نہ "فعلان" (جس کی مؤنث فعلی آتی ہے) کے باب سے ہو: احترازی مثال: "غضبان، غضبی"

(۶) وہ وصف نہ ہو جس میں مذکر و مؤنث برابر ہوں: احترازی مثال: "عانس" (جس نے شادی نہ کی ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث)

(معجم النحو، ص ۱۵۹، جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۳، موسوعۃ النحو، ص ۳۱۹، رضی، ج ۳، ص ۴۴۰)

قاعدہ

اسم منقوص کی جمع مذکر سالم بناتے وقت "یا" اور "کسرہ" کو حذف کیا جاتا ہے۔ اور حالت رفعی میں ماقبل واؤ کو ضمہ اور حالت نصبی و جری میں ماقبل یاء کو کسرہ دیا جاتا ہے۔ جیسے: "قاضی" اور "داعی" سے "قاضون" اور "داعون"۔ مثلاً: "جاء القاضون والداعون، رایت القاضین والداعین" بولا جاتا ہے۔

اور جب اسم مقصور ہو تو صرف اس کے الف کو حذف کیا جاتا ہے نہ کہ فتحہ کو۔ جیسے: "موسیٰ" سے "موسون" ہے، قرآن مجید میں ہے ﴿وانتم الاعلون﴾ [الآیة] (آل عمران: ۱۳۹) ﴿انهم عندنالمن المصطفين الاخيار﴾ [الآیة] (ص: ۴۷)

(معجم النحو، ص ۱۵۱، ہدایۃ النحو، ص ۷۶، جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۵، موسوعۃ النحو، ص ۳۱۷، شرح ابن عقیل، ج ۲، ص ۴۴۶)

قاعدہ

اسم ممدود کا حکم جمع کے بارے میں تثنیہ کے حکم کی طرح ہے۔ مثلاً: ''وضاء'' کی جمع ''وضاؤن'' اور ''حمراء'' (جب کہ علم ہو) کی جمع ''حمراوون'' آتی ہے۔

(معجم النحو، ص/۱۵۱، جامع الدروس، ج/۲، ص/۱۴، موسوعۃ النحو، ص/۳۱۷، شرح ابن عقیل، ج/۲، ص/۴۴۶)

قاعدہ

اگر اسم مقصور کے آخر میں تاء ہو تو جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ''فتاۃ'' کی جمع ''فتیات'' اور ''قناۃ'' کی جمع ''قنوات'' آتی ہے۔

(شرح ابن عقیل، ج/۳، ص/۴۴۸)

فائدہ

جمع مذکر سالم کے ساتھ نحاۃ نے چار قسمیں ملحق کر دی ہیں۔

(۱) اسماء جموع یعنی ''أولو'' بمعنی اصحاب، (عالم کی جمع) ''عالمون'' ،اور ''عشرون'' سے لیکر ''تسعون'' تک۔

(۲) جموع تکسیر: یعنی ''بنون، ارضون، ستون'' اور ان سے مراد ہر وہ ثلاثی اسم ہے جس کا لام کلمہ حذف کیا جائے اور اس کے عوض میں ''ھاء'' تانیث لائی جائے بغیر کسرہ دینے کے۔ جیسے: ''عضۃ، عزۃ'' کی جمع ''عضین'' اور ''عزین'' ہیں۔

(۳) ہر وہ جمع تصحیح جن کی شرائط پوری نہ ہوں۔ جیسے: ''اھل'' کی جمع ''اھلون''

(۴) جو جمع تصحیح کے ساتھ مسمّٰی کیا جاتا ہو۔ جیسے: ''علیین''

(معجم النحو، ص/۱۵۳، جامع الدورس، ج/۲، ص/۱۳، موسوعۃ النحو، ص/۳۲۰، شرح قطر الندی، ص/۶۷)

قاعدہ

جمع مذکر سالم اور اس کے ملحق جمع کا نون ہمیشہ کے لئے مفتوح ہوتا ہے۔

(معجم النحو، ص/۱۵۲، ھدایۃ النحو، ص/۱۶، کافیہ، ص/۸۴)

قاعدہ

نون جمع اضافت کے وقت حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "مسلمو امصر" اور ﴿انکم لذائقوا العذاب﴾ [الآیۃ] (الصافات:۳۸)

قاعدہ

مفرد صحیح اور مشابہ صحیح کی جمع سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر میں (حالت رفعی میں) واؤ اور نون مفتوحہ اور (حالت نصبی وجری میں) یاء اور نون مفتوحہ بغیر کسی تغییر وتبدیل کے بڑھایا جائے۔ جیسے: "کاتب" کی جمع "کاتبون، کاتبین" اور "ظبی" (جب کہ علم ہو) کی جمع "ظبیون" اور "ظبین" ہے۔ (جامع الدروس، ج ۳، ص ۱۴۲)

قاعدہ

کبھی غیر ذوی العقول کو ذوی العقول کے ساتھ صفات میں مشابہ قرار دے کر ذوالعقل کی جمع لائی جاتی ہے، بشرطیکہ ان صفات کا مصدر علماء کے افعال میں سے ہو۔ جیسے: ﴿فظلت اعناقهم لها خاضعين﴾ [الآیۃ] (الشعراء:۴) ﴿اتينا طائعين﴾ [الآیۃ] (فصلت:۱۱)

(شرح رضی، ج ۳، ص ۳۴۲)

فائدہ

مندرجہ ذیل دس اشیاء کی جمع مؤنث سالم آتی ہے۔

(۱) علم المؤنث۔ جیسے "فاطمة، مریم"

(۲) جس کے آخر میں تاء تانیث ہو۔ جیسے: "شجرة، طلحة، حمزة"، اس سے "امراءۃ، شاۃ، امۃ، ملۃ" مستثنیٰ ہیں۔

(۳) صفت مؤنث مقرون بالتاء ہو۔ جیسے: "مرضعة"

(۴) صفت مذکر غیر عاقل ہو۔ جیسے: "شاهق"

(۵) مصدر تین حروف سے متجاوز ہو، اپنے فعل کا مؤکد نہ ہو۔ جیسے: "کرامات، انعامات"

(۶) مصغر مذکر لا یعقل ہو۔ جیسے: "کتیب" کی جمع "کتیبات"

(۷) الف تانیث ممدودہ پر ختم ہو۔ جیسے: "صحراء" کی جمع "صحراوات"

(۸) الف تانیث مقصورہ پر ختم ہو۔ جیسے: "ذکریٰ" کی جمع "ذکریات"

(۹) اسم غیر عاقل ہو اور "ابن" یا "ذی" کے ساتھ مصدر ہو۔

(۱۰) ہر اسم عجمی جس کی معہود جمع نہ ہو۔ جیسے: "تلفون"

مذکورہ اوزان کے علاوہ الف اور تاء کے ساتھ جمع مونث سالم سماع پر موقوف ہے۔ جیسے: "سماوات، امهات، ارضات، ديارات، سجلات"

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۷/، موسوعۃ النحو، ص ۳۱۵/، معجم النحو، ص ۱۲۹/)

فائدہ

جمع مؤنث سالم کے ساتھ اعراب میں دو کلمے ملحق ہوتے ہیں۔

(۱) "اولات" بمعنی "صاحبات" (۲) جمع مؤنث سالم کے ساتھ موسوم اسم ہو۔ جیسے: "عرفات، اذرعات"

(جامع الدروس، ج ۳/ص ۱۷/، موسوعۃ النحو، ص ۲۱۷/، معجم النحو، ص ۱۳۱/، شرح قطر الندا، ص ۶۹/)

قاعدہ

جو اسم مختوم بالتاء ہو تو جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس "تا" کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: "فاطمة" کی جمع "فاطمات، شجرة" کی جمع "شجرات" آتی ہے۔

(جامع الدروس، ج ۳/ص ۱۸/، موسوعۃ النحو، ص ۳۱۸/)

قاعدہ

اسم ثلاثی جس کا اول کلمہ مفتوح اور دوسرا کلمہ صحیح ساکن ہو اور ادغام سے خالی ہو تو جمع مؤنث سالم بناتے وقت دوسرے کو اتباعاً لاول مفتوح پڑھا جائے گا۔ جیسے: "سجدة"، "ظبية" کی جمع "سجدات، ظبيات" اور جیسے اللہ کا فرمان ہے۔ ﴿كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات﴾ [الآية] (البقرة: ۱۶۷)

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۴۱۹/، موسوعۃ النحو، ص ۳۶۷/، معجم النحو، ص ۱۳۰/، شرح ابن عقیل، ج ۲/ص ۴۲۹/، شرح قطر الندا، ص ۷۰/)

قاعدہ

جب اسم ثلاثی مضموم الاول یا مکسور الاول کا دوسرا کلمہ ساکن صحیح ہو اور ادغام سے خالی ہو۔ جیسے: خطوة، جمل، هند، تو جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس میں تین وجوہ جائز ہیں۔

(۱) دوسرا کلمہ پہلے کلمے کے تابع بنایا جائے۔ جیسے: "خُطُوات، جُمُلات، هِندات"

(۲) دوسرے کلمے کو مفتوح پڑھا جائے۔ جیسے: "خطوات.....الخ۔

(۳) دوسرے کلمے کو اپنی حالت (سکون) پر چھوڑا جائے۔ جیسے: "خطوات الخ"۔

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۱۹، موسوعۃ النحو، ص ۳۱۸/، معجم النحو، ص ۱۳۱/، شرح قطر الندا، ص ۷۰/، شرح ابن عقیل، ج ۳/ص ۴۴۹/)

فائدہ

جمع مؤنث سالم کا مفرد کبھی مؤنث لفظی ہوتا ہے۔ جیسے: "معاوية" سے "معاويات"، "حمزة" سے "حمزات"، اور کبھی مؤنث معنوی ہوتا ہے۔ جیسے: "هند" سے "هندات"، "سعاد" سے "سعادات" اور کبھی مؤنث معنوی ولفظی ہوتا ہے۔ جیسے: "فاطمة" سے "فاطمات"، "سيدة" سے "سيدات"

(موسوعۃ النحو، ص ۳۱۵/)

فائدہ

جمع مؤنث سالم کا اعراب (حالت رفعی میں ضمہ، نصبی وجری میں کسرہ) دو شرطوں پر موقوف ہے۔

(۱) الف زائد ہو (۲) تاء بھی زائد ہو، پس "ابيات، اصوات، اوقات" (جمع "بيت، صوت، وقت") میں تاء اصلی ہونے کی وجہ سے، اور "قضاة" "رماة" "هداة" (جمع "قاض، رام، هاد") میں الف اصلی ہونے کی وجہ سے جمع مؤنث سالم کے اعراب کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔ (موسوعۃ النحو، ص ۳۱۵/، معجم النحو، ص ۱۳۰/، شرح قطر الندا، ص ۷۰/)

فائدہ

بعض نحاۃ کے نزدیک "بنات" جمع تکسیر میں داخل ہے جب کہ اکثر نحاۃ کے ہاں جمع مؤنث سالم میں داخل ہے۔ (موسوعۃ النحو، ص ۳۱۸/)

قاعدہ

ایسا مفرد (جس کا لام محذوف ہو اور ہمزۂ وصل بدل میں نہ آیا ہو) کی جمع مؤنث سالم بناتے وقت محذوف لام کو واپس لوٹایا جائے گا، بشرطیکہ اضافت میں بھی لوٹ آتا ہو۔ جیسے: ''حم، اب، اخت'' کی جمع ''حموات، ابوات'' اور ''اخوات'' اور اگر اضافت میں نہ لوٹ آتا ہو تو جمع میں بھی نہیں لوٹ آئے گا۔ جیسے: ''بنت'' کی جمع ''بنات'' آتی ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۱۸)

قاعدہ

علم کی جمع مؤنث سالم بنانے کے بعد نکرہ ہوتا ہے لہذا اس کی اضافت درست ہے جیسا کہ اس پر الف، لام اور حرف نداء داخل کرنا درست ہے۔ جیسے: ''زینب'' کی جمع ''زینبات'' آتی ہے پس کہا جاتا ہے۔: ''رایت زینبات البلدة''، ''رایت الزینبات'' یا ''زینبات''

(موسوعۃ النحو، ص/۳۱۸، جامع الدروس، ج/۲، ص/۴۸، متن متین، ص/۳۳۳)

قاعدہ

مرکب اضافی کی جمع مؤنث سالم بناتے وقت صرف پہلے جزء کی جمع آتی ہے جیسے ''سیدة الحسن'' (جب کہ کسی عورت کا علم ہو) کی جمع ''سیدات الحسن'' ہوگی اور اسم مرکب اسنادی اور تقییدی کو اپنی حالت پر چھوڑ کر ابتداء میں ''ذوات'' لفظ لگایا جاتا ہے جیسے: ''زاد الجمال'' (کسی عورت کا علم ہو) کی جمع ''ذوات زاد الجمال'' اور ''السیدة الحسناء'' کی جمع ''ذوات السیدة الحسناء'' ہوگی۔

(موسوعۃ النحو ص/۳۱۴، متن متین ص/۲۲۳، النحو الوافی ج/۴، ص/۶۲۳)

قاعدہ

علم مذکر کی جمع، جمع مذکر سالم آتی ہے (اور یہی افضل ہے) اور جمع مکسر بھی آسکتی ہے۔ جیسے: ''زید'' سے ''زیدون''، جبکہ ''زیود، اذیاد'' بھی آسکتی ہیں۔

علم مؤنث کی جمع سالم لانا افضل ہے اور جمع تکسیر لانا بھی درست ہے۔ جیسے: "سعاد" سے "سعادات" جبکہ "اسعد، سعد، سعائد" بھی آسکتی ہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۱۴، ھمع الھوامع، ج/۲، ص/۱۸۳)

قاعدہ

"ذو" یا "ابن" کے ساتھ مصدر اسماء غیر ذوی العقول کی جمع الف تاء کے ساتھ آتی ہیں۔ جیسے: "ذی القعدة" کی جمع "ذوات القعدة"، "بنت عرس" کی جمع "بنات عرس" آتی ہے اور اگر اسمائے ذوی العقول میں سے ہوں، تو "بنین" یا "ابناء" یا "ذوی" کے ساتھ ان کی جمع آئے گی۔ جیسے: "ابن حمدون" کی جمع "ابناء" یا "بنو حمدون" ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۱۲، معجم النحو، ص/۱۵۹، جامع، ج/۲، ص/۴۸، النحو الوافی، ج/۴، ص/۶۲۳، رضی، ج/۳، ص/۴۵۴)

قاعدہ

بعض جموع اپنے مفرد لفظ سے نہیں آتیں۔ جیسے: "نساء" کا مفرد "امرأة" ہے۔ (موسوعۃ النحو، ص/۳۰۰، جامع الدروس، ج/۲، ص/۴۷)

فائدہ

جمع تکسیر کی باعتبار معنی کے دو قسمیں ہیں۔ (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت

(۱) جمع قلت وہ ہے جس کا اطلاق تین سے لیکر دس تک پر ہوتا ہے۔

(۲) جمع کثرت وہ ہے جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہوتا ہے نیز جمع سالم مذکر ومؤنث بھی جمع قلت میں داخل ہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۰۰، معجم النحو، ص/۱۲۳، ھدایۃ النحو، ص/۷۷، نحو میر، ص/۲۹، جامع، ج/۴، ص/۲۰، الاشمونی، ج/۲، ص/۳۷۹)

فائدہ

جمع قلت کے چار اوزان ہیں۔ (۱) افعلة۔ جیسے: "اغزية" (۲) افعل۔ جیسے: "السُنّ، ارجل" (۳) فعلة۔ جیسے: "فتية، غلمة" (۴) افعال۔ جیسے: "اعناق، ابطال" مذکورہ بالا اوزان کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہوتے ہیں، اس کے

اوزان موسوعۃ النحو اور مطولات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۳۰۰، معجم النحو، ص/۱۳۳، ھدایۃ النحو، ص/۷۷، جامع الدروس، ج/۲، ص/۳۳، شرح الاشمونی، ج/۲، ص/۳۷۹، الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۱۲۸)

قاعدہ

اگر جمع قلت پر الف لام استغراق داخل ہو جائیں یا اس کی اضافت کی جائے تو جمع کثرت بن جائے گی، اور کثرت کا معنی دیگی، نیز جمع قلت و کثرت مجازاً ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتی ہیں۔

(جہد قصیر، ص/۳۹، معجم النحو، ص/۳۳، جامع، ج/۲، ص/۲۰، موسوعۃ، ص/۳۰، اشمونی، ج/۳، ص/۳۸)

فائدہ

سیبویہ کے نزدیک جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم سے جمع قلت مقصود ہوتی ہے لیکن غالب یہ ہے کہ یہ جمع قلت کے ساتھ مختص ہیں اور قلت و کثرت دونوں کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ (موسوعۃ النحو، ص/۳۰۱)

فائدہ

جمع کی ایک قسم "جمع الجمع" ہے جو کہ نو سے زیادہ پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے: "بیوتات، رجالات، اکالیب" اور صیغہ منتہی الجموع کو جمع مذکر سالم کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ مذکر عاقل کے لئے ہو۔ جیسے: "افاضل" کی جمع "افاضلون" ہے اور جمع مؤنث سالم کے ساتھ بھی آ سکتی ہے، بشرطیکہ مؤنث یا مذکر غیر عاقل کے لئے ہو۔ جیسے: "صواحب" سے "صواحبات"

(موسوعۃ النحو، ص/۳۱۳، معجم النحو، ص/۱۴۸، جامع الدروس، ج/۳، ص/۴۶)

فائدہ

کبھی ایک اسم مفرد کے لئے جمع مکسر میں ایک سے زیادہ صیغے آتے ہیں عام ہیں، دو صیغے ہوں۔ جیسے: "شاطئی" کی جمع "شطآن" اور "شواطئی" آتی ہیں یا تین

صیغے ہوں۔جیسے:"لسان" کی جمع "السن،السنة"اور"لسن" آتی ہیں یا چار صیغے ہوں ۔جیسے:"لحم"کی جمع "لحوم،الحم،لحمان"اور"لحام" آتی ہیں یا پانچ صیغے ہوں ۔جیسے:"حمار"کی جمع "احمر،حمر،حمیر،حمور،محمورا" آتی ہیں یا چھ صیغے ہوں۔جیسے:"اسد" کی جمع "اساد،اسد،اسدان،اسود،اسد"اور"مأسدة" آتی ہیں ان سے زیادہ بھی آسکتی ہیں۔ (موسوعۃ النحو،ص۳۱۰/)

قاعدہ

لغت عربیہ میں بعض جموع ایسی ہیں جن کا مفرد نہیں ہے۔جیسے:"تعاجیب" (بمعنی عجائب)"التباشیر،الاابابیل"(ای:الفِرَق)

(موسوعۃ النحو،ص۳۹۹/۔جامع،ج۳/،ص۴۷/)

قاعدہ

بعض اسماء کی جمع اور مفرد ایک ہی لفظ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں ۔جیسے:"الفلک"مفرد کی مثال:﴿فی الفلک المشحون﴾[الآیة](یس:۴۱)جمع کی مثال:﴿والفلک التی تجری فی البحر﴾[الآیة](البقرۃ:۱۶۴)اسی طرح جنب،عدو،ضیف وغیرہ الفاظ بھی اس قبیل سے ہیں۔

(جامع الدروس،ج۲/،ص۴۷/،جمع الجوامع،ج۳/،ص۱۸۴/،الاشباہ والنظائر،ج۳/،ص۳۷/)

قاعدہ

جن اسماء کی جمع قلت ہی آتی ہے۔جیسے:"رجل" کی جمع ارجل ہی آتی ہے،یا جن کی جمع کثرت ہی آتی ہے۔جیسے:"رجل" کی جمع"رجال" آتی ہے تو ان صورتوں میں یہ کثرت اور قلت دونوں میں مشترک ہوگی۔

(شرح رضی،ج۳/،ص۴۶۸/)

فائدہ

اسم جمع وہ ہے جو جمع کے معنی کو متضمن ہو۔جیسے:"قوم"اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جمع پر دلالت کرے اور مفرد نہ ہو۔ جیسے: ''قوم، رهط''

(۲) جمع پر دلالت کرے اور مفرد بھی ہو۔ جیسے: ''رکب، راکب'' کی جمع ہے۔ ''صحب، صاحب'' کی جمع ہے

(۳) اوزان جمع میں سے ہو لیکن جمعیت کے معنی پر دال نہ ہو اور مفرد ہو۔ جیسے: ''غزی، غازٍ'' کی اسم جمع ہے۔

(معجم النحو، ج ۴/ص ۱۶/، جامع الدروس، ج ۲/ص ۴۵/، جہد تصیر، ص ۳۰/، موسوعۃ النحو، ص ۶۴/، النحو الوافی، ج ۴/ص ۶۲۶/، ھمع الھوامع، ج ۴/ص ۱۷۴/)

قاعدہ

اسم جمع میں لفظ کا اعتبار کر کے مفرد کے احکام اور معنی کا اعتبار کر کے جمع کے احکام جاری کرنا دونوں جائز ہیں۔ جیسے: ''القوم ساز'' ''القوم ساروا''

(جامع الدروس، ج ۲/ص ۴۵/)

فائدہ

اسم جنس وہ ہے جو جمع کے معنی کو متضمن ہونے کے ساتھ جنس پر دلالت کر رہا ہو، پس ضمائر، اسماء اشارہ، موصولہ، اسمائے شرط، اسمائے استفہام، سب اسم جنس میں داخل ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) افرادی: جو قلیل و کثیر سب پر صادق آئے۔ جیسے: ''لبن، ماء، عسل''

(۲) جمعی: جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اور واحد اور جنس میں فرق کے لئے ''تاء'' لائی جائے۔ جیسے: ''کلم'' (اسم جنس) ''کلمة'' (واحد) ''شجر'' (اسم جنس) ''شجرة'' (واحد) یا فرق کے لئے ''یاء'' ذکر کی جائے جیسے: ''روم'' (جنس) ''رومیّ'' (واحد) ''زنج'' (جنس) ''زنجی'' (واحد)

(۳) احادی: وہ ہے جو واحد غیر معین پر دلالت کرے اور ''علی سبیل البدلیت'' تمام پر صادق آ سکے۔ جیسے: ''رجل، اسد''

(جہد تصیر، ص ۲۶/، معجم النحو، ص ۸۶/، جامع الدروس، ج ۲/ص ۴۵/، موسوعۃ النحو، ص ۶۴/، النحو الوافی، ج ۴/ص ۶۲۷/)

قاعدہ

جمع تکسیر اشیاء کو اپنی اصل کی طرف لوٹاتی ہے۔ جیسے: "دینار" کی جمع "دنَانِیر" ہے۔ کیونکہ "دینار" کی "یاء" نون سے بدل میں آئی ہے۔

(النحو الوافی، ج۴، ص۶۲۷)

قاعدہ

اسم مصغر کی جمع تکسیر کثرت کے لئے نہیں آتی، اس لئے کہ تصغیر قلت پر دلالت کرتی ہے۔ (النحو الوافی، ج۴، ص۶۲۸)

فائدہ

اسم جمع اور اسم جنس میں فرق یہ ہے کہ اسم جمع کا اطلاق واحد، اور اثنین پر نہیں ہوتا بخلاف اسم جنس کے۔ (شرح رضی، ج۳، ص۴۲۶)

قاعدہ

جمع تکسیر میں الف تکسیر کے بعد تین حروف نہیں آتے۔

(الاشباہ والنظائر، ج۲، ص۱۲۸)

قاعدہ

"فَعَّالَة" صیغۂ مبالغہ کی جمع تکسیر نہیں آتی تاکہ بناء مبالغہ برقرار رہے۔

(الاشباہ والنظائر، ج۲، ص۱۲۹)

فائدہ

جمع تکسیر باعتبار معنی کے تین قسم پر ہے۔

(۱) لفظاً اور معنی جمع ہو۔ جیسے: "رجال، زیدون"

(۲) صرف لفظاً جمع ہو اور معنی نہ ہو۔ جیسے: ﴿فقد صغت قلوبکما﴾ [الآیۃ] (التحریم:۴)

(۳) معناً جمع ہو اور لفظاً نہ ہو۔ جیسے: رهط، بشر۔

(الاشباہ والنظائر، ج۲، ص۱۲۹)

فائدہ

تثنیہ اور جمع سالم کے درمیان فرق یہ ہے کہ تثنیہ میں ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں یکساں ہوتے ہیں جب کہ جمع سالم صرف ذوالعقول کے ساتھ مختص ہے پس "حمل" کی جمع سالم "حملون" نہیں آتی۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۲۲۵)

فائدہ

جمع تکسیر اور اسم جمع میں پانچ فرق ہیں۔

(۱) جمع تکسیر میں بناء برقرار نہیں رہتی۔

(۲) جمع تکسیر کی طرف "ھذا" کے ذریعے اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳) جمع تکسیر کی طرف مفرد کی ضمیر لوٹ سکتی ہے۔

(۴) جمع تکسیر "ھو" (مبتدا) سے خبر واقع نہیں ہوسکتی۔

(۵) جمع تکسیر کی تصغیر نہیں آتی، بخلاف اسم جمع کے، کہ مذکورہ تمام امور میں مختلف ہوتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ج ۳، ص ۲۲۶)

خاتمہ در بیان مصدر واُسماء مشتقہ

بحث مصدر

تعریف

مصدر وہ اسم ہے جو صرف حدث پر دلالت کرے (یعنی ایسے معنی پر جو قائم بالغیر ہو) زمانہ سے خالی ہو، اور اپنے فعل کے حروف کو متضمن ہو۔

(رضی ج ۲/ص ۱۶۱، معجم الخوص ۳۴۳/، موسوعۃ الخوص ۶۲۶/، الخوا الکافی ص ۳۸۷/، جامع ج ۱/ص ۱۲۳/، متن متین ص ۲۲۹/، اُوضح المسالک ج ۳/ص ۳۰۰/)

فائدہ

مصدر کی تین قسمیں ہیں: اصلی، میمی، صناعی

(۱) اصلی کی تعریف

جو خالی معنی پر دلالت کرے، نہ ابتداء میں میم ہو اور نہ آخر میں ایسی یاء مشدّدہ ہو جس کے بعد تاء تانیث مربوط ہو۔ جیسے: "علم، فهم، قتال"

(۲) میمی کی تعریف

وہ ہے جس کی ابتداء میں میم زائدہ مفتوحہ (سوائے مفاعلۃ) ہو، تاکہ صرف معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: "مصدر، مضربٌ"

(۳) صناعی قیاسی کی تعریف

اس کا اطلاق اس لفظ پر ہوتا ہے جس کے آخر میں دو یا مشددہ بڑھائی جائیں، پھر آخر میں تاء تانیث مربوط ہو، تاکہ ایسا اسم بن جائے جو کہ صرف معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کا مصدر صناعی "انسانیۃ" ہے۔

پس مصدر صناعی اسم جامد مؤول بالمشتق ہوا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ شبہ جملہ متعلق ہو سکتا ہے۔ (موسوعۃ الخوص ۶۶/، جامع ص ۱۷۳/، ۱۳۲، ۱۲۴)

فائدہ

مصدر ثلاثی کے اوزان کے لئے کوئی قاعدہ اور قانون نہیں ہے، پس وہ صرف سماع پر موقوف ہیں، البتہ غیر ثلاثی مجرد کے اوزان قیاسی ہیں۔ جیسے: ''إفعال، استفعال'' وغیرہ۔

(ھدایۃ النحوص ۸۶/، معجم النحوص ۳۴۴/، جامع ج ۱/ص ۱۲۴/)

قاعدہ

مصدر اپنے فعل والا عمل کرتا ہے، اگر لازمی فعل کا مصدر ہو تو صرف فاعل کو رفع دے گا۔ جیسے: ''أعجبنی قیام زید'' یہاں ''قیام'' مصدر لازمی ہے اور فاعل حکماً مرفوع ہے۔

اور اگر مصدر فعل متعدی کا ہو، تو فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے گا۔ جیسے: ''ساءنی عصیانک إیای''

(النحو الکافی ص ۳۸۷/، معجم النحو ج ۲/ص ۱۹۸/، أوضح المسالک ج ۳/ص ۳۰۱/، الأشمونی ج ۲/ص ۱۹۸/)

فائدہ

مصدر اپنے فعل سے دو باتوں میں مختلف ہے۔

(۱) مصدر کے نائب فاعل کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے، بخلاف فعل کے۔

(۲) مصدر کے فاعل کا حذف جائز ہے، جبکہ فعل کے فاعل کا حذف جائز نہیں ہے۔

(شرح الأشمونی ج ۲/ص ۱۹۸/)

فائدہ

کبھی مصدر لایا جاتا ہے اور اس سے اسم فاعل یا اسم مفعول کا معنی مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے:

﴿ماء کم غورا﴾ [الآیۃ] أی غائراً ﴿هذا خلق الله﴾ [الآیۃ] أی: مخلوق الله

(شرح مفصل ج ۲/ص ۵۰/)

فائدہ

مصدر کے عمل کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) مصغر نہ ہو (۲) مفعول مطلق نہ ہو (۳) ضمیر نہ ہو
(۴) خبر نہ ہو (۵) تائے وحدت نہ ہو (۶) فاصلہ نہ ہو
(شرح الاشمونی ج ۲/ص ۲۰۲، معجم النحو ص ۳۴۶/، موسوعۃ النحو ص ۶۲۸/، متن متین ص ۲۳۰/)

فائدہ

دو مقامات میں مصدر فعل والا عمل کرتا ہے۔
(۱) مصدر فعل کا قائم مقام ہو۔ جیسے: "ضربا زیدًا"
(۲) مصدر "أن" مصدریہ یا "ما" مصدریہ فعل کے ساتھ مقدر مانا جائے۔
(النحو الکافی ص ۳۸۸/، شرح الاشمونی ج ۲/ص ۳۰۰/، شرح ابن عقیل ج ۲/ص ۹۳/، النحو الوافی ج ۳/ص ۲۱۱/)

فائدہ

مذکورہ بالا دوسری صورت کی تین حالتیں ہیں۔
(۱) مصدر مضاف ہو، اس کی پانچ صورتیں ہیں۔
۱۔ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو، اور مفعول بھی مذکور ہو۔ جیسے: ﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض﴾ [الآية]
۲۔ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو اور مفعول مذکور نہ ہو۔ جیسے: ﴿وما كان استغفار إبراهيم لأبيه إلا عن موعدة وعدها إياه﴾ ای: استغفار ابراهيم ربَّه لأبيه"
۳۔ مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو اور فاعل مذکور ہو۔ جیسے "بني الاسلام على خمس ..... وحج البيت من استطاع إليه" (بخاری) أی: أن يحج البيتَ من استطاع إليه سبيلاً"
۴۔ مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو، اور فاعل محذوف ہو۔ جیسے: ﴿لا يسئم الإنسان من دعاء الخير﴾ "أی: من دعائه الخيرَ"
۵۔ ظرف کی طرف مضاف ہو فاعل مرفوع اور مفعول منصوب مذکور ہو۔ جیسے: "سرّني انتظار يوم الجمعة الناسُ علماءَ هم"

(۲) مصدر منون ہو، یہ اپنے فعل کا عمل کرے گا۔ جیسے: ﴿أو إطعام مسكين في يوم ذي مسغبة يتيما ذا مقربة﴾ [الآية]

(۳) مصدر معرف باللام ہو اور یہ کم استعمال ہوتا ہے۔

(معجم النحو ص/۳۸۷، النحو الکافی ص/۳۸۹، موسوعۃ ص/۶۲۸، النحو القرآنی ص/۵۷۲، الاشمونی ج/۲، ص/۲۰۸، عدۃ السالک ج/۳، ص/۲۱۰، ص/۲۱۴)

فائدہ

اسم مصدر:۔ وہ اسم ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مصدر کے برابر ہو، لیکن اپنے فعل ماضی کے تمام حروف پر مشتمل نہ ہو، بلکہ کم ہو۔ جیسے: سبحان، اذان، وغیرہ

فرق

اسم مصدر اور مصدر کے درمیان فرق یہ ہے۔

کہ اسم مصدر اپنے فعل کے تمام حروف پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ فعل کے حروف سے بغیر عوض کے کم ہو۔ جیسے: "عطاء، کلام" جواب اور وضوء "أعطى، كلّم، أجاب، اور توضأ کے اسماء مصادر ہیں، جبکہ مصادر اصلیہ "اعطاء، تكليما، إجابة اور توضوء ہیں۔

البتہ مصدر اپنے فعل ماضی کے تمام حروف پر مشتمل ہوتا ہے، خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً یا کم ہو لیکن اس کے عوض میں کوئی حرف ہو۔ جیسے: "عدة، وعد" کا مصدر ہے، اسم مصدر نہیں ہے۔

(النحو الکافی ص/۲۹۰، معجم النحو ص/۲۳، جامع ج/۱، ص/۱۲۳، الاشمونی ج/۳، ص/۲۰۴)

فائدہ

اسم مصدر اپنے ہم معنی مصدر کی طرح عمل کرتا ہے، البتہ اس کا عمل کم ہے۔ جیسے: "من قبلة الرجل إمرأته الوضوء" (الحدیث) یہاں "قبلة" اسم مصدر نے "امرأته" کو نصب دیا ہے۔ (النحو الکافی ص/۲۰۱، شرح ابن عقیل ج/۲، ص/۹۹)

قاعدہ

مصدر پر اس کا معمول مقدم نہیں ہو سکتا، البتہ اگر ظرف یا جار مجرور معمول ہو تو مقدم

ہوسکتا ہے۔جیسے:﴿فلما بلغ معه السعي﴾[الآیۃ]یہاں"معه"ظرف"السعی" مصدر کے لئے معمول مقدم ہے۔ (ہدایۃ النحوص ۷۸/،رضی ج ۳/،۴۷۵،معجم النحوص ۳۵۶/)

فائدہ

مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جائز ہے حالانکہ فاعل عمدہ ہے،اسی طرح مصدر میں فاعل کی ضمیر مستتر ماننا بھی درست نہیں۔

(جہد قصیر ص ۸۴/،کافیہ ص ۸۵/،متن متین ص ۲۳۰/،النحو القرآنی ص ۵۷۵/،الاشباہ والنظائر ج ۲/،ص ۱۹۳/)

فائدہ

مصدر کے معمول کے تابع میں دو وجہیں جائز ہیں،اگر مصدر کے فاعل کا تابع ہو تو لفظ کو دیکھتے ہوئے مجرور اور محل کا اعتبار کر کے مرفوع پڑھنا جائز ہے،اور اگر مصدر کے مفعول (مضاف الیہ) کا تابع ہو،تو لفظ کا اعتبار کر کے مجرور اور محل کا اعتبار کر کے منصوب پڑھنا درست ہے۔

(معجم النحوص ۳۴۸/،موسوعۃ النحو ،أوضح المسالک ج ۲/،۱۴،رضی ج ۳/،ص ۴۸۰/)

تنبیہ

مصادر کے اوزان اور اقسام اور تفصیل موسوعۃ النحوص ۶۲۹/،معجم النحوص ۳۴۹/ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ

کبھی مصدر اپنی صفت کی طرف مضاف ہوتا ہے۔جیسے:﴿استكباراً في الارض ومكر السّيّ﴾[الایۃ]یہاں"مکر""السیّ"صفت کی ظرف مضاف ہے۔

(النحو القرآنی ص ۵۷۳/)

فائدہ

معرف باللام مصدر کے عمل کے بارے میں چار اقوال منقول ہیں۔

قرآن مجید میں ایسا معرف باللام مصدر نہیں آیا ہے، جس نے فاعل یا مفعول میں صراحۃً عمل کیا ہو، البتہ حرف جارہ کے ذریعے سے متعدی آیا ہے۔ جیسے: ﴿لایحب الله الجهر بالسّوء من القول﴾[الآیة]

(النحو القرآنی ص/۵۷۵، عدۃ المسالک ج/۳، ص/۳۰۷، رضی ج/۳، ص/۴۷۸)

فائدہ

مصدر کا نہ تثنیہ آتا ہے اور نہ جمع (ھمع الھوامع ج/۱، ص/۱۸۶)

فائدہ

مصدر صریح اسم فاعل کی جگہ واقع ہوسکتا ہے۔ جیسے: ﴿ماء کم غورًا﴾ [الآیة] اور اسم مفعول کی جگہ بھی واقع ہوسکتا ہے۔ جیسے: ﴿هذا خلق الله﴾ [الآیة] اور مصدر مؤول بھی فاعل اور مفعول کی جگہ واقع ہوسکتا ہے جیسے: ''عسیٰ زیدٌ أن یقوم'' ﴿ما کان هذا لقرآن أن یفتری﴾[الآیة] (الاشباہ والنظائر ج/۲، ص/۹۳)

قاعدہ

مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کے لئے مندرجہ ذیل قاعدہ ہے۔

(۱) ہر وہ مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ جس کی ''فا'' مفتوح ہو اور آخر میں تاء ہو، اس کا مابعد ساکنِ اوّل مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: ''مفاعلة'' اور ''فعللة'' اور اس کے ملحقات۔

(۲) ہر مصدر مذکور جس کی ''فاء'' سے پہلے ''تاء'' ہو اور ''فا'' مفتوح ہو اس کا مابعد ساکن اول مضموم ہوتا ہے۔ جیسے: ''تقابل، تقبُّل'' وغیرہ

(۳) اگر ''فاء'' ساکن ہو تو اس کا مابعد مکسور ہوتا ہے۔ جیسے: ''تصریفٌ''

(۴) ہر وہ مصدر جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو اس کا مابعد ساکن اول مکسور ہوتا ہے۔ جیسے: ''اجتناب'' اور ''استنصار'' وغیرہ

(۵) ہر وہ مصدر جس کی ابتداء میں ہمزۂ قطعی ہو اس کا مابعد ساکنِ اوّل مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: ''إفعال'' (علم الصیغہ ص/۳۰)

بحث اسم فاعل

تعریف

اسم فاعل وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطریق حدث اور تجدد کے قائم ہو۔ جیسے: "ذاهب، مسافر"

(موسوعۃ النحو ص/۸۸، کافیہ ص/۸۷، ھدایۃ النحو ص/۷۹، جامع الدروس العربیہ ج/۱، ص/۱۳۷، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۳۸، متن متین ص/۲۳۰)

قاعدہ

ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ "فاعل" کے وزن پر آتا ہے، جیسے: "لاعب، کاتب" اور غیر ثلاثی سے فعل مضارع کے وزن پر مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ کہ میم مضمومہ کو حرف مضارع کی جگہ لایا جائے اور ماقبل آخر کو مکسور کر دیا جائے، خواہ پہلے مکسور ہو یا نہ ہو۔ جیسے: "یدحرج" سے "مدحرج" اور "یستغفر" سے "مستغفر"

البتہ اگر ماقبلِ آخر الف ہو، تو اسم فاعل میں بھی الف ہوگا، جیسے "یختار" سے "مختار"، "یکتال" سے "مکتال"

(موسوعۃ النحو ص/۶۸، معجم النحو ص/۱۶، کافیہ ص/۸۷، جامع ج/۱، ص/۱۳۵، النحو الوافی ج/۲، ص/۲۴۰)

قاعدہ

فعل لازمی کا اسم فاعل "فَعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے جبکہ اعراض میں سے ہو۔ جیسے "فرح، أشر، اور اگر ألوان (رنگوں) اور خلقت میں سے ہو، تو أفعل کے وزن پر آئیگا، جیسے: "أخضر، أعور" اور اگر امتلاء (بھرنا) اور باطن کی گرمائش کے معنی پر دلالت کر رہا ہو، تو "فعلان" کے وزن پر آئیگا۔ جیسے: "ریّان، عطشان"

(معجم النحو ص/۱۷)

فائدہ

اسم فاعل اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے پس اگر فعل لازمی ہو تو اسم فاعل

صرف فاعل کو رفع دے گا، اور اگر متعدی ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔

(معجم النحو ص ۱۷، موسوعۃ النحو ص ۹۷، النحو الکافی ص ۳۹۶، کافیہ ص ۸۷)

فائدہ

اسم فاعل کی دو صورتیں ہیں: (۱) مقرون باللام (۲) مجرد عن اللام

(۱) مقرون باللام کی صورت میں عمل کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ فعل کی طرح تمام معمولات میں عمل کرے گا۔ جیسے "حضر المکرم اخاک الآن أو غدا" ﴿والکاظمین الغیظ﴾ الآیۃ (ال عمران: ۱۳۴)

اور اگر مجرد عن اللام ہو تو عمل کے لئے دو شرطیں ہیں

(۱) زمانہ حال یا استقبال ہو (۲) مندرجہ ذیل چھ امور میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہو۔

(۱) مبتدا پر۔ جیسے: ﴿فانه اثم قلبه﴾ الآیۃ (البقرۃ: ۲۸۳)

(۲) موصوف پر۔ جیسے: ﴿شرابٌ مختلف الوانه﴾ الآیۃ (النحل: ۶۹)

(۳) موصول پر۔ جیسے: "جاء نی القائم ابوه" ﴿والقاسیة قلوبهم﴾ [الآیۃ]

(۴) ذوالحال پر۔ جیسے: ﴿وهم یلعبون لاهیة قلوبهم﴾ الآیۃ (الانبیاء ۳)

(۵) نفی پر۔ جیسے: "ماقائم زیدٌ"

(۶) استفہام پر۔ جیسے: "أقائمٌ زیدٌ"

(معجم النحو ص ۱۸، النحو القرآنی ص ۵۷۶، موسوعۃ النحو ص ۶۸، النحو الکافی ص ۳۹۶، شرح قطر الندا ص ۳۶۲)

فائدہ

استفہام مقدر بھی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ لفظوں میں موجود ہو۔

(الاشمونی ج ۲، ص ۲۱۸)

فائدہ

واضح رہے کہ اسم فاعل کے عمل کے لئے مذکورہ شرائط شبہ جملہ یا فاعل ظاہر یا مفعول بہ منصوب میں عمل کے لئے ضروری نہیں۔ (النحو الوافی ج ۳، ص ۲۳۸)

فائدہ

اسم فاعل کے عمل کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مصغر نہ ہو، اور نہ موصوف ہو اور نہ درمیان میں فاصلہ بالاجنبی ہو، ورنہ عمل نہیں کرے گا۔

(معجم النحو ص/۱۸، متن متین ص/۲۳۱، رضی ص/۴۹۵، اشمونی ج/۲، ص/۳۱۶، عدۃ السالک ج/۳، ص/۲۱۷)

فائدہ

اگر اسم فاعل کے بعد دو یا تین مفعول واقع ہوں اور پہلے کی طرف مضاف ہو، تو باقی مفعول منصوب ہی ہوں گے۔ جیسے: "انت مخبر المعلم الخبر صحیحاً"

(موسوعۃ النحو ص/۶۹، النحو الوافی ج/۳، ص/۲۵۵)

فائدہ

کبھی اسم فاعل کے مفعول بہ پر لام جارہ داخل ہوتا ہے اور اس کو جر دیتا ہے۔ جیسے: "انت مکافئ للمجتهد"

(موسوعۃ النحو ص/۶۹، رضی ج/۳، ص/۴۸۹، النحو الوافی ج/۳، ص/۲۵۵)

فائدہ

امام کسائی اور ہشام کے نزدیک اسم فاعل کے عمل کے لئے زمانہ حال اور استقبال شرط نہیں بلکہ ان کے نزدیک زمانہ ماضی میں ہوتے ہوئے بھی اسم فاعل عمل کرتا ہے جیسے: ﴿و کلبهم باسطٌ ذراعیه بالوصید﴾ [الآیة] (الکہف:۱۸)

البتہ دیگر نحاۃ کے نزدیک یہ حکایتِ حالِ ماضی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک زمانہ حال یا استقبال کا ہونا شرط ہے۔

(النحو القرآنی ص/۵۷۷، شرح قطر الندی ص ۳۶۳، رضی ج/۳، ص/۴۸۷، شرح ابن عقیل ج/۲، ص/۱۰۶، اشمونی ج/۲، ۲۱۶)

فائدہ

اسم فاعل اضافت کی صورت میں بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً

(۱)اسم فاعل اپنے مفعول کی طرف مضاف ہواور بعد میں فاعل مذکور ہو۔جیسے :﴿انه مصيبها ماصابهم﴾[الآية](هود:۸۱)

(۲) اسم فاعل اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو اور فاعل مذکور نہ ہو۔جیسے :﴿الحمد لله فاطر السموت والارض﴾[الآية](فاطر:۱)

(النحو القرآنی ص/۵۷۸)

فائدہ

اسم فاعل تثنیہ اور جمع کی حالت میں عمل اور شروط میں مفرد کی طرح ہے۔جیسے :جمع مذکر سالم کی مثال:﴿والذاكرين الله كثيرًا﴾[الآية](الاحزاب:۳۵)

جمع مکسر کی مثال:﴿خُشعًا ابصارهم﴾[الآية](القمر۷)

(النحو القرآنی ص/۵۷۸،معجم النحو ص/۱۸،موسوعۃ النحو ص/۶۹،النحو الکافی ص/۳۹۹،اوضح المسالک ج/۳،ص/۲۲۵،النحو الوافی ج/۳،ص/۳۵۷)

فائدہ

اسم فاعل کے بعد متصل اسم فضلہ کو مجرور بناء بر اضافت اور منصوب پڑھنا جائز ہے۔جیسے:﴿ان الله بالغ امره﴾(علی قراۃ)﴿هل هنّ كاشفات ضرّه﴾

اور اگر مضاف الیہ کے ذریعے فاصلہ آیا ہو تو منصوب پڑھنا واجب ہے۔جیسے:"هذا معطى محمد درهمًا"﴿انى جاعلٌ فى الارض خليفة﴾[الآية](البقرۃ:۳۰)

(معجم النحو ص/۱۹،شرح الاشمونی ج/۲،ص/۲۲۷)

فائدہ

اگر اسم فاعل ماضی کے لئے ہو تو اس کی اضافت معنوی مابعد کی طرف واجب ہے۔جیسے :"هو ضارب زيد"۔

(رضی ج/۳،ص/۴۸۷،متن متین ص/۲۳۱،شرح ابن عقیل ج/۲،ص/۱۰۶،جمع الجوامع ج/۲،ص/۹۶)

فائدہ

اسم فاعل کے معمول کے تابع میں دو وجہیں جائز ہیں۔

(۱) لفظ کی رعایت کرتے ہوئے مجرور پڑھنا۔

(۲) محل کا اعتبار کر کے منصوب پڑھنا۔ جیسے: "هل أنت ضارب زيدو عمرو"

یہاں "عمرو" میں دونوں وجہیں جائز ہیں۔

(معجم النحو ص/۱۹، موسوعۃ النحو ص/۶۹، رضی ج/۳، ص/۴۹۶، اشمونی ج/۲، ۲۲۸، النحو الوافی ج/۳، ص/۲۵۴)

فائدہ

اسم فاعل کے مفعول کو اسم فاعل پر مقدم کرنا درست ہے۔ جیسے: "الكتاب انا قارئ"

البتہ اسم فاعل اگر مقرون باللام یا اضافت یا حرف جارہ کی وجہ سے مجرور ہو تو تقدیم جائز نہیں ہے، جیسے: "قدم المولف الكتاب"، "هذا كتاب معلم الادب"

اگر حرف جر زائد ہو تو تقدیم جائز ہے۔ جیسے: "ليس زيدٌ خلفَه بمكرمٍ"

(معجم النحو ص/۹، موسوعۃ النحو ص/۶۹، حاشیۃ الصبان ج/۲، ص/۳۰۰، النحو الوافی ج/۳، ص/۲۶۰، جمع الجوامع ص/۹۶)

فائدہ

اگر اسم فاعل کی نسبت اپنے فاعل کی طرف ہو تو وہ ناقص ہوگا یعنی مل جملہ نہیں ہوگا بلکہ شبہ جملہ ہوگا اگر نفی یا استفہام کے بعد آئے تو پورا جملہ ہوگا۔ جیسے: "أضارب زيد"، "ماقائم زيد" (جہد قیصر ص/۱۰۷)

فائدہ

اسم مبالغہ اسم فاعل کی طرح مذکورہ شرائط کے ساتھ مل کر عمل کرتا ہے لیکن "فعّالٌ، فعول، مفعالٌ" کا عمل کثیر ہے اور "فعیل" کا عمل قلیل ہے۔ (عامۃ الکتب النحویہ)

فائدہ

اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف نہیں ہوتا، اور اگر اسم فاعل میں دوام کا معنی ہو تو صفت مشبہ کے حکم میں ہوگا تو اس صورت میں اضافت ہو سکتی ہے۔

(النحو الوافی ج ۳، ص ۲۵۶، جہد قصیر ص ۸۰، متن متین ص ۲۳۲)

فائدہ

اسم فاعل میں باعتبار مقام کے ہر تینوں ضمائر (متکلم، مخاطب، غائب) مستتر ہو سکتی ہیں۔

(جہد قصیر ص ۸۰)

فائدہ

اسم فاعل کو ایسے حرف جارہ کے ذریعے متعدی کرنا جائز ہے جن کے ذریعے اس کے فعل کو متعدی کرنا جائز نہ ہو۔ جیسے: ﴿فعال لمایرید﴾ [الآیة] (ھود: ۱۰۷)

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۹۷)

فائدہ

کبھی اسم فاعل اسم مفعول کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: ﴿ماءٍ دافق﴾ [الآیة] (الطارق: ۶) "ای ماء مدفوق"، ﴿عیشة راضیة﴾ [الآیة] (القارعة: ۷) "ای مرضیة"

کبھی اسم فاعل اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: ﴿انه کان وعده مأتیاً﴾ [الآیة] (مریم: ۶۱) "ای اتیا" (الاشباہ والنظائر: ج ۲، ص ۱۹)

فائدہ

اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر مفردات میں سے شمار ہوتا ہے، جبکہ فعل کو اپنے فاعل کے ساتھ ملا کر جملہ کہا جاتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر ہ ج ۲، ص ۱۹۷)

فائدہ

اسم فاعل جمع سے نون کو عمل اور معرف باللام ہونے کی صورت میں حذف کر دینا جائز ہے۔ (رضی ج ۳، ص ۴۹۴، متن متین ص ۲۳۲)

فائدہ

اسم فاعل کے تثنیہ اور جمع (ضاربان ،ضاربون) میں الف اور نون دونوں حروف ہیں جو کہ تثنیہ اور جمع پر دلالت کر رہے ہیں جبکہ فعل (یضربان ،یضربون) میں نون فاعل کے تثنیہ یا جمع ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۹۷)

بحث اسم مفعول

تعریف

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی مجہول سے مشتق ہو، تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔ جیسے: "مسموع ،محبوب"

(موسوعۃ النحو ص ۷۵، النحو الکافی ص ۴۰۷، ھدایۃ النحو ص ۸۰، کافیہ ص ۸۸)

فائدہ

ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ "مفعول" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: "مضروبٌ ،مقصودٌ"

اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی طرح آئے گا صرف فرق یہ ہے کہ اسم مفعول کا ماقبلِ آخر مفتوح ہوگا۔ جیسے: "مستخرج ،مدحرجٌ"

(معجم النحو ص ۲۴، ھدایۃ النحو ص ۸۸، موسوعۃ النحو ص ۷۱۵، النحو الوافی ج ۳، ص ۲۸۱)

فائدہ

اسم مفعول کے احکام اسم فاعل کی طرح ہیں البتہ فرق اتنا ہے کہ یہ فاعل کے بجائے نائب فاعل کے رفع دیتا ہے۔ جیسے: ﴿ذلک یوم مجموع له الناس﴾ الآیۃ (ھود: ۱۰۳) ﴿جنات عدن مفتحة لهم الأبواب﴾ الآیۃ (ص: ۵۰)

(معجم النحو ص ۲۴، ھدایۃ النحو ص ۸۰، النحو الکافی ص ۴۰۷، النحو الوافی ص ۵۷۹، موسوعۃ النحو ص ۷۵، رضی ج ۳، ص ۴۹۸)

فائدہ

اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف نہیں ہوتا اور اسم مفعول اپنے نائب فاعل کی طرف مضاف ہوسکتا ہے۔

(جہد تقصیر ص ۸۱، اوضح المسالک ج ۳/ص ۲۳۲، اشمونی ج ۳/ص ۲۳۰)

فائدہ

اسم مفعول فعل متعدی سے آتا ہے خواہ فعل بنفسہ متعدی ہو یا غیر کی وجہ سے متعدی ہو۔ جیسے: "مرقوق به ،مشفق علیه"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۱۳۸، شرح مفصل ص ۸۰/، رضی ج ۲/ ۳۹۹)

فائدہ

چار اوزان ایسے ہیں جو دلالت علی معنی المفعول میں اسم مفعول کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

(۱) فَعِیْلٌ بمعنی مفعولٌ۔ جیسے: "قَتِیْلٌ ،ذبیح ،حبیب ،اسیر ،طریح ، مقتول ،مذبوح ،ماسور ،محبوب ،مطروح کے معنی میں ہیں۔

(۲) فِعْلٌ۔ جیسے: ذبحٌ ،طحن ،طرح ،رعیٌ ،بمعنی مذبوح ،مطحون ،مطروح ،مرعیٰ۔

(۳) فَعَلٌ۔ جیسے جزر ،عدد ،سلب ،جلب ،قنص ،بمعنی مجزور ،معدود ،مسلوب ،مجلوب ،مقنوص۔

(۴) فُعْلَةٌ۔ جیسے: اکلة ،غرفة ،طعمة ،ماکول ،معروف اور مطعوم کے معنی میں ہیں۔

مذکورہ بالا آخری تین (فعل ،فعل ،فعلة) سماعی ہیں ،اور قلیل بھی اور مذکر اور مونث دونوں کیلئے آتے ہیں۔ (جامع الدروس ج ۱/ص ۱۳۹، النحو الوافی ج ۳/ص ۲۷۳)

فائدہ

اکثر مصدر کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مفعول کا معنی مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے

:"هذا ضربک، واکلک وکتابک وعملک "بمعنی "هذا مضروبک وماکولک، ومکتوبک، ومعلومک " (جامع الدروس ج ۱، ص ۳۹)

فائدہ

اسم فاعل اور اسم مفعول میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل فعل متعدی اور لازمی دونوں سے آسکتا ہے جبکہ اسم مفعول صرف فعل متعدی سے آتا ہے۔

البتہ اگر لازمی کو حرف یا ظرف کے ذریعے متعدی کیا جائے تو پھر اس سے اسم مفعول آسکتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۹۸)

بحث "الصفة المشبهة"

تعریف

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو مصدر لازمی سے مشتق ہو، اور ایسی ذات کے لئے موضوع ہو جس کے ساتھ معنی حدوثی بطور دوام وثبوت کے قائم ہو۔ جیسے: "حسن، کریم، صعب" (جامع الدروس ج ۱، ص ۱۳۹، النحو الکافی ص ۴۱۱، متن متین ص ۲۳۲)

فائدہ

صفت مشبہ کو صفت مشبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اسم فاعل کے ساتھ مشابہ ہے یعنی اسم فاعل کی طرح اس کا تثنیہ، جمع، مذکر، مونث آسکتے ہیں۔

اسی طرح اپنے مابعد معرفہ کو مفعول بہ سے مشابہت کی وجہ سے نصب دیتی ہے۔

(جامع الدروس ج ۱، ص ۱۴۹، شرح قطر الندا ص ۱۷۱، شرح مفصل ج ۶، ص ۸۱)

فائدہ

صفت مشبہ اکثر باب فَعِل یفعَل اور فَعُل یفعُل لازمی سے آتی ہے۔ جیسے: "فرِح یفرح" اور "شرف یشرُف"

یہ دیگر ابواب سے بہت کم آتی ہے۔جیسے:"سید ،ساد ،یسود " سے "ضیق ،ضاق یضیق "سےاور "حریص ،حرص یحرص "سے۔

(جامع الدروس ج ۱ص ۱۴۰،اوضح المسالک ج ۲،ص ۲۴۲)

فائدہ

الوان اورعیوب ظاہرہ سے صفت مشبہ "افعل " کے وزن پر قیاسی آتی ہے۔جیسے :"اسود ،ابیض ،اعور " (شرح رضی ج ۳،ص ۵۱)

فائدہ

ثلاثی مجرد سے اس کے چار اوزان آتے ہیں،یعنی "افعل ،فعلان ،فعل ،فعیل "اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی وزن پر آتی ہے۔جیسے "معتدل القامة "

(جامع الدروس ص ۱۹۰،موسوعۃ النحو ص ۴۱۸)

﴿انتباہ﴾ باقی اوزان صفت مشبہ کی تفصیل علم التصریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ

صفت مشبہ کے عمل کے لئے وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل (جبکہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہو) کی تھیں سوائے زمانہ کے۔جیسے:"محمد حسن الوجه "

(النحو الکافی ص ۴۱۱،شرح رضی ج ۳،ص ۵۰۲)

فائدہ

صفت مشبہ کی تین قیاسی قسمیں ہیں

(۱) فعل لازمی (یا مصدر لازمی) سے ایسی ذات کے لئے مشتق ہو،جس کے ساتھ وہ صفت بطور ثبوت قائم ہو۔

(۲) بغیر تاویل کے اصل کے ساتھ ملحق ہو اور یہ ہر وہ مشتق ہے جو اسم فاعل یا اسم مفعول کے وزن پر ہو اور دوام وثبوت پر دال ہو۔

(۳) اسم جامد،جو کہ اسم مشتق کے ساتھ اس کی تاویل کی گئی ہو۔

(موسوعۃ النحو ص ۴۱۸،شرح رضی ج ۳،ص ۵۴۴،النحو الوافی ج ۳،ص ۲۸۴)

فائدہ

صفت مشبہ اسم فاعل کے ساتھ مندرجہ ذیل امور میں مشترک ہے۔(۱) اشتقاق، معنی حادث پر دلالت، قبول تثنیہ وجمع، تذکیر، تانیث، اور مفعول بہ کو مشابہت کی وجہ سے نصب دینا۔

(موسوعۃ النحو ص/۴۱۹، معجم النحو ص/۲۱۱، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۰۰، الاشباہ والنظائر ج/۲، ص/۱۹۹)

فائدہ

اسم فاعل اور صفت مشبہ کے درمیان گیارہ امور میں فرق ہے۔

(۱) صفت مشبہ لازمی سے اور اسم فاعل لازمی اور متعدی دونوں سے آتا ہے۔

(۲) صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہوتے ہیں جبکہ اسم فاعل کے اوزان قیاسی ہیں۔

(۳) تصغیر کی صورت میں صفت مشبہ کا عمل باطل ہو جاتا ہے بخلاف اسم فاعل کے۔

(۴) صفت مشبہ میں ثبوت، دوام اور اسم فاعل میں حدوث ہوتا ہے۔

(۵) صفت کا معمول مقدم نہیں ہو سکتا اور اسم فاعل کا مقدم ہو سکتا ہے۔

(۶) صفت مشبہ کا فاعل فقط سببی ہے اور اسم فاعل کا سببی اور اجنبی دونوں ہو سکتے ہیں۔

(۷) صفت مشبہ کا مضارع کے ساتھ حرکات وسکنات میں برابر ہونا ضروری نہیں، جبکہ اسم فاعل حرکات، سکنات میں یکساں ہوتا ہے۔

(۸) اسم فاعل عمل میں اپنے فعل کا مخالف نہیں ہو سکتا اور صفت ہو سکتی ہے، اس لئے کہ صفت مشبہ لازمی سے مشتق ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو نصب دے سکتی ہے۔

(۹) اسم فاعل کو حذف کر کے اس کا معمول برقرار رکھنا درست ہے جبکہ صفت مشبہ میں جائز نہیں ہے۔

(۱۰) اسم فاعل کے موصوف کو حذف کر کے اس کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی طرف اضافت جائز ہے بخلاف صفت مشبہ کے۔

(۱۱) اسم فاعل کے مرفوع اور منصوب کے درمیان فاصلہ درست ہے بخلاف صفت مشبہ کے۔

(مغنی اللبیب ج/۲، ص/۱۳۸، موسوعۃ النحو ص/۴۱۹، معجم النحو ص/۲۱۱، شرح شذور الذہب ص/۳۶۴، شرح قطر الندی، ص/۲۷۲، اوضح المسالک ج/۳، ص/۲۴۷)

فائدہ

صفت مشبہ کی کل اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں کیونکہ صیغۂ صفت لام کے ساتھ ہوگا یا مجرد عن اللام ہوگا پھران دونوں کا معمول مضاف ہوگا یا لام کے ساتھ ہوگا یا دونوں سے خالی ہوگا یہ کل چھ صورتیں ہوگئیں۔

پھر ہر ایک صورت میں تین احتمال ہیں کہ اس کا معمول مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور، پھر یہ صورتیں امتناع، اختلاف، قبح، حسن اور احسن کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہیں۔

(النحو الوافی ج ۱/ص ۲۹۸، اوضح المسالک ج ۳/ص ۲۴۹، ھدایۃ النحو ص ۸۱، شرح مفصل ج ۶/ص ۸۴۹، متن متین ص ۲۳۳)

بحث اسم تفضیل

تعریف

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو ایسی ذات موصوف کے لئے مصدر سے مشتق ہو جس کے ساتھ فعل (مصدر) بطور زیادتی بنسبت غیر کے قائم ہو۔

(جہد قصیر ص ۸۳، متن متین ص ۲۳۴، ھدایۃ النحو ص ۸۳، شرح قطر الندا ص ۳۷۵)

قاعدہ

اسم تفضیل، مذکر کے لئے "افعل" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: "افضل، اکبر" جبکہ مؤنث کے لئے "فعلی" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: "کبریٰ"

(معجم النحو ص ۱۱، جامع الدروس ج ۱/ص ۱۳۵، موسوعۃ النحو ص ۶۰)

قاعدہ

کبھی اسم تفضیل "افعل" سے ہمزہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: "خیرٌ، شر، حبّ"

اور ہمزہ کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

"بلال خير الناس وابن الأخير" ﴿وسيعلمون غدا من الكذاب الاشر﴾[الآية]
(القمر علی قراۃ)

"احب الاعمال إلى الله ادومها وان قلّ "(الحدیث)

(معجم النحو ص/۱۱۰، جامع الدروس ص/۱۴۵، موسوعۃ النحو ص/۶۰، شرح رضی ج/۲، ص/۵۲۳، اشمونی ج/۱، ص/۹۸)

فائدہ

اسم تفضیل کے بنانے کے لئے نو شرائط ہیں۔

(۱) اس کا مادہ معنی مصدری پر دلالت کرتا ہو، پس "رجل" اور "زید" سے اسم تفضیل نہیں بنتا۔

(۲) مادہ ثلاثی ہو، پس "دحرج" سے اسم تفضیل نہیں بنتا۔

(۳) ثلاثی مجرد ہو، پس "اکرم" سے اسم تفضیل نہیں بنتا۔

(۴) لون اور عیب پر دلالت نہ کرتا ہو، پس "سواد" اور "بیاض" سے نہیں آتا۔

(۵) عیب ظاہری پر دلالت نہ کرتا ہو، پس "عمی" سے نہیں آتا۔

(۶) فعل تام ہو، پس "کان" وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

(۷) زیادت اور نقصان کو قبول کرتا ہو، پس "الموت" سے نہیں آتا۔

(۸) فعل معلوم ہو، پس مجہول سے نہیں آتا۔

(۹) مثبت ہو، پس منفی سے نہیں آتا۔

(معجم النحو ص/۱۱، جامع الدروس ج/۱، ص/۱۳۶، موسوعۃ النحو ص/۴۰، شرح شذور الذہب ص/۳۷۹، شرح رضی ج/۳، ص/۵۱۲، اشمونی ج/۲، ص/۳۰)

فائدہ

اسم تفضیل اکثر صورتوں میں استمرار اور دوام کے معنی میں ہوتا ہے جبکہ قرینہ اس کے مخالف نہ ہو، پس اسم تفضیل دوام واستمرار میں صفت مشبہ کی طرح ہے۔

(النحو الوافی ج/۳، ص/۳۹۵)

قاعدہ

شروط مذکورہ نہ ہونے کی صورت میں اسم تفضیل بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اول "اشد" یا "اکثر" وغیرہ صیغہ لاکر اسی باب کے مصدر کو بطور تمیز کے اس کے بعد لایا جائے ۔جیسے "اشد استخراجاً"، "اقوی حُمرۃً"، "اقبح عوجا"

(معجم النحو ص ۱۲، اوضح المسالک ج ۳، ص ۳۷۸، جامع الدروس ج ۱، ص ۱۴۶، رضی ص ۵۱۶، اشونی ج ۲، ص ۳۰۰)

قاعدہ

اسم تفضیل باعتبار لفظ کے تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے۔

(۱) اضافت کے ساتھ مستعمل ہو۔

(۲) الف لام عہد خارجی کے ساتھ مستعمل ہو۔

(۳) "من" کے ساتھ مستعمل ہو۔

پہلی صورت میں اسم تفضیل ہر حال میں مذکر مفرد ہوگا البتہ مضاف الیہ میں مطابقت ضروری ہے۔جیسے: "المحمدان افضل رجلین ،المحمدون افضل رجال ،وھندافضل امرأۃ"

دوسری صورت میں موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے اور "من" کا استعمال اس کے ساتھ جائز نہیں ہے۔جیسے: "محمد الافضل ،ھندالفضلی ،المحمدان الافضلان ،المحمدون الافضلون"

تیسری صورت میں افراد اور تذکر ضروری ہے۔جیسے: ﴿لیوسف واخوہ احب الی ابینا منّا﴾ الآیۃ (یوسف:۸)

(معجم النحو ص ۱۳، اوضح المسالک ج ۳، ص ۲۸۷، النحو الکافی ص ۴۱۶، جامع ص ۱۴۷، موسوعۃ النحو ص ۶۱)

فائدہ

اگر اسم تفضیل اضافت کے ساتھ مستعمل ہو اور معرفہ کی طرف مضاف

ہوتو مطابقت بالوصف جائز ہے۔ جیسے: ﴿اکابر مجرمیها﴾ [الآیة] (الانعام:۱۲۳) ﴿هم اراذلنا﴾ [الآیة] (هود:۲۷)

البتہ عدم مطابقت عام اور شائع ہے۔ جیسے: ﴿ولتجدنهم احرص الناس علی حیوٰة﴾ [الآیة] (البقرۃ:۹۶)

(معجم النحو ص۱۴۸، اوضح المسالک ج۳، ص۲۹۷، جامع ج۱، ص۱۴۸، موسوعۃ النحو ص۶۲، شرح قطر الندی ص۲۷۷)

فائدہ

اسم تفضیل اور تعجب لفظ اور معنی کے اعتبار سے یکساں ہیں لفظاً اس لئے کہ دونوں تین حروف اور ہمزہ سے بنتے ہیں، اور معنیً اس لئے کہ دونوں میں معنی زیادتی پائی جاتی ہے۔

البتہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ فعل تعجب نصب دے سکتا ہے اور اسم تفضیل مفعول بہ کو نصب نہیں دے سکتا۔ جیسے: "ما احسن زیداً" یہ فعل تعجب کی مثال ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج۲، ص۲۰۳)

قاعدہ

اسم تفضیل جب الف ولام کے ساتھ مستعمل ہو، تو "من" ساتھ لانا جائز نہیں ہے۔

(شرح الاشمونی ج۳، ص۳۰۳، شرح ابن عقیل ج۲، ص۱۷۷)

قاعدہ

جب اسم تفضیل (جبکہ من کے ساتھ مستعمل ہو) خبر واقع ہو تو اکثر "من" محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿والاخرة خیر وابقیٰ﴾ [الآیة] (الاعلیٰ:۱۷) اور ذکر کرنا بھی منقول ہے۔ جیسے: ﴿انا اکثر منک مالا واعز نفرا﴾ [الآیة] (الکہف:۳۴)

(معجم النحو ص۱۴۳، اوضح المسالک ج۳، ص۲۸۹، النحو الکافی ص۴۱۷، جامع ص۱۴۷، موسوعۃ النحو ص۶۱، ہمع الہوامع ج۳، ص۱۰۴)

قاعدہ

"من" کو فعل پر مقدم کرنا واجب ہے جب کہ "من" کا مجرور استفہام ہو یا یہ مجرور استفہام کی

طرف مضاف ہو۔جیسے:"انت مِمَّنْ افضل ؟"،"انت مِن غلام مَن افضل ؟"

(معجم النحو ص۱۳،اوضح المسالک ج۳،ص۲۹۳،جامع ج۱،ص۱۴۷،رضی ج۳،ص۵۲۲،ہمع الھوامع ج۲،ص۱۰۴)

فائدہ

کبھی اسم تفضیل اپنے تفضیلی معنی سے خالی ہوتا ہے۔جیسے:﴿وھو اھون علیه﴾[الآیة](الروم:۲۷)ای ھو ھیّن علیه﴿ربکم اعلم بکم﴾[الآیة](الاسراء:۵۴) ای عالم بکم"

(معجم النحو ص۱۲،جامع الدروس ج۱،صف۱۴۹،موسوعۃ ص۶۲،رضی ج۳،ص۵۲۳،ہمع الھوامع ج۲،ص۱۰۳،اشمونی ج۲،ص۳۰۷)

قاعدہ

اکثر اسم تفضیل ضمیر مستتر کو رفع دیتا ہے۔جیسے:"ابوبکر افضل"

اور کبھی اسم ظاہر ضمیر منفصل کو بھی رفع دیتا ہے۔جیسے:"نزلت برجلٍ اکرم منه ابوہ "اوْ"اکرم منه انت"

ایک صورت میں اسم تفضیل اسم ظاہر کو رفع دیتا ہے،اور یہ مسئلہ الکحل کے نام سے مشہور ہے صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل اسم جنس کی صفت ہو اور ماقبل نفی یا شبہ نفی ہو اور اس کا مرفوع اپنی ذات پر دو اعتبار سے مُفضّل ہو۔جیسے "مارایت رجلاً احسن فی عینه الکحلُ منه فی عین زید"

(معجم النحو ص۱۴،اوضح المسالک ج۲،ص۲۹۷،النحو الکافی ص۴۶۱،متن متین ص۲۳۶،رضی ج۳،ص۵۳۱،ہمع الھوامع ج۳،ص۱۰۱)

قاعدہ

اسم تفضیل (سوائے مفعول لہ،ظرف،حال کے) مفعول بہ،مفعول معہ،اور مفعول مطلق میں عمل نہیں کرتا اور تمیز میں بھی عمل نہیں کرتا بشرطیکہ فاعل کے معنی سے خالی ہو۔پس "﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالته﴾[الآیة](الانعام:۱۲۴) میں "حیث

"فعل محذوف (یجعل) کے لئے مفعول بہ ہے۔

(معجم النحو ص/۱۴، النحو الکافی ص/۴۲۲، شرح قطر الندی ص/۳۷۸، شرح شذور الذهب ص/۳۷۶، همع الهوامع ص/۱۰۲)

قاعدہ

اگر اسم تفضیل فعل متعدی سے بنا ہو، تو اگر "حب" یا "بغض" پر دال ہو تو "الی" کے ذریعے فاعل کی طرف مضاف ہوگا جب کہ مفعول معنوی کی طرف لام کے ذریعے متعدی ہوگا۔ جیسے: "المومن احب لله من نفسه واحب الی الله من غیره "ای: "یحبّ الله اکثر من حُبّه لنفسه ویحبه الله اکثر من حبه لغیره"

(معجم النحو ص/۱۵، رضی ج/۳، ص/۵۳۲، همع الهوامع ج/۲، ص/۱۰۲، اشمونی ج/۲، ص/۳۱۳، النحو الوافی ج/۳، ص/۴۲۲)

قاعدہ

اگر اسم تفضیل متعدی بنفسہ ہو، اور "علم" پر دلالت کر رہا ہو تو "با" کے ذریعے متعدی ہوگا۔ جیسے: "انا اعلم به"، "محمد اعرف بی"

اگر اس کے علاوہ ہو تو "لام" کے ذریعے ہوگا۔ جیسے "هو اطلب للنار" "وانفع للجار"

اگر جارہ کے ذریعے متعدی ہو تو وہی حرف کے ذریعے متعدی ہوگا۔ جیسے: "هو ازهد فی الدنیا"، "هو اسرع الی الخیر"، "وابعد من الذنب"

(معجم النحو ص/۱۵، همع الهوامع/۱۰۲، اشمونی ج/۲، ص/۳۱۳، النحو الوافی ج/۲، ص/۴۳۲)

قاعدہ

اسم تفضیل اکثر فاعل کے لئے آتا ہے اور کبھی کبھی مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے: "اشهر، الوم" (هدایۃ النحو ص/۸۳، رضی ج/۳، ص/۵۱۶، کافیہ ص/۹۲)

فائدہ

اسم تفضیل (جبکہ "من" کے ساتھ مستعمل ہو) تو اسم تفضیل اور اس کے معمول کے درمیان اسم تفضیل کے معمول وغیرہ کے ذریعے فاصلہ لانا درست ہے۔ جیسے: "عمروٌ احفظ للآداب من زیدٍ"

(عدۃ السالک ج/۳، ص/۳۸۹، النحو الکافی ص/۴۱۸، رضی ج/۳، ص/۵۲۱، همع الهوامع ج/۲، ص/۱۰۴، اشمونی ج/۲، ص/۳۰۳)

''حصہ دوم'' دراسحاث فعل اس حصہ میں آٹھ مباحث ہیں

(۱) بحث فعل

فعل کی تعریف

فعل وہ کلمہ ہے جو اس کی ذات میں حاصل ہونے والے معنی پر ایسی دلالت کرے جو زمانہ کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے: ''نجح ،یدرس ،اکتب''

(شرح شذور الذھب ص/۲۱، ھدایۃ النحوص/۹، موسوعۃ النحوص/۴۸۸)

فائدہ

فعل کی علامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فاعل کی تاء (۲) فاعل کی یاء (۳) تاء تانیث ساکنہ (۴) دخول قد (۵) دخول سین (۶) دخول سوف (۷) دخول لو (۸) دخول نواصب (۹) دخول جوازم (۱۰) دخول حروف مضارع (۱۱) الحاق نون تاکید (ثقلیہ ،خفیفہ) (۱۲) ضمیر مرفوع بارز ساتھ متصل ہونا (۱۳) یائے متکلم کے ساتھ نون وقایہ کا ہونا (۱۴) صیغوں کا زمانہ کی وجہ سے مختلف ہو جانا۔ (الاشباہ والنظائر فی النحو ج/۲، ص/۱۰، النحو القرآنی ص/۶)

فائدہ

فعل باعتبار زمانہ کے تین قسم پر ہے۔ ماضی ،مضارع ،امر

(۱) ماضی: وہ فعل ہے جو ایسے حدث پر دلالت کرے، جو تکلم کے زمانے سے پہلے واقع ہوا ہو، جیسے: ''جاء ،اجتھد''

(۲) مضارع: وہ فعل ہے جو ایسے حدث پر دلالت کرے، جو تکلم کے زمانے یا استقبال میں واقع ہو۔ جیسے: ''یحیی ،یجتھد ،یتعلّم''

(۳) امر: وہ فعل ہے جو فاعل مخاطب سے (بغیر لام کے) وقوع فعل کی طلب

پر دلالت کرے۔ جیسے: "اذهبْ، اجتهد"

(جامع ص ۲۴/، النحو الکافی ص ۳۰/، النحو القرآنی ص ۷/، شرح قطر الندا، ص ۳۸/)

فائدہ

فعل کی باعتبار معنی کے دو قسمیں ہیں۔ لازمی، متعدی

(۱) فعل متعدی وہ ہے جس کا اثر اس کے فاعل سے متجاوز ہو کر مفعول بہ قبول کرے۔ جیسے: "فتح طارق الاندلسَ"

(۲) فعل لازمی (اس کو فعل قاصر بھی کہا جاتا ہے) وہ ہے جو مفعول بہ کی طرف محتاج نہ ہو بلکہ صرف فاعل کو رفع دے۔ جیسے: "لعب محمد، ذهب زيد"

(جامع ج ۱۲/، ص ۲۴/، النحو الکافی ص ۳۱/، جہد قصیر ص ۶/، موسوعۃ النحو ص ۴۹۳/)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل ماضی میں ماضی اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔

(۱) کلمَا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿کلما جاء امة رسولها کذبوہ﴾ [الآیۃ] (المومنون) ماضی کی مثال ہے۔ اور: ﴿کلما نضجت جلودهم﴾ [الآیۃ] استقبال کی مثال ہے

(۲) حروف تحضیض کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿فلولا کان من القرون من قبلکم ..... ماضی کی مثال ہے، ﴿فلو لا نفر من کل فرقة﴾ استقبال کی مثال ہے۔

(۳) حیث کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿فاتوهن من حيث امرکم الله﴾ ماضی کی مثال ہے۔

(۴) صلہ واقع ہو۔ (النحو القرآنی ص ۸/)

فائدہ

مندرجہ ذیل افعال کے علاوہ باقی سب افعال متصرف ہیں۔ "نعم، بئس، عسی، لیس، فعل التعجب، حبذا، قلّما، بذر، تبارک، تعالی"

(الاشباہ والنظائر ج ۲/، ۱۱)

فائدہ

فعل کی باعتبار تصرف وعدم تصرف کے دو قسمیں ہیں۔ فعل متصرف، فعل جامد

(۱) فعل متصرف وہ ہے کہ جو ازمنہ مختلفہ میں معانی کی ادا کرنے کے لئے ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہوتا رہتا ہو۔ جیسے: "ذهب، يذهب"

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) تامّ التصرف: جو تینوں زمانوں سے آ سکتا ہو۔ جیسے: "اكرم، يكرم، اكرم"

(۲) ناقص التصرف: جو صرف دو زمانوں سے آ سکتا ہو۔ یعنی: ماضی اور مضارع۔ جیسے: "كاد، يكاد، اوشك، يوشك"، یا مضارع اور امر۔ جیسے: "يدع، دع، يذر، ذر"

(۲) فعل جامد وہ ہے جو زمانہ اور حدث سے خالی ہو ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل نہ ہوتا ہو۔ جیسے: "ليس، عسى، نعم، بئس"

(النحو الکافی ۳۲/، جامع الدروس ج ۱/ص ۴۱/، معجم النحو ص ۲۳۳/، جہد قصیر ۵۹/، موسوعۃ النحو ص ۴۹۹/)

فائدہ

افعال جامدہ میں سے "قلّ" بھی ہے جو کہ محض نفی کے لئے آتا ہے اگر "ما" زائدہ ساتھ ملحق ہو جائے تو عمل سے روکے گا اور یہ فعل بمنزلہ حرف کے ہو کر فاعل نہیں چاہے گا یہی حکم "طالما، شذما" کا بھی ہے۔ (جامع الدروس ج ۱/۱، ص ۴۳/، جہد قصیر ص ۵۹/)

فائدہ

فعل کی دو قسمیں ہیں۔ فعل معروف، فعل مجہول

(۱) معروف وہ ہے جس کا فاعل معلوم ہو (خواہ فاعل ظاہر ہو یا ضمیر)۔ جیسے "انما يرحم الله من عباده الرحمآء" (الحدیث)

(۲) فعل مجہول وہ ہے جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے: "يُصَدَق"

(النحو الکافی ص ۳۳/، جامع ج ۱/ص ۳/)

فائدہ

فعل ماضی مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

(۱) اگر فعل ماضی صحیح العین ہو اور حروف تضعیف سے خالی ہو، تو پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا جاتا ہے۔ جیسے: "شرح" سے "شُرِح"

(۲) اگر فعل ماضی ثلاثی معتل العین ہو۔ جیسے: "صام، باع" تو اس کی فاء کو کسرہ دے کر حرف علت کو یا سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسے: "صیم، بیع"

(۳) اگر فعل ماضی ثلاثی مضاعف ہو، تو "فاء" کو ضمہ اور کسرہ دینا دونوں جائز ہیں البتہ ضمہ دینا زیادہ مشہور ہے۔ جیسے: "رَدَّ سے رُدَّ"

(۴) اگر ماضی کی ابتدا میں ہمزۂ وصل ہو تو حرف ثالث کے ساتھ پہلے کو بھی ضمہ دیا جاتا ہے۔ جیسے: "اِعْتَمَدَ سے اُعْتُمِدَ۔ اور "انتصر سے انتصر۔

(۵) اگر ماضی کی ابتدا میں تا زائدہ ہو تو پہلے اور دوسرے حرف کو ضمہ دیا جاتا ہے۔ جیسے: "تعلّم سے تُعُلِّم"

(۶) اگر ماضی "فَاعَلَ" کے وزن پر ہو تو ماقبل ضمہ کی وجہ سے الف کو واؤ سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسے: "قاتل سے قوتل"۔

(النحو الکافی ۳۴/، جامع الدروس ص ۳۸/، معجم النحو س ۳۸۹/، موسوعۃ ص ۴۹۷/)

فائدہ

فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے البتہ اگر ایسا عارض آجائے جس کی وجہ سے سکون یا ضمہ آجاتا ہو، تو مفتوح نہیں ہوگا۔ جیسے: ﴿ختم الله على قلوبهم﴾ [الآية] سکون کی مثال جیسے: ﴿وامنوا بما انزلت﴾ [الآية]

مبنی بر ضمہ کی مثال جیسے: ﴿وجاءوا اباهم عشاء يبكون﴾ [الآية] (یوسف: ۱۶)

فعل امر مبنی بر سکون ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وقلنا يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة﴾ [الآية] (البقرة) (النحو القرآنی ص ۱۱۱، موسوعۃ النحو ص ۴۹۰)

فائدہ

فعل مضارع مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو فتحہ دیا جائے۔ جیسے: "یکرہ سے یُکرہ" اور جب مضارع اجوف ہو اور ماقبل آخر 'واؤ' یا 'یاء' ہو تو مجہول بناتے وقت ان کو الف سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسے: "یصون" اور "یبیع" سے "یصان" اور "یباع" (النحو الکافی ص۳۴/، معجم النحو ص۳۸۹/)

فائدہ

کلام عرب میں فعل ماضی کے بعض صیغے ہیں جو ساعا مجہول ہی استعمال ہوتے ہیں ان میں سے "عُنی بمعنی اھتم، زھی بمعنی تکبر" اور "جُنّ" زیادہ مشہور ہیں یاد رہے کہ ان کے بعد والا اسم، فاعل ہوگا، نائب فاعل نہیں ہوگا۔ (النحو الکافی ص۳۵/)

فائدہ

فعل امر کا زمانہ اکثر حالات میں زمانہ حال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿یاایھا المدثر قم فانذر﴾ [الآیة] (المدثر:۱،۲) اور کبھی دوام کا معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے: ﴿یاایھا النبی اتق اللہ﴾ [الآیة] (الاحزاب:۱) (النحو القرآنی ص۱۱/، موسوعۃ النحو ص۴۸۹/)

فائدہ

فعل مضارع کبھی امر کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: ﴿والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء﴾ [الآیة] (البقرۃ:۲۲۸)

اسی طرح فعل امر کبھی ماضی کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿قل من کان فی الضلالۃ فلیمددلہ الرحمن مدا﴾ [الآیة] (مریم:۷۵) (النحو القرآنی: ص۱۲/)

فائدہ

فعل ماضی مستقبل کے معنی میں بھی آتا ہے جبکہ دعا یا امر یا امور مستقبلہ سے خبر دینا ہو، اور اس کے وقوع کا یقین بھی ہو۔ جیسے: "رحمک اللہ" ﴿ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار﴾ [الآیة] (الاعراف:۴۴) (شرح رضی ج۴/، ص۸/)

قاعدہ

فعل لازمی کا مجہول نہیں آتا البتہ اگر نائب فاعل مصدر متصرف مختص یا ظرف مختص ہو، یا مجرور ہو تو پھر آسکتا ہے۔ جیسے: "احتفل احتفالٌ حسنٌ ،ذهب امام الامير ، فرح بقدومه" (معجم الخواص ص/۳۹۰)

فائدہ

فعل مضارع کا زمانہ اکثر نحاۃ کے نزدیک حال اور مستقبل ہوتا ہے اور صرف حال کے معنی میں بھی آتا ہے۔

جب کہ لام مقترن ہو۔ جیسے: ﴿وانهم ليقولون منكراً من القول وزوراً ﴾ الآية ﴿المجادلة:۲﴾ اور زمانہ مستقبل کے ساتھ مختص ہوتا ہے جبکہ کوئی حرف مستقبل داخل ہو۔ جیسے: ﴿فسنيسره لليسرى﴾ الآية ﴿الليل:۷﴾ ﴿فسوف يحاسب حساباً يسيراً ﴾ الآية ﴿الانشقاق:۸﴾

یا کوئی حرف شرط داخل ہو۔ جیسے: ﴿ان تستفتحوا فقد جاء كم الفتح ﴾ الآية ﴿الانفال:۱۹﴾ یا نون تاکید مقترن ہو۔ جیسے: ﴿كلاليبذن في الحطمة ﴾ الآية ﴿الهمزة:۴﴾ ﴿كلالئن لم ينته لنسفعاً بالناصية ﴾ الآية ﴿العلق:۱۵﴾

(النحو القرآنی ص/۱۳)

فائدہ

تین افعال مبنی ہوتے ہیں۔ (۱) ماضی (۲) امر (۳) فعل مضارع جبکہ نون تاکید (نون ثقیلہ، نون خفیفہ) یا نون جمع مؤنث کے ساتھ مقترن ہو۔ (النحو القرآنی ص/۷)

فائدہ

فعل متعدی کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ مفعول بہ کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو قبول کرے۔ جیسے: "اجتهد الطالب فاكرمه استاذه"

اور ظرف یا مصدر کی طرف لوٹنے والی ضمیر کے قبول کرنے کی وجہ سے متعدی نہیں بنتا، اسی طرح فعل متعدی سے اسم مفعول آسکتا ہے بخلاف فعل لازمی کے۔

(جامع الدروس ج/۱، ص/۲۵، معجم الخواص ص/۳۳۳، موسوعۃ ص/۴۹۹)

فائدہ

فعل متعدی کی دو قسمیں ہیں۔(۱) متعدی بنفسہ (۲) متعدی بالغیر

(۱) متعدی بنفسہ وہ ہے کہ جو بغیر واسطہ حرف جر کے مفعول بہ کی طرف متعدی ہو۔جیسے:"اشتریت القلم"مفعول بہ صریح ہے۔

(۲) متعدی بالغیر وہ ہے جو بواسطہ حرف جر کے مفعول بہ کی طرف متعدی ہو۔جیسے:"ذهبت بک بمعنی اذهبتک"

یہاں مفعول غیر صریح ہے کبھی ایک فعل متعدی کے لئے دو مفعول آتے ہیں ،ایک صریح اور دوسرا غیر صریح۔جیسے:"اُدُوا الامانات الی اهلها"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۴۵)

فائدہ

فعل متعدی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ایک مفعول کی طرف متعدی ہو۔جیسے:"کتب ،غفر ،اکرم"

(۲) دو مفعول کی طرف متعدی ہو اور اصل میں مبتدأ اور خبر نہ ہوں۔جیسے :"اعطی ،سئال"

(۳) دو مفعول کی طرف متعدی ہو،اور اصل میں مبتدأ اور خبر ہوں اور یہ افعال قلوب اور افعال تحویل ہیں۔ (جامع الدروس ج ۱/ص ۲۶،معجم النحو ص ۳۳۴،متن متین ص ۴۵۱)

فائدہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل فعل لازمی ہوتا ہے۔

(۱) جب فعل افعال طبائع میں سے ہو،یعنی ایسے معنی پر دلالت کر رہا ہو جو فاعل کے ساتھ قائم ولازم ہو۔جیسے:"شجع ،جبن ،حسن ،قبح"

(۲) یا ہیئت پر دلالت کرتا ہو۔جیسے:"طال ،قصر"وغیرہ

(۳) یا نظافت پر دال ہو۔جیسے:"طهر ،نظف"

(۴) یا دنس (گندگی) کے معنی اس میں موجود ہو۔جیسے:"وسخ ،دنس ،قذر"

(۵) یا عرض غیر لازم پر دال ہو۔ جیسے: "مرض ،کسل ،نشط ،فرح ،حزن"

(۶) یا لون پر دال ہو۔ جیسے: "احمر ،اخضر"

(۷) یا عیب پر دال ہو۔ جیسے: "عمش ،عور"

(۸) یا فعل متعدی الی مفعول واحد کا مطاوع ہو۔ جیسے: "مددتُ الحبلَ فامتد"

(۹) یا بروزن فَعُل ہو۔ جیسے: "حسن ،شرف"

(۱۰) یا بروزن انفعل ،افعلّ ،افعلل ،افعنلل ہو۔ جیسے: "انکسر ،اعبرّ ،ادھم ،اقشعر ،احرنجم ،واقعنسس"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۳۵/، الاشباہ والنظائر ص ۳/ ۷، اشمونی ج ۱/ص ۴۳۹/، مغنی اللبیب ج ۲/ص ۲۳۵، موسوعۃ ص ۴۹۳/)

فائدہ

فعل لازمی کو متعدی بنانے کے لئے تین طریقے ہیں۔

(۱) باب اِفعال کی طرف منتقل کیا جائے۔ جیسے: "اکرمت المجتھد"

(۲) یا باب فعّل کی طرف منتقل کیا جائے۔ جیسے: "عظّمت العلماء"

(۳) یا حرف جارہ کے ذریعے سے متعدی بنایا جائے۔ جیسے: "واعرض عن الرزیلۃ وتمسک بالفضیلۃ"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۳۶/، متن متین ص ۲۵۱/، الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۳/ ۷، مغنی اللبیب ج ۲/ص ۲۳۹/)

فائدہ

فعل متعدی بالواسطہ سے جب حرف جار ساقط ہو جائے تو مجرور کو نصب دیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلاً﴾ الآیۃ (الاعراف: ۱۵۵) "ای من قومہ"

فعل لازمی کے بعد سقوط حرف جارہ سماعی ہے۔

(جامع الدروس ج ۱/ص ۳۷/، معجم النحو ص ۳۰۱/، اشمونی ج ۱/ص ۴۴۰/)

قاعدہ

فعل متعدی کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) بنفسہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہو۔ جیسے: "ضرب ،اکرم"

(۲) حرف جر کے واسطے سے متعدی ہو۔ جیسے: "مرّ ،سار"

(۳) کبھی بنفسہ اور کبھی حرف جر کے واسطے متعدی ہو۔ جیسے: "نصح ،شکر" وغیرہ

(۴) دو مفعول کی طرف متعدی ہو ایک بنفسہ دوسرا بالواسطہ۔ جیسے: "اختار ،استغفر ،دعا"

(۵) بنفسہ دو مفعول کی طرف متعدی ہو اور ان کی اصل مبتدا اور خبر نہ ہوں۔ جیسے: "اعطی"

(۶) بنفسہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو لیکن اصل میں مبتدا اور خبر ہوں۔ جیسے: "افعال قلوب"

(۷) تین مفاعیل کی طرف متعدی ہو۔ جیسے: "اعلم ،اری" وغیرہ

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ ص ۷۳/)

(۲) بحث اعراب مضارع

فائدہ

مضارع کے القاب یا اعراب تین ہیں، رفع ،نصب، جزم

رفع: ضمہ اور اثبات نون اعرابی کے ساتھ ہوتا ہے۔

نصب: فتحہ اور حذف نون کے ساتھ ہوتا ہے۔

جزم: سکون، حذف نون اور حذف حرف علت کے ساتھ ہوتا ہے۔

(النحو القرآنی ص ۱۹/، معجم النحو ص ۴۲/، نحو میر ص ۲۷/، النحو الکافی ص ۳۹/، شرح مفصل ج ۷/، ص ۱۰/)

قاعدہ

فعل مضارع باعتبار اعراب کے چار قسم پر ہے۔

(۱) مفرد صحیح ایسی ضمیر بارز سے خالی ہو جو تثنیہ، جمع مذکر اور واحدہ مؤنثہ مخاطب کے لئے ہوتی ہے اس کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ، اور جزم سکون کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ پانچ صیغے ہیں۔

۱۔واحد مذکر غائب ۲۔واحدہ مونثہ غائبہ ۳۔واحد مذکر مخاطب ۴۔واحد متکلم ۵۔جمع متکلم

پہلے صیغے کی مثال:

﴿ومن شکر فانما یشکر لنفسه﴾[الآیة](النمل:۴۰)(حالت رفعی میں)

﴿لن ینال الله لحومها ولا دمائها﴾[الآیة](الحج:۳۷)(حالت نصبی میں)

﴿فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما﴾[الآیة](الاسراء:۲۳)(حالت جزمی میں)

(۲) مذکورہ پانچ صیغے جبکہ مفرد ہوں اور معتل واوی یا یائی ہوں، ان کا اعراب رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب رفع لفظی کے ساتھ جبکہ جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے:

﴿هو یحی ویمیت﴾[الآیة](یونس:۵۶)(معتل یائی حالت رفعی میں)

﴿وما کنت تتلوا من قبله من کتاب﴾[الایة](العنکبوت:۴۸)(معتل واوی حالت رفعی میں)

﴿لن تدعو من دونه الهاً﴾[الآیة](الکہف:۱۴)(معتل واوی حالت نصبی میں)

﴿قالوا یموسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین﴾[الآیة](الاعراف:۱۱۵)(معتل یائی حالت نصبی میں)

﴿وابتغ فیما اتاک الله الدار الاخرة﴾[الآیة](القصص:۷۷)(معتل واوی حالت جزمی میں)

﴿ومن یدع مع الله الهاً اخر﴾[الآیة](المومنون:۱۱۷)(معتل واوی حالت جزمی میں)

(۳) مفرد معتل الفی ہو اور اس کے یہی پانچ صیغے ہیں، رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ۔ جیسے :﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ [الآیۃ] (فاطر:۲۸) اور نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ۔ جیسے:﴿وما کنت ترجوان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک﴾ [الایۃ] (القصص:۸۶) اور جزم لام کے حذف کے ساتھ۔ جیسے:(ولا تنس نصیبک من الدنیا)

(۴) صحیح ہو یا معتل، ضمیر بارز مرفوع ساتھ ہو اور یہ باقی سات صیغے ہیں (یعنی چار تثنیہ دو جمع مذکر اور ایک مؤنث مخاطبہ کا) ان کا اعراب رفع اثبات نون کے ساتھ، نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے:﴿اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۴۴) (حالت رفعی میں اثبات نون کے ساتھ) ﴿کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون﴾ [الآیۃ] (الصف:۲) (حالت نصبی حذف نون کے ساتھ، اور ﴿یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم﴾ [الایۃ] (المائدۃ:۱۰۱) (حالت جزمی میں حذف نون کے ساتھ)

(النحو القرآنی ص/۲۰، ھدایۃ النحو ص/۸۶، متن متین ص/۲۴۲)

قاعدہ

فعل مضارع میں نون اعرابی الف تثنیہ کے بعد مکسور، جبکہ نون جمع مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے:﴿وھما یستغیثان اللہ ویلک اٰمن﴾ [الآیۃ] (الاحقاف:۱۷)

(النحو القرآنی ص/۲۳)

قاعدہ

جب نون اعرابی اور نون وقایہ جمع ہو جائیں تو ادغام اور غیر ادغام دونوں جائز ہیں۔

بغیر ادغام کی مثال:﴿اتعدانی ان اخرج﴾ [الآیۃ] (الاحقاف: ۱۷)

ادغام کی مثال:﴿وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان﴾ [الآیۃ] (الانعام:۸۰) (النحو القرآنی ص/۲۲)

فائدہ

فعل مضارع جب مرفوع ہوتو اس کا عامل معنوی ہوتا ہے بشرطیکہ عامل ناصب اور جازم سے خالی ہو، یہ کوفیین کا مذہب ہے جبکہ بصریین کے نزدیک مضارع مرفوع کا عامل رافع، مضارع کا اسم کی جگہ میں واقع ہونا ہے۔

(النحو القرآنی ج ۲، ص ۲۶۱، شرح رضی ص ۲۳، شرح مفصل ص ۷۵/۱۲)

(۳) بحث عوامل ناصبہ

فائدہ

فعل مضارع کے حروف ناصبہ کل چار ہیں۔ "أنْ ولن وکی واذن"

"ان"

اپنے فعل کے ساتھ بمنزلہ مصدر کے ہوتا ہے اور یہ مصدر مؤول کبھی حالت رفعی میں ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وأن تعفوا أقرب للتقوى﴾ الآية (البقرۃ:۲۳۷)

کبھی حالت نصبی میں۔ جیسے: ﴿فاردت ان اعيبها﴾ الآية (الکہف:۷۹)

"لَنْ"

مضارع کو مستقبل کے زمانے میں کر دیتا ہے۔ جیسے: ﴿قالوا لن نبرح عليه عاكفين﴾ (الآية) (طہٰ: ۹۱)

(النحو القرآنی ص ۲۵، شرح شذور الذہب ص ۲۶۲، شرح قطر الندا ص ۶۹)

فائدہ

"أنْ" مضارع کو نصب دیتا ہے جبکہ یہ فعل یقین کے بعد نہ ہو، اگر یہ فعل یقین کے بعد ہو تو یہ مخفف عن المثقل ہوگا ناصبہ نہ ہوگا، اسی طرح مصدریہ ہو زائدہ نہ

ہو۔ جیسے: ﴿علم أن سيكون منكم مرضى﴾ [الآية] (المزمل:۲۰) یہ مخفف عن المثقل کی مثال ہے۔

(النحو القرآنی ص۲۵۸، عدلیۃ النحو ص۸۹، شرح شذور الذہب ص۲۶۷، شرح قطر الندیٰ ص۸۵)

فائدہ

کبھی فعل سے "ان" کو حذف کر دیا جاتا ہے اور فعل مرفوع ہوتے ہوئے مصدر کی تقدیر میں کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ومن آياته يريكم البرق خوفا وطمعا﴾ [الآية] (الروم:۲۴) یہاں "يريكم" بتاویل مصدر مبتدا مؤخر ہے۔ (النحو القرآنی ص۲۵۸)

فائدہ

اگر "إذن" قاء عاطفہ یا واؤ عاطفہ کے بعد واقع ہو تو اس کو عمل دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہیں، البتہ عمل نہ دینا راجح ہے۔ جیسے: ﴿وإذا لا يلبثون خلافك الا قليلا﴾ [الآية] (الاسراء:۷۶) ﴿فإذا لا يأتون الناس نقيرا﴾ [الآية] (النساء:۵۳)

(النحو القرآنی ص۲۷۷، کافیہ ص۱۰۰، جمع الجوامع ج۲، ص۷۸)

فائدہ

اگر "إذن" ماقبل کے ساتھ مربوط جواب کی تاکید کے لئے آجائے تو اس وقت عمل نہیں کرے گا۔ جیسے: ﴿ولئن اتبعت اهواءهم من بعد ما جاءك من العلم انك إذا لمن الظلمين﴾ [الآية] (البقرۃ:۱۴۵) (النحو القرآنی ص۲۷۸)

فائدہ

"إذن" کے عمل کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) ابتدا میں ہو، پس "أنا اذن اكرمك" جملہ میں عامل نہیں بن سکتا اس لئے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہے۔

(۲) اس کے بعد فعل مستقبل واقع ہو پس اگر کسی نے آپ کو کوئی بات کہی اور آپ نے اس کو کہا "اذن نصدق" تو اس صورت میں بھی عامل نہیں کیونکہ یہاں حال مراد ہے۔

(۳) فعل متصل ہو یا منفصل لیکن قسم کے ذریعے انفصال ہو، یا لا نافیہ کے ذریعے۔ جیسے: "اذن اکرمک"، "واذن واللہ اکرمک" اگر ان کے علاوہ کوئی فاصل ہو تو عمل نہیں کرے گا۔

(شرح شذور الذہب ص/۲۶۵، النحو القرآنی ص/۲۷، جمع الجوامع ج/۲، ص/۵)

فائدہ

سات مقامات میں "اَنْ" مصدریہ مقدر مانا جاتا ہے۔

(۱) "حتی" کے بعد۔ جیسے: ﴿حتی تفیئ الی امر اللہ﴾ [الآیۃ] (الحجرات:۹) "حتی" کے بعد "ان" مقدر ماننے کی شرط یہ ہے کہ اس کے بعد والا فعل ماقبل کے اعتبار سے مستقبل ہو، متکلم کی نظر میں مستقبل ہو یا نہ ہو۔ جیسے: ﴿لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسیٰ﴾ [الآیۃ] (طٰہٰ:۹۱) اگر ایسا نہ ہو تو "حتی" کے بعد والا فعل مرفوع ہوگا۔ جیسے: "سرتُ حتی ادخلها"

(۲) "لام کَیْ" (لام سببہ) کے بعد: جیسے: ﴿لیغفر لک اللہ﴾ (الآیۃ) اس کے لئے شرط یہ ہے کہ "لام" ساتھ مذکور ہو۔

(۳) "لام جحد" کے بعد، "لام جحد" وہ لام ہے جو "کان" منفی کی خبر پر تاکید کے لئے داخل ہو۔ جیسے: ﴿وما کان اللہ لیعذبهم﴾ (الآیۃ) اسی طرح ﴿وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب﴾ [الآیۃ] (آل عمران:۱۷۹)

(۴) "فاء" کے بعد۔ جیسے: ﴿لا یقضی علیهم فیموتوا﴾ [الآیۃ] (فاطر:۳۶) ﴿لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب﴾ [الآیۃ] (طٰہٰ:۶۱) اس کے لئے دو شرائط ہیں (۱) فاء کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہو، (۲) فاء سے ماقبل امر، نہی، استفہام، ترجی، نفی، تمنی اور عرض (دعا) میں سے کوئی ایک ہو۔

امر کی مثال: ﴿فانما یقول لہ کن فیکونُ﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۱۱۷)

نہی کی مثال: ﴿لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب﴾ [الآیۃ] (طٰہٰ:۶۱)

استفہام کی مثال ﴿من ذاالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃً﴾[الآیۃ](البقرۃ:۲۴۵)

تمنی کی مثال:﴿یالیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیماً﴾[الآیۃ](النساء:۷۳)

دعا کی مثال:﴿ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلایومنوا حتی یروا العذاب الالیم﴾[الآیۃ](یونس:۸۸)

(۵)واوصرف (واوجمع) کے بعد ب،شرطیکہ ماقبل کا مضمون اور مابعد کا مضمون ایک زمانہ میں جمع ہو،اور مذکورہ بالاامور میں سے کوئی امر پہلے موجود ہو۔جیسے :﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین﴾[الآیۃ](ال عمران:۱۴۲)

نہی کی مثال﴿ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھاالی الحکام﴾[الآیۃ](البقرۃ)

(۶)اوبمعنی "الی ان" یا"الاان" کے بعد۔جیسے:"لالزمنک او تقتضی حقی"

(۷)واوعطف کے بعد،جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو۔جیسے:"اعجبنی قیامک وتخرج"

(النحو القرآنی ص۲۸،شرح شذور الذہب ص۲۶۹،ھدایۃ النحو ص۸۸،متن متین ص۲۴۵،جمع الجوامع ج۲،ص۱۲۸،شرح قطر الندا،ص۹۲)

قاعدہ

دومقامات پر"ان" مصدریہ کا اظہار جائز ہے

(۱)لام کے بعد،جیسے:"اسلمت لأن ادخل الجنۃ" لام زائدہ جو فعل امر یا ارادہ کے بعد واقع ہو وہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہوسکتا ہے۔جیسے:"امرت لأن اعدل بینکم"،"اردت لأن تقدم"

(۲)واوعطف کے بعد،جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو۔جیسے:"اعجبنی قیامک وأن تخرج" (ھدایۃ النحو ص۸۸،النحو القرانی ج۲،ص۲۶۹،متن متین ص۲۴۵،شرح قطر الندا،ص۸۹)

قاعدہ

جب "لام کی" کے ساتھ لاء نافیہ متصل ہوتو "أن" کا اظہار واجب ہے۔ جیسے: "لئلا یعلم"
(ھدایۃ النحو ص/۸۶، متن متین ص/۲۴۵، شرح قطر الندا ص/۹۲، النحو القرآنی ج/۴، ص/۲۶۸)

قاعدہ

جو "أن" ظن کے بعد واقع ہو، تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں ناصبہ اور مخفف عن المثقل، پس پہلی صورت میں مضارع منصوب جبکہ دوسری صورت میں مرفوع ہوگا۔ جیسے: "ظننت أن سیقوم" (ھدایۃ النحو ص/۸۹، متن متین ص/۲۴۴)

فائدہ

"لَنْ" کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے معمول کا معمول اس پر مقدم ہوسکتا ہے جبکہ باقی نواصب میں مقدم نہیں کیا جاسکتا۔ (متن متین ص/۲۴۵، ھمع الھوامع ج/۲، ص/۳)

فائدہ

"اذن" کی کتابت میں تین احوال ہیں۔ (۱) مطلقاً الف کے ساتھ یعنی (اذا) (۲) مطلقاً نون کے ساتھ یعنی (اذن) (۳) اگر ملغیٰ عن العمل ہوتو الف کے ساتھ ورنہ نون کے ساتھ یا بالعکس۔ (النحو الکافی/۴۱)

(۴) بحث عوامل جازمہ و بحث شرط و جزا

فائدہ

فعل مضارع کو جزم دینے والے عوامل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صرف ایک فعل کو جزم دیتے ہیں، اور یہ "لم، لمّا، لام امر اور "لائے نہی" ہیں۔

(۲) دوفعلوں کو جزم دیتے ہیں، اور یہ "إنْ، ما، من، مهما، متی، حیثما، أیّان، اینما، اذما، انی اور ای" ہے۔

(النحو القرآنی ص ۴۱، ھدایۃ النحو ص ۸۶، النحو الکافی ص ۴۱، شرح شذور الذھب ص ۳۸، جامع ج ۲، ص ۱۲۷، شرح اشمونی ج ۳، ص ۲۴۰)

فائدہ

(۱) "لَمْ" مضارع کی نفی کے لئے آتا ہے اور اس کو زمانہ ماضی کی طرف لوٹاتا ہے۔ جیسے: ﴿ألَمْ نشرح لک صدرک﴾ [الآیۃ] (الم نشرح: ۱)

(۲) "لَمَّا" فعل کی نفی کے لئے آتا ہے، یہاں تک کہ زمانہ تکلم کو بھی نفی شامل ہو اور زمانہ ماضی کی طرف لوٹاتا ہے، اور کبھی مستقبل کی نفی کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ﴿ولما یدخل الایمان فی قلوبکم﴾ [الآیۃ] (الحجرات: ۱۴)

(۳) "لام امر" مضارع میں طلب اور امر کا معنی دیتا ہے۔ جیسے: ﴿لینفق ذو سعۃٍ من سعۃ﴾ [الآیۃ] (الطلاق: ۷)

(۴) "لائے نہی" مخاطب یا غائب کو کسی کام سے روکنے کے لئے آتا ہے جیسے: ﴿ولا تصعّر خدّک﴾ [الآیۃ] (النحو الکافی ص ۴۶)

فائدہ

"لم" اور "لما" میں تین فرق ہیں۔

(۱) "لما" کے اندر تکلم کے بعد سے فعل منفی کے ثبوت کی توقع جا سکتی ہے بخلاف "لم" کے۔

(۲) "لمّا" کے معمول کو قرینے کے وقت حذف کرنا جائز ہے، بخلاف "لَمْ" کے۔

(۳) "لَمّا" پر ادوات شرط کا دخول جائز نہیں بخلاف "لم" کے۔

(ھدایۃ النحو ص ۹۰، النحو القرآنی ص ۴۹، رضی ج ۴، ص ۸۵، النحو الوافی ج ۵، ص ۳۹۲)

کلماتِ شرط وجزا (حروف ہوں یا اسماء) دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں، تاکہ دلالت کریں اس بات پر کہ پہلا جملہ دوسرے جملے کے لئے سبب ہے پہلے جملے کو شرط جبکہ

دوسرے کو جزاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(ھدایۃ النحوص/۹۰، موسوعۃ النحوص/۴۰۸، جامع الدروس ج/۱،ص/۱۲۷، اشمونی ج/۳،ص/۲۳۷، کافیہ ص/۱۰۱)

قاعدہ

شرط وجزا کے مجزوم ہونے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) شرط وجزا دونوں فعل مضارع ہوں اس صورت میں دونوں مجزوم ہوں گے۔ جیسے:﴿وان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوہ یحاسبکم بہ اللہ﴾[الآیۃ](البقرۃ:۲۸۴)

(۲) دونوں ماضی ہوں اس صورت میں مطلقاً جزم نہیں ہوگا۔ جیسے :"ان ضربت ضربت"

(۳) شرط مضارع اور جزا ماضی ہو اس صورت میں شرط میں جزم واجب ہے۔ جیسے:"ان تضرب ضربت"

(۴) شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو جزا کو مرفوع اور مجزوم دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے:"ان ضربت اضرب"

(ھدایۃ النحوص/۹۰، شرح ابن عقیل ص/۱۲۷، ھمع الھوامع ج/۲،ص/۵۸)

قاعدہ

جب "لَمَّا" ماضی پر داخل ہو تو نافیہ جازمہ نہیں ہوگا بلکہ یہ حین کے معنی میں ہوگا، اس کو "لمّا حینیۃ" کہا جاتا ہے۔ جیسے:"لمّا اجتھد اکرمتہ"،ای حین اجتھد اکرمتہ"

(جامع الدروس ج/۲،ص/۱۲۸، شرح اشمونی ج/۳،ص/۲۳۹، النحو الوافی ج/۴،ص/۳۹۴)

قاعدہ

لامِ امر مکسور ہوتا ہے اور کلام کی ابتدا میں واقع ہوتا ہے، اور اگر فاء یا واو یا ثم کے بعد واقع ہو تو ساکن ہوگا۔ جیسے:﴿فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون﴾ [الآیۃ](البقرۃ:۱۸۶)﴿ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ مایغیظ﴾[الآیۃ](الحج:۱۵)

(النحو القرآنی ص/۴۷، جامع الدروس ج/۲،ص/، شرح رضی ج/۴،ص/۸۷، اشمونی ج/۳،ص/۲۳۱)

فائدہ

بعض نحاۃ کے نزدیک لام امر کو حذف کرنا جائز ہے جب کہ ایسے فعل امر کے بعد واقع ہو جو قول سے مشتق ہو۔ جیسے: ﴿قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوٰۃ﴾[الآیۃ](ابراہیم:۳۱) "ای لیقیموا الصلوٰۃ" ﴿وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن﴾[الآیۃ](الاسراء:۵۳)

(النحو القرآنی ص۴۸/، متن متین ص۱۴۷/، شرح رضی ج۴/ص۸۸/، اشمونی ج۳/ص۲۳۱/، جمع الجوامع ج۲/ص۵۵/)

فائدہ

لائے نا ہیہ فعل مخاطب اور غائب دونوں پر داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے: ﴿اوفوا الکیل ولاتکونوا من المخسرین﴾[الآیۃ](الشعراء:۱۸۱) ﴿فلایسرف فی القتل﴾[الآیۃ](الاسراء:۳۳) (النحو القرآنی ص۴۸/)

فائدہ

بعض نحاۃ کے نزدیک "اِنْ" "اِذ" کے معنی میں آ سکتا ہے۔ جیسے: ﴿لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین﴾[الآیۃ](الفتح:۲۷)

کبھی ان شرطیہ کے بعد ما زائدہ آتی ہے جو کہ جزا کے معنی کو مؤکد کر دیتی ہے، "ما، اِنْ" میں لفظاً و کتابۃً مدغم ہو کر نون تاکید آخر میں لایا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ﴾[الآیۃ](فصلت:۳۶) (النحو القرآنی ص۵۱/)

فائدہ

اکثر "اِنْ" شرطیہ لام مؤطا للقسم (جو کہ تاکید کے لئے آتا ہے) کے بعد آتا ہے۔ جیسے: ﴿ولئن ارسلنا ریحا فرأوہ مصفرا لظلوا من بعدہ یکفرون﴾[الآیۃ](الروم:۵۱)

(النحو القرآنی ص۵۱/)

فائدہ

"اِنْ" شرطیہ کے عمل کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) شرط معناً ماضی نہ ہو۔ جیسے: "ان قلم زیدٌ اقم معه" میں ہے۔
(۲) طلب نہ ہو۔ پس: "اِنْ قُم" کہنا جائز نہیں ہے۔
(۳) فعل جامد نہ ہو۔ جیسے: "ان عسیٰ یا ان لیس"
(۴) مصدر بحرف تنفیس نہ ہو۔ جیسے: "ان سوف تضرب"
(۵) مقارن بقد نہ ہو۔ جیسے: "ان قد ضرب"
(۶) مقارن بحرف نفی نہ ہو "لم" اور "لا" کے علاوہ۔ جیسے: "ان لن تضرب"

(شرح شذور الذہب ص ۳۱۳، جہد قصیر ۵۷)

قاعدہ

ہمزۂ استفہام جب "لم" اور "لما" پر داخل ہو جائے تو علی سبیل التقریر ہوگا یعنی مخاطب کو ایسے کام پر آمادہ کرنا جس کو وہ جانتا ہے۔ جیسے: ﴿الم نربّک فینا ولیدا﴾ [الآیة] (الشعراء:۱۸) ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ [الآیة] (الشرح:۱)

(شرح رضی ج ۴، ص ۸۶، حاشیہ ۱۰ ج ۴، ص ۸)

فائدہ

"اِنْ" کے بعد فعل مستقبل ہونا چاہئے پس اگر فعل ماضی پر داخل ہو جائے تو اس کو مستقبل کے معنی میں کر دے گا۔ جیسے: ﴿وان عدتم عدنا﴾ [الآیة] (الاسراء:۸)
اور کبھی ماضی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: ﴿ان کنت قلته فقد علمته﴾ [الآیة] (المائدۃ:۱۱۶) (النحو القرانی ص ۵۲)

فائدہ

فاء جزائیہ کے لانے اور نہ لانے کی کل چودہ صورتیں بنتی ہیں۔
ایک صورت میں فاء کا لانا جائز اور دو میں جائز، جبکہ گیارہ صورتوں میں لانا واجب ہے۔
(۱) جزاء ماضی بغیر قد کے ہو۔ جیسے: ﴿وان عدتم عدنا﴾ [الآیة] (الاسراء:۸) اس صورت میں فاء کا لانا درست نہیں۔ (۲) جزاء مضارع مثبت ہو۔ (۳) جزاء مضارع منفی بلا ہو۔

ان دوصورتوں میں فاء کالانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے:"ان تشمتنی لااضرب أو فلااضربک"

باقی مندرجہ ذیل گیارہ صورتوں میں فاء کالانا واجب ہے۔

(۱) جزاء ماضی قد کے ساتھ ہو۔ جیسے:﴿ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل﴾[الآیة](یوسف ۷۷)

(۲) جزاء ماضی منفی بغیر "لا" ہو۔ جیسے:﴿فان تولیتم فما سالتکم من أجر﴾[الآیة](یوسف:۴۷)

(۳) جزاء جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے:﴿وان یمسسک بخیر فهو علی کل شئی قدیر﴾[الآیة](انعام:۱۷)

(۴) جزاء جملہ انشائیہ امر ہو۔ جیسے:﴿ان کنتم تحبون الله فاتبعونی﴾[الآیة] یا جزاء جملہ انشائیہ نہی ہو۔ جیسے:﴿فان علمتموهن مومنٰت فلاترجعوهن إلی الکفار﴾[الآیة]

(۵) جزا فعل جامد ہو۔ جیسے:﴿ان ترن انا اقلَّ منک مالاً وولداً فعسیٰ ربی ان یؤتینی خیراً من جنتک﴾[الآیة](الکهف)

(۶) جزا فعل مضارع مقرون بقد ہو۔ جیسے:"ان تذهب فقداذهب"

(۷) جزا مضارع مقترن بلن ہو۔ جیسے:﴿ومایفعلوامن خیر فلن یکفروه﴾[الآیة]

(۸) جزا مضارع مقترن بسین ہو۔ جیسے:﴿ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعاً﴾[الآیة]

(۹) سوف کے ساتھ مقرون ہو۔ جیسے:﴿وان خفتم عیلة فسوف یغنیکم الله من فضله﴾[الآیة]

(۱۰) مصدر ہو رُبَّ کے ساتھ۔ جیسے:"ان تجبنی فربمااجیئ"

(۱۱) کائنما کے ساتھ مصدر ہو۔ جیسے:﴿انه من قتل نفسا بغیر نفس

او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً﴾[الآیة]

(ھدایۃ النحو ص۹۱، النحو الکافی ص۵۳، جہد تعبیر ص۵۷، موسوعۃ النحو ص۴۰۹، جامع الدروس ج۲، ص۱۳۳، اشمونی ج۳، ص۲۶۲)

قاعدہ

اگر افعال مجزومہ پر اور افعال عطف ہوں تو وہ بھی مجزوم ہونگے۔ جیسے: ﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لایحتسب﴾[الآیة] (الطلاق:۲،۳)

(النحو الکافی ص۵۲، النحو القرآنی ص۶۸، جامع الدروس ج۲، ص۱۴۰)

فائدہ

جب جزاء جملہ اسمیہ ہو تو کبھی فاء جزائیہ کی جگہ "اِذَا" کو لایا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿وان تصبھم سیئۃ بماقدمت ایدیھم اذاھم یقنطون﴾[الآیة]

(جامع الدروس ج۲، ص۱۲۴، کافیہ ص۱۰۲، اشمونی ج۳، ص۲۶۵)

فائدہ

کبھی فعل شرط اور جزاء دونوں حذف ہو جاتے ہیں اور صرف حرف شرط باقی رہ جاتا ہے بشرطیکہ محذوف پر کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: شعر:

قالت بنات العمّ یاسلمیٰ وان کان فقیراً معدماً قالت وان

"ای وان کان فقیراً معدما فقد رضیتہ"

(موسوعۃ النحو ص۴۱۸، جامع ج۲، ص۱۲۷، اشمونی ج۳، ص۲۷۰، جمع الجوامع ج۲، ص۶۲)

قاعدہ

فعل مضارع سات چیزوں کے جواب میں بغیر "فاء" کے واقع ہوتا ہے "اِنْ" مقدرہ کی وجہ سے مجزوم ہوتا ہے بشرطیکہ اول (شرط) ثانی (جزاء) کے لئے سبب بن سکے۔

(۱) امر کے بعد۔ جیسے: ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾[الآیة] (البقرۃ)

(۲) نہی کے بعد۔ جیسے: "لاتفعل الشریکن خیراً لک"

(۳)استفہام کے بعد۔جیسے:"هل عندكم ماء اشربه"

(۴)تمنی کے بعد۔جیسے:"ليت لي مالاأنفقه"

(۵)عرض کے بعد۔جیسے:"الاتنزل بنا تصب خيراً"

(۶)تحضیض کے بعد۔جیسے:"لولاتاتيني اكرمك"

(۷)دعا کے بعد۔جیسے:﴿واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي﴾ [الآية](طٰہٰ:۲۷،۲۸)

(ھدایۃ النحوص ۹۲/، جہد قصیر ص ۵۷/، متن متین ص ۱۴۹/، جامع الدروس ج ۲/، ص ۱۲۷/، شرح مفصل ص ۴۸/)

قاعدہ

جملہ شرطیہ "لامحلّ لها من الاعراب "ہوتا ہے اور جزاء اگر مصدر بالفاء ہو یا اذا مفاجاتیہ کے بعد واقع ہو تو بعض کے نزدیک محلاً مجزوم اور بعض کے نزدیک لامحل لہا من الاعراب ہوتا ہے۔ (جہد قصیر ص ۵۸/، حاشیۃ الصبان ج ۴/، ص ۸/)

قاعدہ

بعض نحاۃ نے ذکر کیا ہے کہ جب فعل شرط اور حرف شرط دونوں مکرر آجائیں اور کوئی حرف عطف بھی نہ ہو تو جزاء پہلے جملہ شرطیہ کے لئے ہوگی اور دوسرے کے لئے جزا محذوف ہوگی اور دوسرا جملہ شرطیہ پہلے کے لئے قید ہوگا۔جیسے:﴿ولاينفعكم نصحي ان اردت ان انصح لكم ان كان الله يريدأن يغويكم ﴾[الآية](ھود:۳۴)

دوسرے جملے کی جزاء محذوف ہے،"اى فلاينفعكم نصحي"

(النحو القرآنی ص ۱۷۱/، موسوعۃ النحوص ۴۱۱/، شرح اشمونی ج ۳/، ص ۲۷۶/)

قاعدہ

جملہ شرطیہ ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔

(جامع الدروس ج ۲/، ص ۱۳۳/، النحو القرانی ج ۴/، ص ۳۶۸/)

قاعدہ

شرط فعلِ طلب اور فعل نہی نہیں آسکتا۔

(جامع الدروس ج ۲/ص ۱۳۳، شرح رضی ج ۴/ص ۱۱۶)

قاعدہ

شرط "قد" یا "لَنْ" یا "مانافیہ" یا "سین" یا "سوف" کے ساتھ مقترن نہیں ہوسکتی۔

(جامع الدروس ج ۲/ص ۱۳۳)

قاعدہ

شرطِ جازم کے جواب کے بعد اگر فعل مضارع مقترن بالواو یا بالفاء یا ثُم ہو تو اس کو تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔ (۱) مرفوع بنابر جملہ مستانفہ (۲) منصوب بنابر اَن مقدرہ (۳) مجزوم بناء بر عطف۔ جیسے: ﴿ان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:) "یغفر" میں تین وجہیں جائز ہیں۔

(شرح رضی ج ۴/ص ۱۳۱، اشمونی ج ۳/ص ۲۶۷، شرح ابن عقیل ج ۲/ص ۳۷۷، النحو الوافی ج ۴/ص ۴۴۶)

قاعدہ

جزاء چونکہ شرط کے لئے سبب واقع ہوتی ہے لہذا جہاں جزاء کا سبب بننا درست نہ ہو وہاں وہ جملہ جزا نہ ہوگا بلکہ جزاء محذوف ہوگی۔ جیسے: ﴿من کان یرجو القاء اللہ فان اجل اللہ لآت﴾ [الآیہ] (العنکبوت:۵) "أی فلیبادر بالعمل فان اجل اللہ لآت" ﴿وان یکذبوک فقد کذب رسل﴾ [الآیۃ] (فاطر:۴) "أی ان یکذبوک فتصبر" اسی طرح کی قرآن میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

(مغنی اللبیب ج ۲/ص ۴۲۴، حاشیۃ الصبان ج ۴/ص ۲۰)

فائدہ

کبھی فعل شرط کو "ان" کے بعد حذف کیا جاتا ہے جبکہ "ان" کے بعد "لا" ہو۔ جیسے

:"تكلم بخير والافاسكت"أي:وإن لاتتكلم بخير فاسكت"

(جامع الدروس ج ۲،ص ۱۳۵/،شرح رضی ج ۴،ص ۱۹/،ھمع الھوامع ج ۲،ص ۶۳/)

قاعدہ

شرط جزاء کو چاہتی ہے اور قسم جواب قسم کو چاہتی ہے، پس اگر شرط اور قسم ایک عبارت میں جمع ہو جائیں اور ان سے پہلے کوئی ایسی شئی نہ ہو جو خبر چاہتی ہو مثلاً مبتداء، تو عبارت میں مذکور جواب سابق (پہلے) کا ہوگا، اور مؤخر (دوسرے) کا جواب محذوف ہوگا اور اس محذوف پر سابق کا جواب دال ہوگا۔ جیسے: ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل ھذاالقرآن لایوتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً﴾[الآیۃ](الاسراء:۸۸)

پس "لایاتون" اس قسم کے لئے جواب ہے جس پر لام دلالت کر رہا ہے۔ "ای واللہ لئن اجتمعت "اور شرط کا جواب محذوف ہے۔

(جامع الدروس ج ۲،ص ۱۳۶/،اشمونی ج ۳،ص ۲۷۶/،شرح ابن عقیل ج ۲،ص ۳۸۲/)

قاعدہ

اگر جزاء مجزوم کے بعد فعل مجزوم بغیر عطف کے واقع ہو تو یہ فعل ماقبل سے بدل ہوگا۔

(حاشیۃ الصبان ص ۲۴/،۲۵)

فائدہ

اگر شرط پر جزاء (جو معنیٰ شرط کے لئے جزء ہے) کو مقدم کیا جائے تو شرط ماضی ہی ہوگی خواہ ماضی لفظاً ہو یا معناً۔ جیسے "اضرب ان لم تعطنی، واضربک ان ضربتی"

(شرح رضی ج ۴،ص ۱۰۶/)

قاعدہ

"لمّا" جب جملہ اسمیہ پر داخل ہو تو بمعنی "الّا" کے ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ان کل نفس لما علیھا حافظ﴾[الآیۃ](الطارق:۴)

(شرح اشمونی ج ۳،ص ۲۳۹/،النحو الوافی ج ۴،ص ۳۹۴/)

قاعدہ

اسماء شرطیہ (سوائے "اِنْ" اور "اذْ" کے کیونکہ یہ دونوں حروف ہیں) کے اعراب کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حروف جارہ کے بعد یا مضاف الیہ واقع ہوں تو محل جر میں مجرور ہوں گے۔ جیسے: "عمّا تسأل أسأل" "غلام من تضرب أضرب"

اگر زمان یا مکان پر دال ہوں تو مفعول فیہ ہونگے۔ جیسے: "متی تقم أقم" ﴿اين ماتكونوا يدركم الموت﴾ [الآية] اور اگر اسماء شرطیہ "حدث" پر داخل ہوں تو یہ مفعول مطلق ہونگے۔ جیسے: "أیّ ضرب تضرب اضرب"

اگر بعد میں فعل لازم ہو تو اسم شرط مبتدا اور فعل اس کے لئے خبر ہوگا۔ جیسے: "من يقم أقم"

فعل متعدی بعد میں واقع ہو تو اسم شرط مفعول بہ مقدم ہوگا۔ جیسے: "من يضرب أضربه"

(حاشیۃ الصبان ج ۴، ص ۱۱۴، جامع الدروس ج ۲، ص ۲۴، النحو الوافی ج ۴، ص ۴۱۱)

قاعدہ

اگر شرط اور جزاء کے درمیان ایسا فعل مضارع واقع ہو جو شرط کے معنی کے موافق ہو، صفت نہ ہو اور اس کا حذف بھی درست ہو تو یہ فعل ماقبل سے بدل واقع ہوگا جیسے: "ان تاتني تمشي اكرمك" اور اگر معنی موافق نہ ہو تو یہ حال واقع ہوگا۔ جیسے: "ان تاتني تضحك احسن اليك" یہی حکم ماضی کا بھی ہے۔

(ھمع الھوامع ج ۲، ص ۶۳، شرح مفصل ج ۷، ص ۵۳)

فائدہ

"اِنْ" شرطیہ کے بعد تاکید کے لئے ما زائدہ کو لایا جاتا ہے یہ قرآن مجید اور کلام عرب میں اکثر واقع ہے۔ جیسے: ﴿واما ينزغنك﴾ [الآية] ﴿واما ينسينك﴾ [الآية]

(ھمع الھوامع ج ۲، ص ۶۳)

تنبیہ:۔ "لو شرطیہ" "لولا" اور "لوما" کی تفصیل انشاءاللہ حروف کی بحث میں آئیگی۔

فائدہ

کبھی جواب شرط کو حذف کیا جاتا ہے اگر کوئی قرینہ ہو بشرطیکہ شرط ماضی لفظی ہو۔ جیسے: "انت فائزٌ إن اجتهدت" یا مضارع مقرون بلم ہو۔ جیسے: "انت خاسر ان لم تجتهد" (جامع الدروس ج ۲/ص ۱۳۵/، شرح ابن عقیل ج ۲/ص ۳۸۰/)

(۵) بحث افعال قلوب

فائدہ

افعال قلوب سات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"علمت ،وجدت،رایت ،ظننت ،حسبت ،خلت ،زعمت"

پہلے تین علم یقین کے لئے اور ان کے بعد تین ظن کے لئے جبکہ آخری ظن اور یقین دونوں کے معنی میں آتا ہے۔

یہ افعال دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں، یعنی مبتدأ اور خبر پر داخل ہوکر بنا بر مفعولیت نصب دیتے ہیں۔

ان کو افعال قلوب اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان افعال کے اندر یقین اور ظن والے معنی پائے جاتے ہیں جن کا تعلق قلب سے ہوتا ہے، نہ کہ اعضا ظاہریہ سے۔

(جامع الدروس ج ۱/ص ۲۶/، ھدایۃ النحو ص ۶۶/، النحو الکافی ص ۲۴۷/، شرح قطر الندا ص ۲۲۵/، معجم النحو ص ۲۲۵/)

قاعدہ

افعال قلوب کے دونوں مفعولوں کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس پر کوئی قرینہ

(دلیل) موجود ہو۔ جیسے: ﴿این شرکاء ی الذین کنتم تزعمون﴾ [الآیة](القصص: ۶۲) "ای کنتم تزعمونهم شرکاء ی"

قرینہ کے وقت ایک مفعول کو بھی حذف کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کہا جائے: "هل تظن احدًا مسافراً "؟ اور جواب میں کہا جائے "اظن خالداً ای اظن خالدًا مسافراً"

(جامع الدروس ج ۱، ص ۲۶۱، النحو القرآنی ص ۲۹۰، معجم النحو ص ۲۲۸، اوضح المسالک ج ۲، ص ۶۶۱)

فائدہ

کبھی "وجد" "لقی" کے معنی میں ہو کر ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ولما ورد ماء مدین وجد علیه امة من الناس یسقون﴾ [الآیة](القصص: ۲۳) (النحو القرآنی ص ۲۸۴)

قاعدہ

"جعل" جب "عمل" یا "خلق" یا "القی" کے معنی میں ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا۔ جیسے: ﴿انا جعلنا ما علی الارض زینة لها﴾ [الآیة](الکہف: ۷) "ای خلقنا﴿ ثم اجعل علی کل جبل منهن جزء اً﴾[الآیة](البقرۃ:) "ای القِ"

(النحو القرآنی ص ۲۸۵)

قاعدہ

اگر افعال قلوب کے بعد جملہ فعلیہ کبھی واقع ہو جائے تو اس جملے سے پہلے ضمیر شان مقدر ہوگی تاکہ جملہ اسمیہ پر دخول متحقق ہو۔ جیسے "حسبت یقول زیدٌ" ای: "حسبتهُ یقول زیدٌ" (شرح رضی ج ۴، ص ۱۵۲)

فائدہ

ہر فعل قلبی دو مفعولوں کو نصب نہیں دیتا بلکہ فعل قلبی کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جو صرف ایک مفعول کی طرف متعدی نہ ہوتا ہو۔ جیسے: "فکرَ، تفکرَ"

(۲) جو صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہو۔ جیسے: "عرف، فهم"

(۳) دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو، اور یہ افعال قلوب ہیں۔

(اوضح المسالک ج ۲/ص ۳۱/، اشمونی ج ۱/ص ۳۶۱/)

فائدہ

افعال قلوب میں یہ ضروری نہیں ہے کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوں بلکہ کبھی "انّ" اور اس کے معمول یا "انْ" اور اس کے معمول پر داخل ہوتے ہیں اور یہ بتاویل مصدر ہو کر ان افعال قلوب کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: "اظن ان العالم مجاهدٌ"

(النحو الوافی ج ۲/ص ۱۲/)

قاعدہ

"رؤية" کی دو قسمیں ہیں، پس اگر رؤیۃ بصریہ مراد ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگی۔ جیسے: ﴿فلما جن عليه الليل رأى كوكباً﴾ الآية (الانعام:۷۶)

اگر رؤیۃ علمیہ مراد ہو، تو دو کی طرف متعدی ہوگی۔

(النحو القرآنی ص ۲۹۸/، النحو الکافی ص ۲۳۸/، شرح مفصل ج ۷/ص ۸۱/، اشمونی ج ۱/ص ۲۵۰/)

فائدہ

افعال قلوب کے مندرجہ ذیل خواص ہیں۔

(۱) ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہیں جبکہ باب "اعطیتُ" میں یہ جائز ہے، پس "علمتُ زیداً" کہنا درست نہیں ہے۔

(۲) ان کا الغاء جائز ہے یعنی ان کے عمل کو لفظاً اور معناً دونوں اعتبار سے باطل کرنا جائز ہے، اس کی دو صورتیں ہیں (۱) افعال قلوب دونوں مفعولوں کے درمیان واقع ہو جائیں۔ جیسے: "زید ظننت قائم" (۲) افعال قلوب دونوں مفعولوں سے مؤخر ہوں۔ جیسے "زید قائم ظننت"

(۳) ان میں تعلیق جائز ہے یعنی لفظاً عمل باطل ہو جائے اور معناً عمل باقی رہے تعلیق کی مختلف صورتیں ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔یہ افعال "ما" نافیہ سے پہلے آجائیں۔جیسے:﴿قالوا لقد علمت مالنا فی بناتک من حق﴾[الآیة](ہود:۷۹)

۲۔لام ابتداء سے پہلے آجائیں۔جیسے:﴿ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرة من خلاق﴾[الآیة](البقرة:۱۰۲)

۳۔"اِنْ" نافیہ سے پہلے آجائیں۔جیسے:﴿وتظنون ان لبثتم الاقلیلاً﴾[الآیة](الاسراء:۵۲)

۴۔استفہام ہو،خواہ حرف استفہام فعل قلبی اور جملے کے درمیان آجائے۔جیسے :﴿وان ادری اقریب ام بعید ماتوعدون﴾[الآیة](الانبیاء:۱۰۹)یا فعل قلبی کے بعد اسم استفہام ہو۔جیسے:﴿ثم بعثنا ھم لنعلم ایّ الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدًا﴾[الآیة](الکہف:۱۲)

بعض نحاۃ کے نزدیک "لعل" بھی حروف تعلیق میں سے ہے۔جیسے:﴿ومایدریک لعلہ یزکّی﴾[الآیة](عبس:۳)

(۴)ان افعال کے فاعل اور مفعول دونوں کی متصل ضمیریں ایک شئ کے لئے آسکتی ہیں۔جیسے:"علمتنی منطلقاً"،"وظننتک فاضلاً"

(النحو القرآنی ص۲۹۴،شرح قطر الندی،ص۲۳۱،معجم النحو ص۲۲۵،الاشباہ والنظائر ج۲،ص۶۶،شرح مفصل ج۷،ص۸۲،۸۳)

فائدہ

کبھی "ظننت" بمعنی "اتھمتُ"،"علمت" بمعنی "عرفت"،"رأیت" بمعنی "ابصرت" اور "وجدت" بمعنی "اصبتُ" کے آتے ہیں،ان تمام صورتوں میں یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوں گے۔

(ھدایۃ النحو ص۹۷،شرح مفصل ج۷،ص۸۱،الاشباہ والنظائر ج۲،ص۲۳۴،موسوعۃ النحو ص۴۳۶)

فائدہ

الغاء اور تعلیق میں فرق یہ ہے کہ الغاء لفظاً اور معناً دونوں اعتبار سے عمل باطل

کرنے کا نام ہے جبکہ تعلیق صرف لفظاً عمل باطل کرنے کو کہا جاتا ہے۔

(متن متین ص۱۵۳/، شرح مفصل ج۷/ص۸۲/، موسوعہ ص۴۳۷/، اوضح المسالک ج۱/ص۹۳/)

فائدہ

افعال تحویل اور تصییر (جو بمعنی صَیَّر کے ہوتے ہیں) کل سات ہیں، یہ بھی دو مفعولوں کو نصب دیتے ہیں، جو کہ اصل میں مبتدا اور خبر ہوتے ہیں۔

(۱) "صَیَّرَ" جیسے: "صَیَّرْتُ العدو صدیقا"

(۲) "رَدَّ" جیسے: ﴿ودّ کثیرٌ من اهل الکتاب لو یردُّونکم من بعد ایمانکم کفارًا﴾ [الایة] (البقرۃ:۱۰۹)

(۳) "ترک" جیسے: ﴿وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض﴾ [الآیة] (الکہف: ۹۹)

(۴) "وجد" جیسے: "وجدتک صدیقاً"

(۵) "اِتَّخَذ" جیسے: ﴿واتخذ الله ابراهیم خلیلاً﴾ [الآیة] (النساء:۱۲۵)

(۶) "جعل" جیسے: ﴿فجعلنه هباءً منثورًا﴾ [الآیة] (الفرقان:۲۳)

(۷) "وَهَبَ" جیسے: "وهبنی الله فداء المخلصین"

یہ افعال تب دو مفعولوں کو نصب دیتے ہیں جب "صَیَّرَ" کے معنی میں ہوں ورنہ نہیں دیتے۔

(جامع ج۲/ص۳۳/، النحو القرآنی ص۲۹۶/، موسوعہ ص۴۳۶/، اشمونی ج۱/ص۳۶۱/، اوضح المسالک ج۲/ص۵۱/)

فائدہ

سات افعال ایسے ہیں جو تین مفاعیل چاہتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"اَرٰی، اعلم، انبأ، نبأ، اخبر، خبَّر، اور حَدَّث"

(جامع الدروس ج۱/ص۳۴/، النحو القرآنی ص۳۰۰/، النحو الکافی ص۲۵۱/، اوضح المسالک ج۳/ص۸۰/)

فائدہ

باب "اَعْلَمَ واری" کے مفاعیل میں پہلا اور دوسرا مفعول اختصار کے لئے حذف کرنا جائز ہے، البتہ تیسرے کے حذف کرنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک جائز اور بعض کے ہاں ناجائز۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۵۸)

فائدہ

کبھی قول "ظن" کے معنی میں آتا ہے اور دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے، مگر اس کے لئے تین شرائط ہیں۔ (۱) صیغۂ تقول تاء خطاب کے ساتھ ہو، (۲) پہلے استفہام ہو، (۳) استفہام فعل کے ساتھ متصل ہو، یا ظرف یا مجرور یا مفعول کے ذریعے منفصل ہو۔ جیسے :"اتقول زیدًا منطلقاً" البتہ قبیلہ سلیم کے ہاں یہ شرائط ضروری نہیں ہیں۔

(شرح شذور الذہب ص ۳۴۹، الاشمونی ج ۱، ص ۳۷۵، النحو الوافی ج ۲، ص ۴۹)

فائدہ

تعلیق کے باب میں افعال قلوب کے ساتھ دیگر افعال بھی کلام عرب میں پائے جاتے ہیں، مثلاً ﴿فلینظر ایها ازکیٰ طعاماً﴾ [الآیة] (الکہف:۱۹) ﴿یسالون ایان یوم الدین﴾ [الآیة] (الذریت:۱۲) ﴿ویستنبئونک احق هو﴾ [الآیة] (یونس:۵۳) ﴿اولم یتفکروا مابصاحبهم من جنة﴾ [الآیة] (الاعراف:۱۸۴) ﴿فستبصر ویبصرون بایکم المفتون﴾ [الآیة] (القلم:۵،۶)

(شرح الاشمونی ج [illegible] ج ۲، ص ۳۵، الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۶۵)

(۶) بحث افعال مقاربہ

تعریف

افعال مقاربہ ایسے افعال ہیں جو اپنے اسم کے لئے خبر کو قریب کرنے کے لئے

وضع کیے گئے ہیں، یہ اَفعال مبتدا (جو کہ ان کا اسم ہوتا ہے) کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ،البتہ ان کی خبر جملہ فعلیہ مضارع مقرون بأن یا بلا ان ہوا کرتی ہے۔

(ھدایۃ النحو ص/۱۰۰،النحو القرآنی ص/۲۴۳،موسوعۃ ص/۵۳۸، جامع ج/۲،ص/۲۴)

فائدہ

افعالِ مقاربہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) خبر کے حصول کے قرب پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیے گئے ہوں،اور اس کے تین افعال ہیں،"کاد ،کرب ،اوشک "قرآن پاک میں صرف "کاد "مستعمل ہے۔

(۲) حصولِ خبر کی امید پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیے گئے ہوں اور یہ " حری ،اخلولق"،اور " عسی "تین افعال ہیں اور قرآن میں صرف "عسی "مستعمل ہے۔

(۳) خبر کے عمل کو شروع کرنے پر دلالت کرنے لئے وضع کے گئے ہوں اور یہ بہت سے افعال ہیں جن میں مشہور یہ ہیں،"اَنْشَأ،طَفِقَ ،عَلِقَ ،اخذ،جَعل" ان میں سے قرآن مجید میں صرف " طفق "مستعمل ہے۔

پہلی قسم کو افعال مقاربہ دوسری کو افعال رجاء اور تیسری کو اَفعال شروع کہا جاتا ہے۔

(النحو القرآنی ص/۲۴۳،موسوعۃ النحو ص/۵۳۹،جامع الدروس ج/۲،ص/۲۰۴،ھمع الھوامع ج/۱،ص/۱۲۸،النحو الکافی ج/۱،ص/۲۰۷)

فائدہ

واضح رہے کہ ان کو افعال مقاربہ کہنا تسمیہ باسم البعض کی قبیل سے ہے یعنی یہ تمام افعال قرب پر دالالت نہیں کرتے بلکہ بعض قرب پر دلالت کرتے ہیں۔

(شرح ابن عقیل ج/۱،ص/۲۲۳،حاشیۃ الصبان ج/۱،ص/۲۵۸)

فائدہ

افعال مقاربہ میں سے صرف تین کا اسم فاعل آتا ہے۔

(۱)"کاد" کا۔جیسے:شعر: "وانني يقينا لرهن بالذى أنا كائد"

(۲)"کرب" کا۔جیسے شعر:"وانّ اباک کارب یومه"

(۳)"اوشک" کا۔جیسے شعر:"فانک موشک أن لاتراها"

(أوضح المسالک ج۱،ص۳۱۸)

فائدہ

یہ أفعال ماضی کے صیغے کے ساتھ ہی مستعمل ہوتے ہیں سوائے "اوشک "اور "کـــاد" کے کیونکہ یہ دونوں مضارع کی صورت میں بھی استعمال ہوتے ہیں، جیسے :﴿یکاد البرق یخطف ابصارهم ﴾الآیة (البقرة:)

"یوشک ان ینزل فیکم عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً"(الحدیث)

(موسوعة ص۵۳۹/، جامع الدروس ج۲،ص۲۰۷، جمع الھوامع ج۱،ص۱۳۹/، أوضح المسالک ج۱،ص۳۱۸/)

قاعدہ

ان افعال کی خبر کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱)خبر فعل مضارع ہو اور اس میں ایسی ضمیر ہو جو اس کے اسم کی طرف لوٹ رہی ہو۔جیسے:﴿لایکادون یفقهون حدیثاً ﴾الآیة (النساء:۷۸)اور یہ بھی جائز ہے کہ فعل اسم ظاہر کی طرف مسند ہو یا"عســـی" کے بعد اسم ظاہر واقع ہو۔جیسے:"عســـی المریض ان یذهب مرضه"۔

(۲)خبر مؤخر مذکور ہو، کبھی ان افعال اور ان کے اسماء کے درمیان بھی واقع ہو سکتی ہے۔جیسے:"یکاد یبدأ الشیب"

(۳)خبر"ان" کے ساتھ مقترن ہو، جبکہ حری اور اخلوق کے بعد واقع ہو۔

(موسوعة الخوص/۵۳۱، جامع ج۲،ص۱۰۴/، انحو الکافی ص۲۰۷/، أوضح المسالک ج۱،ص۳۱۰/)

قاعدہ

ان افعال کی خبر "أن" کے اقتران اور عدم اقتران کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔

(۱) "ان" کا اقتران واجب ہو، اور یہ حری اور اخلوق کو شامل ہے۔جیسے

:"احلوق المطران ينهر"

(۲) "ان" سے مجرد کرنا واجب ہو،اور یہ افعالِ شروع کوشامل ہے۔جیسے :﴿وطفقایخصفان علیهما من ورق الجنة﴾[الآیة](البقرة)

(۲)"اَنْ" کا اقتران اور عدم اقتران دونوں جائز ہوں اور یہ اُفعال مقاربہ "کَادَ ،کَرَبَ ،اوشک" اور "عَسیٰ" کوشامل ہے،اگرچہ "کاد "اور "کَرَبَ" کی خبر اکثر مجرد ہوتی ہے اور "عسی "اور "اوشک "کی خبر اکثر مقترن بأن ہوتی ہے۔جیسے:﴿عسی ربکم ان یرحمکم﴾[الآیة](الاسراء:۸)

(موسوعۃ النحوص۵۳۹/،جامع الدروس ج۲/ص۲۰۵/،شرح شذور الذہب ص۲۴۶/)

فائدہ

"عسی" ماضی تام ہوگا جب کہ فعل مضارع "ان" کے ساتھ ملکر اس فعل "عسیٰ" کے لئے فاعل ہو،پس اس صورت میں خبر کی احتیاج نہیں ہوگی۔جیسے:"عسی ان یبدأ الامتحان "﴿عسیٰ أن تکرهوا شیئاً وهو خیر لکم﴾[الآیة]

(موسوعۃ النحوص۱۸۳/،ھدایۃ النحوص۱۰۰/،ھمع الھوامع ج۱/ص۱۳۱/،شرح مفصل ج۷،ص۱۱۶/)

قاعدہ

کبھی "عسیٰ" کی خبر سے "ان" مصدریہ کو حذف کردیا جاتا ہے۔جیسے عسیٰ زیدٌ یقوم"

(ھدایۃ النحوص۱۰۰/،کافیہ ص۱۰۸/)

فائدہ

"عسیٰ" کی خبر قرآن مجید میں مقرون بأن ہی مستعمل ہے۔جیسے:﴿عسی ربکم ان یرحمکم﴾ [الآیة](الاسراء:۸)اور "عسی "قرآن میں ناقصہ اور تامہ دونوں طرح مستعمل ہے ۔ناقصہ کی مثال:﴿عسی اللہ ان یتوب﴾[الآیة](التوبۃ:۱۰۲) تامہ کی مثال:﴿عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا﴾[الآیة](الاسراء:۷۹) (النحو القرآنی ص۲۴۶/)

فائدہ

"کـــاد" تب افعال مقاربہ میں سے ہوتا ہے جب باب سمع یسمع سے ہو یعنی "کَادَ یَکَادُ" سے ہو ورنہ فعل تام ہوگا۔ جیسے: ﴿انهم يكيدون كيدا ﴿الآية﴾ (الطارق) یہ باب ضرب یضرب سے ہے لہٰذا یہ فعل تام ہوگا نہ کہ فعل ناقص۔

(شرح مفصل ج ۷/ص ۱۲۴)

فائدہ

ان افعال کی خبر جملہ ماضیہ اور اسمیہ واقع نہیں ہوسکتا۔

(جامع الدروس ج ۲/ص ۲۰۵)

فائدہ

"عسی" میں ضمیر شان مستتر نہیں ہوسکتی جب کہ "کَادَ" میں ہوسکتی ہے اس لئے کہ "کَادَ" کی خبر مفرد ہوسکتی ہے اور "عسی" کی خبر جملہ ہی ہوتی ہے اور ضمیر شان کے بعد جملہ نہیں آیا کرتا۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۲۳۲، شرح رضی ج ۴/ص ۲۱۷)

فائدہ

اصل افعال میں تصرّف ہے یعنی مرفوع پر منصوب کو مقدم کرنا اور مختلف ضمائر کا متصل ہوجانا البتہ اس حکم سے افعال مقاربہ ومدح وذم میں سے "نعم، بئس، عسی" اور فعل تعجب مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ ان میں مرفوع پر منصوب کی تقدیم جائز نہیں۔

(الاشباہ والنظائر ج ۱/ص ۸۳، ہمع الہوامع ج ۱/ص ۱۳۱، النحو الوافی ج ۱/ص ۵۶۰، حاشیہ ج ۱/ص ۲۵۸)

فائدہ

ان أفعال کی خبر کو حذف کرنا جائز ہے جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: ﴿فطفق مسحا﴾ ﴿الآية﴾ أي يمسح مسحا "یہاں مصدر کا موجود ہونا قرینہ ہے۔

فائدہ

اگر "عسی" کے ساتھ ضمیر متصل ہوجائے تو سیبویہ کے نزدیک یہ "لعل" کے

معنی میں ہوتا ہے جبکہ مبرّدؒ کے ہاں یہ ضمیر منصوب قائمقام خبر کے ہوتی ہے۔
(جہد قصیر ص ۴۳/۷، شرح الاشمونی ج ۱/ص ۲۹۰)

فائدہ

ان افعال کا اسم معرفہ ہوا کرتا ہے کبھی کبھی نکرہ بھی آتا ہے۔ جیسے: "عسی فرج ان یاتی به الله" (ھمع الھوامع ج ۱/ص ۱۳۱)

فائدہ

"عسی ان یخرج زیدٌ" جیسی مثال میں تین تراکیب ہوسکتی ہیں۔
(۱) "عسی" فعل تام اور "ان یخرج زید" بتاویل مصدر اس کے لئے فاعل۔
(۲) "ان یخرج" بتاویل مصدر خبر مقدم اور "زید" مبتدا مؤخر، پھر یہ جملہ اسمیہ "عسی" کے لئے فاعل۔
(۳) "عسی" کا فاعل ضمیر مستتر اور جملہ اس کے لئے خبر۔
(حاشیہ شرح مائۃ عامل، النحو الوافی ج ۱/ص ۵۶۷)

فائدہ

جب "عسی، احلولق، اوشک" کے بعد اسم ظاہر واقع ہو جائے اور ان کے بعد جملے میں اسم ظاہر یا ضمیر بارز نہ ہو۔ جیسے "الصدیق عسی ان یخرج" تو اس جیسی عبارت میں دو توجیہات ہیں۔
(۱) "عسی" کو تام مان کر ضمیر مستتر یا بارز سے خالی قرار دیا جائے اور مابعد والا جملہ بتاویل مصدر اس کا فاعل قرار دیا جائے۔
(۲) "عسی" کو ناقصہ مانا جائے اور اس کا فاعل ضمیر مستتر (جو کہ ماقبل والے اسم کی طرف راجع ہے) یا ضمیر بارز مانی جائے، اس صورت میں "عسی" ماقبل اسم کے تبدیل ہونے کی وجہ سے افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث میں تبدیل ہوگا۔
(النحو الوافی ج ۱/ص ۵۶۷، شرح ابن عقیل ج ۱/ص ۳۴۳، اوضح المسالک ج ۱/ص ۳۲۳)

فائدہ

کبھی "عسی" کو "لعل" کا حکم دیا جاتا ہے، جیسے

شعر

یاأبتاعلّک أو عساکا

یہاں "لعل" کی طرح "عسی" ضمیر متصل پر داخل ہے۔

اور کبھی "لعل" کو "عسی" کا حکم دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے "فلعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض" (الحدیث)

یہاں "لعل" کی خبر پر "ان" داخل ہے۔ (مغنی اللبیب ج ۱/ص ۱۸۷)

(۸) بحث فعل تعجب

تعریف

فعل تعجب وہ فعل ہے جو انشاءِ تعجب اور اظہارِ تعجب کے لئے وضع کیا گیا ہو

فعل تعجب کے دو صیغے آتے ہیں، (۱) ماافعله مثلاً "ما أحسن زيدًا" (۲) افعل به مثلاً "أحسن بزيد"

بعض نحاۃ نے "فَعُلَ" کا صیغہ بھی تعجب میں داخل کیا ہے۔ جیسے: "سُبق العالم وفُهم" أی: مَاسبقه وافهمه

فائدہ

تعجب کے لئے دیگر صیغے بھی ہیں جو کہ بلاوضع تعجب کے تعجب پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً "کیف" جیسے: ﴿کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فأحیاکم﴾ الآیة

ا(البقرۃ:۲۸) "سبحان الله ان المؤمن لاینجس" (الحدیث) "لله درّہ فارسا"

(معجم النحو ص/۱۰۹، النحو القرآنی ص/۵۴، شرح قطر الندی ص/۴۲۸، النحو الکافی ص/۴۱۹، موسوعۃ النحو ص/۲۵۷)

فائدہ

"مَا اَفْعَلَهٗ" کی ترکیب میں تین اقوال ہیں، "مَا" میں تو اتفاق ہے کہ اسم مبتدا ہے البتہ اس کے بعد میں اختلاف ہے۔

(۱) امام سیبویہؒ کے نزدیک "مَا" بمعنی "شَیْءٌ" نکرہ مبتدا اور مابعد والا جملہ خبر ہے، یہاں نکرہ مبتدا کا واقع ہونا درست ہے کیونکہ یہ معنی تعجب کو متضمن ہے۔

(۲) امام اخفشؒ کے نزدیک "مَا" موصولہ ہے اور مابعد والا جملہ صلہ ہے، موصول صلہ مل کر مبتدا اور خبر محذوف ہے یعنی "شَیْءٌ عظیمٌ"

(۳) امام فراءؒ کے نزدیک "مَا" بمعنی "أیّ شیءٍ" مبتدا اور مابعد والا جملہ خبر ہے۔

فائدہ

"اَفْعِلْ بِهٖ" لفظاً امر کا صیغہ ہے اور معناً خبر ہے، یہ اصل میں ماضی کا صیغہ ہے بمعنی "صَارَ ذَا کَذَا" پھر صیغے میں تبدیلی کر دی گئی اور اسم ظاہر کی طرف اسناد کی قباحت کی وجہ سے فاعل پر "بَاء" زائدہ کو بڑھایا گیا، تاکہ مفعول بہ کی صورت پیدا ہو جائے لیکن یہ فاعل ہے مفعول نہیں ہے۔

اس صیغے کی ترکیب میں بھی اختلاف ہے۔

(۱) امام سیبویہؒ کے نزدیک "أحسن" صیغہ امر ماضی کے معنی میں ہو کر "زیدٌ" اس کے لئے فاعل ہے، اور "باء" جارہ زائدہ ہے اور ہمزہ صیرورت کا ہے معنی ہے "صار زیدٌ ذا حسن"

(۲) امام اخفشؒ کے نزدیک "أحسن" صیغہ امر اپنے معنی میں ہو کر بمعنی ثبوت ہے اور ضمیر اس میں فاعل اور باء تعدیہ کے لئے ہے اور زید مفعول بہ ہے، معنی یہ ہے "أحسن انت بزید أی صرت ذا حسن" ہمزہ اگر تعدیہ کے لئے ہو تو "باء" زائد

ہوگی، ترجمہ دونوں کا ایک ہے۔

(معجم النحو ص/۱۰۹، شرح قطر الندا، ص/۴۳۰، النحو الکافی ص/۴۲۰، شرح الاشمونی ج/۲، ص/۲۶۳، شرح ابن عقیل ج/۲، ص/۱۴۸)

فائدہ

متعجب منہ پر داخل ہونے والی "بـــاء" اگرچہ زائد ہے لیکن اس کو حذف کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ اس کے ساتھ لازم ہے البتہ اگر اس سے پہلے "ان" یا "انَ" ہو تو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے:

شعر

وقال نبيُّ المؤمنين تقدموا وأحبب الينا أن يكون المقدما

(جامع الدروس ج/۱، ص/۵۲، النحو القرآنی ج/۳، ص/۳۹۲)

فائدہ

فعل تعجب کے دونوں صیغوں کے لئے وہی شرائط ہیں جو اسم تفضیل کے لئے ہیں جن کو بحثِ اسم تفضیل میں ذکر کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(معجم النحو ص/۱۱۰، شرح قطر الندا، ص/۴۳۳، موسوعۃ النحو ص/۳۵۷، شرح اشمونی ج/۲، ص/۲۶۸)

قاعدہ

اگر ایسے ابواب سے فعل تعجب کا معنی حاصل کرنا ہو جن سے فعل تعجب نہیں آتا تو فعل تعجب کے پہلے صیغے کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ "مـــا اشـــد" یا اس جیسا کلمہ مثلاً "ماأضعف، ماأحسن" یا "ماأقبح" لاکر اس کے بعد مصدر (جس سے فعل تعجب کا معنی حاصل کرنا ہو)، کو بطور تمیز کے ذکر کر دیا جائے۔ جیسے "مَا اَشَدُّ استخراجاً" (اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت مشکل ہے) اور دوسرے صیغے کے بنانے طریقہ یہ ہے کہ "اشـــدد" یا اس جیسا کلمہ اس کے شروع میں لاکر مصدر کو ذکر کیا جائے اور باء زائدہ کو داخل کیا جائے۔ جیسے "اشدد باستخراجه" (اس کا باہر نکلنا کیسا ہی سخت ہے)

(ھدایۃ النحو ص/۱۰۱، موسوعۃ ص/۲۵۸، جامع ج/۱، ص/۴۹، شرح الاشمونی ج/۲، ص/۲۷۰)

قاعدہ

فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں تقدیم وتاخیر کا تصرف اور عامل ومعمول کے درمیان فاصلہ لانا جائز نہیں ہے، البتہ مازنیؒ کے نزدیک ظرف اور جار مجرور کے ذریعے فاصلہ درست ہے اور یہی راجح ہے۔ جیسے: "مَا أحسن اليوم زيداً" البتہ اگر ظرف یا جار مجرور تعجب کے معمول سے متعلق ہو، تو ناجائز ہے۔ جیسے: "مَا أحسن بمعروف أمرأ، أحسن فی الدار عندک جالساً"

(ھدایۃ النحو ص/۱۰۱، معجم النحو ص/۱۱۱، موسوعۃ النحو ص/۲۵۹، جامع الدروس ج/۱، ص/۵۳، اشمونی ج/۲، ص/۲۷۱)

فائدہ

"مَا أحسنه" صیغے میں متعجب منہ کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے:

شعر

جزى الله عنى والجزاء بفضله ربيعةً خيرًا ما أعفَّ وأكرما

"أى ،ما أعفها وأكرمها"

اسی طرح "أحسن به" کے صیغے سے بھی متعجب منہ کو حذف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ اپنے ہم جیسے فعل تعجب پر عطف ہو۔ جیسے: ﴿أسمع بهم وابصر﴾ الآية (مریم:۳۸) "أى أبصر بهم"

(معجم النحو ص/۱۱۱، النحو الکافی ص/۴۳۰، موسوعۃ النحو ص/۳۵۹، جامع الدروس ج/۱، ص/۵۲، اشمونی ج/۲، ص/۲۶۶)

قاعدہ

"مَا أفعل" کے اسم منصوب اور "أحسن" کے بعد اسم مجرور کے لئے شرط یہ ہے کہ مختص ہوتا کہ اس کے ذریعے فائدہ حاصل ہو پس "مَا أحسن رجلاً" کہنا درست نہیں ہے اور نہ "أحسن برجلٍ" کہنا درست ہے۔

(معجم النحو ص/۱۱۲، جامع الدروس ج/۱، ص/۵۲، شرح الاشمونی ص/۲۶۶، عدۃ السالک ج/۳، ص/۲۵۷، متن متین ص/۲۸۲)

فائدہ

اکثر "مَـــا" اور فعل تعجب کے درمیان "کـــان" زائدہ لایا جاتا ہے۔ جیسے :"ماکان اعدل عمر"

شعر

ماکان أسعد من أجابک آخذًا

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۰، اشمونی ج ۲/ص ۲۷۳، متن متین ص ۲۶۲، رضی ج ۴/ص ۲۳۳)

فائدہ

جب فعل تعجب معتل العین سے آجائے تو اس کے عین کلمہ میں اعلال نہیں ہوگا ، بلکہ اپنی جگہ پر رہے گا، جیسے:"ماأطوله ،و أطول به"

(جامع الدروس ج ۲/ص ۵۳، عدۃ السالک ج ۳/ص ۲۶۳، شرح رضی ج ۴/ص ۲۳۰)

فائدہ

اگر فعل تعجب کے ساتھ ایسا اسم مجرور متعلق ہو رہا ہے جو معنیٰ فعل تعجب کے لئے فاعل بن رہا ہے تو "إلیٰ" حرف جارہ کے ذریعے مجرور ہوگا اور یہ صرف اس فعل تعجب میں ہوتا ہے جو حب یا بغض پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے:"ماأحبّ زهيرًا إلىٰ أبيه"، "ماأبغض الخائن إليّ"

اور اگر یہ اسم مجرور معناً مفعول بہ ہو اور فعل تعجب اصل میں متعدی بنفسہ ہو اور علم یا جہل پر دال نہ ہو تو لام جارہ کے ذریعے مجرور ہوگا۔ جیسے:"مـاأحبّ زهيرًا لأبيـه"، "مـاأبغضني للخائن"

اگر علم یا جہل پر دلالت کرتا ہو تو باء کے ذریعے مجرور ہوگا۔ جیسے:"مـاأعـرفني بالحق"، "ماأجهله بالصدق"

اور اگر فعل تعجب اصل میں حرف جار کے واسطے متعدی ہو تو فعل تعجب میں بھی وہی حرف جار ہوگا۔ جیسے:"ماأغضبني على الخائن"، "وماأ رضاني عن الأمين"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۵، شرح الاشمونی ج ۲/ص ۲۸۴، النحو الوافی ج ۳/ص ۳۶۴، جمع الھوامع ج ۲/ص ۹۱)

فائدہ

فعل تعجب "ما افعل" کی فعل ہونے کے باوجود بھی تصغیر آتی ہے اگر چہ یہ شاذ ہے۔

نحاۃ نے کہا ہے کہ "ماأملح" اور "ماأحسن" کی تصغیر کلام عرب میں مسموع ہے لہٰذا ان پر قیاس کرنا درست ہے۔

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۵/، الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۱۳۳/، اشمونی ج ۲/ص ۲۶۳/، عدۃ السالک ج ۳/ص ۲۶۳/)

فائدہ

"افعل"، تعجب اور افعل تفضیل دونوں لفظاً و معنیً مشترک ہیں۔

اس لئے کہ دونوں تین حروف اصول اور ہمزہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے لفظی مشابہت رکھتے ہیں، اور زیادتی کے معنی پائے جانے کی وجہ سے معنیً مشترک ہیں، البتہ اس اَمر میں مختلف ہیں، کہ افعل تعجب مفعول بہ کو نصب دیتا ہے، بخلاف افعل تفضیل کے۔ جیسے: "ما أعلم زیدًا"، "زیدٌ أعلم من عمرو" (الاشباہ والنظائر فی النحو ج ۲/ص ۲۰۱/)

فائدہ

کبھی افعل "للتعجب" کو افعل "للتفضیل" کا حکم دیا جاتا ہے۔ مثلاً افعل للتعجب کا تصغیر آجانا، اور کبھی بالعکس بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اسم تفضیل کا اسم ظاہر کو رفع نہ دینا جیسا کہ فعل تعجب اسم ظاہر کو رفع نہیں دے سکتا۔ (مغنی اللبیب ج ۲/ص ۵۲۱/)

(۹) بحث اَفعال مدح وذم

تعریف

افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو بطور مبالغہ انشاء (اظہار) مدح وذم کے لئے وضع کئے گئے ہیں، ان سے زمانہ نکال دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کا تثنیہ اور جمع نہیں آتی۔

مدح کے لئے دو فعل ہیں۔ نِعْمَ و حَبَّذَا

ذم کے لئے بھی دو ہیں۔ بِئْسَ وسَاء

(معجم النحو ص۴۰۸، النحو القرآنی ص۵۶۷، جامع الدروس ج۱، ص۵۶، موسوعۃ النحو ص۱۳۵۸، متن متین ص۱۵۹)

قاعدہ

نِعْمَ اور بِئْسَ کے فاعل کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ان کا فاعل اسم ظاہر معرف باللام الجنسیۃ ہو۔ جیسے: ﴿نِعْمَ العبد﴾ [الآیۃ] (ص:۳۰) ﴿بئس الشراب﴾ [الآیۃ] (الکہف:۲۹) ﴿بئس المولیٰ ولبئس العشیر﴾ [الآیۃ] (الحج:۱۳)

(۲) فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿ولنعم دار المتقین﴾ [الآیۃ] (النحل:۳۰) ﴿فبئس مثوی المتکبرین﴾ [الآیۃ] (النحل:۲۹) یا فاعل ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو خود معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ابوطالب کا شعر

فنعم ابن اخت القوم غیر مکذب ۔۔۔ زہیر حسام مفرد من حمائل

(۳) فاعل ضمیر مستتر مبہم ہو اور اس کی تفسیر نکرہ منصوبہ (بناء برتمیز) کے ساتھ ہو اور یہ تمیز مفرد کی صورت میں ہو یا جملے کی صورت میں۔ جیسے: ﴿فنعما هی﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:۲۷۱) "ای نعم شیئا هی" ﴿بئسما اشتروا به انفسهم﴾ [الآیۃ] (البقرۃ:) ﴿بئس للظلمین بدلا﴾ [الآیۃ] (الکہف:۵۰) "نعم رجلا علی" ﴿ان

الله نِعِمّا يعظكم به ﴾[الآية](النساء:۵۸)

(معجم النحو ص/۴۹، النحو القرآنی ص/۵۶۷، جامع الدروس ج/۱، ص/۵۹، موسوعۃ النحو ص/۱۲۵، النحو الکافی ص/۴۴۳)

فائدہ

نِعْمَ اور بِئْسَ میں چار لغات ہیں۔

(۱) پہلے حرف کے کسرہ اور دوسرے کے سکون کے ساتھ اور یہی لغت لغتِ قرآنی ہے جو کہ افصح ہے۔

(۲) دونوں کے کسرہ کے ساتھ۔

(۳) پہلے کے فتحہ اور دوسرے کے سکون کے ساتھ۔ جیسے: نَعْمَ ،بَئْسَ

(۴) پہلے کے فتحہ اور دوسرے کے کسرہ کے ساتھ اور یہی ان کی اصل ہے۔

(جامع الدروس ج/۱، ص/۵۹، حاشیہ علی النحو الکافی ص/۴۴۳، ھمع الھوامع ج/۲، ص/۸۴، شرح رضی ج/۴، ص/۳۳۸)

فائدہ

افعال مدح وذم کے فاعل کے بعد واقع ہونے والے اسم کو مخصوص بالمدح (اگر فعل مدح کے بعد واقع ہو) اور مخصوص بالذم (اگر فعل ذم کے بعد واقع ہو) کہا جاتا ہے، چونکہ ان افعال کے لانے کا مقصد ان کی مدح وذم ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے ان کو مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کہا جاتا ہے۔

(ہدایۃ النحو ص/۱۰۳، موسوعۃ النحو ص/۱۲۶، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۷۷، شرح الاشمونی ج/۲، ص/۳۸۹)

قاعدہ

مخصوص بالمدح والذم کا اعراب یہ ہے کہ یہ مبتدأ اور ماقبل جملہ خبر ہوگا، یا اس کو مبتدائے محذوف کے لئے خبر مانا جائے اور ماقبل مستقل جملہ ہو۔ جیسے: "**نعم الخليفة عثمان**"

(۱)" نعم الخليفة" جملہ خبر مقدم اور" عثمان" مبتدأ مؤخر یا" نعم الخليفة " مستقل جملہ اور" عثمان" مبتدأ محذوف کے لئے خبر "ای الممدوح عثمان"

اسی طرح "بئس الرجل ابو جهل" میں بھی یہ دو توجیہیں ہو سکتی ہیں، پہلی توجیہ پر ایک جملہ اور دوسری توجیہ پر دو جملے بنتے ہیں ان کے علاوہ بھی دو اور تراکیب ہیں جو کہ شروح شرح مائۃ عامل میں مذکور ہیں۔

(موسوعۃ النحو ص ۱۲۷/۱، معجم النحو ص ۴۱۰، النحو القرآنی ص ۵۶۹/۱، جامع ج ۱، ص ۶۲/۱)

قاعدہ

مخصوص بالمدح یا بالذم کا معرفہ یا نکرہ مخصصہ ہونا ضروری ہے۔ جیسے: "نعم الرجل زيد" اور "نعم الرجل رجلٌ يحاسب لنفسه" پس "نعم العامل رجلٌ " کہنا درست نہیں ہے۔

(جامع الدروس ج ۱، ص ۶۲/۱، موسوعۃ النحو ص ۱۲۶/۱، النحو الوافی ج ۳، ص ۳۷۱/۱)

قاعدہ

ان افعال کا صیغہ ماضی ہی مستعمل ہے اور ان میں تصرف نہیں ہوتا، اس لئے کہ یہ معنی مصدری اور زمانے سے خالی ہیں، اور انشاء کے معنی دیتے ہیں۔

(اشمونی ج ۲، ص ۲۹۱/۲، موسوعۃ النحو ص ۱۲۵/۱، متن متین ص ۲۵۱/۱، النحو الوافی ج ۳، ص ۳۶۹/۱)

قاعدہ

کبھی کبھی مخصوص بالمدح وبالذم کو فعل مدح وذم پر مقدم کیا جاتا ہے، اس صورت میں مخصوص بالمدح وبالذم مبتدا اور مابعد والا جملہ خبر ہوگا، اس میں صرف یہی ایک توجیہ ہے۔

(معجم النحو ص ۴۱۰/۱، النحو القرآنی ص ۵۶۹/۱)

قاعدہ

کبھی کبھی مخصوص بالمدح یا بالذم کو حذف کیا جاتا ہے قرآن مجید کے یہ اکثر مقامات میں محذوف ہے۔ جیسے: ﴿نعم العبد﴾ [الآية] (ص: ۳۰)

"أی: ایوب "﴿حسبنا الله ونعم الوکیل﴾[الآیة](آل عمران:۱۷۳)"أی: هو"

واضح رہے کہ مخصوص بالمدح یا بالذم کی تقدیم اور حذف کرنا صرف فاعلِ ظاہر کے ساتھ مختص ہے، پس مخصوص ضمیر میں تقدیم اور حذف جائز نہیں۔

(النحو القرآنی ص/۵۶۹، معجم النحوص/۴۱۰، جامع الدروس ج/۱، ص/۶۲، موسوعۃ النحوص/۱۲۶، النحو الکافی ص/۴۴۸)

تنبیہ

"سَاءَ "تمام احکام واقسام میں "بئس "کی طرح ہے۔

(ھدایۃ النحوص/۱۰۳، النحو الوافی ص/۴۴۹، متن متین ص/۲۶۰، ھمع الھوامع ج/۲، ص/۸۷)

فائدہ

افعال مدح وذم کا جملہ، انشائیہ غیر طلبیہ اور غیر خبریہ ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحوص/۱۲۵، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۲۹)

فائدہ

افعال مدح وذم مفعول بہ کو نصب نہیں دے سکتے، اگر چہ ان کے بعد کافِ خطابی حرفی آ سکتا ہے۔ جیسے: "نعمک المجتهد زیاد"

(موسوعۃ النحوص/۱۲۶، النحو الوافی ج/۳، ص/۳۷۳)

فائدہ

"حَبَّذَا" بھی "نعم" کی طرح انشاء مدح کے لئے آتا ہے، یہ "حَبَّ" فعل ماضی اور "ذا" اسم اشارہ (جو اس کا فاعل ہوتا ہے) سے مرکب ہے۔

اس کے بعد منصوب اسم اس اسم اشارہ سے تمیز ہوگا۔ جیسے: "حَبَّذَا رجلاً خالدٌ"

(جامع الدروس ج/۱، ص/۵۶)

فائدہ

"حَبَّذَا" میں مخصوص بالمدح اور تمیز کی تقدیم جائز نہیں ہے البتہ مخصوص بالمدح پر تمیز

کی تقدیم جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ جیسے: "حَبَّذَا رجلاً خالدٌ" اور تمیز کو بعد میں ذکر کرنا بھی جائز ہے جیسے: "حبذا خالدٌ رجلاً"

قاعدہ

"حَبَّذا" کا فاعل "ذا" ہوتا ہے جو تمام حالتوں میں یکساں رہتا ہے اگر چہ مخصوص بالمدح اس کا مخالف ہو۔ جیسے:

شعر

"وَحَبَّذا نفحاتٌ منْ یمانیة"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۷، النحو الکافی ص ۴۵، متن متین ص ۳۶۰، شرح رضی ج ۴/ص ۲۵۷، اشمونی ج ۲/ص ۲۹۴)

قاعدہ

کبھی "حَبَّذا" پر لا نافیہ کو داخل کیا جاتا ہے، پس یہ "بئس" کی طرح ذم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے:

شعر

الاحبَّذا عاذری فی الهواء ولاحبَّذا الجاهل العاذل

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۷، النحو الکافی ص ۴۵۰، متن متین ص ۲۶۰، اشمونی ج ۲/ص ۲۹۳، ص ۲/النحو الوافی ج ۳/ص ۳۸۰)

قاعدہ

"حَبَّذَا" کے مخصوص بالمدح پر نواسخ مبتدا وخبر کا دخول جائز نہیں ہے پس "حَبَّذا رجلاً کان خالدٌ" "حَبَّذا رجلاً ظننتُ سعیدًا" کہنا درست نہیں ہے۔

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۸، متن متین ص ۲۶۰، اشمونی ج ۲/ص ۲۹۵)

قاعدہ

"حَبَّذَا" کے مخصوص بالمدح کو حذف کرنا جائز ہے جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے

:"حَبَّذَا رجلاً" خالد کے بارے میں پوچھنے کے وقت کہا جائے، "أی: خالدٌ"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۸)

قاعدہ

"حَبَّ" کے فاعل کو کبھی باء جارہ زائدہ کے ذریعے مجرور لایا جاتا ہے جبکہ فاعل "ذا" کے علاوہ ہو۔ جیسے "حَبَّ بِہٖ عَاملاً" اور "نِعْمَ" کے فاعل پر "با" زائدہ کا دخول شاذ ہے، جیسے "نِعْمَ بِهِمْ قَوْمًا"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۵۸، ہمع الھوامع ج ۲/ص ۱۰۸/۷، شرح ابن عقیل ج ۲/ص ۱۸۲/)

فائدہ

اُفعال مدح وذم کی تمیز میں پانچ امور ضروری ہیں۔

(۱) مؤخر ہو، پس "رجلاً نعم زھیر" کہنا درست نہیں۔

(۲) مخصوص بالمدح یا بالذم کے ساتھ افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر اور تانیث میں مطابق ہو۔

(۳) یہ تمیز الف ولام قبول کرنے کے قابل ہو۔ مثلاً "رجلٌ" سے "الرجل"

(۴) اس کی تمیز محذوف نہ ہو، شاذ ونادر حذف بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسے: "من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت" (الحدیث) "أی فبا لسنة أخذ ونعمت سنة سنة الوضوء"

(۵) اسم ظاہر کے ساتھ تمیز مذکورنہ ہو البتہ تاکید کے لئے لانا درست ہے۔ جیسے: "نعم الفتاة فتاة هند"

(جامع الدروس ج ۱/ص ۶۴/، جہد قصیر ص ۸۴/، ہمع الھوامع ج ۲/ص ۸۶/، اشمونی ج ۲/ص ۲۸۵/، أوضح المسالک ج ۳/ص ۲۷۵/)

فائدہ

"حَبَّذَا" مندرجہ ذیل امور میں "نِعْمَ" اور "بِئْسَ" سے مختلف ہے۔

(۱) "حَبَّذَا" کا مخصوص اس پر مقدم نہیں ہوسکتا بخلاف "نِعْمَ" اور "بئس" کے۔

(۲) "حَبَّذَا" کے مخصوص میں نواسخ مبتدا عمل نہیں کر سکتے بخلاف "نعم" اور "بئس" کے۔ جیسے: "نِعْمَ رجلاً کان علیًا"

(۳) "حَبَّذَا" اور اس کے مخصوص کے درمیان حال یا تمیز آ سکتی ہے بخلاف "نعم" اور "بئس" کے۔ جیسے: "حَبَّذَا قارئاً خالدٌ" "حَبَّذَا رجلاً محمدٌ"

(معجم النحو ص ۱۸۲/، ھمع الھوامع ج ۲/ ص ۸۷/، اشمونی ج ۲/ ص ۲۹۷/)

فائدہ

اگر افعال مدح وذم (نعم، بئس) سے مدح وذم مقصود نہ ہوں، تو ان میں باقی افعال کی طرح تصرف ہو سکتا ہے۔ جیسے: "نعم ینعم فھو ناعمٌ وبئس ییأس فھو بائس"

(النحو الکافی ص ۴۴۳/، النحو الوافی ج ۳/ ص ۳۲۹/، حاشیۃ الصبان ج ۲/ ص ۲۶/)

قاعدہ

ہر فعلِ ثلاثی (جس سے فعل تعجب بنانا درست ہو اور اس کا استعمال "فَعُلَ" کے وزن پر درست ہو خواہ اصالۃً ہو۔ جیسے: "شَرُف ولَطُف" یا تحویلاً ہو۔ جیسے: ضرب فہم کو مدح وذم کے معنی کو حاصل کرنے کے لئے افعال مدح وذم کے قائم مقام بنایا جا سکتا ہے پس ان میں فاعل اور مخصوص بالمدح وذم والے احکام جاری کئے جائیں گے، سوائے اس کے کہ ان کا مخصوص بغیر الف لام کے آ سکتا ہے، جیسے: "فھم الرجل عمروٌ" "خبث الرجل ابو جھل"

اگر فعل معتل العین ہو تو وہی قلب والی صورت برقرار رہے گی۔ جیسے: "قال الرجل علي" "باع رجلاً عمروٌ"

اور اگر فعل معتل اللام ہو تو اپنی اصل کی طرف لوٹایا جائے گا۔ جیسے: "رَمَی، غزُو"

(معجم النحو ص ۴۱۰/، جامع الدروس ج ۱/ ص ۶۵/، موسوعۃ النحو ص ۱۷/، النحو القرآنی ص ۵۷۰/، متن متین ص ۲۶۰/، ھمع الھوامع ج ۲/ ص ۸۷/)

فائدہ

"حَبَّذَا" مبالغۂ مدح وذم میں "نعم" اور "بئس" کی طرح ہے سوائے اس کے کہ:

(۱) "حَبَّذَا" مدح میں مبالغہ کے معنی دینے کے ساتھ۔ "تقریب الممدوح من القلب" یا "بُعد المذموم عن القلب" کو متضمن ہوتا ہے جب کہ نعم اور بئس میں یہ لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

(۲) "حَبَّذَا" میں فاعل ظاہر اور تمیز کو جمع کرنا بغیر کسی اختلاف کے درست ہے، جبکہ "نعم" اور "بئس" کے بارے میں علماء نحاۃ کا اختلاف ہے۔

(الاشباہ والنظائر: ج ۲، ص ۳۰۳)

فائدہ

"نعم" اور "بئس" کے فاعل کی تاکید معنوی جائز نہیں ہے، پس "نعم الرجل کله محمد" کہنا درست نہیں ہے، البتہ تاکید لفظی، بدل اور عطف بیان لانا جائز ہے۔

(النحو الوافی ج ۳، ص ۳۷۶، الاشمونی ج ۲، ص ۲۸۰، حاشیہ ج ۳، ص ۲۰)

فائدہ

مخصوص بالمدح یا بالذم کا حق یہ ہے کہ وہ فاعل کے ہم جنس ہو۔ جیسے: ﴿ساء مثلاً القوم الذین کذبوا بآیاتنا﴾ [الآیۃ] میں مضاف محذوف ہے "أی: مثل القوم"

(شرح مفصل ج ۷، ص ۱۳۷، شرح الاشمونی ج ۲، ص ۲۹۱)

فائدہ

"نعم" اور اس کے فاعل کے درمیان ظرف وغیرہ کے ذریعے فاصلہ لانا جائز ہے اور یہی جمہور نحاۃ کا مذہب ہے۔ (ہمع الھوامع ج ۲، ص ۸۵، رضی ج ۴، ص ۲۴۶)

قاعدہ

محققین نحاۃ کے نزدیک "نعم" اور "بئس" کے بعد واقع ہونے والی "ما" معرفہ تامہ ہوتی ہے، جبکہ اس کے بعد فعل ہو، پس یہ "ما" صلہ نہیں چاہتی اور خود ماقبل کے لئے فاعل بنتی ہے۔ جیسے: "بئس ما اشتروا" "نعم ما صنعت" (ہمع الھوامع ج ۲، ص ۸۶)

قاعدہ

"حسُن" "فعُل" کے وزن پر آتا ہے جو کہ مدح پر دال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وحسن اولئک رفیقاً﴾ [الآیة] (النساء:۶۹) "کُبر" بروزن فعل ذم کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ﴿کبر مقتاً عند الله أن تقولوا علی الله مالاتفعلون﴾ [الآیة] (الصف:۳)

(النحو القرآنی ص/۵۷۱)

فائدہ

"نعم" اور "بئس" مخصوص بالمدح یا بالذم کی مؤنث ہونے کی وجہ سے مؤنث لائے جاتے ہیں اگرچہ فاعل مذکر ہو۔ جیسے: "نعمت الانسان هندٌ" اسی طرح تانیث مخصوص کی وجہ سے فعل کو مؤنث لایا جاتا ہے اگرچہ ضمیر مستتر کی تمیز مذکر ہو۔ جیسے: ﴿ساءت مستقراً﴾ [الآیة] (الفرقان:۶۶)

البتہ فعل مذکر لانا راجح ہے جبکہ مخصوص مؤنث اور فاعل مذکر ہو۔ جیسے: "نعم الثواب الجنّة" (رضی ج/۴، ص/۲۵۵، حاشیہ ج/۳، ص/۳۸)

حصہ سوم در بیان حروف

یہ حصہ ایک مقدمہ اور دو باب پر مشتمل ہے، مقدمہ میں عام فوائد وقواعد متعلقہ بالحروف ذکر کیے جائینگے، جبکہ پہلے باب میں حروف عاملہ وغیر عاملہ مع فوائد وقواعد عامہ ذکر کیے جائینگے اور دوسرے باب میں حروف کی تشریح باعتبار معجم کے ہوگی۔

(مقدمہ در بحث حروف)

تعریف

حرف وہ ہے جو معنی رابطی پر دلالت کرے۔ (متن متین ج ۱/ص ۲۶۳)

حروف کی تعداد (مشترک کو گرا کر) ستر (۷۰) ہے اور ان کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) احادی: یہ تیرہ ہیں: ھمزہ، الف، باء، تاء، سین، فاء، کاف، لام، میم، نون، ھاء، واؤ، یاء۔

(۲) ثنائی: یہ چوبیس ہیں۔ آ، أم، أن، إن، او، أی، إی، بل، عن، فی، قد، کی، لا، للم، ما، مذ، مع (علی رای) من، ھا، ھل، وا، وی، یا، لو، أل

(۳) ثلاثی: یہ انیس ہیں: أجل، إذن، إلی، ألا، أما، إلی، ألا، أما، إنّ، أنّ، ایا، بلیٰ، ثم، جیر، خلا، رب، سوف، عدا، علیٰ، لیت، نعمْ، ھیا۔

(۴) رباعی: یہ تیرہ ہیں: إلاّ، ألاّ، إمّا، حاشا، حتّی، کأنّ، کلاّ، لعلّ، لمّا، لولا، لوما، ھلاّ۔

(۵) ایک خماسی ہے جو کہ "لکنّ" ہے۔

فائدہ

بعض حروف بعض مقامات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، اس اعتبار سے حروف کی آٹھ اقسام ہیں۔

(۱) صرف اسم پر داخل ہو۔ جیسے: لام تعریف (۲) صرف فعل پر داخل ہو۔ جیسے: "سوف، سین" (۳) دو اسموں یا دو فعلوں کے درمیان رابط ہو۔ جیسے: "واو" عاطفہ

مثلاً "جآء زید وعمرو "قَام وقَعَدَ" (۵) فعل اور اسم کے درمیان رابط ہو۔ جیسے :"مررتُ بزید" (۶) کلام تام پر داخل ہو۔ جیسے :"أعمرو أخوک، ماقام زیدٌ" (۷) دو جملوں کے درمیان رابط ہو۔ جیسے :"إن یقم زید یقعد عمرو" (۸) زائد واقع ہو۔ جیسے :﴿فبما رحمة من الله﴾ الآیة (آل عمران:۱۰۹)

(الاشباہ والنظائر فی النحو ج ۲، ص ۱۲)

فائدہ

حروف باعتبار تغیر اعراب کے چار قسم پر ہیں۔

(۱) اعراب اور معنی دونوں کو تبدیل نہ کرے۔ جیسے :"ما زائدہ"

(۲) دونوں کو تبدیل کرے۔ جیسے :"لیت "اور "لعل"

(۳) صرف اعراب کو تبدیل کرے۔ جیسے :"إن"

(۴) صرف معنی میں تغیر لائے۔ جیسے :"هل"

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۴)

فائدہ

بعض حروف ایسے ہیں، جو ایک صفت کی شکل میں عمل کرتے ہیں اور دوسری صفت کی شکل میں ہو کر عمل نہیں کرتے، اور یہ "ما"، "لا" اور حروف "ندا" ہیں۔

(الاشباہ والنظائر فی النحو ج ۲، ص ۱۴)

قاعدہ

أسماء اور افعال کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والے حروف مندرجہ ذیل ہیں "نعم، بلیٰ، جیر، قطْ، یہ أسما کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، اور حروف نداء، أفعال کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والے حروف ہیں۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۵)

فائدہ

بعض کلمات ایسے ہیں جو اسم، فعل، حرف، تینوں آ سکتے ہیں، اور یہ کل انیس ہیں۔

(۱) علی:۔ حرف جر بھی ہے اور اسم بھی جبکہ "من" کا مدخول ہو، اور فعل ماضی

بھی ہے، جیسے: ﴿إن فرعون علافی الأرض﴾ الآیة (القصص:۴) فعل کی مثال ہے

(۲) مِنْ:۔ حرف جر بھی ہے اور اسم بھی ہے۔ جیسے: ﴿فاخرج به من الثمرات رزقا﴾ الآیة (البقرة:۲۲) (علی قول) اور فعل اَمر ہے "مان یمین" سے

(۳) فِیْ:۔ حرف جر، اور اسم بھی بمعنی فم (حالت جری میں) جیسے: "حتی ماتجعل في فِيْ امراتک" (الحدیث) اور فعل امر مؤنث ہے، "وفی یفی" سے۔

(۴) ھمزہ:۔ حرف استفہام، فعل اَمر بھی ہے "وَأَیَ" سے، اور بعض کے نزدیک حروف نداء اَسماء اَفعال ہیں۔

(۵) ھاء:۔ "ایاہ" میں حرف ہے اور اسم ضمیر بھی ہے اور "وھی یھی" سے فعل اَمر بھی۔

(۶) لما:۔ حرف جازم بھی ہے جبکہ اسم ظرف بھی ہے، جیسے: "لما جاء زید أکرمته" اور "لمّ" فعل سے تثنیہ کا صیغہ غائب بھی ہے۔

(۷) ھل:۔ حرف استفہام بھی ہے اور حتی ھل" میں اسم فعل بھی، اور "وھل یھل" سے فعل اَمر بھی ہے۔

(۸) ھا:۔ حرف تنبیہ، اور اسم فعل بھی بمعنی "خذ" اور "ھاء یھاء" سے فعل اَمر بھی ہے۔

(۹) حاشا:۔ حرف استثناء بھی ہے اور اسم مصدر بمعنی تنزیہ بھی ہے، جیسے: ﴿حاشا لله﴾ الآیة (یوسف:۳۱) اور فعل ماضی بھی ہے بمعنی "استثنی"

(۱۰) ربّ:۔ حرف جر (فی لغۃ) اور اسم بمعنی "السّید" والمالک، اور "ربه یربه" سے فعل امر بھی ہے۔

(۱۱) نون:۔ "قمن" میں اسم ضمیر اور نون وقایہ کی صورت میں حرف اور "ونی ینی" سے فعل اَمر۔

(۱۲) کاف:۔ حرف جارہ بھی ہے اور اسم بھی اور "وکی یکی" سے فعل اَمر بھی ہے۔

(۱۳) علّ:۔ حرف بھی ہے ایک لغت میں اور فعل ماضی بھی ہے علّه، اسم بھی اس لئے کہ "قراد" کا نام ہے۔

(۱۴)بـــلـــی:۔حرف جواب بھی ہے فعل ماضی بھی،کہا جاتا ہے "بـلاہ إذا اختبرہ "لفظ "بلاء "میں ایک لغت ہے۔

(۱۵)أنّ:۔حرف تاکید ہے اور أنین سے فعل ماضی بھی ہے اور اسم مصدر بھی ہے بمعنی أنین۔

(۱۶) ألا:۔حرف استفتاح بھی ہے،اسم بھی ہے بمعنی نعمت،اور فعل ماضی بھی ہے بمعنی "قصر اور "استطاع "کے۔

(۱۷)إلـی:۔حرف جارہ ہے:اسم بمعنی نعمت بھی ہے اور فعل أمر کا تثنیہ صیغہ بھی ہے "أل "بمعنی "لجأ" سے

(۱۸)خلا:۔حرف استثناء ہے،اور فعل ماضی بھی ہے اور ہرے گھاس کا نام بھی ہے۔

(۱۹) لات:۔حرف نفی بمعنی "لیس "ہے فعل ماضی بھی ہے بمعنی صرف،بت کا نام بھی ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج۲/ص۹)

فائدہ

حروف میں صرف "مُنْذُ "ایسا حرف ہے جو مبنی بالضم ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج۲/ص۲۷)

فائدہ

حروف زیادۃ (جن کا مجموعہ سألتمونیھا ہے) چھ مقاصد کے لئے لائے جاتے ہیں۔

(۱) کسی معنی کے لئے۔جیسے:"حروف مضارعت "

(۲)مدّ کے لئے۔جیسے:"کتاب ،عجوز ،قضیب "

(۳)الحاق کے لئے۔

(۴)امکان کے لئے۔

(۵)عوض کے لئے۔جیسے "تـاء تـانیـث ""زنـادقة "کی،کیونکہ یہ "یـاء "،"زنادیق "سے عوض میں آئی ہے۔

(۶) تکثیرِ کلمہ کے لئے۔ جیسے: "الف ،قبعثریٰ" کا

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۳۹)

فائدہ

حروف نفی چھ ہیں۔ دو (لم ،لمّا) نفی ماضی کے لئے، دو (ما، إن) نفی حال کے لئے، جبکہ دو (لا، لن) نفی مستقبل کے لئے آتے ہیں۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۱۷)

فائدہ

حروف کی معنی کے اعتبار سے (خواہ عاملہ ہوں یا غیر عاملہ) کل اکتیس اقسام ہیں۔ (تفصیل کے لئے "جامع الدروس" دیکھئے۔ (جامع الدروس ج ۳، ص ۱۹۱)

فائدہ

حروف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسماء اور افعال دونوں پر داخل ہوتے ہوں۔ جیسے: "هل" ﴿فهل أنتم شاكرون﴾ [الآية] (الانبیاء: ۸۰) ﴿وهل أتاك نبأ الخصم﴾ [الآية] (ص: ۲۱)

(۲) صرف اسماء کے ساتھ مختص ہوں۔ جیسے "في"، ﴿وفي السماء رزقكم وماتوعدون﴾ [الآية] (ذاریات: ۲۲)

(۳) افعال کے ساتھ مختص ہوں۔ جیسے: "لم"، ﴿لم يلد ولم يولد﴾ [الآية] (الصمد: ۳)

(شرح شذور الذهب ص ۳۲)

فائدہ

چار مندرجہ ذیل حروف کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا یہ حروف ہیں یا اسماء (إما، مهما، ما مصدریہ، اور لمّا) (شرح قطر الندیٰ ص ۵۲)

بابِ اول

یہ باب دو مقاصد پر مشتمل ہے۔
پہلا مقصد حروف عاملہ اور دوسرا مقصد حروف غیر عاملہ کے بارے میں ہے۔

مقصدِ اوّل در بیان حروفِ عاملہ

فائدہ

حروف کی دو قسمیں ہیں، عاملہ اور غیر عاملہ
عاملہ کی تعداد (۳۸) ہے چھ حروف اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں یہ حروف مشبہ بالفعل ہیں، چار ایسے ہیں، جو خود فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، یہ حروف ناصبہ ہیں ،پانچ نیابۃً نصب دیتے ہیں جو کہ فاء ،واو ،لام کَیْ ،اور لام جحود ہے،اور اٹھارہ حروف جارہ اسم کو جر دیتے ہیں۔ پانچ فعل کو جزم دیتے ہیں۔ جن کو حروف جازمہ کہا جاتا ہے۔
(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۴)

یہاں حروف عاملہ بطرز نحو میر کے فصول میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

فصل اوّل در بیان حروف جارہ

یہ اسم پر داخل ہو کر اسم کو جر دیتے ہیں۔

حروف جارہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ

وہ ہیں جو فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول اسم تک پہنچائیں ،اور جر کا معنی ہے ''کھینچنا'' چونکہ ان میں بھی کھینچنے کے معنی پائے جاتے ہیں،اس لئے ان کو جارہ کہا جاتا ہے۔

حروف جارہ کی تعداد

یہ حروف کل بیس ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔
''باء ،من ،إلی ،عن ،علی ،فی ،کاف ،لام ،واو قسم ،تاء قسم

،مُذ،منذ ،رُبَّ ،حتّٰی ،خلا ،عدا،حاشا اور "لولا" سبو یہ کے نزدیک بشرطیکہ ضمیر پر داخل ہواور لعلّ،(لغۃ عقیل میں)اور "لات"اخفش کے نزدیک بشرطیکہ زمانہ پر داخل ہو۔

واضح رہے کہ مشہور سترہ ہیں اور باقی تین حروف بعض قبائل کے ہاں جارہ میں داخل ہیں،ان کو حروف خفض اور حروف اضافت بھی کہا جاتا ہے۔

(جامع الدروس ج ۳/ص ۱۲۵/، جہد قصیر ۴۰، کافیہ ص ۱۱۲/، النحو القرآنی ص ۳۹۵/)

فائدہ

حروف جارہ میں بعض حروف ایسے ہیں جو لفظاً حرفیت اور اسمیت کے درمیان مشترک ہیں اور یہ پانچ ہیں۔ "کاف ،عن ،علی ،مذ،منذ،اور "خلا،عدا،حاشا ، حرفیت اور فعلیت کے درمیان مشترک ہیں، جبکہ باقی ۹/حروف حرفیت کو لازم ہیں۔

(جامع الدروس ج ۳/ص ۱۲۵/، شرح مفصل ص ۸/، ۱۰)

فائدہ

حروف جارہ باعتبار عمل کے تین قسم پر ہیں۔

(۱) تین حروف استثناء کی صورت میں جر دیتے ہیں۔ یعنی "حاشا،خلا،اور عدا"

(۲) تین حروف شاذ ونادر جر دیتے ہیں۔ "لعل ،لولا ،اور "لات"

(۳) سات حروف ظاہر اور مضمر دونوں کو جر دیتے ہیں اور وہ من ،الی ،عن ،علی ،فی ،با اور لام ہیں۔

باقی سات حروف اسم ظاہر کو جر دیتے ہیں، ان کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) صرف زمان کو جر دیتا ہو۔ یعنی (منذ ،مذ)

(۲) صرف نکرات کو جر دیتا ہو۔ یعنی "رب"

(۳) صرف لفظ جلالہ اور لفظ ربّ کو جر دیتا ہو اور یہ "تاء" ہے۔

(۴) ہر اسم ظاہر کو جر دیتا ہو اور یہ باقی حروف جارہ ہیں۔

(الاشباہ والنظائر ص ۸۴/، شرح قطر الندیٰ ص ۳۴۱/، النحو القرآنی ص ۳۹۵/۱، شرح شذور الذہب ص ۲۹۱/)

فائدہ

(جر) بصریین کی اصطلاح ہے جبکہ کوفیین کے ہاں (خفض) کی اصطلاح چلتی ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۸۶)

فائدہ

ہر حرف جارہ متعلق کو چاہتا ہے، متعلق خواہ فعل ہو یا شبہ فعل یا مؤول شبہ فعل ہو، یا ایسی چیز ہو جس کے ذریعے معنی فعل کی طرف اشارہ کیا گیا ہو جیسے "هو الله في السموت والارض" البتہ اس حکم سے چند حروف مستثنیٰ ہیں یعنی حروف زائدہ، رب، لولا، لعل، حاشا، خلا، اور عدا"

(جہد قصیر ص ۴۱، جامع ج ۱۳، ص ۱۵۵، مغنی اللبیب ج ۲، ص ۹۹، النحو القرآنی ص ۴۲۱)

فائدہ

حروف جارہ جب فعل سے متعلق ہوتے ہوں تو سات معنی کے لئے آتے ہیں (۱) مفعول بہ (۲) مفعول لہٗ۔ جیسے: "جئتک للسمن واللبن" (۳) ظرف۔ جیسے: "اقمت بمكة" (۴) حال۔ جیسے "خرج بعشيرتة" (۵) مفعول معہ۔ جیسے "مازلت بزيد حتىٰ ذهب" (۶) شبہ مفعول بہ۔ جیسے: "قام القوم حاشازيد" (۷) تمیز۔ جیسے شعر: "ياسيداً ماأنت من سيد"

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۸۷)

فائدہ

جمہور کے نزدیک ظرف (حرف جارہ) کا متعلق فعل ہوتا ہے، جس پر حرف دلالت کر رہا ہے، اور بعض کے نزدیک خود حرف (جو کہ فعل پر دال ہوتا ہے) متعلق ہوتا ہے پس ﴿ماأنت بنعمة ربك بمجنون﴾ [الآية] میں جمہور کے نزدیک "با جارہ" "انتفی" کے معنی میں ہے (جس پر "ما" دال ہے) جبکہ بعض کے ہاں "ما" خود متعلق ہے۔

(جہد قصیر ص ۴۱)

فائدہ

ظرف (حرف جارہ) جیسا فعل تام کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اسی طرح فعل ناقص

فعل مدح وذم اور فعل تعجب کے ساتھ بھی متعلق ہوسکتا ہے۔ بعض کے نزدیک فعل ناقص کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا۔ (جہد تقصیر ص/۴۱، مغنی اللبیب ج/۲، ص/۷۶)

فائدہ

ہر جار ومجرور کو ترکیب میں ظرف سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن زمان ومکان ظرف حقیقی ہیں جبکہ جار مجرور پر مجازاً اطلاق کیا جاتا ہے۔ (جہد تقصیر ص/۴۱)

فائدہ

ظرف دو قسم پر ہے، ظرف لغو اور ظرف مستقر

ظرف مستقر

وہ ہوتا ہے جس کا عامل محذوف ہو، خواہ افعال عامہ میں سے ہو، یا افعال خاصہ میں سے، اور افعال عامہ چار ہیں "کون، ثبوت، وجود، اور حصول"۔

ظرف لغو

وہ ہے جس کا عامل مذکور ہو۔ (جہد تقصیر ص/۵۱)

فائدہ

کبھی "باء، من، اور "عن" کے بعد "ما" آتا ہے اور ان کو عمل سے نہیں روکتا۔ جیسے: ﴿مما خطيئاتهم أغرِقُوا﴾[الآية] ﴿عمّا قليل﴾[الآية] ﴿فبما رحمةٍ من الله﴾[الآية]

(جہد تقصیر ص/۵۱، جامع الدروس ج/۳، ص/۱۴۵)

فائدہ

کبھی کاف اور ربّ کے بعد "ما" آتا ہے، پس یہ "ما" کافہ ہوگا اور کبھی غیر کافہ۔ جیسے: مصرع "ربما ضربة بسيف صيقل"

(جہد تقصیر ص/۴۲، جامع ج/۳، ص/۵۴۱)

فائدہ

"واو" کے بعد اکثر اور "فاء، اور "بل" کے بعد کبھی کبھی "ربّ" مقدر مانا جاتا ہے، جیسے: "ولیل کموج البحر أرخیٰ سُدُوله"

(جہد تقصیر ص/۴۲، جامع الدروس ج/۳، ص/۱۴۷، شرح شذور الذہب ص/۲۹۴)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں قیاساً حرف جر کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

(۱) "اَن" سے پہلے: جیسے: ﴿وعجبوا أن جاء هم منذر منهم﴾ [الآية] (ص:۴)

(۲) "کی" سے پہلے۔ جیسے: ﴿فرددنه الى أمّه كى تقرّ عينها﴾ [الآية] (القصص:۱۳) أي: لكى تقرّ عينها

(۳) لفظ جلالہ سے پہلے قسم میں۔ جیسے: "الله لأفعلنّ كذا، اى، و الله"

(۴) ممیز کم استفہامیہ سے پہلے، جبکہ اس پر حرف جر داخل ہو۔ جیسے: "بكم درهم اشتريت هذا الكتاب" "اى بكم من درهم"

(۵) "أنّ" سے پہلے۔ جیسے: ﴿شهد الله انه لا إله إلاّ هو﴾ [الآية] (آل عمران:۱۸) "اى شهد بانه"

(۶) ایسے کلام کے بعد محذوف ہو، جو اپنے ہم مثل حرف جر پر مشتمل ہو اور اس کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) جواب استفہام کے بعد۔ جیسے "مِمّن أخذتَ الكتاب" کے جواب میں کہا جائے "خالدٍ أى: مِن خالدٍ" (۲) ان شرطیہ کے بعد: جیسے: "اذهب بمن شئت" کے جواب میں کہا جائے، "ان خليل وانّ حسن "اى "ان بخليل وان بحسن" (۳) "هلّا" کے بعد: جیسے "تصدقت بدرهم" کے جواب میں کہا جائے "هلا دينا ر" اى: "هلا تصدقت بدينار"

(جامع الدروس ج/۳، ص/۱۴۹)

فائدہ

کبھی سماعاً حرف جر کو حذف کر دیا جاتا ہے تو مفعول بہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ

سے حرف جر کے حذف ہونے کے بعد مجرور منصوب ہوتا ہے، اس کو منصوب بنزع الخافض بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿الا ان ثمود کفروا ربھم﴾ [الآیۃ] (ھود: ۶۸) ای: "بربھم"، ﴿واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلاً﴾ [الآیۃ] (الاعراف: ۱۵۵) ای: من قومہ

(جامع الدروس ج ۳، ص ۱۵۰)

قاعدہ

حرف جر کی تین قسمیں ہیں، اصلی، زائد، مشابہ بالزائد

(۱) اصلی وہ ہے جو متعلق کی طرف محتاج ہو، جس سے معنی اور اعراب کے اعتبار سے استغناء نہ ہو۔ جیسے: "کتبت بالقلم"

(۲) زائد: جس سے اعراب کے اعتبار سے استغناء ہو لیکن معنی کے اعتبار سے نہ ہو، اور متعلق کی طرف محتاج بھی نہ ہو۔ جیسے "ماجاء نا من احد"

(۳) مشابہ بالزائد جس سے لفظاً و معنیً استغناء نہ ہو لیکن متعلق کی طرف محتاج نہ ہو اور یہ پانچ حروف ہیں، "رب، عدا، حاشا، خلا، لعل" (جامع الدروس ج ۳، ص ۱۵۱)

قاعدہ

حروف جارہ میں سے چار حروف زائد آتے ہیں اور بس، "من، باء، کاف، اور "لام" یہ زیادت صرف اعراب میں ہی ہوتی ہے، معنیٰ میں نہیں۔

(جامع الدروس ج ۳، ص ۱۵۲)

فائدہ

کاف حرف جارہ بہت کم زائد آتا ہے۔ جیسے: ﴿لیس کمثلہ شئی﴾ [الآیۃ] (الشوریٰ)

فائدہ

متعلق کے حذف ہونے کے اعتبار سے حروف جارہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جائز الحذف:۔ جب متعلق خاص ہو، بشرطیکہ حذف کے بعد کلام کو سمجھنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ جیسے: "بمن تستعین" کے جواب میں کہا جائے "باللہ"

(۲)واجب الحذف:۔جب متعلق عام ہو۔جیسے "العلم فی الصدور، الکتاب لخلیل "أي: العلم ثابت فی الصدور، والکتاب ثابت لخلیل"

(جامع الدروس ج ۳،ص ۱۵۶)

قاعدہ

"من" جارہ فاعل، مفعول اور مبتدا میں زائدہ آسکتا ہے، بشرطیکہ اس سے پہلے نفی، نہی یا استفہام بھل ہو یا اس کا مجرور نکرہ ہو، اس کی زیادت ان صورتوں میں قیاسی ہے، البتہ امام اخفش کے نزدیک نفی یا شبہ نفی کی شرط نہیں۔جیسے: ﴿ویکفر عنکم من سیاتکم ﴾[الآیة](البقرۃ:۲۷۱)

مبتدأ کی مثال: ﴿هل من خالق غیر الله یرزقکم ﴾[الآیة](فاطر:۳)

(جامع الدروس ج ۳،ص ۱۵۲)

قاعدہ

مندرجہ ذیل پانچ صورتوں میں "باء" جارہ زائد آتی ہے خواہ اثبات ہو یا نفی

(۱)"کفٰی" کے فاعل میں۔جیسے: ﴿وکفی بالله ولیا وکفی بالله نصیراً ﴾[الآیة](النساء:۴۵)

(۲)مفعول بہ میں سماعاً۔جیسے: ﴿ولاتُلقُوا بایدیکم الی التهلکة ﴾[الآیة](البقرۃ:۱۹۵) ﴿وهزی الیک بجذع النخلة ﴾[الآیة](مریم:۲۵)

(۳)مبتدا میں، جب کہ مبتدا لفظ حسب ہو۔جیسے "بحسبک درهم" یا لفظ "ناهیک" یا "اذا" مفاجاتیہ یا "کیف" کے بعد واقع ہو۔

(۴)ایسے حال میں جس کا عامل منفی ہو، اور یہ سماعی ہے۔

(۵)"لیس" کی خبر میں۔جیسے: ﴿الیس الله بکاف عبده ﴾[الآیة](الزمر ۳۶)

(جامع الدروس ج ۳،ص ۱۵۳)

فائدہ

حرف جر زائد کا مجرور محلاً مرفوع یا منصوب، لفظاً مجرور ہوا کرتا ہے اور یہ رفع اور نصب ماقبل عامل کے مطابق ہوتا ہے اگر شبہ بالزائد حرف جر "خلا، عدا" اور "حاشا" ہو تو ان کا مجرور محلاً بنابر استثناء منصوب ہوتا ہے اور اگر یہ حرف "ربّ" ہو تو اس کا مجرور علی الابتدا محلاً مرفوع ہوگا، البتہ اگر اس کے بعد فعل متعدی ہو تو اس صورت میں محلاً بناء بر مفعولیت منصوب ہوگا اور اگر اس کے بعد فعل لازمی یا ایسا فعل متعدی ہو جو مجرور کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو نصب دیا ہو تو پھر مبتدا ہوگا اور مابعد جملہ خبر ہوگا۔

(جامع الدروس ج ۳/ص ۱۵۷)

فائدہ

کبھی حرف جر کا متعلق محذوف ہوتا ہے جبکہ محذوف پر کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے :﴿والیٰ ثمود اخاهم صالحا﴾[الآیة](الاعراف:۷۳)

(مغنی اللبیب ج ۲/ص ۱۰۰، النحو القرآنی ص ۴۲۱)

فائدہ

جار مجرور یا ظرف کا فعل ناقص کے ساتھ متعلق ہونے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک متعلق ہو سکتے ہیں کیونکہ افعال ناقصہ حدث پر دلالت کرتے ہیں، سوائے "لیس" کے اور یہی اصح ہے، جبکہ بعض کے نزدیک متعلق نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ حدث پر دلالت نہیں کرتے، پہلے مذہب کی دلیل۔ جیسے:﴿اکان للناس عجباً ان اوحینا﴾[الآیة](یونس:۲) یہاں "للناس" "کان" کے ساتھ متعلق ہے۔

(مغنی اللبیب ج ۲/ص ۱۰۰)

قاعدہ

مندرجہ ذیل چھ مقامات میں حرف جر متعلق نہیں ہوتا۔

(۱) حرف جر زائد۔ جیسے: "با" مثلاً﴿کفی بالله شهیدا﴾[الآیة](الرعد:۴۳)

﴿هل من خالق غير الله﴾[الآية](فاطر:۳)﴿فعال لما يريد﴾[الآية](هود:۱۰۷)

(۲)لعل (عقیل کی لغت میں) حرف زائد کے مرتبے میں ہوتا ہے،

(۳)لولا (علی قول سیبویہ) "لعل" کی طرح ہوتا ہے۔

(۴)"رُبَّ" جیسے: "رب رجل صالح لقيته"

(۵)کاف تشبیہ۔ جیسے: "زيد كعمرو"

(۶)حروف استثناء، یعنی "خلا، عدا، اور حاشا"، جبکہ ان کا مدخول اسماء مجرور ہو۔ (مغنی اللبیب ج۲،ص۱۱۲، جمع الجوامع ج۲،ص۱۰۸)

قاعدہ

اگر جار مجرور یا ظرف نکرہ کے بعد واقع ہو، تو یہ ماقبل کے لئے صفت ہونگے۔ جیسے: "رايت طائراً فوق غصن"، "أو على غصن" اور اگر معرفہ کے بعد واقع ہو، تو ماقبل کے لئے حال ہونگے۔ جیسے: "رايت الهلال بين السحاب، أو في الافق"

(مغنی اللبیب ج۲،ص۱۱۲)

قاعدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں جار مجرور اور ظرف کا محذوف کے ساتھ تعلق واجب ہے

(۱)جب حال واقع ہوں۔ جیسے: ﴿فخرج على قومه في زينته﴾[الآية](القصص:۷۹)﴿فلما راه مستقراً عنده﴾[الآية](النمل:۴۰)

(۲)جب صفت واقع ہوں۔ جیسے: ﴿او كصيب من السماء﴾[الآية](البقرة:۱۹)

(۳)جب صلہ واقع ہوں۔ جیسے: ﴿وله من في السموت والارض ومن عنده لايستكبرون﴾[الآية](الانبياء:۱۹)

(۴)جب خبر واقع ہوں۔ جیسے: "زيد عندك" یا "زيد في الدار"

(۵)جب اسم ظاہر کو رفع دیا ہوں۔ جیسے: ﴿أفي الله شك﴾[الآية](ابراہیم:۱۰)﴿او كصيب من السماء فيه ظلمات﴾[الآية](البقرة:۱۹)

(۶)جب متعلق محذوف ضرب المثل یا اس جیسے موقع پر استعمال ہو۔ جیسے: معرس

(شادی شدہ) کو عرب کا قول "بالرفاء والبنین" ای: اعرست"

(۷) جب متعلق علی شریطۃ التفسیر محذوف ہو۔ جیسے: ﴿ایوم الجمعة صمت فیه﴾

(۸) جب بغیر "باء" کے قسم ہو۔ جیسے: ﴿واللیل اذا یغشیٰ﴾ [الآیة] (اللیل :۱) ﴿تالله لأکیدن اصنامکم﴾ [الآیة] (الانبیاء:۸۵)

(مغنی اللبیب ج ۲/ص ۱۱۷، النحو القرآنی ص ۴۲۲/، جہد تقصیر ص ۴۲/)

فائدہ

قسم کی صورت میں، اُقسم، فعل مقدر مانا جاتا ہے۔ (مغنی اللبیب ج ۲/ص ۱۱۹/)

فائدہ

وضع کے اعتبار سے حروف جارہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ایک حرف پر مشتمل ہو، اور یہ پانچ ہیں، "باء، لام، کاف، واو، تاء"

(۲) دو حروف پر مشتمل ہو، اور یہ چار ہیں۔ "من، عن، فی، مذ"

(۳) تین حروف پر مشتمل ہو، یہ تین ہیں۔ "الی، علیٰ، منذ"

(۴) چار حروف پر مشتمل ہو، اور یہ صرف حتیٰ ہے۔

(شرح قطر الندا ص ۳۴۱/)

فصل دوم

فصل دوم در بیان حروف مشبہ بالفعل:

یہ کل چھ ہیں، "اِنّ ،اَنّ ،کانّ ،لکنّ ،لیت ،لعلّ"

تنبیہ

حروف مشبہ بالفعل کی تعریف "عمل" وجہ تسمیہ اور ان کے متعلق تمام مباحث مرفوعات اور منصوبات میں گزر چکی ہیں۔

فصل سوم در بیان "ما" و "لا" المشبہتان بلیس"

ان دونوں کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

فصل چہارم در بیان لائے نفی جنس

یہ حروف عاملہ میں سے ہے باقی اس کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

فصل پنجم در بیان حروف ناصبہ

یہ کل چار حروف ہیں۔ "اَن ،لـن ،کـیْ ،اذن "ان کی تشریح بھی فعل کی بحث میں گزر چکی ہے۔

فصل ششم در بیان حروف جازمہ

یہ کل پانچ ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ "اِن ،لـم ،لـمـا ،لام امر ،لائے نھی" فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ ان کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

مقصدِ دوم

(در بیان حروف غیر عاملہ)

حروف غیر عاملہ کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے، چھ حروف ابتدا کے لئے دس عطف کے لئے، چار مضارعت کے لئے، چار اعراب کے لئے، چار فعل کے ساتھ مختص ہیں، تین استفہام کے لئے، تین تانیث کے لئے دو تفسیر کے لئے، دو تاکید کے لئے، دو تعریف کے لئے، ایک تنکیر کے لئے اور دو نسبت کے لئے۔ (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۴)

تنبیہ

یہاں پر حروف غیر عاملہ بطرز "ھدایۃ النحو اور کافیہ" کے ذکر کئے جاتے ہیں، ان کی پندرہ قسمیں ہیں۔

قسم اول در بیان حروف عطف:

حروف عطف دس ہیں:۔ ۱۔ واو ۲۔ فاء ۳۔ ثم ۴۔ حتیٰ ۵۔ أو ۶۔ اما ۷۔ أم ۸۔ لا ۹۔ بل ۱۰۔ لکن "

(ھدایۃ النحو ص ۱۱۳، جامع الدروس ج ۲، ص ۱۸۵، متن متین ص ۳۸۷، شرح قطر الندی ص ۴۰۲)

قاعدہ

حروف عاطفہ میں سے "أم" ہمزۂ استفہام کے بعد ہی واقع ہوتا ہے، "لکن" نفی اور نہی کے بعد ہی واقع ہوتا ہے، "لا" حرف عطف، نداء، أمر اور ایجاب کے بعد بھی واقع ہوتا ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۰۰)

فائدہ

حروف عاطفہ کی چار اقسام ہیں۔

(۱) جو اعراب اور حکم میں معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ شریک کرے، اور یہ "واو، فاء، ثم اور حتیٰ" ہے

(۲) جو حکم صرف اول کے ساتھ خاص کرے، اور یہ "لا" ہے۔

(۳) حکم کو ثانی کے لئے ثابت کرے، اور یہ "بل" اور "لکن" ہے۔

(۴) جو دو میں سے ایک کے لئے بلا تعیین حکم ثابت کرے، اور یہ "واو" "أو" اور "أم" ہے۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۱۰۰)

قسم دوم در بیان حروف تنبیہ

حروف تنبیہ کل تین ہیں۔ "ألا، أما، اور ھا"

پہلے دو جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، جبکہ تیسرا حرف مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے۔ (ھدایۃ النحوص ۱۱۷، متن متین ص ۲۷۹، جامع الدروس ج ۲/ص ۱۹۶)

قسم سوم در بیان حروف نداء

یہ کل پانچ ہیں۔ ۱۔یا، ۲۔أیا، ۳۔ھیا، ۴۔ای، ۵۔ہمزہ مفتوحہ" ان میں سے "أیا" اور "ھیا" ندائے بعید اور "ای" اور ہمزہ مفتوحہ ندائے قریب کے لئے ہیں، جبکہ "یا" عام ہے۔ (ھدایۃ النحوص ۱۱۷، متن متین ص ۲۷۹)

قسم چہارم در بیان حروف ایجاب

یہ کل چھ ہیں، ان کو حروف تصدیق بھی کہا جاتا ہے اور یہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔نعم، ۲۔بلی، ۳۔ جیر، ۴۔ان، ۵۔إی، ۶۔أجل"

(ھدایۃ النحوص ۱۱۸، متن متین ص ۲۸۳، جامع الدروس ج ۲/ص ۱۹۲)

قسم پنجم در بیان حروف زیادت

حروف زیادت کل سات ہیں۔ ۱۔إن، ۲۔أن، ۳۔ما، ۴۔لا، ۵۔من، ۶۔با، ۷۔لام

حروف زیادت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام سے حذف کر دیا جائے تو اصل

معنی میں کوئی خلل اور خرابی لازم نہ آئے، یہ کہاں کہاں زائد آتے ہیں اس کی وضاحت دوسرے مقصد میں آئیگی۔ (ھدایۃ النحوص ۱۱۸، متن متین ص ۲۹۵)

فائدہ

کلام عرب میں حرف زائد کا معنوی اور لفظی فائدہ ہوتا ہے، معنوی فائدہ یہ ہے کہ معنی میں تاکید آجاتی ہے، جبکہ لفظی فائدہ تزیینِ لفظ ہے۔ (شرح رضی ج ۴، ص ۴۶۲)

فائدہ

حرف زائد کو کلام عرب میں زائد اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے اصل معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی بلکہ اس کے ذریعے ثابت معنی کی تاکید ہوتی ہے۔

(شرح رضی ج ۴، ص ۴۶۲)

قسم ششم در بیان حرف تفسیر

یہ دو حروف ہیں۔ ۱۔ای، ۲۔أن، مفرد کی تفسیر کرے۔ جیسے: ﴿واسئل القریة﴾ ای اھل القریه " جملے کی تفسیر کرے۔ جیسے: "قطع علیه رزقه "ای مات "" ان " کا دو جملوں کے درمیان واقع ہونا ضروری ہے جبکہ پہلا جملہ قول کے معنی میں ہو۔ أن کی مثال: ﴿ونادینه أن یاابراھیم﴾ [الآیة]

(ھدایۃ النحوص ۱۱۹، متن متین ص ۲۹۳، جامع الدروس ج ۲، ص ۱۹۲)

قاعدہ

کبھی کلام کی تفسیر "اذا" کے ذریعے سے کی جاتی ہے۔ جیسے "عسعس اللیل اذا اظلم " البتہ اگر جملہ فعلیہ کی تفسیر (جس کی اسناد ضمیر متکلم کی طرف کی گئی ہو) "ای" حرف تفسیر کے ذریعے کی گئی ہو، تو تفسیری جملہ میں فعل صیغہ متکلم کا ہوگا۔ جیسے "استکتمته سرّی "ای "سألته کتمانه " اور جب جملہ کی تفسیر "اذا" کے ذریعے ہو، تو تفسیر میں صیغہ مخاطب کا لایا جائیگا۔ جیسے "اذا اسالته کتمانه " (الاشباہ والنظائر ج ۲، ص ۱۱۸، جہد قصیر ص ۱۰۲)

قاعدہ

"ای "حرف تفسیر کے بعد مدخول ماقبل کے لئے ترکیب میں عطف بیان یا بدل واقع ہوگا۔جیسے:"عندی غضنفر "ای: آمرٌ (جہد تصیر ص/۱۰۲)

قسم ہفتم در بیان حروف مصدریہ

یہ تین ہیں۔" ۱.ما، ۲.أن ، ۳.انّ"

پہلے دو حروف جملہ فعلیہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے:﴿وضاقت علیهم الارض بمارحبتْ﴾ [الآیة]"ای برُحبها﴿فما کان جواب قومه اِلاان قالوا﴾[الآیة]"ای ،قولهم"

تیسرا حرف جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے، جس کو بتاویل مفرد مصدر کر دیتا ہے ،جیسے:"علمت انک قائم "،"ای علمت قیامک"

(ھدایۃ النحوص/۱۲۰، متن متین ص/۲۹۵، جامع الدروس ص/۱۹۷)

فائدہ

حروف مصدریہ میں سے "کـــی "بھی ہے جب کہ اس پر لام تعلیل داخل ہو۔جیسے "لـکـی تـخـرج " یہ " ان "کے معنی میں ہو کر فعل مضارع کے ساتھ مختص ہوتا ہے، اسی طرح حروف مصدریہ میں سے "لوْ" بھی ہے جبکہ ایسے فعل کے بعد واقع ہو جس میں تمنی کے معنی پائے جاتے ہیں۔جیسے:﴿ودّوا لو تدهن فیدهنون﴾[الآیة](القلم:۹)

قسم ہشتم در بیان حروف تحضیض

یہ چار ہیں۔ ۱.هلاّ، ۲.ألاّ، ۳.لولا، ۴.لوما"

یہ چاروں حروف ہمیشہ کلام کے شروع میں آتے ہیں۔اور فعل پر داخل ہوتے ہیں، خواہ فعل لفظاً ہو یا تقدیراً۔ (ھدایۃ النحوص/۱۲۰، جامع الدروس ص/۱۹۵)

فائدہ

اگر حروف تحضیض مضارع پر داخل ہوں تو ان کے معنی برانگیختہ اور ابھارنا کے ہوتے ہیں ،اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو گذشتہ زمانے میں فعل کے ترک کرنے

پر ملامت کرنا مقصود ہوتا ہے، اور ندامت کے معنی دیتے ہیں، واضح رہے کہ ندامت کا انجام بھی برانگیختہ کرنا ہوتا ہے۔ (ھدایۃ النحوص/۱۲۱)

قسم نہم در بیان حرف توقع

یہ ایک حرف ہے یعنی "قد" ماضی کو حال کے قریب کرنے کے لئے آتا ہے، اس لئے اس کو حرف تقریب بھی کہا جاتا ہے۔ (ھدایۃ النحوص/۱۷۱، متن متین ص/۲۸۰)

قسم دھم در بیان حرفا استفہام

یہ دو ہیں۔ "ھمزہ، ھل"

یہ دونوں صدارتِ کلام چاہتے ہیں اور جملہ (فعلیہ ہو یا اسمیہ) پر داخل ہوتے ہیں، البتہ فعلیہ پر ان کا دخول اکثر ہوتا ہے۔

(ھدایۃ النحوص/۱۲۲، متن متین ص/۲۷۵، جامع الدروس ج/۳، ص/۲۰۰)

قسم یازدھم در بیان حرف شرط

یہ دو حروف ہیں یعنی "لو، امّا"

یہ بھی صدارت کلام چاہتے ہیں اور یہ دونوں دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں، خواہ دونوں اسمیہ ہوں یا دونوں فعلیہ ہوں یا مختلف ہوں۔

(ھدایۃ النحوص/۱۲۳، متن متین ص/۲۸۶، جامع الدروس ص/۱۹۴)

قسم دوازدھم در بیان حرف ردع

یہ "کلّا" ہے جو کہ زجر اور منع کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، اسی وجہ سے اس کا نام حرف ردع رکھ دیا گیا ہے۔

(ھدایۃ النحوص/۱۲۶، متن متین ص/۲۸۳، جامع الدروس ج/۳، ص/۲۰۲)

قسم سیزدھم در بیان تاء تانیث ساکنہ

یہ ماضی کے آخر میں ہوتی ہے جو کہ فعل کے مسند الیہ (یعنی فاعل یا نائب فاعل) کی تانیث پر دلالت کرتی ہے۔ (ھدایۃ النحوص/۱۲۷، جامع الدروس ج/۳، ص/۲۰۲)

قسم چہاردھم در بیان تنوین

یہ نونِ ساکن ہوتا ہے جو کلمہ کے آخر میں حرکت کے تابع ہوتا ہے، اور یہ فعل کی تاکید کے لئے نہیں لایا جاتا۔ (ھدایۃ النحوص/۱۲۸، جامع الدروس ج/۳، ص/۲۰۳)

فائدہ

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) تمکن: وہ تنوین ہے جو اسم کے متمکن ہونے پر دلالت کرے اور یہ تنوین چونکہ منصرف اور غیر منصرف میں فرق کے لئے لائی جاتی ہے، اس لئے اس کو تنوین صرف بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) تنوین تنکیر: وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے، لہٰذا یہ تنوین نکرہ اور معرفہ کے درمیان فرق کرنے کے لئے لائی جاتی ہے۔

(۳) تنوین عوض: وہ تنوین ہے جو کہ مضاف الیہ کے عوض میں لائی جاتی ہے۔ جیسے: "حینئذٍ" میں (جو کہ اصل میں "حین اذ کان کذا" تھا)

(۴) تنوین مقابلہ: وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں آتی ہے اور یہ نون جمع مذکر سالم کے مقابلے میں آتی ہے، واضح رہے کہ یہ چاروں اقسام اسم کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) تنوین ترنم: وہ ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے لائی جاتی ہے۔ (ھدایۃ النحوص/۱۲۸، متن متین ص/۲۹۹)

قاعدہ

جب علم ابن یا ابنۃ کے ساتھ موصوف ہو، اور یہ اپنے مابعد کی طرف مضاف ہوں تو علم سے تنوین کو حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: "جاء نی زید بن عمرو" "ھذا ابنۃ بکر"

(ھدایۃ النحوص/۱۲۹)

قاعدہ

جب تنوین مطلقاً (بلا قید) ذکر کی جائے تو اس سے تنوین تمکن مراد ہوگی اگر دوسری قسم مقصود ہو تو ساتھ قید لگائی جائیگی۔ جیسے: "تنوین تنکیر" (الاشباہ والنظائر ج/۲، ص/۱۱۰)

قاعدہ

علامہ سیوطیؒ نے تنوین کی دس اقسام ذکر کی ہیں۔
پانچ گزر چکیں، باقی پانچ مندرجہ ذیل ہیں۔
(۶) تنوین غالی (۷) تنوین منادی عند الاضطرار (۸) تنوین مالا ینصرف عند الاضطرار (۹) تنوین شاذ۔ جیسے "هؤلاءِ قومک" (۱۰) تنوین حکائی۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۱۱۰)

قاعدہ

مندرجہ ذیل پانچ مقامات میں تنوین کو پانچ وجوہ کی وجہ سے حذف کرنا لازمی ہے۔
(۱) دخول الف ولام کی وجہ سے (۲) اضافت کی وجہ سے (۳) منع صرف کی وجہ سے (۴) حالت نصبی کے علاوہ وقف کی وجہ سے (۵) اتصال ضمیر کی وجہ سے۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۱۱۱)

قاعدہ

جہاں نون ثقیلہ کا دخول درست ہو وہاں نون خفیفہ کا دخول درست ہے، سوائے دو مقامات کے۔ یعنی جمع مؤنث غائبہ اور جمع مؤنث مخاطبہ کے صیغوں میں۔

(الاشباہ والنظائر ج ۲/ص ۱۱۱)

قسم پانزدھم در بیان نون تاکید (ثقیلہ اور خفیفہ)

تعریف

نون تاکید وہ ہے جو امر اور مضارع کی تاکید کے لئے وضع کیا گیا ہو، بشرطیکہ مضارع میں طلب والا معنی نہ ہو۔ (ھدایۃ النحوص ۱۲۹/، متن متین ص ۲۹۴/)

قاعدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں نون تاکید (ثقلیہ اور خفیفہ) آسکتا ہے۔
(۱) امر کے آخر میں خواہ معلوم ہو یا مجہول، حاضر ہو یا غائب۔

(۲) نہی کے آخر میں۔

(۳) استفہام کے آخر میں۔

(۴) عرض کے آخر میں۔

چونکہ ان مقامات میں طلب پائی جاتی ہے، لہٰذا نون تاکید لانا مناسب ہے۔

(حدلیۃ الخوص/۱۳۰)

بابِ دوم در بیان حروف باعتبار معجم

الهمزة

یہ دو طریقوں پر استعمال ہوتا ہے۔

(۱) نداء کے لئے۔ جیسے شعر: "أفاطِمُ مَهلاً بعض هذا التدلل" (۲) استفہام کے لئے۔ جیسے: ﴿اليس الله باحكم الحاكمين﴾ [الآية]

یہ حرف استفہام میں اصل ہے اس کے بعض احکام ہیں جو اس کے مختص ہیں۔ مثلاً

(۱) اس کا حذف جائز ہے، چاہے اس سے پہلے "أم" ہو یا نہ ہو۔

(۲) یہ طلب تصور (تعیین مفرد) اور طلب تصدیق (تعیین نسبت) دونوں کے لئے آتا ہے جبکہ باقی حروف استفہام صرف طلب تصور اور "هل" صرف طلب تصدیق کے لئے آتا ہے۔

۳) یہ نفی اور اثبات دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

(۴) یہ "أم" للإضراب کے بعد نہیں آتا اور حرف عطف پر مقدم ہوسکتا ہے، جیسے ﴿أولم ينظروا﴾ [الآية] (الأعراف:۱۸۵) باقی حروف استفہام حرف عطف کے بعد استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ﴿وكيف تكفرون﴾ [الآية] (آل عمران:۱۰۱)

(موسوعۃ الخوص/۹، المنہاج ص/۱۶۹، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۳۶)

فائدہ

ہمزہ حقیقی استفہام سے نکل کر کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) تسویۃ: اور یہ "سواء" "ما أبالي" "أدري" "ليت شعري" اور "سيان" کے بعد آتا ہے اس صورت میں اپنے بعد والے جملے کو بتاویل مصدر کر دیتا ہے۔

(۲) انکار توبیخی: جیسے: ﴿اتعبدون ماتنحتون﴾ [الآية] (الصافات:۹۵)

(۳) انکار ابطالی: یعنی استفہام کو دور کرنے کے بعد اپنے مابعد کا واقع نہ ہونے کو چاہتا ہے۔ جیسے: ﴿أفأصفكم ربكم بالبنين واتخذ من الملئكة إناثا﴾ [الآية] (الاسراء:۴۰)

(۴) تقریر: یعنی مخاطب کو اقرار اور اعتراف پر تیار کرنا۔ جیسے: "أضربت أخاك"

(۵) تھکم (استہزا): جیسے: ﴿قالوا يشعيب أصلوتك ..... الخ﴾ [الآية] (ھود:۸۷)

(۶) أمر۔ جیسے: ﴿أأسلمتم﴾ [الآية] (آل عمران:۲۰) "أي: أسلموا"

(۷) تعجب: جیسے ﴿ألم تر إلى ربك كيف مد الظل﴾ [الآية] (الفرقان:۴۵)

(۸) استبطاء (ڈھیل دینا) جیسے: ﴿ألم يان للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله﴾ [الآية] (الحديد:۱۶)

(موسوعۃ الخواص ۱۰/۱، معجم الخواص ۴۲۴/۲، مغنی اللبیب ج ۱/۱، ص ۴۴)

فائدہ

ہمزہ تعدیہ یا نقل اس کو کہا جاتا ہے جو فعل لازمی پر داخل ہو کر اُس کو متعدی بنائے۔ جیسے: "جَلَسَ الطفلُ" سے "أجلستُ الطفلَ"

ہمزہ کی دو اور قسمیں ہیں۔

(۱) ہمزہ قطعیہ (۲) ہمزہ وصلیہ

ہمزہ قطعیہ اس کو کہا جاتا ہے جو کلمہ کی ابتدا میں واقع ہو، اور درج کلام میں لفظاً اور خطاً نہ گرے۔

اس کے مشہور مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فعل رباعی کی ماضی، امر اور مصدر میں۔ جیسے: "أكرم ،أكرِمْ ،إكراماً"

(۲) ہر فعل مضارع متکلم میں۔ جیسے "أنا أدرسُ درسي جيّداً"

(۳) صیغۂ تعجب اور اسم تفضیل میں۔

(۴) ہر ایسے حرف میں جس کی ابتداء ہمزہ سے ہو۔ جیسے: "إنَّ ،ألا" وغیرہ

(۵) ہر ایسے اسم میں جس کی ابتداء ہمزہ سے ہو۔ (مفرد ہو یا جمع)

(۶) ہر اُس مصدر میں جو فعل خماسی یا سداسی کا نہ ہو۔

(۷) اُن اسماء میں سے نہ ہوں جو سماعاً ہمزۂ وصل کے ساتھ آتے ہیں۔ جیسے :"أبطال الأمّةِ عند أمير تلك الأرض "

ہمزۂ وصل وہ ہے: جو ابتدائے کلام میں کتابۃً ولفظاً پڑھا جاتا ہے، لیکن درج کلام میں نہیں پڑھا جاتا۔

ہمزۂ وصلیہ کے مقامات

(۱) "أل" تعریف میں۔ جیسے: "الوَلد الخريف" اور "البتة" میں ہمزۂ قطعیہ ماننے کی صورت میں یہ ہمزہ شاذ ہے، اسی طرح ہمزہ لفظ "الله" کا جبکہ منادی واقع ہو۔

(۲) فعل ثلاثی کے امر میں۔

(۳) فعل خماسی اور سداسی کی ماضی، امر اور مصدر میں۔

(۴) مندرجہ ذیل اسماء بھی ابنٌ ،ابنةٌ ،ابنم ،امرءٌ ،اسم ،اثنان، اثنتانِ ،است ،ايمن ،ايم "میں (موسوعۃ النحو ص ۱۴/۱)

فائدہ

ہمزۂ وصل مندرجہ ذیل جگہوں میں کتابۃً ونطقاً حذف ہوتا ہے۔

(۱) جب لام جارہ معرف باللام اُسماء پر داخل ہو۔ جیسے "للمواطن حقوقٌ"

(۲) جب واؤ یا فاء ایسے فعل پر داخل ہوں جس کی ابتداء ہمزۂ وصل سے ہو، اور اس کے بعد ہمزہ ساکنہ ہو۔ جیسے: "فأتِ"

(۳) ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "أبنک هذا" "أی" "أابنک هذا"

(۴) "بسم الله" کے ہمزہ میں۔ جیسے: "بسم الله"

(۵) "ابـــن" دو علمین کے درمیان واقع ہو کر ماقبل اسم کے لئے صفت واقع ہو، اور کتابۃً اوّل سطر میں واقع نہ ہو۔ جیسے: "عمرو بن هند قائد شجاع" یا حرف نداء کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "یابن الأفاضل أقبل"

(۶) فعل میں جب حروف مضارعت اس پر داخل ہوں۔ جیسے "إستخبر" سے "یستخبر"

(موسوعۃ النحوص ۱۲/)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں ہمزہ وصل ہمزہ قطع کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مبدوء بہمزۂ وصل سے علم بن جائے۔ جیسے: "الأثنین" (اتوار کے

(۱) لفظ "أل" میں ہمزۂ جب ایک حرف تعریف کا نام بنے دن کا نام ہے) اسی طرح کا نام ہو)۔

یا "انشراح" میں (جبکہ ایک عورت ہ (موسوعۃ النحوص ۱۳/)

(۲) نداء میں۔ جیسے: "یاألذی نجع"

فائدہ

قطع ہوتا ہے

لفظ "جـــلالة" کا ہمزہ نداء کے وقت اُصح قول کے مطابق ہمزہ

جیسے: "یاالله" اور ہمزۂ وصل کا اعتبار کر کے اس کو لفظاً و کتابۃً حذف کرنا بھی جائز ہے، جبکہ ف "یا" کو صرف تلفظاً حذف بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے: "یاالله" (موسوعۃ النحوص ۱۴/)

ئدہ

ہمزۂ وصل جب درج کلام میں واقع ہو جائے تو اس کو الف طویلہ یا الف (جس کے اوپر چھوٹی صاد) کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: "ـٰ" اور جب ابتدا کلام میں واقع تو الف کے اوپر (ء) بھی لکھا جاتا ہے جبکہ بعض الف "ء" کی صورت میں لکھتے ہیں خواہ راء میں ہو یا درج کلام میں، اور بعض مطلقاً نہیں لکھتے۔ (موسوعۃ النحوص ۱۳/)

الألف

الف مختلف طریقوں پر استعمال ہوتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تثنیہ کی ضمیر مرفوع واقع ہو۔ جیسے: "الرجلان قاما"

(۲) مثنیٰ کے مرفوع ہونیکی علامت ہو۔ جیسے: "فاز الطالبان"

(۳) پانچ اسماء میں منصوب ہونیکی علامت ہے (یعنی اسمائے ستہ مکبرہ میں سے پانچ اسماء میں) جیسے: "رأیت أخاک"

(۴) منادیٰ مثنیٰ مبنی کی بناء کی علامت ہو۔ جیسے: "یارجلان"

(۵) مفارقت (جدا ہونے) کے لئے ہو۔ جیسے: "الرجل یعزو" "الرجال لم یعزوا"

(۶) ندبۃ کے لئے ہو۔ جیسے: "وامعتصماہ"

(۷) شعر میں حرکت روی کے اطلاق کے لئے ہو، جبکہ حرکت روی فتحہ ہو۔ جیسے: "إنی ذکرتک بالذهراء مشتاقاً" "والأمق طلق ووجه الارض قدواقا"

(۸) نداء بعید کے لئے ہو۔ جیسے: "آزید"

(المنہاج ص ۱۷۱، موسوعۃ النحو ص ۷۱)

أجل

یہ حرف جواب حروف ایجاب میں سے ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔ جیسا کہ "نعم" کا محل اعراب نہیں ہوتا۔

یہ اکثر خبر کے بعد تصدیق کے لئے آتا ہے۔ جیسے: "قد نزل المطر" اور جواب میں کہا جائے۔ "أجل هو کذلک"

یہ مندرجہ ذیل تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے،

(۱) جب اس سے پہلے کلام منفی ہو تو جواب میں نفی کا فائدہ دے گا، جیسے: "ألم تاکل" کے جواب میں "أجل" کہا جائے (أی أجل لم أکل) اور اگر پہلے اثبات ہو تو اثبات کا فائدہ دے گا جیسے: "أاکلت"؟ کے جواب میں "أجل" کا مطلب یہ ہوگا کہ "أجل اکلتُ"

(۲) مخبر کی تصدیق کے لئے۔ جیسے: "أجل" اس شخص کے جواب میں کہے، جو "نَجَحَ زیدٌ" کے ذریعے خبر دے۔

(۳) طالب وعدہ کے جواب میں وعدہ کے لئے۔ جیسے: "أجل" اُس شخص کو کہے جو آپ کو کہے "ساعدنی" (میرے ساتھ مدد کرے)

(موسوعۃ النحو ص/۲۳، المنہاج ص/۱۷۴، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۵۱)

"إذ"

یہ تین طریقوں پر استعمال ہوتا ہے، ظرفیہ، فجائیہ، تعلیلیہ

(۱) ظرفیہ: اس کے استعمال کے چار طریقے ہیں۔

۱۔ حین کے معنی میں ہو۔ جیسے: ﴿فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا﴾ [الآية]

۲۔ مفعول بہ ہو۔ جیسے: ﴿واذكروا اذ كنتم قليلاً فكثركم﴾ [الآية] (الاعراف:۸۶)

۳۔ مفعول بہ سے بدل واقع ہو۔ جیسے: "﴿واذكر في الكتب مريم إذانتبذت من اهلها﴾ [الآية] (مریم:۱۶)

۴۔ مضاف الیہ واقع ہو، مندرجہ ذیل اسماء اس کی طرف اکثر مضاف ہوتے ہیں "بعد، حين، يوم، قبل، ساعة" جیسے: ﴿بعد إذ هديتنا﴾ [الآية]

(۲) إذ فجائیہ: یہ حرف لامحل لھا من الاعراب ہوتا ہے، اور "بينا" یا "بينما" کے بعد واقع ہوتا ہے، جیسے: بينما أنا أكتب إذزارني زيدٌ"

(۳) إذ تعلیلیہ: لامحل لھا من الاعراب ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لن ينفعكم اليوم إذ ظلمتم أنكم في العذاب مشتركون﴾ [الآية]

(موسوعۃ النحو ص/۳۵، المنہاج ص/۱۷۴، معجم النحو ص/۵، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۱۶۶)

خلاصہ یہ ہوا کہ "إذ" جب فجائیہ اور تعلیلیہ ہو تو حرف ہوگا، اور اگر زمانیہ ہو تو اسم ہوگا، حرفیت کی صورت میں لامحل لہا من الإعراب ہوگا اور اسمیت کی صورت میں ظرف یا مفعول بہ یا مضاف الیہ ہوگا۔ (المنہاج ص/۱۷۹)

فائدہ

"إذْ" زمانۂ ماضی کے لئے آتا ہے، لیکن کبھی کبھی زمانۂ مستقبل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿فسوف تعلمون إذ الأغلال فی أعناقهم﴾[الآیة]

فائدہ

"إذ" کی اضافت کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جملہ فعلیہ (فعل ماضی لفظاً و معنیً ہو) کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿وإذ قال ربک للملئکة﴾[الآیة]

(۲) جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿واذکروا إذأنتم قلیلٌ﴾[الآیة]

(۳) جملہ فعلیہ (جس کا فعل مضارع ہو) کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ﴿وإذ یرفع ابراهیم القواعد﴾[الآیة]

(۴) جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہو اور خبر محذوف ہو۔

(۵) ایسے محذوف جملے کی طرف مضاف ہو، جس کے عوض میں تنوین آئی ہو۔ جیسے: ﴿ویومئذٍ یفرح المومنون﴾[الآیة] "ای: ویوم یغلب الروم یفرح المومنون"

(المنہاج ص/۱۷۹، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۱۷۱)

فائدہ

"إذ" جب ظرفیہ کے لئے ہو اور اپنے مابعد جملہ کی طرف مضاف ہو تو اس میں چار اقوال ہیں۔ (۱) فعل محذوف کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً "اُذکر القصة" (۲) "إذ" زائد ہے (۳) بمعنی قد ہے (۴) اپنے مابعد جملہ (سوائے مضاف الیہ جملہ) کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ (مقدمہ جواہر القرآن ج/۱، ص/۱۷)

قاعدہ

"إذ" جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں کی طرف مضاف ہوتا ہے اور "إذا" صرف جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ (جامع الدروس العربیہ ج/۲، ص/۱۴۶)

إذا

اس کی تین اقسام ہیں۔ ''ظرفیہ، تفسیریہ، فجائیہ''

(۱) إذا ظرفیہ: زمانۂ مستقبل کے لئے آتا ہے اور اکثر معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے، شرط کی طرف مضاف ہوکر اپنے جواب کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور یہ غیر جازم ہوتا ہے، جملہ فعلیہ (جس کا فعل اکثر ماضی ہوتا ہے یا مضارع) کی طرف مضاف ہو۔ جیسے:

شعر

والنفس راغبة إذا رغبتها وإذا تَرُدُّ إلى قليل تقنعُ

(۲) إذا تفسیریہ: اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، یہ جملوں میں (پہلے مصرعے میں فعل ماضی کی طرف جبکہ دوسری مصرعے میں فعل مضارع کی طرف مضاف ہو) ''أی'' تفسیریہ کی جگہ واقع ہوتا ہے، البتہ ''إذا'' کے بعد فعل مخاطب کا ہوتا ہے، بخلاف ''أی'' تفسیریہ کے۔ جیسے ''استكتمتهُ السرَّ إذا طلبتَ منه أن يستره''

(۳) إذا فجائیہ: یا تو ظرف زمان محل نصب میں مفعول فیہ ہوتا ہے یا حرف لامحل لھا من الاعراب ہوتا ہے جو کہ جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ جواب کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور نہ ابتداء کلام میں واقع ہوتا ہے اور اس پر ''فاء'' زائدہ یا استینافیہ کا آنا ضروری ہے، اور اس کے بعد اسم مرفوع مبتدا ہوگا۔ جیسے: ﴿فألقاها فاذا هي حيَّةٌ تسعى﴾ الآية (طٰہٰ:۲۰) اس ''إذا'' کے بعد مبتدا کی خبر مذکور ہوتی ہے یا محذوف۔ جیسے: ''دخلت الصفَّ فإذا الاستاد'' (موسوعۃ النحو ص/۳۶، المنہاج ص/۱۸۱، معجم النحو ص/۶)

فائدہ

''إذا'' کے بعد ''ما'' زائدہ آتا ہے، جس کی وجہ سے کوئی تغیر نہیں آتی۔ جیسے: ''إذا مازرتنی أكرمتك''

(موسوعۃ النحو ص/۳۶، المنہاج ص/۱۸۲، معجم النحو ص/۷، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۱۷۸)

فائدہ

"إذا" کی اضافت جملہ فعلیہ کی طرف ضروری ہے پس اگر اس کے بعد اسم واقع ہو، تو یہ مبتدا نہیں ہوگا، بلکہ ایسے فعل محذوف کے لئے فاعل یا نائب فاعل ہوگا جس کی تفسیر بعد میں ہوئی ہو۔ جیسے:

شعر

إذا الشعب يوماً اراد الحياة فلابد أن يستجيب القدر

"ای إذا أراد الشعب" (المنہاج ص ۷۸۲/)

فائدہ

کبھی "إذا" میں معنی شرط نہیں پایا جاتا اور یہ اکثر قسم کے بعد ہوتا ہے، اس صورت میں جواب کے ساتھ متعلق نہیں ہوگا اور نہ اس کا جواب ہوگا۔ جیسے: ﴿والليل إذا يغشىٰ﴾ [الآية] (الليل:۱) (المنہاج ص ۱۸۳/، مغنی اللبیب ج ۱/، ص ۱۹۵/)

فائدہ

"إذا" کے عامل ناصب میں دو مذہب ہیں۔

(۱) محققین کے نزدیک "إذا" میں عامل شرط ہے، ان کے نزدیک "إذا" مابعد کی طرف مضاف نہیں ہے۔

(۲) اکثر نحاۃ کے نزدیک جواب شرط عامل ہے اور یہی مشہور ہے۔

(مغنی اللبیب ج ۱/، ص ۱۸۹/)

فائدہ

کبھی "إذا" معنی شرط سے نکل جاتا ہے۔ جیسے: ﴿والذين إذا أصابهم غي هم ينتصرون﴾ [الآية] (الشوریٰ:۳۹) ﴿وإذا مَا غضبوا هم يغفرون﴾ (الشوریٰ:۳۸) ان دونوں مثالوں میں خبر، مبتدا کے لئے محذوف ہے۔

البہ

﴿الآية﴾ ر،

(مغنی اللبیب ج ۱/، ص ۱۹۵/)

إذاً

یہ حرف جواب مبنی علی السکون ہوتا ہے اور اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ جیسے :"للطلاّب معلمٌ يعلمهم إذاً يُرشِدُهم"

اور مندرجہ ذیل تین امور کا فائدہ دیتا ہے۔

(۱) تو کید اور تقویہ کا۔ جیسے:

شعر

فَلَو خَلَدَ الكرام إذاً خلدنا ولو بقي الكرام إذاً بقينا

(۲) ماضی میں معنی شرط کا۔ جیسے: ﴿ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيأً قليلاً إذاً لأذقناك ضعف الحياة وضعف الممات﴾ (الآية) (الاسراء: ۷۵)

(۳) مستقبل میں معنی شرط کا۔ جیسے

شعر

إذاً فعا قبني ربي معاقبة قرّتْ بها عين من ياتيك بالحسد

(موسوعۃ النحو ص ۳۷۸)

إذما

یہ حرف شرط جازم للاستقبال مبنی علی السکون ہوتا ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ۔جیسے:"إذما تتعلم تنجح" (موسوعۃ النحو ص ۳۸۸)

إذن

یہ ایسا حرف ہے جس میں جواب کا معنی پایا جاتا ہے، اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، اس کے نصب کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

(۱) ابتداء کلام میں واقع ہو (۲) اس کے بعد فعل مستقبل ہو (۳) اور اس کے اور فعل مضارع کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو۔

اگر کوئی شرط مفقود ہو تو اس کو مہمل بنا دیا جاتا ہے اور اکثر مہمل ہی ہوتا ہے، عامل

ہونے کی مثال: "مـــازورک" کے جواب میں کہا جائے، "إذن أکـرمک" مہمل

ہونے کی مثال: ﴿فاذن لاتانون الناس نقیراً﴾ [الآیة]

یہاں "إذن" حرف جواب جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔

(المنہاج ص ۱۸۳، موسوعۃ النحو ص ۳۸، معجم النحو ص ۷)

فائدہ

جب "إذن" سے پہلے "واؤ" عاطفہ یا "فا" عاطفہ ہو تو اعمال اور اہمال دونوں جائز ہیں۔ جیسے: ﴿وإذاً لایلبثون خلافک إلاقلیلاً﴾ [الآیة] (الاسراء: ۷۶)

(موسوعۃ النحو: ۳۸)

فائدہ

"إذن" کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) حالت نصبی: بشرطیکہ ۱۔ جواب واقع ہو ۲۔ اس کے ساتھ حرف عطف نہ ہو ۳۔ اس پر فعل نے اعتماد کیا ہو ۴۔ اس کے اور اس کے فعل کے درمیان (سوائے قسم کے) فاصل نہ ہو ۵۔ فعل فعل مستقبل ہو۔

(۲) عامل نہ ہو جبکہ مذکورہ شرائط میں سے کوئی بھی شرط نہ ہو۔

(۳) اس پر حرف عطف داخل ہو، اس صورت میں مذکورہ دونوں امور میں سے ہر ایک جائز ہے۔ (الاشباہ ج ۲، ص ۱۱۲)

فائدہ

"إذن" کی باعتبار تقدیم وتاخیر کے تین حالتیں ہیں۔

(۱) مقدم ہو، اور مذکورہ شرائط بھی ہوں تو عمل کرے گا (۲) درمیان میں واقع ہو۔ (۳) مؤخر ہو۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں عمل نہیں کرے گا۔ (الاشباہ ج ۲، ص ۱۱۲)

فائدہ

بعض نحاۃ کے نزدیک "إذن" عاملہ اور فعل مضارع کے درمیان "نـــداء" ظرف

یا جار مجرور کے ذریعے فاصلہ لانا درست ہے۔ جیسے: "إذن یازید تنجح" "إذن یوم الجمعة ازورک" "إذن بالجدّ تنجح"

بعض اس کو "إذن" نون کے ساتھ لکھتے ہیں خواہ ناصبہ ہو یا حرف جواب غیر عامل، اور بعض نون کے ساتھ لکھتے ہیں اگر ناصبہ ہو، اور اگر مہمل ہو تو الف کے ساتھ لکھتے ہیں، البتہ مصحف قرآن میں عامل وغیر عامل دونوں صورتوں میں الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

(موسوعۃ النحوص ۳۸/)

أل

اس کی تین قسمیں ہیں، "حرف تعریف، اسم موصول، زائدہ"

(۱) "أل" معرفہ:۔ یہ "أل" کی اقسام میں سے مشہور قسم ہے اور اکثر استعمال ہوتا ہے، جب مطلق "أل" کا ذکر ہو تو یہی قسم مراد ہوگی۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) "أل" عہد یہ: وہ ہے جو نکرہ پر داخل ہو کر اس کے مدلول کو فرد معین بنا دے۔ پس یا تو عہد ذکری ہوگا۔ جیسے: "نزل مطر فانعش المطر أرضنا" یا عہد حضوری ہوگا۔ جیسے: "سیحضر معلمی الیوم" "أی الیوم الحاضر الذی نحن فیه" یا عہد ذہنی یا علمی ہوگا۔ جیسے: "هل ذهبت الی الجامعة"

(۲) "أل" جنسی: وہ ہے جو نکرہ پر داخل ہو کر محض جنس کا معنی دے، یا تو استغراق (جمیع افراد) کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وخلق الانسان ضعیفاً﴾ [الآیة] (النساء :۲۸) "أی کل فرد منه" یا تمام خصائص کے استغراق کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے: "أنت المعلم" "أی اجمعت فیک کلّ صفاتِ المعلم" یہ معناً نکرہ ہوتا ہے۔

(۲) أل موصولی: وہ ہوتا ہے جو اسم فاعل یا اسم مفعول پر داخل ہو، بشرطیکہ اس سے عہد یا جنس مراد نہ ہو۔ جیسے: "ساکافی الکاتب الفرض والمکرم ضیفه"

(۳) زائدہ: جو نہ تعریف کے لئے ہو، اور نہ موصولی ہو۔

(موسوعۃ النحوص ۱۳۴/، المنہاج ص ۱۸۴/، مغنی اللبیب ج ۱/ص ۱۰۶/)

أَلا

اس کی پانچ قسمیں ہیں۔(۱) حرف استفتاح وتنبیہ (۲) حرف توبیخ وانکار (۳) حرف عرض (۴) حرف تحضیض (۵) ہمزۂ استفہام اور "لا" نافیہ للجنس سے مرکب ہو۔

(۱) أَلا استفتاحیہ تنبیھیہ: اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، سامع کو تنبیہ کرنے کے لئے آتا ہے، اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا، جملہ فعلیہ، اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے :﴿الا إن أولياء الله لاخوف عليهم﴾ [الآية] (یونس:۶۲) "ألايا خالدانتبه" أي :"ألا أدعوا خالدا"

(۲) أَلا توبیخیہ انکاریہ: یہ جملہ فعلیہ (جس کا فعل ماضی ہو) کے ساتھ مختص ہوتا ہے۔ جیسے:"ألادرست جيداً"

(۳) أَلا تحضیضیہ: یہ جملہ فعلیہ (جس کا فعل مضارع ہو) کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے:﴿ألا تقاتلون قوماً نكثوا أيمانهم﴾[الآية] (التوبۃ:۱۳)

(۴) حرف عرض: یہ جملہ فعلیہ کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے:﴿ألا تُحبُّون أن يغفر الله لكم﴾[الآية] (النور:۲۲)

(۵) أَلا مرکبہ: یہ تمنی کا فائدہ دیتا ہے اور جملہ اسمیہ کے ساتھ مختص ہے، یہ لام لائے نفی جنس ہوتا ہے۔ جیسے:"ألا رجل فتكتفيه فسير شدنا"

(موسوعۃ النحو ص/۱۳۷، المنہاج ص/۱۸۶، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۱۴۳)

فائدہ

جب "ألا" یا "ألاَ" یا "ھلا" یا "لولا" یا "لوما" فعل ماضی پر داخل ہوں تو توبیخ اور انکار کا فائدہ دیتے ہیں، اگر فعل مضارع پر داخل ہوں تو "حث" (اُبھارنے) کے معنی دیتے ہیں۔ (موسوعۃ النحو ص/۱۳۷)

أَلا

اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) توبیخیہ انکاریہ: یہ أَلا توبیخیہ کی طرح ہے۔

(۲) "ألا" تحضیضیہ: یہ ألا تحضیضیہ کی طرح ہے۔

(۳) "ألا" عرضیہ: یہ ألا عرضیہ کی طرح ہے۔

(۴) "ألا" مرکبہ: یہ أن مخففہ اور لاء نفی جنس سے مرکب ہوتا ہے، بشرطیکہ اس سے پہلے فعل متعدی اور بعد میں اسم ہو۔ جیسے: "علمت ألا بدمن السفر"

(۵) "ألا" مرکبہ: یہ أن ناصبہ اور لا نافیہ سے مرکب ہوتا ہے، جب اس کے بعد فعل مضارع منصوب ہو۔ جیسے "أرید ألا تتکاسل"۔

(موسوعۃ النحو ص ۱۳۸/۱، المنہاج ص ۱۸۷/۱، مغنی اللبیب ج ۱/۱ ص ۱۵۵/۱)

إلّا

اس کی چار اقسام ہیں۔

(۱) استثنائیہ (۲) حصریہ (۳) إن ولا سے مرکبہ (۴) اسمیہ

(۱) استثنائیہ: مبنی علی السکون ہوتا ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، بشرطیکہ مستثنیٰ منہ مذکور ہو اور اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔

(۲) حصریہ:۔ جب استثناء مفرغ ہو، اس کا مابعد اسم ماقبل کے عامل کے مطابق ہوتا ہے، بشرطیکہ کلام منفی ہو۔ جیسے: ﴿لاتقولوا علی اللہ إلا الحق﴾ [الآیۃ] (النساء:۱۷۱)

(۳) إلا مرکبہ:۔ یہ إن شرطیہ اور لاء نافیہ سے مرکب ہوتا ہے، بشرطیکہ اس کے بعد فعل مضارع مجزوم ہو۔ جیسے: ﴿إلا تنصروہ فقد نصرہ اللہ﴾ [الآیۃ] (التوبۃ:۱۷۱)

(۴) اسمیہ:۔ بمعنی غیر، جب اس کا موصوف جمع منکر یا شبہ جمع منکر ہو۔ جیسے: ﴿لو کان فیہما آلہۃ إلا اللہ لفسدتا﴾ [الآیۃ] (الانبیاء:۲۲)

(موسوعۃ النحو ج ۱/۱ ص ۱۳۴/۱، المنہاج ص ۱۸۸/۱، مغنی اللبیب ج ۱/۱ ص ۱۴۸/۱)

إلیٰ

حروف جارہ میں سے ہے جو کہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے، اس کے مختلف معانی آتے ہیں، جن کو دوسری کتب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(موسوعۃ النحو ص ۱۳۴/۱، المنہاج)

أم

یہ حرف عطف ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) متصلہ:۔ جبکہ اس سے پہلے ہمزۂ استفہام یا ہمزۂ تسویہ ہو، تسویہ کی مثال جیسے: ﴿سواءٌ علیهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم﴾ [الآیة]

واضح رہے کہ "أم" جب ہمزۂ تسویہ کے بعد واقع ہو تو ایسے دو جملوں کے درمیان واقع ہوگا، جو کہ دو مصدروں کے ساتھ مؤول ہونگے اور ایک مصدر دوسرے مصدر پر عطف ہوگا، ہمزۂ استفہام کی مثال: ﴿أأنتم تخلقونه أم نحن الخالقون﴾ [الآیة] ہمزۂ استفہام کے بعد واقع "أم" کے ذریعے مفردات اور جملے دونوں کا عطف ہوتا ہے۔

(۲) منقطعہ:۔ جبکہ اس سے پہلے ہمزۂ تسویہ یا ہمزۂ استفہام واقع نہ ہو، یہ معنی میں "بل" اِضراب اور اِعراب میں عاطفہ کی طرح ہوتا ہے۔ "أم" منقطعہ کے ذریعے جملے ہی کا عطف ہوتا ہے۔ (المنہاج ص/۱۹۱، موسوعۃ النحو ص/۱۴۶، معجم النحو ص/۵۸)

أما

اس کی چار اقسام ہیں۔

(۱) حرف استفتاح وتنبیہ (۲) حرف عرض (۳) بمعنی حقاً (۴) ہمزۂ استفہام اور "ما" نافیہ سے مرکبہ۔

(۱) أما استفتاحیہ تنبیہ:۔ یہ لامحل لہا من الاعراب ہوتا ہے اور اکثر قسم سے پہلے واقع ہوتا ہے۔ جیسے:

شعر

أما والذی أبکي واضحک والذی امات واحیا والذی أمره الأمر

(۲) أما للعرض:۔ لامحل لها من الاعراب ہوتا ہے اور نرمی کے ساتھ طلب کا فائدہ دیتا ہے اور صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: "أما تریدون أن تنجحوا فی أعمالکم"

(۳) أما بمعنی حقاً:۔ یہ ہمزۂ استفہام اور "ما" اسمیہ (جو کہ حقاً کے معنی میں

ہوتا ہے) سے مرکب ہوتا ہے۔ جیسے: "أما أن جيشاً انتصر"

(۴) أمامرکبہ:۔ یہ ہمزۂ استفہام اور "مـــا" نافیہ سے مرکب ہوتا ہے، یہ "الا" کی طرح ہوتا ہے اور اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ جیسے: "أما رأيت حبيبي في حسنه كالغزال" (موسوعۃ الخوص ۱۴۸/۱، المنہاج ص ۱۹۳/، معجم الخوص ۶۰/، مغنی اللبیب ج ۱، ص ۱۱۷/)

فائدہ

"اما" اکثر قسم پر داخل ہوتا ہے اور اس کا الف "ھا" اور "عین" کے ساتھ تبدیل کیا جاتا ہے اور آخری الف گرایا جاتا ہے۔ (شرح رضی ج ۴، ص ۴۴۹/)

فائدہ

"اما" بھی حقا کے معنی میں آتا ہے پس اس کے بعد اگر إنّ آجائے تو "انّ" بفتح الہمزہ ہوگا۔ (رضی ج ۴، ص ۴۵۰/)

أمّا

ایسا حرف ہے جس میں شرط اور تو کید کے معنی ہمیشہ ہوتے ہیں اور اکثر تفصیل کے لئے آتا ہے، جیسے: ﴿وأمّا السّائل فلا تنهر﴾ [الآية] (الضحیٰ: ۱۰)

(موسوعۃ الخوص ۱۴۹/۱، المنہاج، معجم الخوص ۶۰/، مغنی اللبیب ج ۱، ص ۱۲۰/)

فائدہ

جواب "أمّـــا" میں فاء زائدہ ربط کے لئے لانا واجب ہے، سوائے فعل قول محذوف کے (جو فاء کے ساتھ مقترن ہو) جیسے: ﴿فـأمّـا الـذين اسودّت وجوههم أكفرتم بعد ايمانكم﴾ [الآية] (آل عمران: ۱۰۶) تقدیر عبارت یوں ہے۔ "فيقال لهم أكفرتم" أما مکرر بھی استعمال ہوتا ہے۔ (موسوعۃ الخوص ۱۵۰/، معجم الخوص ۶۰/)

فائدہ

کبھی "امّا" کثرۃ استعمال کی وجہ سے حذف ہوتا ہے جبکہ فاء کے بعد امر یا نہی ہو اور ماقبل "فاء" مفعول بہ ہو۔ جیسے: ﴿وربّك فكبّر وثيابك فطهر﴾ [الآية] (المدثر: ۳، ۴) (شرح رضی ج ۴، ص ۵۱۱/)

فائدہ

"اَمّا" اور "فاء" کے درمیان مندرجہ ذیل امور کے ذریعے فاصلہ لانا جائز ہے۔(۱) مبتدا ہو۔جیسے:"اما زیدٌ فذاھب" (۲) خبر ہو۔جیسے:"اَمّا فی الدار فزیدٌ" (۳) جملہ شرط ہو۔جیسے:﴿فاَمّا إن کان من المقرّبین فروح﴾ [الآیة] (الواقعۃ:۸۸،۸۹) (۴) اسم منصوب ہو۔جیسے:﴿فاَمّا الیتیم فلاتقھر﴾ [الآیة] (الضحیٰ:۹) (۵) ایسا اسم ہو جو ایسے محذوف کے لئے معمول ہو جس کی تفسیر بعد میں کی گئی ہو۔جیسے:"اَمّا زیدًا فاضربہ" (۶) "اَنّ" کے معمول کا ظرف ہو۔جیسے:"اَمّا الیوم فإنی ذاھبٌ"

(مغنی اللبیب ص۱۲۴، اشمونی ج۲، ص۲۹۸)

فائدہ

کبھی "ام" منقطعہ اور "ما" استفہامیہ دونوں جمع ہو کر "اَمّا" کی شکل اختیار کرتے ہیں۔لہٰذا یہ "اَمّا" دو کلمے ہوتے ہیں۔جیسے:﴿اَمّا ذا کنتم تعملون﴾ [الآیة] (النمل:۸۴) (مغنی اللبیب ج۱، ص۱۲۵)

إمّا

اس کی دو قسمیں ہیں۔(۱) تفصیلیہ (۲) شرطیہ

(۱) تفصیلیہ:۔اس کا محل اعراب نہیں ہوتا، اور مندرجہ ذیل امور کا فائدہ دیتا ہے، اور یہ اکثر مکرر آتا ہے جبکہ "واؤ" عاطفہ کے ساتھ مستعمل ہو۔

۱۔شک کا:۔جیسے:"سیزورنی إمّا زیدٌ، إمّا سالمٌ"

۲۔ابہام کا:۔جیسے:﴿وآخرون مرجون لأمر اللہ إمّا یعذبھم وإمّا یتوب علیھم﴾ [الآیة] (التوبۃ)

۳۔تخییر کا:۔جیسے:"إمّا أن تدرس وإمّا أن تنام"

۴۔اباحت کا:۔جیسے:"کل إمّاتفاحاً وإمّا موزاً"

۵۔تفصیل کا:جیسے:﴿إمّاشاکراً وامّا کفوراً﴾ [الآیة] (الدھر)

(۲) إمّا شرطیہ کا:۔یہ "إنْ" شرطیہ اور "ما" تائیہ سے مرکب ہوتا ہے۔جیسے:"إمّا تدرس أضربک" (موسوعۃ النحو ص۱۳۸، معجم النحو ص۶۱)

قاعدہ

ہر وہ کلام جس میں "إمّا" آجائے تو اس کے معطوف علیہ پر "إمّا" کا دخول ضروری ہے بخلاف "واؤ" کے کہ وہاں ضروری نہیں ہے، جیسے: 'جاء نی إمّا زیدٌ وإمّا عمروٌ"

(شرح رضی ج۴/ص۴۲۶)

أمس

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) محل نصب میں مبنی علی الکسر زمانہ مستقبل کے لئے ظرف ہو۔ جیسے: "قابلتُ أخاک أمس"

(۲) زمانے کا نام ہو۔ جیسے: "رأیتک بالأمسِ مهموماً"

(المنہاج ص/۱۹۵)

إنْ

"إن" کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) شرطیہ جازمہ: یہ دو فعلوں کو جزم دیتا ہے۔ جیسے: ﴿وإن تعودوا نُعد﴾ [الآیة] (الانفال)

(۲) شرطیہ غیر جازمہ: اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔

(۳) إن نافیہ: بمعنی "ما" نافیہ، یہ "لیس" کا عمل کرتا ہے پس مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ﴿إن الذین تدعون من دون الله عباداً أمثالکم﴾ (علی قراءۃ) [الآیة]

(۴) "إن" زائدہ: اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، اور مندرجہ ذیل چار مقامات میں زائدہ ہوتا ہے۔

(۱) ما نافیہ کے بعد، جب کہ جملہ فعلیہ پر داخل ہو۔ جیسے

شعر

ماان اتیتُ بشیء انت تکرههٗ

(۲) یا جملہ اسمیہ پر داخل ہو۔ جیسے: شعر: "بنی عدانةَ ماإن أنتم ذهب"

(۳) ما مصدریہ زمانیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "سادافع عن وطنی ما ان حییت"

(۴) الّا استفتاحیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "الا ان فعلت حسناً"

(۵) ان مخفف عن مثقل: اس کا ذکر حروف مشبہ بالفعل کی بحث میں گزر چکا ہے۔

(موسوعۃ النحو ص/۱۵۹، المنہاج ص/۲۰۲، معجم النحو ص/۶۷، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۵۵)

فائدہ

کبھی کبھی ان شرطیہ کے ساتھ لا نافیہ متصل ہو کر نون کو لام میں تبدیل کر کے مدغم کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿إلاّ تنصروہ فقدنصرہ اللہ﴾ [الآیۃ] (التوبۃ:۴۰)

(موسوعۃ النحو ص/۱۶۰)

فائدہ

ادواۃ الشرط بنسبت ما کے تین قسم پر ہے۔

(۱) ما کا الحاق درست نہ ہو، اور یہ من، ما، مھما، اور أنّی ہیں۔

(۲) عملِ جزم میں ما شرط ہو، اور یہ "اذا" اور "حیث" ہیں۔

(۳) ما کا الحاق جائز ہو اور یہ 'ان، متیٰ، این، ای، اور ایّان ہیں۔

(الاشباہ والنظائر ج/۲، ص/۱۱۵)

اَنْ

اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) مصدریہ: یہ حرف ناصب ہے جو کہ فعل مضارع کو نصب دیکر اپنے مابعد جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جیسے: ﴿اَنْ تصوموا خیرلکم﴾ [آلآیۃ] (البقرۃ:۱۸۴) "ای صیامکم" اگر فعل ماضی پر داخل ہو تو عمل کے بغیر اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

(۲) ان مفسرہ:۔ یہ حرف تفسیر ہے بشرطیکہ اس سے پہلے ایسا جملہ ہو جس میں قول کے معنی پائے جاتے ہوں اور بعد میں بھی ایسا جملہ ہو جو حرف جر کے ساتھ مقرون نہ ہو ۔جیسے: "کتبت الیہ ان یفعل کذا" اگر اس سے پہلے جملہ نہ ہو، تو یہ مخفف من المثقل

ہوگا۔جیسے:﴿وآخر دعواهم أن الحمدلله رب العالمين﴾[الآية]

(۳)"أن "زائدہ:۔یہ مندرجہ ذیل دومقامات میں زائدواقع ہوتا ہے۔

(۱) "لمّا" حینیہ کے بعدواقع ہو۔جیسے:﴿فلمّا أن جاء البشير﴾[الآية](یوسف:۹۶)

(۲:)فعل قسم اور "لو" کے درمیان واقع ہو۔جیسے:

شعر

فاقسم أن لو إلتقينا وأنتم

(۴:)"إن" مخفف من المثقل :یہ فعل یقین کے بعد واقع ہوتا ہے ۔جیسے :﴿علم أن سيكون منكم مرضىٰ﴾[الآية](المزمل:۲۰)

(موسوعۃ النحوص/۱۶۲،المنہاج ص/۱۹۶،مغنی اللبیب ج/۱،ص/۶۶)

أنّ

یہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

فائدہ

"أنّ "پر اس کا معمول مقدم نہیں ہوسکتا۔پس:"طعامَک أريد أن أكل" کہنا درست نہیں۔ (الاشباہ والنظائر ج/۲،ص/۲۴۵)

إنّما

یہ "إنّ" حرف مشبہ بالفعل اور "مـــا" کافہ سے مرکب ہے،یہ حرف حصر کے لئے استعمال ہوتا ہے،اس کا محصور ہمیشہ مؤخر ہی استعمال ہوتا ہے،بخلاف محصور "إلاّ" کے ۔جیسے:"إنـما زيدٌ نجح" نجاح کو زید میں منحصر کردیا جاتا ہے،اور "إنـما نجح زيدٌ "میں "زید"محصور ہے۔ (موسوعۃ النحوص/۱۶۸،المنہاج/۲۰۶)

أنى

اس کی دو قسمیں ہیں۔شرطیہ،استفہامیہ

(۱)شرطیہ:۔یہ اسم شرط "أيـــن" کے معنی میں ہوتا ہے جو کہ دو فعلوں کو جزم

دیتا ہے۔ جیسے: "أنی تجلس اجلس" یہ فعل شرط کے ساتھ متعلق ہوتا ہے، جبکہ فعل تام ہو اور اگر فعل ناقص ہو تو اس فعل کے لئے خبر ہوگا۔ جیسے "أنیٰ تکن واقفاً فانا حاضر للوقوف معک"

(۲) أنّی استفہامیہ:۔ یہ اسم استفہام محلِ نصب میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے، اور تین معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بمعنی کیف: جیسے: ﴿أنیٰ یحي ھذہ اللہ بعد موتھا﴾ (الآیۃ البقرۃ:۲۵۹)

(۲) "من أین" کے معنی میں: جیسے: ﴿یامریم أنیٰ لک ھذا﴾ (الآیۃ آل عمران:۳۷)

(۳) بمعنی متیٰ: "زُرْنِیْ أنیٰ شئتَ"

(موسوعۃ النحو ص۱۶۴/، المنہاج ص۲۰۷/، معجم النحو ص۷۵/)

"آہِ، آہٍ، آہُ، آہاً"

یہ اسم فعل مضارع بمعنی "أتوجع" ہے اور اس میں ضمیر "أنا" فاعل ہے۔

(المنہاج ص۲۰۸/، موسوعۃ النحو ص۱۶۹/)

أوْ

اس کی تین اقسام ہیں۔ "عاطفہ غیر ناصبہ، عاطفہ ناصبہ، حرف إضراب"

(۱) عاطفہ غیر ناصبہ:۔ یہ صرف عطف کے لئے آتا ہے اس کے مختلف معانی آتے ہیں، جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تخییر کے لئے: جہاں دو معطوفین کے درمیان جمع ممکن نہ ہو۔ جیسے: "اِقْمْ عندنا أو سافر"

(۲) إباحت کے لئے: جہاں جمع ممکن ہو۔ جیسے: "جالسِ الکُتّاب أو الشعراء"

(۳) شک کے لئے: جیسے: ﴿قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم﴾ (الآیۃ المومنون:۱۱۳)

(۴) إبہام کے لئے: جیسے: ﴿وإنا أو إياكم لعلى هدىً أو في ضلالٍ مبين﴾[الآية](سبا:۲۴)

(۵) تفصیل کے لئے: جیسے ﴿وقالوا كونوا هوداً أو نصارى﴾[الآية](البقرة:۱۳۵)

(۶) تقسیم کے لئے: جیسے: "الكلمة اسم أو فعل أو حرف"

(۷) عاطفہ ناصبہ: یہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کو "ان" کی وجہ منصوب کر دیتا ہے یہ "الی، ان" کے معنی میں ہوتا ہے جب کہ اس کے بعد غایہ ہو۔ جیسے: شعر:

"لاستهلنّ الصعب او ادرک المنی"

اور "الا" کے معنی میں آتا ہے جب کہ بعد میں غایہ نہ ہو۔

(۸) أولا اضراب: یہ حرف "بل" کے معنی میں ہوتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو اور عامل کا اعادہ بھی ہو۔ جیسے: "ما نجح زيداً ولا نجح سميرٌ" بعض کے نزدیک مطلقاً بغیر کسی شرط کے إضراب کے لئے آتا ہے۔

(موسوعۃ النحو ص/۱۷۰، معجم النحو ص/۷۵، مغنی اللبیب ص/۱۳۱)

"إی"

یہ حرفِ جواب بمعنی "نعم" کے آتا ہے جو اکثر قسم سے پہلے اور استفہام کے بعد واقع ہوتا ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ جیسے: ﴿ويستنبؤنك أحق هو، قل إي وربي إنه لحق﴾[الآية](یونس:۵۳)

"أی"

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تفسیر یہ (۲) ندائیہ

(۱) أی تفسیر یہ

یہ مفردات کی تفسیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "شاهدت غضنفراً أي أسداً" أی، کے بعد والا اسم ماقبل سے بدل واقع ہوگا اسی طرح جملوں کی تفسیر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "حقّ الشئ" أی: ثبت

(۴)أی ندائیہ

یہ حرف بعید اور قریب دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض کے نزدیک صرف قریب ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "ای سمیر ادرس جیداً"۔

(موسوعۃ النحو، ص۱۷۵/۱، المصباح، ص۲۱۱/۱، معجم النحو، ص۷۸/۱، مغنی اللبیب، ج۱، ص۱۵۹/۱)

فائدہ

"أی" اور "أن" تفسیر یہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ "أی" کے ذریعے مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر ہوتی ہے۔ جیسے: "جاء نی زیدٌ" أی: ابو عبداللہ "أهریق دمُه أی: مات" اور "أن" مفعول بہ ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ جیسے: ﴿ونادینٰه أن یاابراهیم﴾ [الآیة] (الصافات:۱۰۴) أی: نادیناه بشئی وبلفظ هو قولنا یا ابراهیم، اور کبھی مفعول ظاہر کی تفسیر کرتا ہے۔ جیسے: ﴿إذ أوحینا إلی أمّک مایوحیٰ أن اقذفیه﴾ [الآیة] (ط:۳۸، ۳۹)

(شرح رضی، ج۴، ص۴۶۸/۴)

أیٌّ

اس کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱)شرطیہ

یہ اسم معرب ہوتا ہے اور دو فعلوں کو جزم دیتا ہے اپنے ماقبل عامل کے مطابق واقع ہوتا ہے، مجرور ہونے کی مثال "بأی مکان تجلس أجلس"

"أمام أی مقعد تجلس أجلسُ" ظرف زمان کی مثال: "أی ساعة تطلبنی تجدنی" مفعول بہ کی مثال: "أی مواطن تساعد تکافأ" مفعول مطلق کی مثال: "أی: عملٍ تعمل اعمل"

(۲)استفہامیہ

یہ معرب ہوتا ہے اور اس کے ذریعے عاقل کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور تعیین شی کی طلب کے لئے آتا ہے اکثر مضاف استعمال ہوتا ہے ترکیب کے اعتبار سے مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) مبتدا ہوگا جب اس کے بعد فعل لازم یا ظرف یا جار مجرور یا ایسا فعل متعدی ہو جس کا مفعول مذکور ہو۔ جیسے: "أی طالب ضحک "أی کتاب أمامک "أی تلمیذٍ فی الملعب "أی طالب کا فاتہ۔

(۲) خبر ہوگا: جب اس کے بعد اسم معرب ہو۔ جیسے: "أی الطلاب المجتهدون"

(۳) مجرور بحرف جر ہوگا: جب اس پر حرف جارّہ داخل ہو۔ جیسے: "بأی حقٍ تضرب أخاک"

(۴) مفعول بہ ہوگا: جب اس کے بعد ایسا فعل متعدی ہو جس کا مفعول مذکور نہ ہو ۔جیسے: "أی طالب کافات"

(۵) مفعول مطلق ہوگا: جب مابعد فعل کے مصدر کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: "أی کلام تتکلم"

(۶) مفعول فیہ ہوگا: جب ظرف زمان کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: "أی ساعة تذهب إلی الجامعة"

(۳) أیٌّ موصولہ

یہ "الذی" کے معنی میں ہوتا ہے اور معرب ہوتا ہے۔ جیسے: "ینجح أی هو صاحب اجتهادٍ" اور جب ضمیر کی طرف مضاف ہو اور صدر صلہ محذوف ہو تو اس صورت میں مبنی علی الضم ہوگا۔ جیسے: ﴿ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا﴾ [الآیة] (سورۃ مریم:۶۹) أی: ایهم هو اشد۔

(۴) أیٌّ وصلیہ

یہ مبہم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہمیشہ "ھاء" تنبیہ متصل ہوتی ہے۔ اور ندا معرف باللام کے ساتھ متصل استعمال ہوتا ہے۔ یہ محل نصب میں فعل ندا کے لئے مفعول بہ، مبدل منہ یا منبوئ (جب کہ بعد والا اسم جامد ہو) یا صفت (جب کہ بعد والا اسم مشتق ہو) واقع ہوتا ہے۔ جیسے: "یا أیها الطالب ادرس"

(۵)ای ذمالیہ

یہ حسن یا گھٹیا ہونے میں بلوغ کمال پر دلالت کرتا ہے، یہ اگر نکرہ کے بعد واقع ہوتو ماقبل کے لئے صفت ہوگا۔ جیسے: ''زید عامل ای عامل'' ای: کامل فی صفات العمال، ''مررت بفاسق ای فاسق'' ای: ان کل صفات الفسق فیہ۔

اور اگر معرفہ کے بعد ہوتو حال ہوگا۔ جیسے: ''مررت بزید ای مهذب'' ای: کمالیہ ہمیشہ مضاف استعمال ہوتا ہے اور اس کا مضاف الیہ حذف کرنا جائز نہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص۱۷۶/، المنہاج، ص۲۱۲/، معجم النحو، ص۷۸/، مغنی اللبیب، ج۱/، ص۱۶۱/)

أيّانَ

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرطیہ (۲) استفہامیہ

(۱) ایّان شرطیہ:

یہ ظرف زمان معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اور دو فعلوں کو (جب کہ دونوں مضارع ہوں) جزم دیتا ہے۔ جیسے: ''ایّان تزرنی تجدنی''

(۲) ایان استفہامیہ:

یہ ظرف متیٰ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کے ذریعے مستقبل کے بارے میں ایسے امور کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جو ہیبت ناک ہوں۔ جیسے: ﴿ایان یوم القیامة﴾[الآیة](القیامہ:۶) (موسوعۃ النحو، ص۱۸۱/، معجم النحو، ص۸۰/)

أين

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) استفہامیہ (۲) شرطیہ

(۱) استفہامیہ

اس اسم کے ذریعے اس مکان کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جس میں کوئی شئی واقع ہو، یہ خبر مقدم ہوگا جب اس کے بعد اسم ہو۔ جیسے: ''أین أبوک'' اور فعل تام کے ساتھ بھی متعلق ہوسکتا ہے۔ جیسے: ''أین جلستم'' اور فعل ناقص کی خبر کے ساتھ بھی متعلق ہوتا ہے ''أین کان بیتکم''

(۲)أین شرطیه

یہ ظرف مکان معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اور دو فعلوں کو (جب کہ فعل مضارع ہوں) جزم دیتا ہے، اس کے ساتھ کبھی کبھی "ما" زائدہ متصل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿"اینما تکونوا یدرککم الموت ﴾[الآیة](النساء:۷۸)

باب الباء

یہ حرف جارہ ہے اور اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿آمنو ابالله ﴾[الآیة](النساء:۱۳۶)﴿آمنابه ﴾ [الآیة](آل عمران:۷) اور اس کے تقریباً چودہ معانی علماء کرام نے لکھے ہیں جن کو دیگر کتب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۱۸۵، المنہاج، ص/۲۲۲، معجم النحو، ص/۸۳)

قاعدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں "باء" جارہ زائد آتی ہے اور لفظ کو جر دیتی ہے یہ اکثر تاکید کے لئے آتی ہے۔

(۱) مبتدا میں (جب کہ مبتدا حسب ہو)۔ جیسے: "بحسبک درهم"۔

(۲) فاعلِ "کفی" میں۔ جیسے: ﴿وکفیٰ بالله نصیراً ﴾[الآیة](النساء:۴۵)

(۳) مفعول بہ میں۔ جیسے: شعر "کفیٰ بک داء أن تری الموت شافیاً"۔

(۴) صیغۂ افعل بہ "للتعجب" میں، یعنی "أفعل" کے فاعل میں۔ جیسے: "أجمل بالتعاون بین الاصدقاء"

(۵) خبر "کان" میں، جب کہ اس سے پہلے نفی یا نہی یا "ما" حجازیہ ہو۔ جیسے ﴿وماکان ربک بظلام للعبید﴾[الآیة]

(۶) إذا فجائیہ کے بعد خبر میں۔ جیسے: "خرجت من المدرسة فاذا العبیدبقائمین"

(۷) الفاظ تاکید معنوی (یعنی نفس اور عین) میں۔ جیسے: "جاء القائد بنفسه، جاء الجنود بانفسهم"

(۸)"علیک" کے بعد اسم میں۔جیسے:"علیک بالصدق"

(۹)ایسے حال میں جس کا عامل منفی ہو۔جیسے:شعر

فما رجعت بخائبة رکاب

(موسوعۃ النحو،ص/۱۸۷،المنہاج،ص/۲۲۲،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۲۰۷)

فائدہ

"باء "للقسم باقی حروف جارہ للقسم (یعنی لام،واؤ،تا،من) سے مندرجہ ذیل امور میں ممتاز ہے۔

(۱)باءقسمیہ میں فعل قسم مع الفاعل کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں۔جیسے:"اقسم باللہ لأ کافتنک""وباللہ لأکافتنک"

(۲)اس کا جواب جملہ انشائیہ آ سکتا ہے۔جیسے:"باللہ ساعدنی"

(۳)حرف جارہ قسمیہ محذوف ہواور"مقسم بہ"مذکور ہو۔جیسے:"اللہِ لأکرمنک"

(موسوعۃ النحو،ص/۱۸۸)

قاعدہ

کبھی کبھی"ما" زائدہ"با" جارہ پر داخل ہوتی ہے۔لیکن اس کو عمل سے نہیں روکتی۔جیسے:﴿فبما رحمةٍ من اللہ لِنتَ لھم﴾[الآیۃ](آل عمران:۱۵۹)

(موسوعۃ النحو،ص/۱۸۸)

بجل

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)حرف جواب بمعنی"نعم"۔جیسے:"اتسمعنی" کے جواب میں"بجل" کہا جائے۔

(۲)اسم فعل مضارع بمعنی "یکفی"۔جیسے:"بجلک"بمعنی یکفیک

(موسوعۃ النحو،ص/۱۹۱،المنہاج،ص/۲۲۵)

بل

یہ حرف اِضراب ہے۔

اِضراب کے معنی ہیں ماقبل سے کلے کو مابعد کی طرف منتقل کرنا اس کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) عطف کے لئے ہو، جب مفرد پر داخل ہو۔ جیسے: "جاء سعید بل زیدٌ"

(۲) ایسے مفرد پر داخل ہو جس سے پہلے نفی یا نہی ہو، یہ استدراک کے لئے ہو گا۔ جیسے: "ماقلتُ الکذب بل الصدق"

(۳) اِضراب کے لئے ہوگا، جب اس کے بعد جملہ واقع ہو، "اِضراب اِبطالی" ہو۔ جیسے: ﴿وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عبادمکرمون﴾ [الآیة] (الانبیاء :۲۶) أی: بل هم عبادٌ یا اِضراب انتقالی ہو۔ جیسے: ﴿قدافلح من تزکی وذکراسم ربه فصلیٰ،بل تؤثرون الحیاة الدنیا﴾ [الآیة] (الاعلیٰ: ۱۴، ۱۶، ۱۷)

(موسوعۃ النحو، ص ۳۰۱، المنہاج، ص ۲۲۶، معجم النحو، ص ۸۸، مغنی اللبیب، ج ۱، ص ۲۲۹)

بلیٰ

یہ حرف جواب ہے جو نفی کے بعد آتا ہے اور اس کو مثبت بنا دیتا ہے۔ جیسے: ﴿زعم الذین کفروا أن لن یبعثوا قل بلیٰ وربی لتبعثن﴾ [الآیة] (التغابن: ۷) اکثر حرف نفی کے ساتھ استفہام مقترن ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿أم یحسبون أنا لانسمع سرهم ونجواهم بلیٰ﴾ [الآیة] (الزخرف: ۸۰) ﴿ألست بربکم قالوا بلیٰ﴾ [الآیة] (الاعراف: ۱۷۲)

(موسوعۃ النحو، ص ۲۰۳، المنہاج، ص ۳۲۷، معجم النحو، ص ۸۹، مغنی، ج ۱، ص ۳۲۳)

بین

اگر مکان کی طرف مضاف ہو تو ظرف مکان، اور اگر زمان کی طرف مضاف ہو تو ظرف زمان ہوگا۔ جیسے: "جلست بین الباب والنافلة" "سافرتُ بین العصر والمغرب" یہ ایک سے زیادہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

(موسوعۃ، ص ۲۰۸، المنہاج، ص ۲۲۹، معجم النحو، ص ۹۱)

قاعدہ

اگر "بین" مفرد کی طرف مضاف ہو تو اس مفرد پر دوسرا اسم "واؤ" عاطفہ کے ذریعے عطف کرنا ضروری ہے۔ جیسے: **مقعدی بین الباب و الحائط**"

اور ضمیر کی صورت میں "بین" کو مکرر لانا واجب ہے۔ جیسے: **القلم بینی وبینک**"

(موسوعۃ النحو، ص ۲۰۸/)

قاعدہ

کبھی کبھی "بین" اپنے معنی ظرفیت سے نکل کر "وصل" یا "عداوت" کے معنی میں آتا ہے پس جملہ میں ماقبل کے اعتبار سے اعراب ہوگا۔ جیسے: ﴿لقد تقطع بینکم﴾ [الآیۃ] یہاں "بینکم" فاعل ہے۔ (موسوعۃ النحو، ص ۲۰۸/)

قاعدہ

کبھی کبھی "بین" تکرار کے ساتھ آتا ہے تو یہ ترکیب میں حال واقع ہوں جیسے: "**الدرس مفهوم بين بين**" (موسوعۃ النحو، ص ۲۰۹/، معجم النحو، ص ۹۱/)

بینا

یہ "بین" اور "ألف" سے مرکب ہے، اس کے بعد والا جملہ محل جر میں ہوتا ہے۔ جیسے: "**بينا نحن في الملعب إذا هطل المطر**"

(المنہاج، ص ۲۳۱/، موسوعۃ النحو، ص ۲۰۹/)

فائدہ

کبھی "بین" کے ساتھ "ما" متصل آتا ہے یہ "ما" یا زائدہ ہوتا ہے یا مصدریہ اگر زائدہ مان لیا جائے تو "بین" اپنے مابعد جملے کی طرف مضاف ہوگا اور اگر "ما" مصدریہ مان لیا جائے تو مابعد جملہ مصدر کی تاویل میں ہو کر یہ "بین" اس کی طرف مضاف ہوگا۔

(موسوعۃ النحو، ص ۲۰۹/، المنہاج، ص ۲۳۰/)

باب التاء

اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

(۱) تاء جارّہ

جوکہ قسم کے ساتھ مختص ہے یہ حرف لفظ جلالہ پر داخل ہوتا ہے نیز اس سے قسم کو حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: ﴿تالله لقد آثرک الله علینا ﴾ [الآیة] (یوسف:۹۱)

(۲) تاء مضارعت

مضارع کی ابتداء میں آتی ہے۔ جیسے: "انت تدرس وتجتهد"

(۳) تاء ضمیر

جوکہ فعل کے آخر میں متصل ہوتی ہے۔ جیسے: "اکرمتُ عمراً"

(۴) تاء تانیث

جوکہ فعل کے ساتھ ملحق ہوتی ہے یہ مبنی علی السکون ہوتی ہے۔ جیسے: "نجحت زینب"

(۵) تاء تعریب

یہ اسم عجمی کے ساتھ ملحق ہوتی ہے تاکہ اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے: کَیْلَجٌ (جوکہ عراق میں ایک پیمانے نام ہے) سے کیلجة" ان اقسام کے علاوہ اور بھی اقسام ہیں جو مطولات میں مذکور ہیں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۲۱۰، المنہاج، ص/۲۳۱، معجم النحو، ص/۹۳)

ثمّ

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرف عطف (۲) حرف استیناف

(۱) حرف عاطفہ: اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) عطف المفرد علی المفرد کی مثال "حضر الطلاب ثم المعلم"

(۲)عطف الجمله علی الجمله کی مثال ''حضر الطلاب ثم لعبوا''

(۳)اس کے بعد ''أن'' مقدر ہو بشرطیکہ فعل مضارع پر داخل ہو اور اس سے پہلے ایسا اسم معطوف علیہ ہو جس کی تاویل فعل کے ساتھ درست نہ ہو۔ جیسے: ''اجتهادک ثم تنجح حدثان عظیمان'' کبھی اس کے آخر میں تاء تانیث نطقی ملحق ہوتی ہے۔ جیسے: ''ثمت''

(۲)حرف استیناف

جیسے: ﴿أو لم یروا کیف یبدئ الله الخلق ثم یعیده﴾ [الآیة] (العنکبوت:۱۹)

(موسوعۃ النحو، ص/۲۸۶، المنہاج، ص/۲۳۲، معجم النحو، ص/۱۳۴)

فائدہ

ثم (بفتح الثاء) اسم اشارہ مکانِ بعید کے لئے آتا ہے جو بناء بر ظرفیت محل نصب میں ہوتا ہے، اس کے ساتھ حرف تنبیہ آتا ہے، نہ اس کے ساتھ کاف خطابی متصل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ثم أمین﴾ [الآیة] اور کبھی آخر میں تاء تانیث لفظی ملحق ہوتی ہے۔ جیسے: ''ثمته'' یا ''ثمت''

(موسوعۃ النحو، ص/۲۸۷، المنہاج، ص/۳۳۳، معجم النحو، ص/۱۲۴، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۳۳۴)

جَلَلْ

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)حرف جواب بمعنی ''نعم'' کے، یہ غیر عاملہ ہوتا ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا''

(۲)اسم بمعنی ''عظیم'' یا ''یسیر'' یا اجل کے۔

پہلے کی مثال جیسے: شعر ''فلئن عفوت لأعفون جلل''

دوسرے کی مثال شعر: ''الا کل شئی سواء جلل'' (ای: یسیر لاقیمة له)

(موسوعۃ النحو، ص/۲۳۴، المنہاج، ص/۲۳۳، معجم النحو، ص/۱۲۸، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۲۳۷)

جیرَ

یہ حرف جواب ''نعم'' کے معنی میں آتا ہے مبنی علی الکسر یا علی الفتح ہوتا ہے اور حروف

غیر عاملہ میں سے ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص۳۳۲/۳، المنہاج، ص۲۳۴/۲، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲۳۵/۱)

حاشا

اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) حرف استثناء برائے تنزیہ جارہ زائدہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسم کو جر دیتا ہے۔ جیسے: "نجح الطلاب حاشا زید"

(۲) فعل استثناء برائے تنزیہ: مابعد والے مستثنیٰ کو بناء بر مفعولیت نصب دیتا ہے اور اس کا فاعل ضمیر مستتر (جو کہ فعل متقدم کے مصدر کی طرف راجع ہوتی ہے) ہوتا ہے۔ جیسے: "نجح الطلاب حاشا زیداً"

(۳) فعل متعدی متصرف۔ جیسے: "قابلت الطلاب و حاشیت زیداً"

(۴) اسم برائے تنزیہ: یہ مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہوتا ہے یہ ایسا مصدر ہوتا ہے جو اپنے فعل کے تلفظ کا قائم مقام ہوتا ہے۔

اس کا الف حذف کرنا جائز ہے اور بعد والا اسم لام جارہ یا اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: "حاش لِلّٰہِ، حاشا لِلّٰہِ، حاش اللہ، حاشا اللہ"

(موسوعۃ النحو، ص۳۳۴/۳، المنہاج، ص۲۳۴/۲، معجم النحو، ص۱۶۲/۱، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲۴۱/۱)

قاعدہ

اگر "حاشا" سے پہلے "ما" مصدریہ ہو تو یہ فعل ہو کر مابعد کو نصب دے گا۔ جیسے: "نجح الطلاب ماحاشا زیداً" "ماحاشا زیداً" بتاویل مصدر ہو کر ماقبل سے حال واقع ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص۳۳۴/۳)

حتیٰ

اس کی چار اقسام ہیں۔ (۱) جارہ (۲) عاطفہ (۳) ابتدائیہ (۴) ناصبہ۔

(۱) جارہ

یہ صرف اسم ظاہر کو جر دیتا ہے ضمیر پر داخل نہیں ہوتا۔ جیسے: "قرأت الدرس حتی اخر کلمة فیه" یہ بھی مختلف معانی کے لئے آتا ہے۔

(۲) حتی عاطفہ

بمعنی "واؤ" کے ہوتا ہے اس کے ذریعے صرف اسم دوسرے اسم پر عطف کیا جاتا ہے پس اس کے ذریعے جملے کا عطف جملے پر یا ضمیر کا عطف ضمیر پر درست نہیں ہے اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مابعد معطوف ماقبل جمع کا بعض یا جزء من الکل، یا جزء من الکل کی طرح ہو۔ جیسے: "قدم الطلاب حتی الاول فیهم" "اکلت التفاحة حتی قشرتها" "اعجبنی الکتاب حتی غلافه"

شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ماقبل کا غایہ ہو خواہ زیادت میں ہو یا نقصان میں۔ جیسے: "مات الناس حتی الانبیاء"

جب حتی عاطف کے ذریعے کسی مجرور اسم پر عطف کا ارادہ ہو تو اعادۂ جار اولیٰ ہے۔

(۳) حتی ابتدائیہ

اس کا مابعد جملہ مستانفہ ہوتا ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، اس کا مضمون اپنے ماقبل شئ کے لئے غایہ ہوتا ہے جملہ کبھی اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے: شعر:۔

مازالت القتلیٰ تمج دماءها

بدجلة حتی ماء دجلة اشکل

کبھی فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وزلزلوا حتی یقول الرسول﴾ الآیة (البقرة:۲۱۴) "علی قراءة الرفع" ﴿حتی عفوا﴾ الآیة (الاعراف:۹۵)

(۴) حتی ناصبہ

کوفیین کے نزدیک یہ خود فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور "ان" کا اظہار بھی تاکیداً جائز ہے، بصریین کے نزدیک یہ حرف جارہ ہے اور "ان" اس کے بعد مقدر ہوتا ہے نصب کے لئے شرط یہ ہے کہ بعد میں فعل مضارع ہو۔ جیسے: ﴿وزلزلوا حتی یقول

الرسول ﴾[الآیة](البقرۃ:۲۱۴)﴿حتی یرجع إلینا موسیٰ ﴾[الآیة](طٰہٰ:۹۱)

(موسوعۃ النحو، ص۲/۳۳۲، المنہاج، ص۲/۳۳۶، معجم النحو، ص۲/۱۷۲، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲/۲۵۰)

فائدہ

جب حتیٰ کے بعد "ان" ناصبہ ہو تو اس کے تین معانی آتے ہیں۔

(۱) إلی جارہ کے معنی میں ہو۔ جیسے: ﴿لن نبرح علیه عاکفین حتی یرجع إلینا موسیٰ﴾ "أی: إلیٰ أن یرجع إلینا موسیٰ"

(۲) "کی" کے معنی میں ہو۔ جیسے: ﴿فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیئ إلی أمر الله﴾ "أی: کیْ تفیئ إلی أمر الله"

(۳) إلاّ کے معنی میں ہو۔ جیسے: شعر:

"لیس العطاء من الفضول سماحة"

"حتی تجود ومالدیک قلیل"

(المنہاج، ص۲/۳۳۲، معجم النحو، ص۲/۱۷۲، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲/۲۴۸)

حیث

یہ ظرف مکان مبنی علی الضم ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اکثر بناء بر ظرفیت محل نصب میں ہوتا ہے۔ جیسے: "أجلس حیث تکون سعیداً"

(موسوعۃ النحو، ص۲/۳۵۳، المنہاج، ص۲/۳۳۹، معجم النحو، ص۲/۱۷۹، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲/۳۵۸)

قاعدہ

کبھی کبھی "حیث" پر "من" جارہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ومن حیث خرجت فولّ وجهک شطر المسجد الحرام ﴾[الآیة](البقرۃ:۱۴۹)

یہ کبھی مفعول بہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿الله أعلم حیث یجعل رسالته ﴾[الآیة](الانعام:۱۲۴)

(موسوعۃ النحو، ص۲/۳۵۳، المنہاج، ص۲/۳۴۰، معجم النحو، ص۲/۱۷۹)

قاعدہ

حیث کی اضافت جملے کی طرف ضروری ہے، البتہ اگر اس کے بعد مفرد ہو تو وہ مبتدا ہو کر اس کی خبر منوی ہوگی۔ جیسے: ''لاتجلس إلا حیث العلم''، أی: حیث العلم موجود۔ (جامع الدروس، ج ۲، ص ۱۴۶)

قاعدہ

کبھی "حیث" کے ساتھ "ما" حرفیہ زائدہ ملحق ہوتا ہے اس صورت میں شرطیہ بن کر دو فعل مضارع کو جزم دے گا۔ جیسے: حیثما تجلس أجلس''

(موسوعۃ النحو، ص ۲۵۴، المنہاج، ص ۳۴۰، معجم النحو، ص ۱۷۹)

خلا

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) حرف جارہ مشبہ بالزائد برائے استثناء۔ جیسے: ''جاء الطلاب خلا زیدٍ''

(۲) فعل ماضی جامد برائے استثناء جو مفرد مذکر ہی ہوتا ہے۔ جیسے: ''حضر الطلاب خلا زیداً''

(موسوعۃ النحو، ص ۳۶۱، المنہاج، ص ۳۴۱، معجم النحو، ص ۱۸۹، مغنی، ج ۱، ص ۲۶۳)

فائدہ

جب "خلا" سے پہلے "ما" مصدریہ ہو تو یہ فعل ہو کر مابعد اسم کو نصب دے گا، اور اس کا فاعل ضمیر مستتر ہوگا۔ جیسے: ''حضر الطلاب ماخلا زیداً''، ''ما'' اپنے مدخول کے ساتھ مل کر ماقبل سے حال ہوگا۔

(موسوعۃ النحو، ص ۳۶۲، المنہاج، ص ۳۴۱، معجم النحو، ص ۱۸۹)

دون

یہ ظرف مکان بمعنی قبل کے ہوتا ہے۔ جیسے: جلست دون النافذة'' اور کبھی اس پر حرف جارہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: شعر:۔

ومن يجعل المعروف من دون عرضه

"دونک" اسم فعل بمعنی "خذ" استعمال ہوتا ہے۔

(المنہاج، ص/۲۴۳، موسوعۃ النحو، ص/۳۷۰، معجم النحو، ص/۱۸۹)

ذات

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ماقبل کے لئے تاکید ہو۔ جیسے: "جاء خالد ذاته"

(۲) ظرف زمان کا قائم مقام ہو۔ جیسے: "خرجت من البيت ذات ليلة"

(المنہاج، ص/۳۴۴، موسوعۃ النحو، ص/۳۷۳)

ذو

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اسم موصول (۲) بمعنی صاحب

(۱) اسم موصول

اس کو ذو "الطائیه" بھی کہا جاتا ہے یہ بنی طئی قبیلہ کی لغت میں مفرد مذکر عاقل کے لئے استعمال ہوتا ہے، البتہ یہ صرف معنی کے اعتبار سے مذکر سے مؤنث کی طرف اور مثنیٰ سے جمع کی طرف مختلف ہوتا رہتا ہے۔ جیسے: "جاء ذو نجح" "شاهدتُ ذو نجحتا"

(۲) "ذو" بمعنی صاحب

یہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔ جیسے: "جاء ذو الحق"۔ پہلی قسم مبنی علی السکون ہوتی ہے اور یہ معرب ہے۔ (موسوعۃ النحو، ص/۳۷۵، جالمنہاج، ص/۲۴۵)

رُبَّ

(اس میں سولہ لغات ہیں) یہ حروف جارہ میں سے ہے نکرہ ہی کو جر دیتا ہے یہ کسی چیز کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا اور کبھی کبھی ضمیر غائب پر داخل ہوتا ہے پس اس صورت میں افراد اور تذکیر لازمی ہے، یہ تکثیر کے لئے آتا ہے۔ جیسے: "رب كاسية في الدنيا عارية يوم القيامة" [الحدیث] اور کبھی تقلیل کا معنی دیتا ہے۔ جیسے: شعر:

"الا رب مولود وليس له أب"

(موسوعۃ النحو، ص/۳۸۱، معجم النحو، ص/۱۹۴، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۲۶۵)

فائدہ

"رُبَّ" کے بعض احکام ہوتے ہیں۔ جو کہ "رب" کے ساتھ مختص ہوتے ہیں، یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ صدارت کلام چاہتا ہے البتہ اس سے پہلے "الا" استفتاحیہ اور "یا" تنبیہیہ آسکتی ہے۔

(۲) یہ صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے اس کے بعد ضمیر غائب ہی آتی ہے۔

(۳) اس کے بعد اسم لفظاً مجرور آتا ہے اور جملہ میں اپنے موقع کے مطابق ترکیب میں واقع ہوتا ہے۔

(۴) کبھی یہ حذف ہوتا ہے اور عمل "فاء" کے بعد باقی رہتا ہے جیسے: شعر:

فمثلک حبلیٰ قد طرقتُ ومرضع

(۵) کبھی اس کے ساتھ "مازائدہ" ملحق ہوتا ہے پس اس کو جر دینے سے روک دیتا ہے۔ پس اس کا دخول معارف اور جمل پر جائز ہوتا ہے۔ جیسے: "رب ما المعلم قادم" ﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین﴾ [الآیة]

(موسوعۃ النحو، ص/۳۸۲، المنہاج، ص/۲۴۸)

عدا

یہ حروف جارہ میں سے ہے جو کہ خلا اور حاشا کی طرح ہوتا ہے اس کی بھی حاشا کی طرح اقسام ہیں۔ (المنہاج، ص/۲۵۸، موسوعۃ النحو، ص/۴۴۲، معجم النحو، ص/۲۳۱)

علیٰ

یہ حروف جارہ میں سے ہے اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔

ان معانی میں سے ایک معنیٰ استدراک ہے اس صورت میں ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں ہوگا بلکہ اس خبرِ محذوف کے ساتھ متعلق ہوگا جس کا مبتدا بھی محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: شعر:

بکل تداوینا فلم یشف مابنا

علیٰ أن قرب الدار خیر من البعد

ای:والتحقیق (مبتدا) کائن (خبر) علی ان قرب الدار الخ خبر محذوف کے ساتھ متعلق ہے۔

(المنہاج،ص/۲۵۷،موسوعۃ النحو،ص/۴۵۹،معجم النحو،ص/۲۴۶،مغنی،ج/۱،ص/۲۹۰)

فائدہ

کبھی "علی" اسم بمعنی "فوق" استعمال ہوتا ہے جب کہ اس پر "من" جارہ داخل ہو جیسے:شعر: "غدوت من علیه بعد ماتمّ ظمؤها"

(المنہاج،ص/۲۵۸،موسوعۃ النحو،ص/۴۶۰،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۲۹۰)

عن

یہ حروف جارہ میں سے ہے جو کہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔

یہ اسم بمعنی جانب بھی استعمال ہوتا ہے جب کہ اس پر "من" جارہ داخل ہو۔جیسے شعر:

ولقد ارانی للرماح دریئة

من عن یمینی تارة وأمامی

(المنہاج،ص/۲۵۹،موسوعۃ النحو،ص/۴۶۸،معجم النحو،ص/۲۵۳،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۲۹۹)

عوضُ

یہ ظرف زمان مستقبل کے استغراق کے لئے آتا ہے اگر مضاف نہ ہو تو مبنی علی الضم ہوگا۔جیسے:"لن اتکاسل عوض" ای:أبداً،اور اگر مضاف ہو تو منصوب ہوگا۔جیسے:"اقرءُ ها عوض العائضین" ای:ابد الدھر۔

(موسوعۃ النحو،ص/۴۷۱،المنہاج،ص/۲۶۰،معجم،ص/۲۵۴،مغنی،ج/۱،ص/۳۰۲)

عند

یہ اسم ظرف یا "من" کے ذریعے مجرور ہوتا ہے مفرد کی طرف اس کی اضافت لازمی ہے اور اس سے مضاف الیہ حذف کرنا جائز نہیں ہے۔کبھی ظرف زمان ہوتا ہے۔

جیسے: "زرتک عند الصبح"، کبھی ظرف مکان ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿فلما راہ مستقراً عندہ ﴾ الآیۃ (النمل:۴۰) کبھی مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: "اتیت من عند معلم"

یہ کبھی ابتدائے غایت کے معنی میں آتا ہے جب اس سے پہلے "من" جارہ ہو۔ جیسے: "اتیت من عند المدرسۃ"

(موسوعۃ النحو، ص/۴۶۹، المنہاج، ص/۲۶۴، معجم النحو، ص/۳۰۴)

غیر

اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) صفت واقع ہو (خواہ منصوب ہو یا مرفوع ہو یا مجرور) جب اس سے پہلے نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿انہ عمل غیر صالح ﴾ الآیۃ (ھود:۴۶)

یا معرفہ مثل نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿غیر المغضوب علیھم ﴾ الآیۃ (الفاتحہ:۷)

(۲) بمعنی إلا استثنائیہ کے ہو، اس کا اعراب إلا کے بعد مستثنیٰ کا اعراب ہوتا ہے۔ جیسے: "ماانجح غیر زید"

(۳) "لیس غیر" اس جیسی ترکیب میں "غیر" مبنی علی الضم محل رفع میں لیس کا اسم ہوتا ہے۔ جیسے: "لیس غیر" "ای لیس غیری حاصلاً"

(موسوعۃ النحو، ص/۴۷۵، المنہاج، ص/۲۶۶، معجم النحو، ص/۲۵۵، مغنی، ج/۱، ص/۳۱۷)

الفاء

"ف" کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) عاطفہ: خواہ اسم کا عطف اسم پر ہو۔ جیسے: "جاء زیدٌ فسمیرٌ" یا جملہ کا عطف جملہ پر ہو۔ جیسے: ﴿فأزلھما الشیطن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ ﴾ الآیۃ (البقرۃ:۳۶)

(۲) فاء استئنافیہ: اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ جیسے: ﴿فلما اتاھما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما آتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون ﴾ الآیۃ (الاعراف:۱۹۰) یہاں "تعالی اللہ" جملہ مستانفہ لامحل لھا من الاعراب ہے۔

(۳)فاءرابطۃ لجواب الشرط (فاء للجزاء) یہ جواب الشرط میں آتی ہے۔جیسے: "من یجتهدفالجائزة تنتظره" ﴿قالوا ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل﴾ الآیة (یوسف ۷۷)

(۴)فاءسببیہ: یہ ماقبل کلام کی سببیت اور مابعد کلام کی مسببیت پر دلالت کرتی ہے ۔بشرطیکہ ماقبل کلام مابعد کلام کے لئے سبب ہواوراس سے پہلے امر یادعا، یا نہی یا عرض یا تمنی یا ترجی یا نفی واقع ہو(اس فاء کے بعد أن مقدر مانا جاتا ہے)

(۵)فاءتعلیلیہ: اس حرف میں علت کا معنی پایا جاتا ہے۔جیسے: "ساعدزیدا فهو صدیقک"

(۶)فاءزائدہ للتزیین: یہ "قط" "صاعداً" اور "حسب" پر داخل متعلق ہوتی ہے۔جیسے: "اعطیته خمسین روبیة فقط "قط" بمعنی یکفی۔

(۷)فاءفعلیہ: یہ "ف" "وفی یفی" سے فعل امر ہے۔

(موسوعۃ النحو،ص/۴۷۷،المنہاج،ص/۲۶۹،معجم النحو،ص/۲۵۷،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۳۲۴)

فائدہ

جیسا کہ "فا" جوابِ شرط پر آتی ہے اسی طرح شبہ جواب شرط پر بھی آتی ہے

جیسے: "الذی یاتینی فله درهم" (الاشباہ والنظائر،ج/۲،ص/۱۱۵)

قد

اس کی تین اقسام ہیں۔(۱)اسم فعل (۲)اسم (۳)حرف

(۱)اسم فعل: جیسے: "قدک" بمعنی "کفاک" یا یکفیک"

(۲)اسم: بمعنی حسبُ۔ جیسے، "قد زید ابتسامة" أی حسب زید ابتسامة۔

(۳)حرفیہ: یہ فعل متصرف ہی پر داخل ہوتا ہے خواہ مثبت ہو یا منفی، جب کہ حروف ناصبہ اور جازمہ میں "سوف" سے خالی ہو اور قسم کے علاوہ اور کوئی فاصلہ نہ ہو ۔جیسے: شعر: "أخالد قد والله أو طأت عشوة" (اے خالد آپ نے امر مشبہ میں پھنسادیا" اس "قد" کے مختلف معانی آتے ہیں

(موسوعۃ النحو،ص/۵۱۹،المنہاج،ص/۲۷۳،معجم النحو،ص/۲۶۸،مغنی،ج/۱،ص/۳۴۳)

کاف

اس کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) حرف جر غیر زائد

یہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ کبھی "ما" کافہ اس کے بعد آتی ہے جس کا عمل باطل کر دیتی ہے جیسے: "انت کما البدر"

(۲) کاف جارہ زائد

لفظ کو جر دیتا ہے نہ کہ محل کو۔ جیسے: ﴿لیس کمثلہ شئی﴾ [الآیۃ] (الشوریٰ)

(۳) کاف اسمیہ

یہ "مثل" کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: "قتل الأصرار کا لعفو عنهم"

(۴) کاف خطابیہ

جیسے: "ذاک، إیاک، رویدک"

(۵) کاف ضمیری

جیسے: "کافأتک"

(موسوعۃ النحو، ص/۵۳۵، المنہاج، ص/۲۷۵، معجم النحو، ص/۲۷۲)

فائدہ

"قد" اور اس کے فعل کے درمیان سوائے قسم کے فاصلہ لانا درست نہیں ہے۔ جیسے: "قد واللہ لقوا اللہ" (شرح رضی، ج/۴، ص/۷۹)

فائدہ

جب کاف کے بعد "ما" کافہ ہو تو اس کے تین معانی ہوتے ہیں۔

(۱) مضمون جملہ کی دوسرے جملے کے مضمون کے ساتھ تشبیہ دینا۔ جیسے: ﴿اجعل لنا إلها کما لهم آلهة﴾ [الآیۃ]

(۲) لعل کے معنی میں ہو۔ جیسے: "انتظرنی کما اتیک" أی: لعل ما آتیک

(۳)وجود میں دوفعلوں کے اقتران کے معنی کے لئے بھی آتا ہے۔جیسے:"ادخل کما یسلم الامام" (البنایۃ شرح الھدایۃ، ج۱،ص۳۵۴)

کلاَّ

اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱)نفی جواب کے لئے ہو۔جیسے:"ھل جاء المعلم" کے جواب میں "کلاَّ" بولا جائے۔

(۲)زجر اور ردع کے لئے ہو۔جیسے:"ساضرب زیداً" کے جواب میں "کلاَّ" کہا جائے۔

(۳)استفتاح کے لئے ہو۔جیسے:﴿کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون﴾[الآیۃ](المطففین:۱۵)

(۴)"حقاً" کے معنی میں ہو۔جیسے:﴿کلاان الانسان لیطغیٰ﴾[الآیۃ](العلق:۶)

(موسوعۃ النحو،ص۱/۵۵۱،المنہاج،ص۱/۲۸۷،معجم النحو،ص۱/۳۸۶،مغنی اللبیب،ص۱/۳۷۷)

فائدہ

اگر کلا بمعنی "حقاً" ہو تو اس پر وقف کرنا جائز نہیں ہے۔اور اگر ردع کے معنی میں ہو،تو جائز ہے۔ (شرح رضی،ج۴،ص۵۱۵)

کلّما

ایسا ظرف ہے جو تکرار چاہتا ہے،اور بناء بر ظرفیت منصوب ہوتا ہے یہ اپنے جواب کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

"ما" مصدریہ ہوتی ہے یہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر بتاویل مصدر ہو کر محل جر میں ہوتی ہے۔اس میں شرط یہ ہے کہ شرط اور جواب شرط دونوں ماضی ہوں۔جیسے:"کلما تعلم الانسان اتسعت آفاق معرفتہ"

(موسوعۃ النحو،ص۱/۵۵۳،المنہاج،ص۱/۲۸۷،معجم النحو،ص۱/۳۸۶)

کما

یہ اکثر جملوں کے بعد واقع ہوتا ہے یہ ماقبل مصدر کے لئے صفت یا ماقبل سے حال واقع ہوتا ہے۔جیسے: ﴿کما بدأنا اول خلق نعیدہ﴾ الآیۃ (الانبیاء:۱۰۴) أی :نعیداول خلق اعادۃ مابدأنا ،یا نعیدہ عائدابداء نا۔

(مغنی اللبیب ،ج ۱،ص ۳۵۹)

کی

اس کی چار اقسام ہیں۔

(۱) حرف جارہ: جب ما استفہامیہ سے قبل واقع ہو۔جیسے: "کیمَ تتکاسل "أی "لمَ تتکاسل" "یا "مَا مصدریہ سے ماقبل واقع ہو۔جیسے: شعر:

"یرجی الفتی کی مایضر وینفع"

(۲) کی ناصبہ: یہ ماقبل کی علت پر دلالت کرتا ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے لام تعلیل لفظا موجود ہو۔جیسے: ﴿لکیلا تأسوا علی مافاتکم﴾ الآیۃ (الحدید:۲۳)

(۳) کی: جو نصب اور جر دونوں کی صلاحیت رکھتا ہو،اس کے دو مقام ہیں۔

(۱) اس سے پہلے "لام" جارہ نہ ہو اور نہ اس کے بعد "ان" مصدریہ ہو۔

(۲) "لام" جارہ اور "ان" مصدریہ کے درمیان واقع ہو۔جیسے: "اجتھد لکی ان تنجح"

(۳) کی استفہامیہ: یہ اصل کیف ہے جس سے "فا" کو حذف کیا گیا ہے۔اور یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحو ،ص ۵۵۵،المنہاج ،ص ۲۹۰،معجم النحو ،ص ۳۸۸،مغنی اللبیب ،ص ۳۶۵)

کیف

اس کی دو قسمیں ہیں۔استفہامیہ،شرطیہ

(۱) استفہامیہ

یہ حسب موقع محل رفع یا نصب میں مبنی برفتحہ ہوتا ہے اور کسی شئی کی حالت کے

بارے میں پوچھنے کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "کیف صحتک"؟

ترکیبی اعتبار سے اس کی مندرجہ ذیل حالتیں ہیں۔

(۱) حال واقع ہو، جب اس کے بعد فعل تام واقع ہو جو کسی حالت پر دلالت کر رہا ہو۔ جیسے: "کیف دخلت الصف"؟

(۲) مبتدا کے لئے خبر ہو، جب اس کے بعد اسم ہو۔ جیسے: "کیف حالک"؟

(۳) فعل ناقص کے لئے خبر ہو، جب اس کے بعد یہی فعل ناقص ہو۔ جیسے: "کیف کنت"

(۴) مفعول بہ واقع ہو، جب اس کے بعد فعل متعدی واقع ہو۔ جیسے: "کیف ظننت الامتحان" "کیف اعلمت زیداً الخبر"؟

(۵) مفعول مطلق واقع ہو۔ جیسے: ﴿الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل﴾ [الآیۃ] (الفیل:۱)

(۲) شرطیہ

یہ اسم شرط غیر جازم ہوتا ہے اکثر محل نصب میں حال واقع ہوتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ "ما" زائدہ مقترن نہ ہو اور شرط اور جواب شرط لفظاً اور معنیً متفق ہوں۔ جیسے: کیف تعملُ أعملُ۔

اسی طرح فعل ناقص کے لئے خبر مقدم واقع ہوگا، جب کہ فعل ناقص کے لئے خبر نہ ہو۔ جیسے: "﴿فکیف کان نکیر﴾" [الآیۃ]

(موسوعۃ النحو، ص/۵۵۸، معجم النحو، ص/۳۸۹، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۴۰۵)

فائدہ

کبھی "کیف" شرطیہ کے ساتھ "ما" زائدہ آتی ہے اور یہ دونوں فعلوں کو جزم دیتی ہے۔ یہ اکثر محل نصب میں حال واقع ہوتی ہے۔ جیسے: کیفما تجلس اجلس" اس میں شرط یہ ہے کہ شرط اور جواب شرط دونوں معنیً ولفظاً متفق ہوں۔

(موسوعۃ النحو، ص/۵۹۸، المنہاج، ص/۲۹۲، معجم النحو، ص/۳۹۰)

باب اللام

لام کی تیرہ (۱۳) اقسام ہیں۔

(۱) لام الابتداء (۲) لام مزحلقه (۳) لام امر (۴) لام جواب (۵) لام مؤطئة للقسم (۶) لام جر (۷) لام تعليل (۸) لام جحود (۹) لام استغاثة (۱۰) لام تعجب (۱۱) لام بعد (۱۲) لام فارقة (۱۳) لام زائده، ہر ایک کی تفصیل موسوعۃ النحو، ص ۵۶۰/ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(موسوعۃ النحو، ص ۵۶۰/، المنہاج، ص ۳۹۳/، معجم النحو، ص ۳۰۲/)

لا

اس کی سات اقسام ہیں۔

ناهيه، عاطفه، نافيه غير عامله، نافيه عامله، نافيه للجنس، حرف جواب، حرف زائد۔

(۱) "لا" ناهيه

اس حرف طلبی کی وجہ سے فعل مضارع مجزوم ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لاتشرك بالله﴾ [الآية] (لقمان: ۱۳)

یہ فعل مضارع کو دو شرطوں کے ساتھ جزم دیتا ہے۔

(۱) ان کے درمیان سوائے شبہ جملہ کے کوئی فاصلہ نہ ہو۔

(۲) اس سے پہلے حرف شرط نہ ہو، ورنہ غیر جازم ہوگا۔

(۲) "لا" عاطفه

ایسا حرف ہے جس کے ذریعے معطوف سے حکم کی نفی ہوتی ہے۔ جیسے: انتصر الحق لا الباطل"

"لا" عاطفہ کے لئے مندرجہ ذیل پانچ شرائط ہیں۔

(۱) معطوف مفرد ہو (۲) اس سے پہلے کلام مثبت ہو۔

(۳) معطوفین میں سے کوئی ایک دوسرے پر صادق نہ آتا ہو، پس "اشتریت حقلا لا ارضا" درست نہیں ہے۔

(۵) مکرر نہ ہو۔

(۳) "لا" نافیہ

یہ حرف جب فعل ماضی پر داخل ہو تو اس صورت میں لا مکرر لایا جاتا ہے۔ جیسے: "لا أكل ولا اشرب" اور فعل مضارع پر داخل ہونے کی صورت میں تکرار اور عدم تکرار دونوں درست ہیں، نیز اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

(۴) "لا" نافیہ عاملہ (لا الحجازية)

یہ اسم مرفوع خبر منصوب چاہتا ہے۔ اس کی شرائط مرفوعات میں گذر چکی ہیں۔

(۵) "لائے" نفی جنس

یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور "إنّ" کی طرح عمل کرتا ہے اس کی شرائط بھی گذر چکی ہیں۔

(۶) "لا" جوابیہ

یہ جواب کے لئے آتا ہے کبھی اس کے بعد جملے حذف ہوتے ہیں۔ جیسے: "أقابلت المعلم"؟ کے جواب میں "لا" کہا جائے "أی لم أقابله"

(۷) "لا" زائدہ

یہ لفظاً زائد ہوتا ہے نہ کہ معنیٰ۔ جیسے: "جئتُ بلا زادٍ"

(موسوعۃ النحو، ص/ ۵۶۵، المنہاج، ص/ ۳۰۳، ۳۰۷، معجم النحو، ص/ ۳۹۳، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/ ۴۶۱)

قاعدہ

"لا" نافیہ سے فعل مضارع حذف کرنا درست ہے۔ جب کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے: كافني طلابك مادامو امجتهدين وإلا فلا" أی

:فلاتکافئی" اور"سکوتا لا کلاماً" جیسی ترکیب میں حذف واجب ہے۔ أی "اسکت سکوتاً لاتتکلم کلاماً" (موسوعۃ النحو ،ص/۵۹۶)

فائدہ

"لا" عاطفہ کو باقی حروف عاطفہ کی طرح مکرر لانا جائز نہیں ہے۔ جیسے: "قام زید لا عمرو لا بکر" کہنا غلط ہے۔

البتہ اگر مکرر لانا ہو تو واؤ کو ساتھ لانا ضروری ہے۔ جیسے: قام زید لا عمرو ولا بکر" (شرح رضی، ج/۴، ص/۴۴۴)

قاعدہ

"لا" جب واؤ عاطفہ کے بعد آجائے بشرطیکہ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو تو یہ "لا" زائدہ ہوگا۔ جیسے: "ماجاء نی زیدٌ ولا عمروٌ" اور "أنْ" مصدریہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ما منعک ان لا تسجد﴾ [الآیۃ] (الاعراف:۱۲) ﴿لئلا یعلم اھل الکتاب﴾ [الآیۃ] (الحدید:۲۹)

اور "اقسم" سے پہلے بھی زائد آتا ہے۔ جیسے: ﴿لا اقسم بیوم القیامۃ﴾ [الآیۃ] (القیامۃ:۱) (شرح رضی، ج/۴، ص/۴۶)

لات

یہ حروف مشبہ بلیس میں سے ہے جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

لعل، لکن

یہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں جن کی تفصیل بھی گذر چکی ہے۔ البتہ "لعل" لغۃ عُقیل میں حروف جارہ میں سے ہے۔

(موسوعۃ النحو ،ص/۵۷۸، مغنی اللبیب ج/۱، ص/۵۴۸)

فائدہ

لکن (بتخفیف النون) کی دو قسمیں ہیں، عاطفہ، ابتدائیہ۔

(۱)عاطفہ جو کہ استدراک کا معنی دیتا ہے مگر تین شروط کے ساتھ۔

(۱)معطوف مفرد ہو۔

(۲)"واؤ" کے ساتھ مقترن نہ ہو۔

(۳)اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔جیسے:"ما أكلتُ تفاحاً لكن إجَاصاً"

(۲)"لكنّ" ابتدائیہ:اس میں بھی استدراک کے معنی پائے جاتے ہیں،اس کے لئے بھی تین شرائط ہیں۔

(۱)اس کے بعد جملہ ہو(۲)اس سے پہلے "واؤ"ہو۔جیسے:﴿ولكن رسول الله﴾[الآية](الاحزاب:۴۰)ای ولكن كان رسول الله"، (۳)اس سے پہلے کلام مثبت ہو۔جیسے:نجح زيدٌ لكن سالم لَم ينجح"

(موسوعۃ النحو،ص/۵۸۱،معجم النحو،ص/۳۰۱،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۵۶۳)

لمَّا

اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)جازمہ(۲)حرف استثناء(۳)ظرفیہ

(۱)حرف جازم

یہ مضارع کے معنی کو حال سے ماضی متصل بالحال کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

(۲)لمَّا:استثنائیہ

یہ "إلاّ" کے معنی میں آتا ہے پس یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔جیسے:﴿ان كل نفس لما عليها حافظ﴾[الآية](الطارق:۴)

(۳)لمَّا:ظرفیہ

یہ ماضی کے ساتھ مختص ہے اور اس کا جواب فعل ماضی ہوتا ہے۔جیسے:﴿فلما نجّاكم إلى البر أعرضتم﴾[الآية](الاسراء:ج ۶۷)

(موسوعۃ النحو،ص/۵۸۳،معجم النحو،ص/۳۱۳،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۵۱۳)

فائدہ

لمّا جازمہ مندرجہ ذیل امور میں ممتاز ہے۔

(۱) اس کا مجزوم حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: "فارقت المدينة ولما "ای :ولما أدخلها"

(۲) اس کے مجزوم کے ثبوت کی توقع کرنا درست ہے۔ جیسے: ﴿لمّا يذوقوا عذاب﴾ الآية (ص/۸) ای :الی الآن ماذاقوه وسوف يذوقوه

(۳) اداۃ شرط ان کے ساتھ مقترن کرنا درست نہیں ہے۔ پس "ان لمّا تفعل" کہنا درست نہیں ہے۔ البتہ "ان لم" کہنا درست ہے۔ جیسے: ﴿وان لم تفعل﴾ الآية (المائدة/۶۷)

(۴) زمانہ تکلم تک اس کی نفی ممتد ہو سکتی ہے، پس "لما يفعل وقد فعل" کہنا درست نہیں۔ (موسوعۃ النحو، ص/۵۸۲)

لن

یہ حروف ناصبہ میں سے ہے جس کی بحث گذر چکی ہے۔

لو

اس کی پانچ اقسام ہیں۔

"لو" وصليه للتقليل

اس کا نہ کوئی عمل ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی جواب۔ جیسے: "تصدقوا ولو بشق تمرة "ای: ولو كان تصدقكم بشق تمرة۔

(۲) لو تمنّائيه:

نہ اس کا کوئی عمل ہے اور نہ جواب شرط ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لو كانوا يعلمون﴾ الآية البتہ اس کا جواب فاء کے بعد "ان" مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿فلو

ان لنا کرة فنکون من المؤمنین﴾ [الآیة](الشعراء:۱۰۲)"فان نکون من المؤمنین "بتاویل مصدر ہوکر ماقبل منوع مصدر پر عطف ہے۔

(۳)لو امتناعیہ

یہ حرف شرط کو متضمن ہوتا ہے اور اس کا کوئی محل نہیں ہوتا، شرط کے ممتنع ہونے کی وجہ سے جواب کے ممتنع ہونے کا فائدہ دیتا ہے، اکثر ماضی کے ساتھ اس کی تعلیق ہوتی ہے۔ جیسے: "لو اجتهدت لنجحت"

(۴)لو للعرض

یہ حرف غیر عامل ہے اور اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ جیسے: "لو تحدثنا قلیلاً" اور کبھی اس کے بعد "فا" سببیہ بھی آتی ہے۔ جیسے: "لو تکافئنا فنسعد"

(۵)لو مصدریہ

یہ غیر عامل ہوتا ہے اور "ان" مصدریہ کا مرادف ہوکر اپنے مابعد کو بتاویل مصدر کردیتا ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص۵۸۴، ۳۱۳، معجم النحو، ص۳۱۵، مغنی اللبیب ج۱، ص۳۹۰، اشمونی، ج۳، ص۳۷۸)

فائدہ

کبھی "لو" تمنائیہ کے ذریعے فعل "تمنی" سے استغناء حاصل ہوتی ہے پس "فاء" کے بعد "ان" مقدر ہونے کی وجہ سے فعل منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لو ان لی کرّة فاکون من المحسنین﴾ [الآیة](زمر:۵۸) (شرح رضی، ج۴، ص۴۷۴)

فائدہ

"لو" کی وضع معنی ماضی کے لئے ہوئی ہے، لہٰذا یہ جزم نہیں دیتا اس لئے کہ جزم معرب کے خواص میں سے ہے اور ماضی مبنی ہے، البتہ ضرورت شعری کی وجہ سے جزم درست ہے۔ جیسے: شعر: "لو یشا طار به ذو میعة"

(شرح رضی، ج۴، ص۴۸۸، اشمونی، ج۳، ص۳۹۳)

فائدہ

"لو" کا جواب جملہ فعلیہ ہی آتا ہے۔ بخلاف جواب "إنْ" کے کہ اس کا جواب جملہ اسمیہ بھی آتا ہے۔ (شرح رضی، ج۴، ص۴۹۱، اشمونی، ج۳، ص۳۹۴)

لولا

اس کی تین اقسام ہیں۔
حرف امتناع، حرف تخضیض، حرف توبیخ وتندیم۔

(۱) حرف امتناع

یہ حرف معنی شرط کو متضمن ہو کر دوسری شی کے موجود ہونے کی وجہ سے پہلی شی کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا، یہ جملہ اسمیہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: ﴿لولا انتم لکنا مؤمنین﴾ (سورۃ سبا) ای "لولا انتم موجودون"

(۲) حرف عرض وتخضیض

جب اس کے بعد ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کا فعل، فعل مضارع ہو، خواہ حقیقۃً ہو یا تاویلاً۔ جیسے: ﴿لولا تستغفرون اللہ﴾ [الآیۃ] اس کا جواب نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی جواب بھی آتا ہے۔ جیسے: "لو اجتھدتم فنجحتم"

(۳) حرف توبیخ وتندیم

اس کا کوئی عمل نہیں ہے اس کے بعد فعل ماضی یا فعل مضارع مؤول بالماضی آتا ہے۔ جیسے: "لولا اجتھدت"

(موسوعہ النحو، ص۵۷۸، المنہاج، ص۱۵۱، معجم النحو، ص۳۱۷، مغنی، ج۱، ص۵۳۰، اشمونی، ج۳، ص۳۰۳)

فائدہ

"لولا" حرف امتناع کا جواب حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ولولا فضل اللہ

عليكم ورحمته وأن الله توّابٌ حكيم ﴾[الآية](النور: ١٠)"اى :ولولافضل الله ورحمته لهلكتم" (موسوعۃ النحو،ص/٥٨٧)

فائدہ

کبھی "لولا" اوراس کے فعل کے درمیان ایسے "اذ" یا "إذا" کے ذریعے فاصلہ لایا جاتا ہے جو کہ اس فعل کا معمول ہوتا ہے۔جیسے: ﴿ولولا إذ سمعتموه قلتم ﴾[الآية](النور:١٦)

﴿فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذٍ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم ولكن لاتبصرون ﴾[الآية](الواقعہ:٨٣،٨٤،٨٥)

اور کبھی درمیان میں جملہ معترضہ لایا جاتا ہے۔جیسے: ﴿فلولاان كنتم غير مدينين ترجعونها﴾[الآية](الواقعہ:٨٦) (مغنی اللبیب،ج/١،ص/٥٢٤)

فائدہ

"لولا" کے بعد فعل کا آنا ضروری ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً۔

(شرح رضی،ج/٤،ص/٤٧٧)

فائدہ

کبھی "لو لا" فعل پر داخل ہو کر تحضیض کے لئے نہیں آتا پس اس کو "لو لم " کی تاویل میں لیا جاتا ہے۔جیسے:شعر "فقلت بلىٰ لولا ينازعني شُغلي"

(شرح رضی ج/٤،ص/٤٧٦)

لوما

یہ احکام اوراعراب میں "لو لا" کی طرح ہے۔

(موسوعۃ النحو،ص/٥٨٨،المنہاج،ص/٣١٦،معجم النحو،ص/٣١٨،مغنی اللبیب،ج/١،ص/٥٢٧)

لیت

یہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے جو کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر پہلے کو نصب اور دوسرے کو رفع دیتا ہے۔ (المنہاج، ص/۳۱۶، موسوعۃ النحو، ص/۵۸۸، معجم النحو، ص/۳۱۸)

لیس

یہ افعال ناقصہ میں سے ہے، جو اسم مرفوع اور خبر منصوب چاہتا ہے۔
(المنہاج، ص/۳۱۶، موسوعۃ النحو، ص/۴۸۹)

ما

اس کی گیارہ اقسام ہیں۔

(۱) "ما" شرطیہ

یہ اسم شرط جازم فعل شرط اور جواب کی طرف محتاج ہوتی ہے، اس کے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔

(۱) حالت رفعی میں مبتدا واقع ہو جب اس کے بعد فعل ناقص ہو۔ جیسے: مایکن قبیحاً فاجتنبه " یا فعل لازم ہو۔ جیسے: "مایأتِ به القدر فلامفر منه " یا فعل متعدی ہو جس کا مفعول بہ مذکور ہو۔ جیسے: "ماتعمله من معروف فلن یضیع بین الناس " ان صورتوں میں اس کی خبر فعل شرط یا جواب شرط یا شرط و جواب شرط دونوں ہوتی ہے۔

(۲) حالت نصبی میں جب مفعول بہ واقع ہو اور اس کے بعد ایسا فعل متعدی ہو جس کا مفعول بہ مذکور ہو۔ جیسے: ﴿وما تفعلوا من خیر یعلمه الله﴾ الآیة (البقرۃ)

(۳) حالت جری میں جب اس پر حرف جارہ داخل ہو۔ جیسے: "علی ما تجلس اجلس " یا مضاف الیہ واقع ہو۔ جیسے: غُصن ماتحمل احمل "

(۲)"ما" موصولہ

یہ عاقل وغیر عاقل، مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے یکساں آتی ہے خواہ حالت رفعی میں ہو یا حالت نصبی میں، یا حالت جری میں۔

(۳)"ما" استفہامیہ

اس کے ذریعے کسی غیر عاقل یا کسی شئی کی حقیقت اور صفت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ خواہ یہ شئی عاقل ہو یا غیر عاقل۔ جیسے: ماافعلتَ؟ ماالاعراب "ماأقسام الكلمة ؟ اور اس کا اعراب "من" استفہامیہ والا اعراب ہے۔

(۴)"ما" تعجبیہ

یہ نکرہ تامہ "شئی عظیم" کے معنی میں آتی ہے۔ جیسے: "ماأجمل الصديق"

(۵)"ما" مصدریہ

یہ حرف مصدری اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتی ہے۔

(۶)"ما" زائدہ

اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

(۷)"ما" نافیہ

اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ جیسے: "ماحضر المعلم"

(۸)"ما" نافیہ مشابہ بلیس

یہ حرف مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتی ہیں۔ اس کے عمل کی شروط مرفوعات میں گذر چکی ہیں۔

(۹)"ما" کافہ

یہ حرف زائدہ اپنے ماقبل کو عمل سے روک دیتی ہے یہ حروف مشبہ بالفعل تین أفعال یعنی، کثر، قل، قصر اور رب کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔

(۱۰) "ما" الواقعة بعد نعم وبئس

اس کی دوصورتیں ہے۔

(۱) حرف تامہ: جب اس کے بعد کوئی شئی نہ ہو یا صرف مفرد ہو۔ جیسے: "علمته علماً نعِمّا" أی "نعم الشئی التعلم"

(۲) نکرہ مبنی علی السکون: یہ محل نصب میں تمیز واقع ہوتی ہے جب اس کے بعد جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: نعمّا تتکلمونه "أی "نعم شیئاً تتکلمونه"

(۱۱) "ما" نکرہ تامہ

اس کے ذریعے نکرہ کی توصیف ہوتی ہے۔ جیسے: جئتک لأمرٍ مّا"

(موسوعۃ النحو، ص/۵۹۳، المنہاج، ص/۳۱۶، معجم النحو، ص/۳۲۰، ۳۲۳، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۵۶۹)

قاعدہ

"ما" استفہامیہ پر جب حرف جارہ داخل ہو جائے تو اس سے الف گر جاتا ہے۔

جیسے: "فیم، علام، بِمَ" (مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۵۷۲)

فائدہ

"ما" شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) غیر زمانیہ: جیسے: "﴿وما تفعلوا من خیر یعلمه الله﴾ [الآیة] (البقرۃ: ۱۹۷)

(۲) زمانیہ: (عند بعض النحاۃ) جیسے: ﴿فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم﴾ [الآیة] (التوبۃ: ۷) (مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۵۸۷)

علامہ سیوطیؒ نے "ما" کے (۳۵) مقامات ذکر کئے ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: الاشباہ والنظائر، ج/۲، ص/۱۱۸)

فائدہ

کبھی "مـا" شرطیہ کے ساتھ "ذا" آ کر ایک کلمہ بن جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق "مـا ذا" کا اعراب "مـا" کا اعراب ہوتا ہے دوسرے قول کے مطابق "ذا" کو اسم

اشارہ مان کر "ما" کو مبتدا مان لیا جائے۔ جیسے: ماذا کتبہ"

(موسوعۃ النحو، ص/۵۹۳، معجم النحو، ص/۳۳۰، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۵۷۷)

فائدہ

"ما" مصدریہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرفیہ زمانیہ: یہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر ظرف زمان ہو کر محل نصب میں ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿و أوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً﴾[الآیۃ] (مریم:۳۱)

(۲) مصدریہ غیر ظرفیہ: یہ جملہ میں ماقبل عامل کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ جیسے: ﴿آمنوا کما آمن الناس﴾[الآیۃ] (البقرۃ:۱۲)

(موسوعۃ النحو، ص/۵۹۸، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۵۸۳)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں "ما" زائد آتی ہے۔

(۱) جب اذا کے بعد ہو۔ جیسے: "اذاما حضر المعلم سکت الطلاب"

(۲) متیٰ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "متی ماتأت أعلمک"

(۳) جب حرف جارہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "عما قریب سیبدأ الامتحان"

(۴) لاسیّ: کے بعد واقع ہو۔ جیسے "لاسیما"

(۵) أحیاناً، قلیلاً، کثیراً کے بعد واقع ہو۔ جیسے: "کثیر امّا نصحتک"

(موسوعۃ النحو، ص/۵۹۴، المنہاج، ص/۳۳۳)

متی

اس کی تین اقسام ہیں۔ (۱) اسم استفہام (۲) اسم شرط (۳) حرف جر۔

(۱) استفہامیہ

یہ محل نصب میں مفعول فیہ ہوتا ہے۔ یا خبر مقدر کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جب اس

کے بعد اسم ہو۔ جیسے: ﴿متی نصر الله﴾ [الآیة](البقرة:۲۱۴) یا فعل ناقص کی خبر کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جب اس کے بعد فعل ناقص ہو۔ جیسے: ''متی کان زید صائماً'' یا فعل تام کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جیسے: ''متی ذهبت الی السجن؟''

(۲) متی: شرطیہ

یہ اسم شرط جازم مبنی علی السکون محل نصب میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے، فعل شرط یا خبر فعل ناقص کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جیسے: متی تزرنی تلقني ''متی تکن مجتهداً تحترم''

(۳) متی جارہ

یہ بعض کلام عرب میں واقع ہے لیکن بہت کم،

(موسوعۃ النحو، ص/۶۱۰، المنہاج، ص/۳۲۵، معجم النحو، ص/۳۳۲، مغنی، ج/۱، ص/۶۳۶)

فائدہ

کبھی ''متیٰ'' شرطیہ کے ساتھ ''ما'' زائدہ آتی ہے جو کہ اس کے ساتھ سے مل کر ایک کلمہ بن جاتا ہے اور اس کا اعراب ''متیٰ'' شرطیہ کا اعراب ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحو، ص/۶۱۰)

مذ

اس کی دو قسمیں ہیں۔ حرف جارہ، ظرف

(۱) حرف جارہ

یہ حرف زمانہ ماضی کے ساتھ مختص ہے، مستقبل پر نہیں آتا، اس کے بعد اسم مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: ''لم أره مذيومين''

(۲) مذ ظرفیہ

یہ محل نصب میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے جب کہ اس کے بعد مندرجہ ذیل امور پائے جائیں۔

(۱)اس کے بعد اسم مرفوع ہو۔جیسے:''مارایتک مذیومان'' یہاں ''یومان''فعل تامہ مقدرہ (کان) کے لئے فاعل ہے۔

(۲)یا اس کے بعد جملہ اسمیہ ہو۔جیسے:شعر:''ومازلت أبغی الخیر مذ أنا بالغٌ''

(۳)یا اس کے بعد فعل ماضی ہو۔جیسے:''سافرتُ مذ طلعت الشمس''

(موسوعۃ النحو،ص/۶۲۰،معجم النحو،ص/۳۰۴،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۶۳۶)

فائدہ

''مذ''جارہ کے مندرجہ ذیل معانی آتے ہیں۔

(۱)بمعنی''من''الابتدائیہ،جب اس کا مجرور ماضی معرفہ ہو۔جیسے:''ماشاھدتک مذ یوم الاربعاء''

(۲)بمعنی''فی''جب اس کا مجرور حاضر معرفہ ہو۔جیسے:''ماقرأت مذ الیوم''

(۳)بمعنی''من''اور''الی''جب ایسے زمانے پر داخل ہو،جس میں فعل کی ابتداء اور انتہاء ہو۔بشرطیکہ زمانہ نکرہ اور معدود ہو خواہ لفظاً محدود ہو۔جیسے:''مذ یومین''یا معنیً محدود ہو۔جیسے:''مذسنۃ''

(موسوعۃ النحو،ص/۶۱۹،معجم النحو،ص/۳۴۰)

مع

اس کی دو صورتیں ہیں۔ظرف،حال۔

(۱)''مع''ظرفیہ

ظرف زمان ہو یا مکان۔جیسے:''غادرتُ المنزل مع الصباح''

(۲)''مع''حالیہ

بمعنی جمیعاً:یہ تثنیہ اور جمع ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے مفرد کے لئے نہیں۔جیسے:جاء الطالبان معاً''یہ ماقبل سے حال واقع ہوتا ہے۔

(موسوعۃ النحو،ص/۶۳۳،المنہاج،ص/۳۲۷،معجم النحو،ص/۳۵۴،مغنی اللبیب،ج/۱،ص/۶۳۳)

مِن

اس کی دو قسمیں ہیں۔ جارہ غیر زائد۔ زائدہ۔

(۱) غیر زائدہ

یہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ومنک ومن نوح﴾[الآیة](الاحزاب:۷)
اس کے مختلف معانی کلام عرب میں مستعمل ہیں۔

(۲) جارہ زائدہ

جب اس کے بعد نکرہ ہو، اور ماقبل نفی، نہی، یا استفہام ہو، اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) مبتدا پر زائد ہو۔ جیسے: ﴿هل من خالق غير الله﴾[الآیة](فاطر:۳)
(۲) فاعل پر۔ جیسے: ﴿ما جاء نا من بشير﴾[الآیة](المائدة:۱۹)
(۳) مفعول بہ پر۔ جیسے: "هل ترمن داع لمكا فاتک"
(۴) مفعول مطلق پر۔ جیسے: ﴿مافر طنافی الكتاب من شئی﴾[الآیة](الانعام:۳۸) (موسوعۃ النحو، ص۶۵۶/)

قاعدہ

من جارہ جب ظرف پر داخل ہو، تو اکثر "فی" کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿"ومن بيننا وبينک حجاب﴾[الآیة](فصلت:۵) (شرح رضی، ج۴، ص۳۶۸/)

فائدہ

امام سیبویہ کے نزدیک "من" استغراقیہ ہی زائد آتا ہے جب کہ کوفیین اور امام اخفش کے نزدیک استغراقیہ وغیر استغراقیہ دونوں زائد آسکتے ہیں۔

(شرح رضی، ج۴، ص۳۷۲/)

فائدہ

"من" بیانیہ (جو کہ جنسِ ماقبل کو بیان کرتا ہے) حال محذوف کے ساتھ متعلق ہوگا اگر معرفہ ہو، اور اگر نکرہ ہو تو ماقبل کے لئے صفت واقع ہوگا۔ جیسے: "ان مامعک من الدراهم قليلٌ" یہاں "من الدراهم" "ما" موصولہ سے حال ہے۔ "رأيت كلامن خالد وعمرو"۔ اس جملے میں "من خالد و عمر" کلا سے صفت واقع ہے۔

(المنہاج، ص/۳۲۸، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۶۰۹)

مَنْ

اس کی پانچ اقسام ہیں۔

شرطیہ، استفہامیہ، موصولہ، نکرہ موصوفہ، زائدہ۔

(۱) شرطیہ

یہ اسمِ شرط دو فعلوں کو جزم دیتا ہے۔ اعراب کے اعتبار سے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) حالت رفعی میں مبتدا واقع ہوگا جب اس کے بعد فعل شرط ناقص یا فعل لازم یا فعل متعدی (جس کا مفعول مذکور ہو) واقع ہوں۔ جیسے: "من يكن صاحب حق لا يتناول عن حقه" "من صبر نال" "من يعمل سوءً يجزبه" ان صورتوں میں "من" کی خبر شرط اور جواب شرط (علی القول الاصح) ہوتی ہے۔

(۲) حالت نصبی میں مفعول بہ واقع ہوگا جب اس کے بعد ایسا فعل متعدی واقع ہو جس کا مفعول بہ مذکور نہ ہو۔ جیسے: "من تكافئ اكافئه"

(۳) حالت جری میں ہوگا جب حرف جارہ داخل ہو یا مضاف الیہ واقع ہو۔ جیسے: "على من تسلم أسلم" "كتاب من تقرا أقرا"

(۲) استفہامیہ

اس کے ذریعے عاقل کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔اس کا اعراب بھی وہی "من" شرطیہ والا اعراب ہے۔

(۳) موصولہ

اسم موصول بمعنی "الـــذی" جو کہ حسب موقع جملہ میں ماقبل عامل کے مطابق واقع ہوتا ہے۔جیسے: "اکرمت من زارنی"

(۴) نکرہ موصوفہ

اس کے لئے تین شرائط میں سے ایک شرط ضروری ہے۔

(۱) اس کے بعد صفت مفرد ہو۔جیسے: "کافات من معجباً بک"

(۲) یا اس سے پہلے "رب" ہو۔

(۳) یا نعم کے بعد ہو "نعم من هو فی منزلتک"

(۵) زائدہ

جیسے: "کفی بنا عمن غیر نا"

(موسوعۃ النحو، ص/۶۵۶، المنہاج، ص/۳۲۹، معجم النحو، ص/۳۷۷، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۶۲۱)

منذ

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر اس کے بعد مجرور ہو تو حرف جارہ ہوگا۔جیسے: "ما اکلت منذ الصباح"۔

(۲) اگر اس کے بعد جملہ ہو تو ظرف زمان ہو کر مابعد کی طرف مضاف ہوگا۔جیسے: "ما اکلت شیئاً منذ طلع الفجر" (المنہاج، ص/۳۳۱)

مهما

یہ اسم شرط دو فعلوں کو جزم دیتا ہے ترکیبی اعتبار سے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) حالت رفعی میں مبتدا واقع ہوگا، جب اس کے بعد فعل لازمی یا فعل متعدی (جس کا مفعول بہ مذکور ہو) موجود ہو۔ جیسے: "مهما تُخفِ عيوبك تظهر"

(۲) حالت نصبی میں مفعول بہ ہوگا، جب اس کے بعد ایسا فعل متعدی ہو جس کا مفعول بہ نہ ہو۔ جیسے: "مهما تفعلْ تسئل عنه"

(۳) حالت نصبی میں مفعول مطلق ہو جب اس کے بعد ایسے دو فعل آجائیں جو لفظاً متحد ہوں۔ جیسے: "مهما تذهب أذهب"

(موسوعۃ النحو، ص/۶۶۱، المنہاج، ص/۳۳۳)

نون

اس کی سات اقسام ہیں۔

(۱) نون تاکید (۲) نون النسوۃ جو کہ جمع مؤنث کے صیغوں میں آتا ہے (۳) نون وقایہ (۴) نون تثنیہ (۵) نون جمع (۶) افعال خمسہ کا نون (یعنی نون اعرابی) (۷) فعل مضارع کا نون۔ (موسوعۃ النحو، ص/۶۶۵، مغنی اللبیب، ج/۱، ص/۶۳۹)

هلّا

یہ تحضیض کے لئے ہوتا ہے جب کہ فعل مضارع پر داخل ہو، اور حرف توبیخ وتندیم ہوتا ہے، جب کہ فعل ماضی پر داخل ہو۔ (المنہاج، ص/۳۳۸، موسوعۃ النحو، ص/۷۰۱)

واؤ

اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

(۱) "واؤ قسمیہ"

یہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

(۲)واؤ رُبَّ

یہ اول کلام میں حرف زائد واقع ہوتا ہے اس کے بعد اسم نکرہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع بناء بر ابتدائیت ہوتا ہے۔

(۳)واؤ حالیہ:

جہاں "إذا" ظرفیہ کا وقوع درست ہو۔وہاں واؤ حالیہ ہوگا۔جیسے:"جآء المعلم ووجهه ضاحک"﴿لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری﴾[الآیة](النساء:۴۳)

(۴)واؤ استینافیہ

یہ ایسے جملے کی ابتداء میں واقع ہوتا ہے۔جس کا مابعد ماقبل جملہ سے مستقل ہوتا ہے۔

(۵)واؤ معیہ

یہ حرف "مع" کے معنی میں ہوتا ہے اس سے پہلے جملہ یا "ما" استفہامیہ" یا "کیف" استفہامیہ ہوتا ہے۔اور مابعد اسم بناء بر مفعول معہ منصوب ہوتا ہے۔جیسے:"سرت وشاطئی النهر""مالک وزیداً"

(۶)واؤ معیہ عاطفہ

اس کے ذریعے جملہ فعلیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر کیا جاتا ہے اس کے بعد "ان" مصدریہ مقدر مانا جاتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے نفی محض یا طلب محض ہو۔جیسے:"أتکذب وتامر الناس بالصدق"

(۷)واؤ عاطفہ:

یہ صرف عطف کے واسطے آتا ہے۔جیسے:﴿ولقد ارسلنا نوحاً وابراهیم﴾[الآیة](الحدید:۲۶)

(۸)واؤ اعتراضیہ:

جیسے:"کان محمد بوهو الرسول الأمین شجاعاً"یہاں "وهو الرسول الأمین "جملہ معترضہ واقع ہے۔

(۹)واؤ لصوق:

یہ حرف زائد ہوتا ہے، یہ ماقبل موصوف کے ساتھ مرجط کرنے کے لئے جملے پر داخل کیا جاتا ہے۔ جیسے: شعر:۔

"فیاللناس کیف غلبتُ نفسی"

"علی شنئی ومکرھه ضمیری"

﴿وعسی أن تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم﴾[الآیة](البقرۃ:۲۱۶)

(موسوعہ النحو، ص۷۰۷، المنہاج، ص۳۳۰، معجم النحو، ص۴۳۰، مغنی اللبیب، ج۱، ص۲۶۵)

فائدہ

"ولو" جب درمیان کلام میں واقع ہو اور اس کا جواب نہ ہو تو "واؤ" حالیہ اور "لو" زائدہ ہوگا۔ مابعد جملہ محل نصب میں حال واقع ہوگا۔ جیسے: "ما تذکرک ولو ابتعدتَ عنی" (موسوعہ النحو، ص۷۱۶)

فائدہ

"واؤ قسمیہ" کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) فعل قسم کو حذف کرنا، پس "اقسم واللہ" کہنا درست نہیں ہے۔

(۲) جواب قسم میں سوال کا نہ ہونا، پس واللہ أتذھب؟ کہنا درست نہیں ہے۔

(۳) ضمیر پر داخل نہ ہونا، پس "وک" کہنا غلط ہے۔

(شرح رضی، ج۲، ص۴۰۹)

فائدہ

جب واؤ قسم کے بعد "واؤ" مکرر آجائے تو سیبویہ اور خلیل کے نزدیک "واؤ" مکرر عاطفہ ہوتا ہے اور یہی مذہب راجح ہے جب کہ بعض کے نزدیک "واؤ" قسم ہے جیسے: ﴿واللیل اذا یغشیٰ والنھار إذا تجلّٰی﴾[الآیة]

(شرح رضی، ج۲، ص۳۴۲)

خاتمہ در بیان جمل

جملہ کی تعریف:

جملہ وہ قول ہے جو مسند اور مسند الیہ سے مرکب ہو جس کو مرکب اسنادی بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾ [الآية] (الاسراء:۸۱) (جامع الدروس العربیہ، ج ۲، ص ۲۱۳)

فائدہ

مرکب اسنادی ومفید کو کلام اور جملہ کہا جاتا ہے، نیز جملہ کلام سے عام مطلق ہے کلام میں افادہ اور قصدِ اسناد شرط ہے۔ جس پر متکلم کا سکوت صحیح ہو اور جملہ میں اسناد تام ہی کافی ہے لہٰذا صرف شرط یا صرف جزاء یا صلہ یا صفت یا خبر یا حالیہ سب جملے ہیں۔ کلام نہیں کلام مجموع شرط وجزاء کو کہتے ہیں۔ البتہ زمخشری جملہ اور کلام کو مترادف سمجھتے ہیں۔

(بغیۃ العامل، ص ۱۴۴، مغنی اللبیب، ج ۱، ص ۵، جامع، ج ۳، ص ۲۱۲، کتاب الاعراب، ص ۳)

فائدہ

جملہ کی دو قسمیں ہیں (۱) خبریہ (۲) انشائیہ

خبریہ

وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ بشرطیکہ امور خارجیہ، متکلم اور خصوصیتِ کلام کو نہ دیکھا جائے۔

انشائیہ

وہ ہے جس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ ہو۔ (نحو میر، ص ۱۳)

فائدہ

خبریہ اور انشائیہ کی مذکورہ تعریف زیادہ مشہور ہے البتہ علماء نے ایک اور تعریف کی ہے۔ جو "اقرب الی الصحة" ہے۔

"هي ان قصد بها الحكاية عن الواقع فخبرية والا فانشائية" (یعنی اگر اس جملے سے کسی واقعہ کی حکایت کا قصد کیا جائے تو جملہ خبریہ ہوگا ورنہ جملہ انشائیہ ہوگا)

(متن متین، ص ۳۰۱)

فائدہ

جملہ خبریہ کی چار اقسام ہیں۔(۱) اسمیہ (۲) فعلیہ (۳) ظرفیہ (۴) شرطیہ۔

(۱) اسمیہ

وہ ہے جس کے اجزاء اصلیہ میں سے پہلا جزء اسم ہو۔ جیسے: "ضرب زید"

(۲) فعلیہ

وہ ہے جس کے اجزاء اصلیہ میں سے پہلا جزء فعل ہو۔ جیسے: "زید قائم"

(۳) ظرفیہ

وہ ہے جس کا پہلا جزء ظرف یا جار مجرور ہو اور دوسرا جزء فاعل ہو۔ جیسے: "افی الدار رجل"

(۴) شرطیہ

وہ ہے جو شرط اور جزاء سے مرکب ہو۔ جیسے: "ان ضربت ضربتُ"

(جہد مقصر، ص ۱۳، متن متین، ص ۳۰۲، مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۷)

فائدہ

جملہ انشائیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسمیہ۔ جیسے: "لیت زیداً حاضرٌ"

(۲) فعلیہ۔ جیسے: "هل ضرب زیدٌ"

(۳) ظرفیہ۔ جیسے: "افی الدار رجلٌ"

انشائیہ میں جملہ شرطیہ نہیں آتا، مگر بعض کہتے ہیں کہ حکم جزاء میں ہوتا ہے اور شرط اس کے لئے قید ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو جملہ شرطیہ مجازاً کہا جا سکتا ہے۔ ان علماء کے نزدیک شرطیہ بھی انشائیہ کی قسم بن سکتا ہے۔ (جہد مقصر، ص ۳)

فائدہ

جملہ انشائیہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

(۱)امر۔جیسے:''اضرب''

(۲)نہی۔جیسے:''لاتضرب''

(۳)استفہام۔جیسے:''ھل ضرب زیدٌ''

(۴)تمنی۔جیسے:''لیت زیدا حاضرٌ''

(۵)ترجی۔جیسے:''لعل عمراً غائبٌ''

(۶)عقود۔جیسے:''بعتُ واشتریت''

(۷)نداء۔جیسے:''یااللہ''

(۸)عرض۔جیسے:''الا تنزل بنا فتصیب خیراً''

(۹)قسم۔جیسے:''واللہ لاضربن زیداً''

(۱۰)تعجب۔جیسے:''مااحسنہ واحسن بہ'' (نحومیر،ص۱۴)

فائدہ

جملہ کی دوسری تقسیم کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں(۱) کبریٰ (۲)صغریٰ۔

کبریٰ

وہ جملہ ہے جو خبر واقع ہو۔جیسے:''زیدقام ابوہ''

صغریٰ

وہ جملہ ہے جو مبتدا کی خبر واقع ہو۔جیسے:''زیدٌ قام ابوہ'' میں ''قام ابوہ'' صغریٰ اور''زیدٌقام ابوہ'' پورا جملہ کبریٰ ہے۔

(متن متین،ص۳۰۲،بغیۃ العامل،ص۱۴۴،مغنی اللبیب،ج۲،ص۱۳)

فائدہ

جملہ کبریٰ کی دو قسمیں ہیں۔(۱)ذات وجہ(۲)ذات وجھین۔

(۱)ذات وجہین: وہ جملہ ہے جس کی ابتداء میں اسم اور بعد میں جملہ فعلیہ ہو ۔جیسے:"زید یقوم ابوہ"

(۲)ذات وجہ: جیسے:"زیدٌ ابوہ قائمٌ" (مغنی اللبیب، ج۲،ص۱۶)

فائدہ

بعض جملوں کا محل اعراب ہوتا ہے اور بعض کا نہیں ہوتا۔اس اعتبار سے جملوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)التی لهامحل من الاعراب (۲)التی لامحل لهامن الاعراب۔

وہ جملے جن کا محل اعراب نہیں ہے۔وہ سات ہیں۔اور یہی جملوں میں اصل ہے۔

(۱)ابتدائیہ یا مستانفہ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۲)منقطعہ:۔یعنی کلام سابق سے منقطع ہو۔جیسے:"مات فلان رحمه الله"﴿قل ساتلوا علیکم منه ذکراً انامکنّاله فی الارض﴾ [الآیة]الکہف:۱۲)یہاں" أنّا مکنّا له فی الارض "جملہ منقطعہ ہے۔

(۲)صلہ واقع ہوخواہ موصول اسمی ہو یا حرفی۔جیسے:"جاء نی الذی قام ابوہ" ﴿وضاقت علیهم الارض بما رحبت﴾[الآیة]

(۳)جملہ معترضہ۔یہ تقویت یا تحسین یا تسدید کلام کے لئے آتا ہے۔اور فعل فاعل، مبتدا،خبر، فعل مفعول، موصول صلہ، قسم جواب، موصوف صفت کے درمیان واقع ہوتا ہے۔جیسے:﴿وانه لقسم لو تعلمون عظیم﴾[الآیة]﴿فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی﴾ [الآیة]ان دونوں مثالوں میں "لوتعلمون" اور"لن تفعلوا" جملے معترضہ ہیں۔

(۴)جملہ تفسیریہ:اس کو"مفسرہ" اور"مبینہ" بھی کہا جاتا ہے یہ کسی شئی کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے آتا ہے۔جیسے:﴿واسروا النجوی الذین ظلموا هل هذا الابشر﴾[الآیة]اس جملہ میں"هل هذا" جملہ"النجوی" کے لئے تفسیر ہے۔

(۵)جواب قسم واقع ہو،جیسے:﴿انک لمن المرسلین﴾ [الآیة]، جملہ ﴿یسین والقرآن الحکیم﴾ کے بعد جواب قسم واقع ہے۔

(۶) جملہ شرط غیر جازم کا جواب ہو یا شرط جازم کے جواب میں واقع ہو لیکن مقترن بالفاء اور اذا مفاجاتیہ نہ ہو کیونکہ اس وقت فعل مجزوم ہوگا۔

(۷) ان مذکورہ جمل میں سے کسی پر عطف ہو۔ جیسے: "قام زید وقعد عمرو"

(بغیۃ العامل ص/۱۴۵، مغنی اللبیب ج/۲، ص/۱۷، کتاب الاعراب ص/۳، جامع، ج/۲، ص/۲۱، متن متین، ص/۳۰۹، الجامع لاعراب جمل القرآن، ص/۳۷)

فائدہ

علماء بلاغت کے نزدیک مستانفہ وہ جملہ ہوتا ہے جو سوال مقدر کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے: ﴿قال سلامٌ﴾ [الآیۃ] سوال مقدر کا جواب واقع ہے یعنی "ماقال ابراھیم"؟

(بغیۃ العامل، ص/۱۴۵، متن متین، ص/۳۱۵، مغنی اللبیب، ج/۲، ص/۱۷)

فائدہ

جملہ جب صلہ واقع ہو تو اس کے لئے تین شرائط ہیں (۱) خبریہ ہو (۲) مخاطب کو معلوم ہو (۳) موصول کے مطابق ضمیر ہو۔ جیسے: ﴿الحمد لله الذی انزل علی عبد الکتاب﴾ [الآیۃ] (بغیۃ العامل، ص/۱۴۵)

فائدہ

جملہ معترضہ اور حالیہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ جملہ اعتراضیہ یا طلبیہ ہوتا ہے یا اس کے شروع میں حرف استقبال یا حرف شرط یا حرف ناصب ہوتا ہے یا مقترن بالفاء ہوتا ہے۔ اور حالیہ میں یہ چیزیں نہیں آسکتی۔ (بغیۃ العامل، ص/۱۴۶)

فائدہ

جملہ تفسیریہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) حرف تفسیر سے خالی ہو۔ جیسے: ﴿خلقه من تراب﴾ [الآیۃ] یہ ماقبل کے لئے تفسیر ہے۔

(۲) "ای" کے ساتھ مقارن ہو۔

(۳)"ان "تفسیریہ کے ساتھ مقارن ہو۔جیسے:﴿واحینا الیه ان اصنع الفلک﴾ [الآیة]

(بغیۃ العامل،ص۱۳۶/، جامع الدروس،ج۳/،ص۲۰۶/،مغنی اللبیب،ج۳/،ص۴۷/)

فائدہ

جملہ قسمیہ،انشائیہ ہوتا ہے لیکن جواب قسم خبریہ اور انشائیہ دونوں ہو سکتے ہیں۔

(بغیۃ العامل،ص۱۴۷/)

فائدہ

وہ جمل جن کا محلِ اعراب ہو وہ نو(۹) قسمیں ہیں۔

(۱)خبر واقع ہو۔جیسے:﴿هو الله احد﴾﴿وما كادوا يفعلون﴾[الآیة]

(۲)حال واقع ہو۔جیسے:﴿وجاء وا اباهم عشاء يبكون﴾[الآیة]

(۳)مفعول بہ واقع ہو۔جیسے:﴿قال انی عبدالله﴾[الآیة]

(۴)مضاف واقع ہو۔جیسے:﴿يوم هم بارزون﴾[الآیة]

(۵)مفرد کے تابع ہو،یعنی مفرد کی صفت یا مفرد پر عطف ہو یا مفرد سے بدل واقع ہو۔جیسے:﴿من قبل ان ياتی يوم لا بيع فيه﴾[الآیة]

(۶)جملہ ایسے جملے کا تابع واقع ہو جس کا محل اعراب ہو،یعنی بدل یا عطف بحرف ہو۔جیسے:﴿واتقوا الذی امدكم بما تعلمون أمدكم﴾[الآیة]

(۷)مستانفہ ہو۔جیسے:﴿الامن تولی وكفر﴾[الآیة]

(۸)مسند الیہ ہو۔جیسے:﴿سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم﴾[الآیة]

(۹)شرط جازم کے جواب میں واقع ہو اور جواب میں "فاء" یا "اذا" مفاجاتیہ ہو کیونکہ اس صورت میں فعل پر جزم نہیں ہوتا۔

(بغیۃ العامل،ص۱۴۷/، کتاب الاعراب،ص۳/، جامع،ص۲۱۳/، الجامع لاعراب جمل القرآن،ص۳۷/، متن متین،ص۳۰۳/)

فائدہ

جملہ محل نصب میں مفعول بہ واقع ہو اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) قول کا مقولہ ہو۔ جیسے: ﴿قال انی عبدالله﴾[الآیة]

(۲) علمت کا مفعول ثانی واقع ہو۔ جیسے: "علمت زیداً یقرء"

(۳) اعلمت کا مفعول ثالث واقع ہو۔ جیسے: "اعلمت زیداً عمرا ابوہ عالم"

(۴) جملہ مفعول بہ واقع ہو، جس کا عامل معلق ہو۔ جیسے: ﴿لنعلم ای الحزبین احصیٰ﴾[الآیة] (بغیۃ العامل ص ۱۴۹، مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۶۵)

فائدہ

چند اسماء جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ وہ مندرج ذیل ہیں۔

(۱) اسماء زمان۔ جیسے: یوم، اذا، اذ، لمّا (وجودیہ) حین (۲) حیث مکانیہ (۳) لدیٰ (۴) بینما. بینا (۵) لفظ قول یا قائل (۶) ذو بمعنی صاحب۔

(بغیۃ العامل ص ۱۴۸، مغنی اللبیب ج ۲ ص ۸۷)

قاعدہ

اگر جملہ خبریہ محض نکرہ کے بعد واقع ہو تو ماقبل کے لئے صفت ہوگا۔ جیسے: ﴿حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ﴾ [الآیة] (الاسراء: ۹۳)

اور اگر محض معرفہ کے بعد ہو تو حال بنے گا۔ جیسے: ﴿ولا تمنن تستکثر﴾. (الآیة) (المدثر: ۶)

اگر ایسے اسم کے بعد واقع ہو جو نہ محض معرفہ ہو نہ محض نکرہ ہو تو دونوں کا احتمال ہوگا۔ جیسے: ﴿وھذا ذکر مبارک انزلناہ﴾[الآیة] (الانبیاء: ۵۰)

یہاں "انزلناہ" کو "ذکر" کے لئے صفت بھی بنایا جا سکتا ہے کیونکہ نکرہ ہے اور حال بھی کیونکہ "مبارک" صفت کی وجہ سے اس میں تخصیص آ گئی ہے لہٰذا نکرہ مختصہ سے حال آ سکتا ہے۔ (مغنی اللبیب، ج ۶، ص ۹۳۔ کتاب إعراب القرآن، ص ۵)

قاعدہ

جملہ انشائیہ صفت اور حال واقع نہیں ہوسکتا۔ (مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۹۲)

فائدہ

بعض ایسے جملے ہوتے ہیں۔ جن میں خبریہ اور انشائیہ دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿قال رجلان من الذین یخافون انعم الله علیهما﴾ [الآیة (المائدۃ:۲۳)] یہاں "انعم الله علیهما" جملہ دعائیہ کا احتمال رکھتا ہے پس یہ جملہ انشائیہ ہوگا اور خبریہ ہونے کی صورت میں "رجلان" سے صفت ثانیہ واقع ہوگا۔ (مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۹۳)

فائدہ

بعض ایسے مقامات ہوتے ہیں۔ جہاں جملے کا اسمیہ ہونا ضروری ہے۔

(۱) شرطیہ، بشرطیکہ "لولا" کے سوا ہو۔

(۲) "لو" "لولا" اور "لوما" کے ذریعے جملہ شرطیہ کا جواب شرط۔

(۳) "لمّا" کے بعد دونوں جملے۔

(۴) حروف تحضیض کے بعد والے جملے۔

(۵) افعال مقاربہ کی اخبار جب جملہ واقع ہوں۔

(۶) "لو" کے بعد "انّ" کی خبر جب جملہ ہو (عند الزمخشریؒ)

(مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۳۲۶)

فائدہ

مندرجہ ذیل مقامات میں جملے کا فعلیہ ہونا ضروری ہے۔

(۱) "اذا" مفاجاتیہ کے بعد (علی الصحیح)

(۲) "لیتما" کے بعد۔ (علی الصحیح) (مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۳۲۶)

فائدہ

بعض مقامات میں جملے کا خبریہ ہونا واجب ہے۔

(۱) صلہ واقع ہو (۲) صفت واقع ہو (۳) حال واقع ہو (۴) کان کی خبر واقع ہو (۵) اِن کی خبر واقع ہو (۶) ضمیر شان کی خبر واقع ہو (۷) مبتدا کی خبر واقع ہو (۸) قسم کا جواب واقع ہو بشرطیکہ غیر استعطافی ہو یعنی استفہامیہ نہ ہو۔

البتہ جوابِ قسم استعطافی میں جملہ انشائیہ کا ہونا ضروری ہے۔

(مغنی اللبیب، ج ۲، ص ۳۲۹)

☆ مثالوں کے لئے جن کتب سے حوالے لئے گئے ہیں ☆

۱	قرآن مجید
۲	صحیح البخاریؒ
۳	صحیح مسلمؒ
۴	سنن ترمذیؒ
۵	سنن ابی داؤد
۶	سنن ابن ماجہ
۷	سنن نسائیؒ
۸	مؤطا امام مالک
۹	مؤطا امام محمدؒ
۱۰	مسند احمدؒ

﴿مصادر ومراجع﴾

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف	مکتبہ
۱	معجم النحو	للشیخ عبد الغنی الدقر	المکتبۃ العلمیۃ لاہور طباعت سنہ ۱۳۹۴ھ
۲	جامع الدروس العربیۃ	للشیخ مصطفی الغلاییٰ	قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۹۴ھ
۳	النحو القرآنی	للدکتور جمیل احمد ظفر	مکتبہ مکہ مکرمہ الطبعۃ الثانیہ ۱۴۱۸ھ
۴	النحو الکافی	للشیخ حسن عباس	انتشارات خسروایران الطبعۃ الرابعۃ
۵	النحو الکافی	للشیخ أیمن أمین عبد الغنی	دار الکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
۶	موسوعۃ النحو	للدکتور أمیل بدیع یعقوب	انتشارات استقلال طہران ایران ۱۳۷۹ھ
۷	جہد قصیر شرح نحو میر	للشیخ محمد یوسف	مکتبہ العثمانیہ رحیم یار خان ۱۴۲۰ھ
۸	شرح رضی شرح الکافیہ	للشیخ رضی الدین الأستر آبادی	قدیمی کتب خانہ کراچی طبعۃ جدیدۃ
۹	شرح الأشمونی علی الکفیۃ ابن مالک	للشیخ أبی الحسن نور الدین علی بن محمد	دار الکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۱۹ھ
۱۰	حاشیۃ الصبان علی حاشیۃ الأشمونی	للعلامۃ محمد بن علی الصبان	انتشارات زاہدی قم الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۱ھ
۱۱	شرح قطر الندی	للشیخ جمال الدین ابن ہشام	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۲	مغنی اللبیب عن کتب الأعاریب	للشیخ جمال الدین ابن ہشام	دار المنار بیروت
۱۳	الأشباہ والنظائر فی النحو	الشیخ جلال الدین عبد الرحمن السیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۲۲ھ
۱۵	شرح ابن عقیل	للشیخ بہاء الدین عبد اللہ بن عقیل الہمدانی	المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ الطبعۃ الرابعۃ عشرۃ ۱۳۸۴ھ
۱۶	شرح شذور الذہب	للامام ابن ہشام	قدیمی کتب خانہ
۱۷	ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع	للامام جلال الدین بن عبد الرحمن السیوطی	دار المعرفۃ بیروت
۱۸	متن متین	للشیخ عبد الرسول	المطبع المجتبائی دہلی طبعۃ قدیمہ ۱۳۳۰ھ
۱۹	أوضح المسالک إلی الکفیۃ بن مالک	للشیخ جمال الدین ابن ہشام الانصاری	انتشارات سید الشہداء قم ایران ۱۳۶۶ھ
۲۰	تکملہ عبد الغفور علی شرح جامی	للشیخ عبد الغفور	حاجی عبد الغفار راگ بازار قندھار ۱۳۸۹ھ
۲۱	شرح المفصل	للشیخ موفق الدین ابن یعیش	انتشارات ناصر خسروایران
۲۲	کتاب الإعراب عن قواعد الإعراب	للشیخ أبی محمد عبد اللہ بن یوسف	دائرۃ المعارف الدینیۃ بلوچستان تب سکران

۲۳	القواعد الأساسية		
۲۴	هداية النحو		قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۵	کافیہ		مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۲۶	شرح جامی		مکتبہ علوم الاسلامیہ پشاور
۲۷	بغیۃ العامل	للشیخ محمد یوسف	مکتبہ العثمانیہ رحیم یار خان
۲۸	شروح شرح مائۃ عامل		
۲۹	تحریر سنبٹ شرح کافیہ		مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۰	زینی زادہ علی الکافیہ		مکتبہ ایچ، ایم، سعید کراچی
۳۱	بشیر الناجیہ شرح الکافیہ		مکتبہ میر محمد آرام باغ کراچی
۳۲	شرح مائۃ عامل		
۳۳	نحو میر		
۳۴	الجامع لإعراب جمل القرآن	للشیخ أیمن	مکتبۃ الغزالی دمشق
۳۵	حاشیۃ الدسوقی	للشیخ مصطفی الدسوقی	مکتبہ انتشارات زاہدی، طبعۃ ثانیہ
۳۶	عدۃ السالک إلی الفیہ مالک		مکتبہ انتشارات سید الشہداء قم ایران
۳۷	إعراب القرآن المنسوب إلی الزجاج		مکتبہ ایران قم، طبعۃ أولی
۳۸	العنایہ شرح الھدایہ		

قال شعبة مثل الذي يتعلم الحديث ولا يتعلم النحو مثل برنس لا رأس له
جامع العلم والبيان ٢/١٦٥

عربی حاشیہ کے ساتھ

هداية النحو

مع

الحواشي المفيدة الماخوذة من الكتب المتداولة والنادرة من هذا الفن

تلخیص النحو

شرح اردو

ھدایۃ النحو

مفتی روح الامین

پسند فرمودہ

مولانا منظور احمد مینگل

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

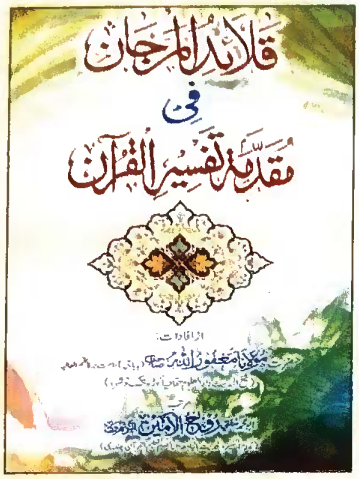

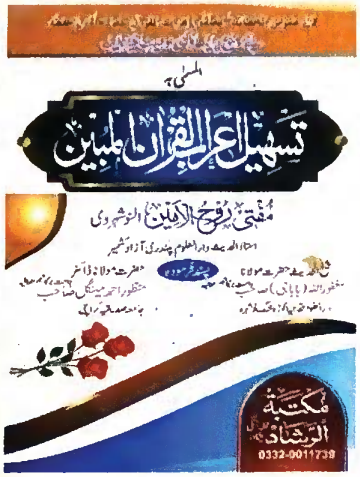

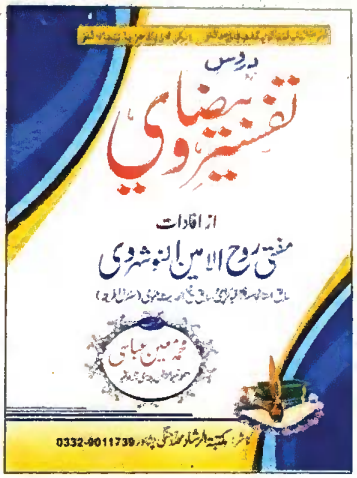

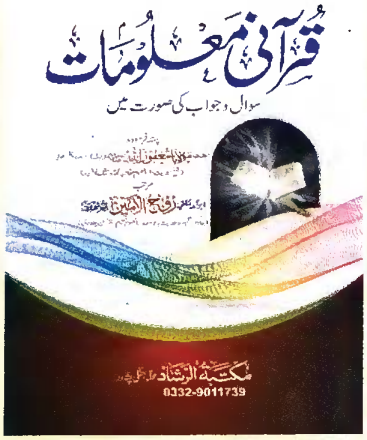

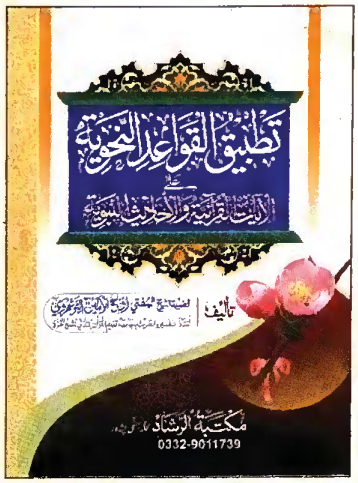

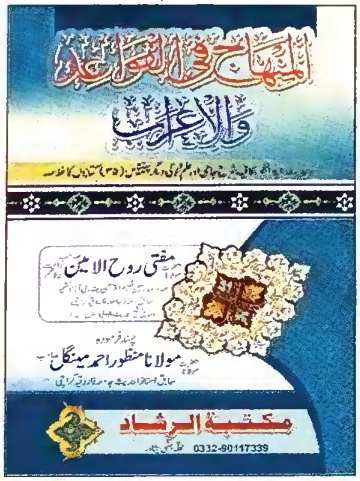

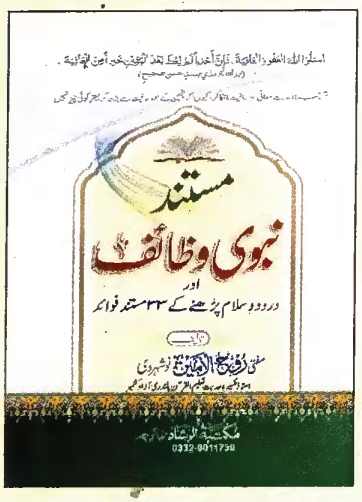

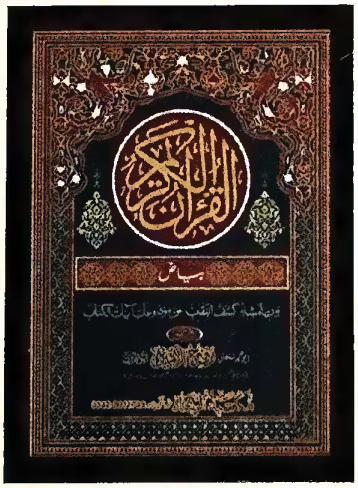

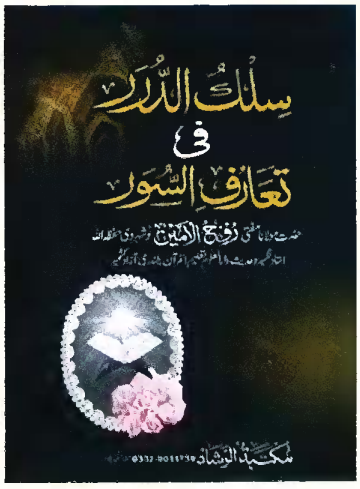

مکتبۃ الرشاد محلہ جنگی پشاور
0332-9011739